مناظرے

إنا فتحنا لك فتحا مبينا

فتوحات صفدر

جلد اول

مناظر اسلام وکیل احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

کے مباحثوں اور مناظروں کا جامع ترین مجموعہ

ترتیب، مراجعت، تخریج احادیث وحوالہ جات وحواشی

مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

مکتبہ امدادیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان Ph: 061-544965

نام کتاب: فتوحات صفدرؒ (جلد اول)

ازافادات: وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا محمود عالم صفدر صاحب

ناشر: مکتبہ امدادیہ، ملتان

طبع: دوم

کمپوزنگ: محمد مسلم فاروقی

قیمت:

المحتویات

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

میدان مناظرہ کے پیچ وتاب کو جاننے والے اور اس کے اسرار ورموز سے واقفیت رکھنے والے، اس بات سے بخوبی شناساں ہیں کہ مناظرہ میں اصل دارومدار دعوی، جواب دعوی اور ان پر قائم دلائل پر ہوتا ہے۔ لیکن اصول مناظرہ کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر مناظرہ کرنا جہاں ایک جان جوکھوں کا کام ہے، وہاں اہل حق کا طرہ امتیاز بھی ہے۔ اور یہ بات اہل باطل کو دور دور تک نصیب نہیں ہوئی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ ساری کہانی اس وقت استوار ہوتی ہے، جب انسان کے پاس دلائل نام کی کوئی چیز ہو۔ تب تو وہ اصول مناظرہ کے تقاضوں کو بھی مدنظر رکھے گا اور دلائل و براہین سے اپنے دعوی یا جواب دعوی کو مزین کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر مناظر کو دلائل نام

کی کوئی چیز چھو کر بھی نہ گزری ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اصول مناظرہ کیا ہے؟۔ نہ اسے یہ معلوم ہو کہ دعویٰ کسے کہتے ہیں، نقض کسے کہتے ہیں، منع کیا چیز ہے، تقریب تام کب ہوتی ہے؟۔ تو اسے مناظرے کے وقت کو فضولی مباحث اور طعن و تشنیع سے گزارنے کے سوا چارہ ہی کیا ہو سکتا ہے۔

وقت گزارنے کی خاطر کبھی وہ موضوع مناظرہ سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا، کبھی مد مقابل مناظر کی ذات پر گھٹیا قسم کے الزامات واتہامات لگا کر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرے گا تا کہ مد مقابل مناظر طیش میں آکر اس پر بھی ویسے ہی کیچڑ اچھالے، اور میدان مناظرہ میں بجائے علمی مباحث اور دلائل و براہین کے انبار لگنے کے جانبین سے گالیوں کا تبادلہ شروع ہو جائے۔ اور وہ میدان مناظرہ رہنے کی بجائے کشتی کا میدان ثابت ہو کر سامعین کے لئے بجائے روحانی تفریح کے جسمانی تفریح کا باعث بن جائے۔

لیکن افسوس صد افسوس اس پر ہے کہ عوام الناس کے ہاں دوسرے قسم کے مناظرے کو جو مقبولیت حاصل ہے، وہ پہلی قسم کے مناظرے کی قسمت میں کہاں۔ حالانکہ قرآن پاک کی آیت مبارکہ۔

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

سے پہلی قسم کے مناظرے مراد ہیں، نہ کہ دوسری قسم کے۔ لیکن تغیر زمانہ کچھ ایسا ہوا ہے کہ اب دوسرے قسم کے مناظروں ہی کے انعقاد کی خواہش عوام الناس میں بڑھتی چلی جا رہی ہے، اور مناظرین بھی بعض طوعاً اور بعض کرھاً، اس کو تسلیم کرتے چلے جا رہے ہیں کیونکہ اس میں نہ تو مناظرین کا وجود پگھلتا ہے، نہ دماغ، نہ مطالعہ کی ضرورت، نہ ہی بڑے بڑے کتب خانوں کی، نہ ہی تیاری کی ضرورت، نہ ہی لمبے چوڑے تجربے کی۔

جو اونچی اور تیز گفتگو کر لیتا ہو، وہی مناظر اعظم بھی ہے اور سب کچھ وہی ہے۔ واہ واہ کرنے والی عوام الناس کا مزاج بگڑ کر تباہی کے دہانے تک پہنچ چکا ہے کہ انہیں دلائل نام کی کسی

چیز سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ اپنے مکتبہ فکر کے مناظر کی ہر بات پر خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو، سبحان اللہ کہنا فرض عین، اور مخالف مناظر کی ہر بات خواہ وہ کیسی ہی عمدہ ہو، صم بکم کا مصداق بننا ہی سب سے بڑا محاذ ہے اور جہاد۔

چنانچہ رئیس المناظرین حضرت اوکاڑوی کا واسطہ جن مناظروں سے پڑا، ان میں سے اکثر ایسے ہی تھے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ باطل فرقے علمی شخصیت کے مقابلے میں اپنے علمی افراد لاتے، لیکن ایسا کرنا ان کے بس میں کہاں؟۔ اگر ایسا کرتے تو کب کے اپنی موت آپ مر چکے ہوتے۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ اولاً تو غیر مقلدین کی جانب سے کچھ علمی افراد سامنے آئے۔ لیکن جب پنجاب میں حافظ عبدالقادر روپڑی اور پروفیسر عبداللہ بہاولپوری، سندھ میں غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم پیر بدیع الدین شاہ راشدی المعروف پیر جھنڈا، اور سرحد میں عبدالعزیز نورستانی کو شکست فاش ہوئی، تو ان حضرات نے آپس میں بیٹھ کر یہ طے کیا کہ اب علمی طور پر مناظرے نہیں کئے جائیں گے، بلکہ اوباش قسم کے نوجوان لڑکوں کو آگے لایا جائے اور وہ مناظرے کیا کریں۔

چنانچہ اس کے نتیجے میں پروفیسر طالب الرحمٰن، عبدالرحمٰن شاہین، شمشاد سلفی کو آگے لایا گیا۔ ایک مناظرہ عبدالرشید ارشد نے بھی بڑھکیں مارنے کے لئے کیا، لیکن یہ تینوں حضرات دلائل دینے کی بجائے ذاتیات پر حملے کرنا زیادہ جانتے تھے۔ اپنی جہالت کو چھپانے کے لئے اس قسم کے رکیک حملے کرنا ان کی مجبوری تھی۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اگر یہ طریقہ نہ اپنایا گیا تو ہم رئیس المناظرین کے دلائل کے سامنے خس وخاشاک کی طرح بہ جائیں گے۔

چنانچہ عبدالرشید ارشد نے پسرور کے مناظرے میں حضرت پر یہ اعتراض کیا کہ تمہارا داماد غیر مقلد ہے۔۔ چنانچہ ہم نے اس کی اس بات کا جواب اسی مناظرے کے ساتھ دے دیا ہے۔ طالب الرحمٰن سے دنیا پور کے مناظرے میں جب اس کے جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے تاریخ بغداد کا حوالہ مانگا گیا، تو اس نے بجائے اس کے کہ حوالہ پیش کر کے غیر مقلدین کو ذلت و

رسوائی سے بچاتا، اس نے اپنے عضو مخصوص کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہے حوالہ۔

یوں غیر مقلدیت کی مردہ لاش کو بے گور کفن دنیا پور کے میدان مناظرہ میں چھوڑ کر ایسا فرار ہوا کہ آج تک وہ لاش پڑی پکار رہی ہے کہ میں بے گور و کفن پڑی ہوں، کوئی ایسا سچا غیر مقلد ہے جو آ کر تاریخ بغداد کا حوالہ پیش کر کے مجھے ذلت و رسوائی سے نکالے۔ اور وہ زبان حال سے یہ کہہ رہی ہے۔

من بیگان ہرگز نالم ہر کہ بمن کرد آشنا کرد

چنانچہ ان جیسے حضرات سے مناظرہ کرنا اگرچہ رئیس المناظرین کے شایان شان نہ تھا۔ لیکن پھر بھی اس مرد قلندر نے ان کو ان کے گھر تک پہنچانے کے لئے ان سے مناظرے کر کے ان کو لاجواب کر کے حجت تام کر دی۔

چاہئے تو یہ تھا کہ ان مناظروں کی قدر کی جاتی اور ہر مناظرے کو محفوظ کر کے شائع کر دیا جاتا تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی۔ لیکن افسوس کہ اس طرف توجہ نہ کی گئی۔ اگر کسی نے توجہ دلائی بھی تو کسی کی ہمت نہ ہوئی۔

اس پر بندہ ایک واقعہ نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہے کہ چند دن قبل بحر العلوم، مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ (پی۔ ایچ ڈی لندن) جامعہ خیر المدارس ملتان تشریف لائے، عصر کے بعد بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت اوکاڑویؒ کا جو مناظرہ بریلوی مناظر مولوی سعید اسد سے نور بشر کے موضوع پر ہوا۔ آپ بھی اس میں موجود تھے ذرا اس کی روئیداد سنا دیں۔

اگرچہ بندہ وہ روئیداد خود رئیس المناظرین سے ان کی زندگی میں سن چکا تھا، لیکن مزید تازگی پیدا کرنے کے لئے حضرت سے عرض کیا تو اس پر حضرت نے فرمایا کہ مولانا مرحوم کی بہت ناقدری کی گئی ہے، ان کی زندگی میں ان کے دل کو دکھایا گیا ہے، اب ان کے مناظرے شائع کرنے کا کیا فائدہ۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے کبھی ایسا مناظرہ مولانا کا نہیں سنا، میں نے حضرت سے عرض کیا، کیا میں اس مناظرے کو قلمبند کر دوں تو حضرت اوکاڑویؒ نے اجازت دے دی۔ میں نے لکھ کر پیش کیا تو حیران ہوئے کہ تمہارا اتنا حافظہ ہے کہ لفظ بلفظ لکھ دیا۔ پھر حضرت اوکاڑویؒ نے کئی حضرات کو وہ مناظرہ شائع کروانے کے لئے کہا لیکن کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی۔

مفکر اسلام کی اس گفتگو سے آپ اندازہ لگا چکے ہوں گے کہ حضرت اوکاڑوی کے علوم کی کتنی ناقدری کی گئی۔

راقم الحروف ۱۹۹۴ء میں درجہ فارسی میں جامعہ خیر المدارس میں داخل ہوا اس وقت حضرتؒ کا جامعہ میں دوسرا سال تھا۔ بندہ کو رہائش بھی حضرت ہی کی رہائش گاہ میں ملی۔ لیکن تھا بچپن، لیکن جب بچپن کا زمانہ گزرا تو پھر معلوم ہوا کہ کس قدر عظیم ہستی کی خدمت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ چنانچہ بارہا میں نے عرض کیا کہ آپ اپنے مناظروں کی روئیدادیں لکھوا دیں، لیکن حضرتؒ ٹال جاتے۔

بندہ نے بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اسی دوران حضرتؒ راہی دار البقا ہو گئے۔

اس کے بعد بندہ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیسٹوں میں ریکارڈ شدہ مناظروں کو جمع کر دیا جائے۔ لیکن ہمت نہ پڑتی اس لئے کہ اصل کتب کی طرف مراجعت کر کے حوالوں کی جانچ پڑتال جان جوکھوں کا کام تھا۔ بالآخر ذات علیم وخبیر پر توکل کر کے کام شروع کر دیا جو ہوتے ہوتے مکمل ہو گیا۔

ساتھ یہ بات بھی حق تعالی نے ذہن میں ڈال دی کہ حواشی ساتھ لگا دیئے جائیں۔ اگر مناظرے میں عبارت نامکمل ہو تو اسے مکمل کر دیا جائے۔ اگر بے حوالہ ہو تو اس کا حوالہ تلاش کر کے حاشیہ میں لکھ دیا جائے، تاکہ قارئین کو حوالہ جات کی مراجعت میں دشواری نہ ہو۔

بعض مناظرے جس قدر دستیاب ہوئے اتنے ہی نقل کر دیئے گئے، تاکہ کم از کم حوالہ جات سے محرومی نہ ہو۔ اگرچہ اس صورت میں موازنہ نہ ہو سکے گا۔

آخر میں بندہ عم مکرم جانشین حضرت اوکاڑویؒ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی رئیس تخصص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان وامیر اتحاد اہل سنت والجماعت پاکستان اور مناظر اہل سنت، حامل علوم عقلیہ ونقلیہ، سراپا اخلاص، نشانی اسلاف حضرت اقدس مولانا منیر احمد صاحب زید مجدھم استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کا انتہائی ممنون ہے، کہ انہوں نے اس مسودے کی ترتیب میں اس عاجز کی جو کہ ابھی اس میدان میں طفل مکتب ہے، کی قدم قدم پر حوصلہ افزائی وراہنمائی کی۔ اور حضرت مولانا عبدالغنی طارق مدظلھم امیر اتحاد اہل سنت ضلع رحیم یارخان ومدیر جامعہ حمیر اللبنات رحیم یارخان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس میں تعاون فرمایا۔ نیز سیدی و استاذی حضرت مولانا نعیم احمد صاحب زید مجدھم مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان کا بھی بندہ انتہائی ممنون ہے جو اس میدان میں اس ناچیز کی مکمل سرپرستی فرمارہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اصحاب اربعہ کو بہت بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے، اور اس مسودے کو اہل علم کے لئے اور متلاشیان راہ حق کے لئے چراغ ھدایت اور راقم اثیم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز. وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب.

محمود عالم صفدر

۱۶ صفر المصفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۳۰ اپریل ۲۰۰۲ء

وارد حال جناح پارک رحیم یارخان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بعض مصنفین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنی تالیف کی نسبت کسی بزرگ شخصیت کی طرف کیا کرتے ہیں تاکہ اس سے ان کو بھی شرف حاصل ہوجائے اور اس شخصیت سے عقیدت ومحبت کا اظہار بھی ہوجائے۔

راقم اثیم اپنی اس ناچیز تالیف کا انتساب ایسی شخصیت کی طرف کررہا ہے، جس نے ہر دور میں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ ادا کیا ہے، رافضیت ہو یا مودودیت، مماتیت ہو یا خارجیت اس مرد قلندر نے بلاخوف لومۃ لائم ان باطل فتنوں کی سرکوبی کی اور اہل حق کی ترجمانی کی۔

وہی عظیم شخصیت تھی کہ جب پاکستان نے سنی مسلمان خصوصاً اور باقی دنیا کے عموماً فتنہ خارجیت کا تیزی سے شکار ہو رہے تھے، اور محمود عباسی، اسحٰق سندیلوی، کے وساوس وتلبیسات کا شکار ہو کر اہل بیت النبی ﷺ کی عقیدت ومحبت کے گلہائے رنگارنگ سے اپنے دامن کو خالی کر رہے تھے۔ تو اس شخصیت نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف فتنہ خارجیت لکھ کر خارجیت کے ملحدانہ قلعوں کو زمین بوس کر دیا۔

جب فتنہ مودودیت نے سر ابھارا، تو ماہنامہ حق چار یار میں اس فتنہ کا ایسا تعاقب کیا کہ مودودی اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر مودودیت کے رد میں دو کتب ''مودودی مذہب'' اور ''علمی محاسبہ'' تصنیف کر کے اس فتنہ کی سازشوں کا تانا بانا بکھیر دیا۔ اور وہ کتاب اس فتنہ کے لئے تابوت کی آخری کیل ثابت ہوئی۔

جب مفتی نظام الدین شامزئی [1] کا حیات النبی ﷺ کے فتوے سے رجوع کا فتنہ اٹھا تو

(۱)۔ بندہ نے حضرت مفتی صاحب کے بارے میں جب یہ بات لکھی تو بہت سارے حضرات نے اس کی تفصیل جاننا چاہی تو واقعہ یوں ہے کہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے زندگی کے آخری ایام میں حضرت سے منکرین حیات انبیاء کے بارے میں ایک فتویٰ لیا گیا حضرت شہیدؒ نے فتویٰ دیا کہ منکرین حیات انبیاء علیہم السلام اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اس فتویٰ پر حضرت مفتی صاحب کے بھی دستخط تھے، لیکن حضرت شہید کی شہادت کے کچھ ماہ بعد کچھ لوگوں نے مفتی صاحب سے جب اس فتویٰ کے بارے میں سوال کیا اور استفتاء کی صورت میں جاننا چاہا تو مفتی صاحب کا یہ نیا فتویٰ پہلے فتوے کے برعکس تھا اور یہ بھی اس میں لکھا گیا کہ اس مسئلے کو اٹھانا یہودی سازش ہو سکتی ہے۔ اس پر ماہنامہ حق چار یارؓ میں قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ نے تعاقب کیا پھر اس کے بعد ماہنامہ بینات کا لدھیانوی شہید نمبر شائع ہوا

وہی شخصیت تھی جس نے ماہنامہ حق چار یار میں اس کا تعاقب کیا کہ مفتی نظام الدین صاحب

اس میں مفتی صاحب نے اپنے اس دوسرے فتویٰ کی کچھ تردید فرمائی۔ ۱۴۲۵ھ کے صفر میں مفتی صاحب ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے سلسلہ میں ملتان تشریف لائے اور جمعہ کے موقع پر خطاب فرمایا بندہ بھی بعد نماز جمعہ ان کی ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا، ملاقات کی غرض ان کی تقریر ترمذی کی ایک عبارت کی طرف توجہ دلانی مقصود تھی کہ حضرت مفتی صاحبؒ کی تقریر ترمذی میں عذاب قبر کے باب میں کچھ باتیں ایسی ہیں جو معتزلہ کی تائید میں جاتی ہیں۔ بندہ نے حضرت مفتی صاحبؒ سے جب عرض کیا تو مفتی صاحب فرمانے لگے کہ تقریر ترمذی کا جو حصہ میرا ہے اس میں یہ عذاب قبر کا باب نہیں ہے یہ دوسرے کسی مدرس کا ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ ٹائٹل پر نام آپ کا ہے اور لوگ اس کو آپ کا ہی عقیدہ سمجھیں گے۔ پہلے بھی آپ کے بارے میں مسئلہ حیات کے بارے میں تردد پایا جاتا ہے بندہ نے اس موقع پر یہ بھی عرض کیا کہ کوئی بھی شخصیت کتنی بڑی بھی کیوں نہ ہو امت اس کے تفردات کو قبول نہیں کیا کرتی۔ اس پر فرمانے لگے کہ میرے نام پر لوگ ایسی چیزیں شائع کر دیتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ بندہ نے عرض کیا کہ آپ کی مصروفیات حضرت شیخ سرفراز خان صاحب اور حضرت قاضی صاحب ان دو حضرات سے زیادہ نہیں ہوں گی لیکن یہ حضرات سب سے پہلے اپنا دامن صاف رکھتے اور پھر کوئی دوسرا کام کرتے، آپ بھی یونہی کیا کریں۔ ورنہ کل جب آپ دنیا سے چلے گئے تو یہی عبارات ہمارے لئے درد سر بن جائیں گی۔ اس پر مفتی صاحب فرمانے لگے کہ وہ مسئلہ حیات کے بارے میں بھی میں حضرت قاضی صاحب کی مخالفت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا اس لئے کہ ان کا اور مرتبہ تو ایک طرف صرف اگر یہی دیکھا جائے کہ وہ حضرت مدنیؒ کے خلیفہ مجاز ہیں یہ بات ہی ان کے لئے کافی ہے پھر مفتی صاحب فرمانے لگے اگر چہ میں ان حضرات کے پاس پڑھتا رہا ہوں لیکن جب اپنے حضرات کے پاس آیا تو اللہ تعالیٰ

رجوع سے رجوع کرنے پر مجبور ہو گئے۔ تمام فتنوں کی سازشوں کا تنہا مقابلہ کرنا یہ اسی شخصیت کا قلب وجگر ہے۔

اسی لئے جامع المعقول والمنقول استاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ (بانی جامعہ خیر المدارس ملتان) نے فرمایا تھا کہ دیوبندی کہلانے والے اگرچہ بہت ہیں لیکن صحیح معنوں میں اگر کوئی دیوبندی ہے تو وہ قاضی مظہر حسین ہے۔ اور حضرت اقدس مفتی محمد تقی عثانی مدظلھم سے کسی نے پوچھا کہ صرف قاضی مظہر حسین صاحب تمام فتنوں کا مقابلہ کیوں کرتے ہیں، دوسرے حضرات کیوں نہیں کرتے؟۔ اس پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ تمام فتنوں سے ٹکرانے کے لئے حضرت مدنی کا جگر چاہئے اور وہ اگر ہے تو قاضی مظہر حسین میں ہے۔

ایک مرتبہ رئیس المناظرین، امام المتکلمین وکیل احناف، مناظر اسلام، حضرت مولانا محمد

نے مجھے ہدایت نصیب فرمائی اور میرا عقیدہ وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ بندہ نے اس پر عرض کیا کہ حضرت قاضی صاحب جیسی عظیم شخصیت تو آپ کے بارے میں دنیا سے پریشان ہی گئی ہے اب ایک صورت ہے کہ جس سے لوگوں کا تردد مزید ختم ہو سکتا ہے کہ ماہنامہ حق چار یار حضرت قاضی صاحبؒ کی یاد میں خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے آپ اس میں حضرت قاضی صاحبؒ کے متعلق مضمون بھی دیں اور اس مضمون میں اپنے عقیدے کی وضاحت فرما دیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا اگر ماہنامہ حق چار یار والے مجھے اس بارے میں لیٹر لکھ دیں تو میں انشاء اللہ مضمون بھیج دوں گا اور آپ بھی ایک خط کے ذریعے اس طرف متوجہ کر دینا۔ چنانچہ مفتی صاحب واپس کراچی تشریف لے گئے بندہ نے حسب حکم خط لکھا ابھی وہ ارسال کرنا تھا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کی شہادت کی خبر نے اس سارے قصے کو تمام کر دیا۔ اللہ ان پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے۔ چنانچہ انتساب کی اس عبارت کو اسی پچھلے واقعے پر محمول کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ کے سامنے کسی نے کہا کہ حضرت قاضی صاحب سختی فرماتے ہیں۔ اس پر حضرتؒ نے فرمایا اگر حضرت قاضی صاحب مسلک پر سختی سے کاربند نہ رہتے تو آدھی دیوبندیت خارجیت اور بقیہ آدھی مماتیت کا شکار ہو جاتی۔

رئیس المناظرین کے سر مبارک سے جب شیخ التفسیر سلطان العارفین امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کا سایہ شفقت اٹھ گیا، تو حضرت اوکاڑویؒ نے باوجود اس کے کہ حضرت لاہوری کے خلیفہ اجل حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرما دی تھی۔ آپ نے حضرت قاضی صاحب سے اپنا روحانی تعلق قائم کیا۔ اور تادم آخر آپ کے چشمہ روحانی سے فیضیاب ہوتے رہے۔

حضرت کی عظیم الشان فتوحات، جن کو آپ اس کتاب میں ملاحظہ کریں گے، ان فتوحات کی ایک بہت بڑی وجہ اس عظیم شخصیت کی روحانی توجہ بھی تھی۔

اسی لئے میں اپنی اس تالیف فتوحات صفدر کی جلد اول

کا

انتساب

امام المتکلمین، قائد اہلسنت، وکیل صحابہؓ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

کے نام کرتا ہوں

یکے از خدام حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

محمود عالم صفدر

۱۶-صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۳۰-اپریل ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیات صفدر کے درخشندہ پہلو

محمد محمود عالم صفدر

....

وقت کے عظیم محقق و مدقق فخر اسلاف، پاسبان احناف، میدان مناظرہ کے شاہسوار، قلم وقرطاس کے بے تاج بادشاہ، امام ابن تیمہ کی یادگار، امام طحاوی کے علوم کے وارث جو اساتذہ کے لئے محب بھی، شاگردوں کے لئے محبوب بھی، صاحب عقل بھی، اہل دل بھی، استاذ بھی، مربی بھی، شاہسوار بھی اور سپہ سالار بھی۔ قابل فخر بھی اور قابل رشک بھی۔ صراط مستقیم کا مسافر بھی اور علماء کے لئے منزل بھی، خود اکابر کے نقش قدم پر چلنے والا اور بعد والوں کے لئے مشعل راہ بھی۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے رحمہ اللہ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نورہ اللہ مرقدہ کی بارگاہ عالیہ میں ان کے خادم خاص اور بھتیجے محمود عالم صفدر کا عاجزانہ اظہار عقیدت۔

....

نحمده ونصلى على رسوله الكريم. قرآن پاک میں خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ

"تیرا رب پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اختیار کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔"

دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی آتے ہیں جن کو رب ذوالجلال اپنے دین متین کی خدمت کے لئے چن لیتا ہے۔ ایسے لوگ اگرچہ بزم جہاں میں آتے تو دیر سے ہیں مگر اپنا نام صدیقین اولین میں لکھوا جاتے ہیں، جن کا وجود مسعود اس جہان والوں کے لئے نعمت عظمیٰ، ان کا علم لوگوں کے لئے باران رحمت، ان کا تقویٰ وطہارت امت کے لئے نمونہ، ان کی جرأت وشجاعت آنے والوں کے لئے مشعل راہ، جن کے اخلاص وللّٰہیت میں آخرین کے لئے درس اخلاص ہوتا ہے، جن کی زندگی کے روز وشب آنے والی نسلوں کے لئے ایسی تاریخ کی حیثیت رکھتے ہیں جو سنہری حروف سے لکھی جاتی ہے اور آنے والی نسلیں اس تاریخ کو پڑھ کر اپنے بڑوں کی زندگی کے روز وشب دیکھ کر صراط مستقیم تلاش کرتے ہیں اور پھر اس صراط مستقیم پر چل کے جنت کے دروازے تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی ہی نابغہ روزگار اور جلیل القدر شخصیات میں سے سلطان المحققین، رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کی شخصیت بھی تھی۔ ایسے ہی افراد کے بارے میں شاعر نے کیا خوب کہا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسے افراد اگرچہ بزم ہستی میں آتے تو اکیلے ہیں لیکن جب جاتے ہیں تو سارا عالم سوگوار چھوڑ کے جاتے ہیں۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

آج اگرچہ حضرت اوکاڑویؒ کی رحلت کو سات ماہ گزر چکے ہیں لیکن عالم اسلام اسی طرح سوگوار ہے جیسا کہ آپ کی وفات حسرت آیات کے دن سوگوار تھا۔ علم وفضل کی محفلیں جو حضرت کے وجود مسعود کی برکت سے لگا کرتی تھیں وہ ویران ہو چکی ہیں۔ علماء اپنے

آپ کو یتیم محسوس کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرتؒ کی موت علم وحلم، تدبر وحوصلہ، جرأت و شجاعت، فہم وفراست، عقل ودانش کی موت ہے۔

چونکہ حضرت اوکاڑویؒ کی زندگی ایسی تاریخ سے مزین ہے جس کو دیکھ کر آنے والی نسلوں کے ڈگمگاتے پاؤں راہ حق پر جم سکتے ہیں، اس لئے ضروری تھا کہ آپ کی حیات طیبہ کے واقعات کو مرتب کیا جائے تاکہ آنے والے لوگوں کے لئے یہ واقعات تاریخ کے درخشندہ ابواب بن جائیں۔

چونکہ میرے شیخ ومربی اور تایا جان حضرت اوکاڑویؒ کے مضامین آٹھ سال تک ماہنامہ الخیر کے ماتھے کا حسین جھومر بنتے رہے اس لئے ماہنامہ "الخیر" کا ایک خصوصی نمبر حضرت کی یاد میں شائع ہونے کا پروگرام بنا تو یہ ناکارہ بھی مخمل میں ٹاٹ کی پیوندکاری اور حضرت تایا جان کی حسین یادوں کو تازہ کرنے کے لئے حاضر خدمت ہے۔ **فللہ الحمد**

دلائل النبوۃ میں امام بیہقیؒ نے حضور اقدس کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے۔

انه سيكون في آخر هذه الامة قوم لهم مثل اجر اولهم يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقاتلون اهل الفتن ......

"اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جن کو اجر امت کے پہلوں کا سا دیا جائے گا۔ یہ لوگ معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں گے اور اہل فتن سے لڑیں گے۔"

آج سے تقریباً نصف صدی قبل کا واقعہ ہے کہ چک نمبر ۵۵/۲۷ اوکاڑہ کی سرزمین پر دو بھائی کھڑے ہیں۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ فلاں قریبی چک میں مرزائیوں نے لٹریچر تقسیم کیا ہے۔ میں نے اس کا جواب دینے جانا ہے۔ آپ نے اگر ساتھ جانا ہو تو چلے جانا۔ چھوٹا بھائی غصہ میں آ کر کہتا ہے کہ کچھ دن پہلے تو مجھے مرزائیوں نے مارا ہے،

اب پھر مار کھائی ہے۔ بڑا بھائی کچھ دیر خاموش ہو جاتا ہے، پھر اس کی آواز سکوت کو توڑتی ہے اور چھوٹے بھائی سے گویا ہوتا ہے اللہ نے ہمیں جتنا علم دیا ہے قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھ ہوگی کہ اس کا حق ادا کیا تھا یا نہیں؟ بڑے بھائی کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی بات چھوٹے بھائی کے دل و دماغ پر گہرے نقوش چھوڑتی ہے۔ چنانچہ چھوٹا بھائی بھی ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور سائیکل پر پہنچ کر مرزائیت کے لٹریچر کا جواب دیا جاتا ہے۔ (یہ چھوٹے بھائی جانشین حضرت اوکاڑوی امیر اتحاد اہلسنت والجماعت حضرت اقدس مفتی محمد انور صفدر اوکاڑوی مدظلہم تھے)۔ اس وقت علیم وخبیر ذات کے سوا کون جانتا تھا کہ یہ بڑا بھائی مستقبل میں عقل و دانش، علم و وقار، تدبر اور مکارم اخلاق جیسی عظیم صفات کا جامع علماء، حق کے سر کا جھومر، میدان مناظرہ کا شہسوار مرجع العلماء والصلحاء بنے گا، اور وہ چھوٹے بھائی کی تربیت بھی اسی طرح کرے گا کہ وہ اس کے جانے کے بعد اس کا مشن سنبھال سکے گا۔

اس کے ایک ایک نقطے پر بڑے بڑے اکابر علماء سر دھنا کریں گے، اس کی ایک ایک تحریر فرق ہائے باطلہ پر ضرب حیدری کا کام دے گی، اس کی وجہ سے باطل خیالات کے حامل لوگوں کی رات کی نیندیں اور دن کا سکون ختم ہو جائے گا، اس کی زبان میں ایسی تلوار کی کاٹ ہوگی کہ جب باطل کے خلاف گفتگو کرے گا تو قصر باطل کی کڑیاں زمین پر آنا شروع ہو جائیں گی، پھر آن ہی آن میں باطل عقائد کی عمارت کھنڈر میں تبدیل ہو جایا کرے گی۔

ایک وقت تھا دینی غیرت وحمیت سے سرشار یہ مرد قلندر عیسائیت اور مرزائیت کو پے در پے شکستیں دے کر زخم چاٹنے پر مجبور کر دیتا ہے اور یکا یک دنیا کے سامنے مناظر اسلام رئیس المحققین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کی صورت میں آسمان علم کے افق پر طلوع ہوتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے علوم کی روشنی پوری آب وتاب کے ساتھ پھیلنی شروع ہو جاتی ہے اور پھر وہ علوم وفنون، اسرار و رموز کا بے تاج بادشاہ بن جاتا ہے۔ اس کی وسعت مطالعہ دیکھ کر امام ابن تیمیہؒ اور قوت حافظہ دیکھ کر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور احادیث پر گہری نظر دیکھ کر امام طحاویؒ کی یاد

تازہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس عظیم محقق و مدقق بے مثل مناظر کو ذات باری تعالیٰ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں پہنچا دیتی ہے۔

فطرت خود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی

شیخ کی صحبت اور دعاؤں ہی کا اثر تھا کہ آپ اپنے اندر اپنے شیخ کی بہت ساری صفات جذب کئے ہوئے تھے۔ آپ تواضع وانکساری، زہد وتقویٰ، علم وحلم، جرأت وشجاعت، بلند ہمتی اور وسعت ظرفی، اعراض عن الدنیا اور احقاق حق وابطال باطل میں اپنے پیرو مرشد حضرت لاہوریؒ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ رات کو سونے سے قبل اکثر حضرت لاہوریؒ کے ملفوظات کا مطالعہ کر کے سوتے، کبھی فرماتے کہ میں تو حضرت لاہوریؒ کے لئے عار ہوں۔

حضرت لاہوریؒ کے متعلق آپ کے واقعات تو متعدد ہیں، عاجز کا مقصد ان ہی واقعات کو ذکر کرنا ہے جو بہت کم لوگوں کو معلوم ہیں۔ حضرتؒ نے ایک مرتبہ عاجز کو بتایا کہ جب میں آخری مرتبہ حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں گیا تو جب میں نے واپسی کے لئے اجازت چاہی تو فرمایا اور بیٹھ جاؤ یہ میری اور تمہاری آخری ملاقات ہے۔ میں بیٹھ گیا۔ چار یا پانچ گھنٹوں تک یہ مجلس جاری رہی، پھر جب میں نے رخصت ہونے کے لئے اجازت چاہی تو فرمایا آپ میرے جنازے میں شریک نہیں ہوں گے۔ میں ملاقات کے بعد واپس آ گیا، پھر کچھ دن کے بعد ساہیوال کسی کام کے لئے گیا، جب عصر کی نماز کے لئے جامعہ رشیدیہ پہنچا تو مدرسہ خالی ہے۔ نہ اساتذہ نظر آ رہے ہیں، نہ طلبہ۔ میں نے چھوٹے طالب علموں سے پوچھا کہ مدرسہ کیوں خالی ہے؟ انہوں نے کہا آپ کو نہیں پتہ کہ حضرت لاہوریؒ کا انتقال ہو گیا ہے اور ظہر کے وقت جنازہ بھی ہو گیا ہے۔ میرے ذہن میں فوراً حضرت کی یہ بات آئی ”آپ میرے جنازے میں شریک نہیں ہو سکیں گے“۔

یہ حضرت لاہوری ہی کی پاکیزہ توجہات کا اثر تھا کہ آپ جہاں بھی تقریر کے لئے تشریف لے جاتے آپ کی طرف سے نہ تو فیس کا مطالبہ ہوتا نہ ہی اس کی طرف التفات۔ اس پر ایک

واقعہ یاد آیا جو حضرتؒ نے بندہ کو خود سنایا تھا۔

حضرتؒ کا واقعہ حضرتؒ کی زبانی:

اوکاڑہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ وہاں ایک مولوی صاحب تھے۔ بہت مخلص، بلا معاوضہ دین کی خدمت کرتے۔ ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور کہا "ہمارے علاقہ میں شیعہ سنی جھگڑا ہو گیا ہے آپ آ کر رافضیت کے خلاف تقریر کر جائیں اور یہ بھی سن لیں کہ بس پر جتنا کرایہ لگتا ہے آٹھ آنے وہی دوں گا اور بس سے اتر کر کچھ کلومیٹر پیدل سفر بھی ہے۔ میں نے تاریخ دے دی۔ مقررہ تاریخ کو میں نے سائیکل بس پر رکھا اور وہاں پہنچا۔ بقیہ سفر سائیکل پر طے کیا۔ جا کر تقریر کی اور واپس آ گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ مولوی صاحب پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کی تقریر کے بعد شیعہ نمبردار نے بہت بڑی مجلس کروائی ہے۔ آپ نے تقریر کے لئے چلنا ہے لیکن شرط وہی آٹھ آنے کرایہ اور سائیکل کا سفر۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔

چنانچہ مقررہ تاریخ کو سائیکل بس پر رکھا اور شاپ پر اتر کر سائیکل پر سوار ہوا اور چک کی طرف چل پڑا۔ جب میں چک کے قریب پہنچا تو چک کا نمبردار جو کہ رافضی تھا راستہ میں کھڑا ہے۔ جب مجھے دیکھا تو میرے سائیکل کے سامنے آ کر ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا جو تم ہم سے لکھواتے ہو لکھوا لو ہم تمہیں تنگ نہیں کریں گے، لیکن مہربانی فرما کر تقریر نہ کرو کیونکہ آپ نے پہلے جو تقریر کی تھی پتہ نہیں مولوی صاحب نے آپ کو کرایہ بھی دیا تھا یا نہیں لیکن تمہاری تقریر کے جواب میں، میں نے جو مجلس کروائی ہے میرا اس پر چالیس ہزار خرچ ہو گیا ہے کیونکہ جوذا کر کراچی سے آیا وہیں سے کار کروا کر آیا لیکن تمہارے ایک سوال کا جواب بھی کسی کو نہیں آیا۔ اب اگر تو نے تقریر کر دی تو میرا چالیس ہزار اور خرچ ہو جائے گا۔ لہذا مہربانی کر کے میری حالت پر رحم کریں۔

میں نے کہا کہ مولوی صاحب جن کی دعوت پر میں آیا ہوں ان کو منا لو۔ چنانچہ اس علاقہ کے بڑے روافض نے مولوی صاحب سے معافی مانگی تب جا کر ان کی جان چھوٹی (بندہ کے ذہن میں نہیں کہ اس دوسرے سفر میں حضرت نے تقریر فرمائی تھی یا نہیں)۔

ایک بدعتی پیر کا علاج۔

کچھ دنوں کے بعد پھر وہ مولوی صاحب آ گئے کہ اب ایک اور مسئلہ ہے کہ میرے چک میں اکثر بریلوی ہیں۔ ان کے بچے میرے شاگرد ہیں۔ پورا سال میرے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں۔ سال میں ایک ہی دفعہ ان کا پیر آتا ہے اور جب بھی وہ آتا ہے مسجد میں جھگڑا کروا کے جاتا ہے۔ لہذا آپ اس بارے میں کچھ کریں۔

چنانچہ میں کچھ دنوں کے بعد حضرت مولانا بشیر احمد پسروری خلیفہ حضرت لاہوریؒ کو لے کر اس گاؤں پہنچ گیا۔ پہلی مجلس ذکر میں ہی چالیس کے قریب نوجوان حضرتؒ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ ان میں بریلوی نمبردار کے بھی تین بیٹے شامل تھے۔ ان نوجوانوں نے داڑھیاں رکھ لیں۔ نمازیں شروع کر دیں۔ تین دن کے بعد حضرت پسروریؒ واپس تشریف لے آئے۔

پھر جب بدعتی پیر آیا اب نوجوان طبقہ جو حضرت کا مرید ہو چکا تھا انہوں نے کیا دیکھا کہ حضرتؒ کا قیام مسجد میں، بدعتی پیر کا گھر میں۔ حضرت ہر وقت عبادت میں رہتے ہیں جبکہ بدعتی پیر خدمت کروانے میں لگا رہتا۔ چنانچہ یہ ہوا کہ جس گھر میں بدعتی پیر ڈیرہ جمائے بیٹھا تھا ان کا لڑکا حضرت پسروریؒ کا مرید ہو چکا تھا۔ اس نے بدعتی پیر کو کہا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ بدعتی پیر نے جواب میں کہا میری نماز مکہ مدینہ میں ہوتی ہے۔ نوجوان نے کہا کہ روٹیاں یہاں کھاتا ہے اور نماز مکے مدینے میں۔ جا روٹیاں بھی وہاں جا کر کھا۔ بدعتی پیر نوجوان کی اس بات کو ناقابل برداشت سمجھتا ہوا اس گھر سے ہجرت کر کے دوسرے گھر پہنچ گیا۔

ملک خدا تنگ نیست

پائے گدا لنگ نیست

بدعتی پیر صاحب دوسرے گھر میں پہنچے اور اس گھر کی عورتوں سے معانقہ وغیرہ کر ہی رہے تھے کہ اس گھر کا نوجوان جو حضرتؒ کی صحبت کی لذت اٹھا چکا تھا پہنچ گیا۔ اس نے جب یہ ماجرا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ پیر نے کہا فیض منتقل ہو رہا ہے۔ نوجوان سمجھدار تھا۔ فوراً

بولا پیر صاحب پھر اپنی بیٹی کو بھی ساتھ لیتے آتے تا کہ میں اس سے معانقہ کر کے فیض حاصل کر لیتا۔ بدعتی پیر صاحب اس اچانک حملے سے ٹپٹا اٹھے اور فرار میں ہی عافیت سمجھی اور ہجرت کر کے تیسرے گھر۔ وہاں جا کر دریافت کیا کہ آخر وجہ کیا ہے کہ ساری کی ساری فضا بدلی ہوئی ہے۔ اس پر لوگوں نے بتایا کہ ایک دیوبندی پیر صاحب کچھ دن قبل تشریف لائے تھے۔ ان نوجوانوں نے انہیں دیکھ لیا ہے اس لئے آپ سے متنفر ہو گئے ہیں۔ یہ خبر بدعتی پیر پر بجلی بن کر گری۔ اسے اپنی کرسی کی چولیں ہلتی نظر آنے لگیں اور اس نے سوچا کہ جعلی پیری کی گدی کو زوال سے بچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرنا چاہئے۔

چنانچہ اس پروگرام کے تحت جعلی پیر نے بھرپور حملے کی تیاری کر لی اور فتوؤں کی توپ فٹ کر کے حضرت کے خلاف پہلا فتویٰ داغا کہ دیوبندی پیر گیارہویں کا ختم نہیں دلواتے لہذا گیارہویں والے پیر کے خلاف ہیں۔ (سبحان اللہ جعلی پیر کے صغرے کبرے پر قربان)۔

چنانچہ سارے گاؤں میں بدعتیوں نے اس توپچی فتوے کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور دن رات ایک کر کے حضرت کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ چنانچہ وہ مولوی صاحب پھر تشریف لائے اور تازہ صورت حال بتلائی۔ میں کچھ دنوں کے بعد پھر حضرتؒ کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ حضرتؒ نے بیان شروع فرمایا تو بریلویوں نے شرارت کی غرض سے مسئلہ پوچھا کہ گیارہویں کا ختم دینا جائز ہے یا نہیں؟ نیت بریلویوں کی یہ تھی کہ حضرتؒ نفی میں جواب دیں گے اور ہم شور مچا دیں گے۔ حضرتؒ خداداد فہم و فراست کی وجہ سے حقیقت حال کو پہچان چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے جواب ہی ایسے انداز میں دیا کہ بدعتی خائب و خاسر ہو کر بغلیں جھانکنے پر مجبور ہو گئے؟

قوت حوصلہ:

رب ذوالجلال نے آپ کو ہمت و استقلال کی چٹان بنایا تھا۔ حلم و حوصلہ اور قوت برداشت کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ میدان مناظرہ میں مدمقابل کے شور و غوغا کا تلاطم آپ کی بلند ہمتی اور وسعت ظرفی کی چٹانوں سے ٹکرا کر ہمیشہ پاش پاش ہوتا رہا اور حضرت ہنستے

مسکراتے وزنی دلائل کیساتھ دشمن پر ایسی ضربیں لگاتے کہ اسے دم دبا کر بھاگنے یا سٹیج پر ناچنے کے سوا کوئی راستہ نظر نہ آتا۔ ایسے اوقات میں مسکرا کر جواب دینا آپ کی وسعت ظرفی کا پتہ دیتا ہے۔

کہہ رہا تھا جوش دریا سے سمندر کا یہ سکوت
جتنا کسی کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اس پر حضرتؒ کا ہی سنایا ہوا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔ فرمایا:

ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب میرے پاس آئے اور کہا ہمارے چک میں تین آدمی مرزائی ہو گئے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر جمعہ کے بعد تشریف لائیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس کو جمعہ پر تقریر کروانی چاہئے تا کہ زیادہ لوگ فائدہ حاصل کریں۔ یہ جمعہ کے بعد کا کہہ رہا ہے۔ خیر میں نے ہاں کر دی اور دل میں یہی سوچا کہ جمعہ سے پہلے پہنچوں گا۔ چنانچہ جمعہ سے پہلے میں وہاں پہنچ گیا۔ مولوی صاحب کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ مولوی صاحب جمعہ دوسرے چک میں پڑھاتے ہیں۔ اب مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ مولوی صاحب نے جمعہ کے بعد کی دعوت کیوں دی تھی؟ اب ساتھ بریلویوں کی مسجد تھی۔ میں وہاں چلا گیا۔ مولوی صاحب کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ میں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ تمہارا بیعت کا تعلق کس سے ہے؟ اس نے کہا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے۔ میں نے کہا پیر صاحبؒ کی فلاں فلاں کتابیں تیرے پاس موجود ہیں جو مرزائیت کے خلاف لکھی گئی ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ بھی عجیب مرید ہیں کہ پیر صاحب کی کتابیں بھی آپ کے پاس نہیں۔ اب جب جانا تو لے کر آنی ہیں اور لے کر بھی دو عدد آنی ہیں۔ ایک اپنے لئے ایک میرے لئے۔ بس اتنی سی بے تکلفی سے مولوی صاحب مانوس ہو گئے اور کہا کہ آپ جمعہ پر تقریر فرما دیں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ ساری گفتگو کا مقصد ہی میرا یہی تھا۔ میں نے ہاں کر دی۔ چنانچہ جمعہ پر میں نے مرزائیت کے خلاف تقریر کی۔

تقریر کے دوران تو کوئی نہ بولا نماز کے بعد شور مچ گیا۔ جو نئے مرزائی بنے تھے ان میں

ایک ریٹائرڈ فوجی بھی تھا۔ میں نے انہیں سمجھانا چاہا تو فوجی مجھے کہتا ہے کہ میں تیرے جیسوں کو سو جوتے مارتا ہوں اور ایک گنتا ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ تو پہلے سو جوتے مار لے تاکہ تیرا غصہ ٹھنڈا ہو جائے پھر تو میری بات غور سے سنے گا۔ میری اس بات کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ بالکل ٹھنڈا ہو گیا۔ معافی مانگی اور بیٹھ گیا۔ میں نے سمجھایا ان کے اشکالات کے جوابات دیئے تو تینوں مرزائی مسلمان ہو گئے۔

وسعت مطالعہ:

حضرتؒ کا مطالعہ اتنا وسیع تھا کہ جب کسی مسئلہ پر تقریر فرماتے تو یوں محسوس ہوتا کہ ساری زندگی اسی مسئلہ پر صرف کی ہے اور جب بھی جس مسئلہ پر تقریر کے لئے درخواست کی جاتی تو فوراً تیار ہو جاتے۔ جیسے پہلے سے تیاری میں ہوں۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا کہ جب حضرت عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا میں مدرسہ عربیہ صولتیہ کے مہتمم صاحب نے درخواست کی کہ حضرت عیسائیت کے بارے میں کچھ کیسٹیں ریکارڈ کروا دیں۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کب؟ حضرت نے فرمایا چاہے ابھی کروا لو۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگے کہ تیاری نہیں کریں گے۔ فرمایا تیاری ہے۔ چنانچہ پانچ چھ کیسٹیں اسی وقت ریکارڈ کروا دیں جن کو سن کر وہ فرمانے لگے کہ ہماری ساری عمر تردید عیسائیت میں صرف ہوئی لیکن جو باتیں آپ نے بتائی ہیں ہمیں بھی معلوم نہ تھیں۔

آپ کی تقریر علمی تحقیقات اور استدلالات سے بھرپور ہونے کے باوجود عام فہم اور پر مغز ہوتی تھی۔ بڑے بڑے اکابر آپ کی تقریر کو سنا کرتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے بخوبی لگا لیں گے کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم جامعہ حنفیہ بورے والا) نے بتلایا کہ آج سے بیس سال قبل جامعہ خیر المدارس، ملتان کا سالانہ جلسہ تھا۔ میں سٹیج سیکرٹری تھا۔ جب حضرتؒ کا بیان شروع ہوا تو مناظر اہلسنت حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہ العالیہ اور مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب دامت برکاتہ سٹیج پر تشریف لے آئے۔ میں نے کرسیوں

پر بیٹھنے کی درخواست کی تو زمین پر بیٹھ گئے اور کہا کہ حضرت مولانا کی تقریر سننے آئے ہیں اور سامعین میں بیٹھ کر سنیں گے۔

ایک مرتبہ کراچی تشریف لے گئے۔ چار دن کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ واپسی پر بتایا کہ چار دن میں ۳۲ جلدوں کا مطالعہ کر کے آیا ہوں اور اپنے کام کے حوالے بھی ساتھ لکھ کر لے آیا ہوں۔ جس شخص کی سرعت مطالعہ کا یہ حال ہو اس کے مطالعہ کی وسعت کا کیا عالم ہوگا؟

ایک مرتبہ ایک جامعہ کے شیخ الحدیث پریشان حالت میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ حضرت بخاری میں (یا حدیث کی کسی اور کتاب کا نام لیا) لکھا ہے کہ ازواج مطہرات نے کانوں کے نیچے سے بال کٹوائے تھے۔ یہ تو فیشن ہوا؟ حضرتؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ حج یا عمرہ کے موقع پر قصر کا واقعہ ہے۔ یہ جواب سن کر شیخ الحدیث صاحب بہت خوش ہوئے۔

مولانا شاہد معاویہ صاحب (ناظم اعلیٰ اتحاد اہلسنت والجماعت، پاکستان) نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں حضرتؒ کے گھر گیا۔ میں حضرت کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ اتنی دیر میں ایک آدمی آیا اور کہا کہ فلاں مولوی کہتا ہے کہ پندرہ شعبان کا روزہ ثابت نہیں۔ (وہ مولوی غیر مقلد تھا اور یہ آنے والا شخص بھی غیر مقلد تھا) حضرت نے فرمایا کہ وہ مولوی جاہل معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کیسے جاہل کہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ یہ سنن ابن ماجہ میں ہے اور جس کو صحاح ستہ کا پتہ نہیں وہ جاہل نہیں تو اور کیا ہے۔ اس پر غیر مقلد بولا کہ آپ نے کون سی پڑھ رکھی ہے (میں شیخ کی تواضع پر قربان) حضرت نے فرمایا کہ چل تیری بات مان لیتا ہوں کہ میں نے نہیں پڑھی لیکن اگر تجھے دکھا دوں تو مان جائے گا۔ اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت آپ نے ابن ماجہ کا مطالعہ کتنی مرتبہ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا ساٹھ مرتبہ بالاستیعاب ابن ماجہ کا مطالعہ کیا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت کا ایک مقالہ شیخ الفتاح ابو غدہ نور اللہ مرقدہ نے پڑھا تو کئی خطوط لکھے کہ حضرت آپ مجھے حدیث کی سند عنایت فرمائیں۔ حضرت اپنی عادت مبارکہ کے

مطابق یہ کہہ کرٹالتے رہے کہ میں کون سا عالم ہوں۔ پھر شیخ ابوغدہ نے ایک شاگرد حضرت کے پاس اسی مقصد کے لئے بھیجا لیکن حضرت نے اس مرتبہ بھی معذرت کرلی اور سند عنایت نہ کی۔

قوت حافظہ:

آپ اگرچہ شاگرد ایسے کہ اساتذہ نے اپنا محبوب سمجھا۔ استاد ایسے کہ بڑے بڑے علماء آپ کی شاگردی پر فخر کرتے نظر آتے۔ محدث ایسے کہ آنے والوں کے لئے معتبر ٹھہرے۔ مناظر ایسے کہ ہر ایک گوشہ زمین آپ کا حلقہ اثر ٹھہرا۔ ذہین ایسے کہ بڑے سے بڑے مشکل مسائل کو آسان سے آسان تر بنادیا لیکن ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر جو نعمت رب ذوالجلال نے آپ کو عنایت فرمائی تھی وہ قوت حافظہ کی نعمت تھی جس کی وجہ سے آپ چلتے پھرتے عظیم کتب خانہ تھے۔ بچپن ہی سے آپ کے استاد مکرم حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نور اللہ مرقدہ نے آپ کے حافظہ کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ انور شاہ ثانی ہے۔

ایک مرتبہ حضرتؒ علماء کرام کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ نورالانوار کی ایک عبارت کے بارے میں بحث چل پڑی کہ یہ متن کی عبارت ہے یا شرح کی؟ حضرت نے فرمایا کہ متن کی عبارت ہے۔ ایک مدرس صاحب فرمانے لگے یہ شرح کی عبارت ہے اور وہ فرمانے لگے کہ میں سولہ برس سے نورالانوار پڑھا رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا چلو کتاب منگوا لیتے ہیں۔ جب کتاب منگوا کر دیکھا تو عبارت متن کی نکلی۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے تمام علماء حضرت کی قوت حافظہ پر حیران رہ گئے۔

بندہ کو اسباق میں اگر کوئی اشکال ہوتا یا سمجھنے میں کمی رہ جاتی تو حضرتؒ سے پوچھتا تو ایسے بتلاتے جیسے پہلے سے مطالعہ کر کے بیٹھے ہوں۔ مشکل سے مشکل عبارات منٹوں میں حل فرمادیتے۔ شرح عقائد کے سبق میں برہان تطبیق پر بندہ کو شرح صدر نہ ہوا۔ حضرت سے عرض کیا کہ سمجھادیں۔ حضرت نے برہان تطبیق سمجھا بھی دی اور اس پر کچھ اعتراض بھی کردیئے جو کسی کتاب سے نقل نہیں کئے ہوئے تھے بلکہ حضرت نے اپنی طرف سے کئے تھے۔ میں نے عرض

کیا کہ آپ تو پھر علامہ تفتازانی سے آگے نکل گئے۔ فرمایا نہیں۔ میرے اندر اگر ایک خوبی ہے تو ننانوے خامیاں ہیں اور علامہ میں اگر ایک خامی ہے تو ننانوے خوبیاں ہیں۔ میں ان کے ساتھ کس طرح مل سکتا ہوں۔ حضرت کی قوت حافظہ کا اندازہ آپ حضرات اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔

مولانا شاہد معاویہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کی خدمت میں ملتان حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ہم کہتے تو ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہؒ امام بخاریؒ کے استاد ہیں، ہم نے پڑھ رکھا ہے کہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ تیس مرتبہ بخاری میں آیا ہے۔ میں بخاری کو کھول چکا ہوں۔ تیس مرتبہ مل نہیں رہا۔ حضرت نے فرمایا تجھے کتنی مرتبہ ملا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سترہ مرتبہ ملا ہے۔ حضرت نے فرمایا تجھے صفحے آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ بتلا دیں۔ حضرت نے فرمایا پہلی جلد میں چھ جگہ آتا ہے اور صفحے گنوانا شروع کر دیئے کہ 162 پر آیا ہے۔ 263 پر آیا ہے۔ 274 پر آیا ہے۔ 411 پر آیا ہے۔ 547 پر آیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ دوسری جلد کے بھی بتاؤں؟ میں نے عرض کیا حضرت ٹھہریں میں لکھ لوں۔ حضرت نے لکھوانے شروع کئے کہ دوسری جلد میں 564 پر آیا ہے۔ میں دیکھنے لگا، مجھے نہیں ملا۔ میں نے عرض کیا حضرت مل نہیں رہا۔ فرمایا تجھے نہیں ملے گا اس لئے کہ عبداللہ اوپر ہے۔ ابن ابی شیبہ نیچے لکھا ہے۔ پھر بتانا شروع فرمایا کہ 581 پر آیا ہے۔ 590 پر آیا ہے۔ 625 پر آیا ہے۔ 641 پر آیا ہے۔ 743 پر آیا ہے۔ 838 پر آیا ہے۔ 847 پر آیا ہے۔ 848 پر آیا ہے۔ 856 پر اور [illegible] پر آیا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے صحیح بخاری کا کتنی مرتبہ مطالعہ کیا ہے؟ فرمایا بالاستیعاب ۳۲ مرتبہ مطالعہ کیا ہے ویسے تو اکثر دیکھتا رہتا ہوں۔

آپ اپنی تحریر میں اس وقت تک حوالہ نقل نہ کرتے تھے جب تک اصل کتاب سے نہ دیکھ لیتے۔ ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ اپنی پوری زندگی میں صرف دو حوالے اصل کتاب دیکھے بغیر دیگر مصنفین پر اعتماد کر کے دے دیئے۔ ان میں بھی بعد میں پریشانی ہوئی۔ آپ

اصل کتابوں سے حوالے خود چیک کر کے لکھتے تھے، تبھی تو آپ کی تصنیفات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

حضرت اقدس مولانا منیر احمد صاحب مدظلہم (استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا) نے آپ کی وسعت علمی پر ایک لطیف نقطہ بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کوئی شخص اگر کسی دوسرے شخص پر دعویٰ کرے کہ تیرے گھر میں فلاں چیز نہیں؟ یہ اسی وقت کہہ سکتا ہے جب دوسرے کے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا ہو۔ حضرت نے غیر مقلدین پر سوالات کئے اور فرمایا کہ ان کے جواب میں غیر مقلد قیامت کی صبح تک حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ حضرت کا غیر مقلدین سے یہ سوالات کرنا اس کی واضح دلیل ہے کہ پوری دنیا کے ذخیرہ احادیث پر آپ کی گہری نظر ہے۔ حضرت والا نے اس طرح کے دندان شکن سوالات، ایک دو نہیں بلکہ ایک ہزار کئے ہیں۔

تردید عیسائیت میں حضرت کا کردار:

حضرت کا عیسائیت کے بارے میں بہت وسیع مطالعہ تھا۔ عیسائی پادریوں کو مناظروں میں پے در پے شکستیں دیں تو پادری آپ ے نام سے ہی گھبرانے لگے اور پادریوں کو جب پتہ چلتا کہ مناظرے میں مدمقابل آپ ہیں تو ان کو راہ فرار ہی میں عافیت نظر آتی۔ اس پر دو واقعات یاد آ گئے۔

عیسائی سے مناظرہ:

حضرتؒ نے فرمایا: ایک عیسائی سے میرا مناظرہ تھا۔ پادری کہنے لگا کہ آپ ایک دلیل ایسی پیش کریں کہ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کا نبی ہونا ثابت ہو جائے جس کا میں انکار نہ کر سکوں؟ میں نے کہا میں اگر سو دلائل بھی پیش کروں تو تو ان کا کچھ نہ کچھ جواب دینا شروع کر دے گا۔ پادری کہنے لگا کہ کیا آپ دلیل نہیں دینا چاہتے؟ میں نے کہا دلیل دینا چاہتا ہوں لیکن ایسے طریقے سے کہ صرف ایک ہی دلیل کام کر جائے۔ پادری نے کہا وہ کیسی دلیل ہو گی؟ میں نے کہا کچھ ایسے انبیاء علیہم السلام بھی ہیں جن کو ہم دونوں نبی مانتے ہیں۔ مثلاً ابراہیمؑ ہیں،

موسیٰ ہیں، عیسیٰؑ ہیں جن کے نبی ہونے کو آپ مانتے ہیں۔ آپ ان کے نبی ہونے کی دلیل پیش کریں تا کہ ایک پیمانہ بن جائے کہ نبی کی نبوت اس قسم کی دلیل سے ثابت ہوتی ہے۔ پیمانہ آپ بتائیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے پھر اس کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر دلیل انشاءاللہ میں دے دوں گا جس میں بات بالکل کھل کر سامنے آ جائے۔

اس پر پادری نے یسعا نبی کی کتاب کھولی اور اس سے ایک عبارت پڑھی کہ ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام امانوئیل رکھے گی۔ میں نے کہا اس سے آپ کا کیا مطلب؟ پادری نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئی کی ہے۔ میں نے کہا یہ قاعدہ کلیہ ہے؟ اگر یہی قاعدہ کلیہ ہے تو پہلے آدم علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی ثابت کریں۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں۔ کوئی ایسا قاعدہ کلیہ بتائیں جو ہر جگہ فٹ آ سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں اس عبارت سے بھی یہ نہیں مانتا کہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ زور آپ اس بات پر لگائیں گے کہ اس میں کنواری کا لفظ ہے لیکن میں اسی کو غلط سمجھتا ہوں۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ میں یہودی بائبل ہے۔ اس میں جوان عورت لکھا ہے۔ کنواری نہیں لکھا یہ تمہاری ریفرنس بائبل ہے جس کے حاشیہ پر بھی لکھا ہے جوان عورت یہ عبرانی کا لفظ ہے یہ اسی بائبل میں اٹھارہ جگہ آیا ہے، سترہ جگہ آپ نے بھی ترجمہ جوان عورت کیا ہے اور اس جگہ ترجمہ آپ کبھی کنواری عورت کرتے ہیں اور کبھی جوان عورت کرتے ہیں، تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس جوان عورت سے حضرت آمنہ مراد ہیں اور حضرت محمد ﷺ حضرت آمنہ کے اکلوتے بیٹے تھے، نہ ان کی کوئی بہن تھی نہ بھائی تھا، بلکہ ان کا صرف ایک ہی بیٹا ہوا ہے اس لئے اس کو تو میں بھی دلیل بنا سکتا ہوں، آپ کی دلیل تو نہیں بنتی۔

پھر میں نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ اسی کتاب کا باب نمبر 53 بھی مسیح علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ پادری کہنے لگا جی ہاں۔ میں نے کہا پھر اس باب نمبر 9 کو آپ ان پر کیوں چسپا کر رہے

ہیں کیونکہ سخت اختلاف ہے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ کہ وہ ایک مردمردود غمناک رنج کا پیٹا ہوا آدمی تھا اور ہماری بارگاہ میں اس کی کوئی قدر نہیں، لیکن یہاں لکھا ہے کہ وہ امانوئیل ہوگا، خدا اس کے ساتھ ہوگا اور یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں یا تو آپ باب نمبر 53 مسیح علیہ السلام کے بارے میں مانیں یا باب نمبر 9 مانیں پھر میں نے کہا کہ میں امانوئیل کسے مانوں، کیونکہ امانوئیل کا معنی ہے جس کے ساتھ خدا ہوا۔ اس کو مانوں جو کہتا ہے ان اللہ معنا خدا ہمارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ما ودعک ربک وما قلی تجھے خدا نے چھوڑا نہیں اور نہ تجھ سے ناراض ہوا یا میں آمانوئیل اسے مانوں جس نے چھ گھنٹے صلیب پر (معاذ اللہ) یہ نعرہ لگایا ہوا یلی ایلی لما شبقتنی اے اللہ اے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا، جس کو اللہ چھوڑ دے وہ آمانوئیل نہیں ہوتا۔

جب میری بات یہاں تک پہنچی تو عیسائی بیٹھے تھے وہ سب وکیل یا پروفیسر تھے، ان میں کوئی ان پڑھ آدمی نہیں تھا۔ ان میں سے ایک وکیل کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ہماری درخواست ہے کہ آپ بات بند کردیں کیونکہ ہمارا پادری آپ کی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہم نے تھانی پادری کے پاس گاڑی بھیجی ہے وہ چند منٹ کے بعد تشریف لے آئیں گے پھر آپ ان سے بات کریں۔ میں نے کہا جب تک وہ آئے اس وقت تک تو بات چلنے دیں، آپ کے پادری نے پیشین گوئی پر بات شروع کی کہ جس کی پیشین گوئی سچی ہو وہ نبی ہوتا ہے۔

عجیب پیشین گوئی:

میں بھی پیشین گوئی کرنے لگا ہوں، اتنی جلدی کس کی پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی، جتنی جلدی اس مجلس میں میری پیشین گوئی سچی ہوگی۔ وکیل صاحب کہنے لگے وہ کیا؟ میں نے کہا جو آدمی پادری کو لینے گیا ہے اگر اس نے بتلا دیا کہ وہاں امین (حضرت مولانا محمد امینؒ) موجود ہے تو وہ کبھی نہیں آئے گا اور اگر اس نے یہ نہ بتلایا تو وہ آ تو جائے گا لیکن یہاں آکر مناظرہ ہرگز نہیں کرے گا۔

آخر وہی بات ہوئی کہ پانچ سات منٹ کے بعد وہ آگیا اور اپنے مناظر کی طرف جانے کی بجائے میرے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا آپ ادھر جا کر بیٹھیں کیونکہ آپ مناظرہ کے لئے آئے ہیں۔ وہ پادری کہنے لگا کہ مجھے یہ بتلایا ہی نہیں گیا کہ آپ یہاں ہیں ورنہ میں کبھی نہ آتا۔ میں نے کہا اب تو آگئے ہو اب مناظرہ کرو، اس پر وہ پادری کہنے لگا کہ کوئی عقل مند آدمی جلتی آگ میں چھلانگ نہیں لگا سکتا اس لئے میں آپ سے مناظرہ نہیں کرتا۔

میں نے لوگوں سے کہا کہ میری پیشین گوئی سچی ہوگئی ہے۔ پہلے پادری کے بقول تو (معاذ اللہ) مجھے نبی ماننا چاہئے لیکن میں یہی کہتا ہوں کہ میرے نبی ﷺ پر ایمان لے آؤ جس کا میں امتی ہوں وہ بات تو ختم ہوگئی لیکن عیسائیوں کو غصہ بہت تھا، پھر ایک پادری کو بلا کر لائے، اس سے بھی میں نے یہی کہا کہ ایک اتفاقی پیمانہ بنالو پھر آگے چلیں گے، اس نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاٹھی ماری اس سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے یہ ان کا معجزہ ہے، دریا پر لاٹھی ماری تو راستے بن گئے، یہ معجزہ ان کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔

میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اب ایک پیمانہ تو متعین ہوگیا، میں نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے جس دریا پر لاٹھی ماری تھی وہ دریا پہلے آسمان پر تھا یا چوتھے آسمان پر۔ وہ پادری کہنے لگا نہیں جی زمین پر تھا۔ میں نے کہا لاٹھی پانی پر پہنچی تھی یا دور رہی تھی، پادری نے کہا پانی پر لگی تھی۔ میں نے کہا یہ بہت بڑا معجزہ ہے اسی بناء پر موسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے بھی نبی مانا، عیسائیوں نے بھی مانا اور مسلمانوں نے بھی ان کو نبی مانا۔

لیکن اب ہماری طرف بھی توجہ فرمائیں، حضرت محمد ﷺ زمین پر تشریف فرما تھے، آسمان کے چاند کی طرف صرف انگلی سے اشارہ فرمایا، انگلی چاند تک نہیں پہنچی لیکن اللہ تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کردیئے۔ ارشاد ربانی ہے اقتربت الساعة وانشق القمر میں نے کہا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ زمین پر ظاہر ہوا تو کسی یہودی عیسائی اور مسلمان کو ان کے نبی ہونے پر شک نہیں رہا اور جس نبی ﷺ کا معجزہ آسمان پر ظاہر ہو چاند دو ٹکڑے ہوجائے تو اس نبی کی نبوت

میں کون عقل مند شک کر سکتا ہے؟ یہ تو اسی قسم کی حماقت ہوگی جس طرح کوئی یہ کہے کہ زمین سے جو مٹی کا تیل نکلتا ہے اس کے جلانے سے روشنی ہوتی ہے لیکن آسمان کا سورج روشنی نہیں دیتا، جس کا معجزہ زمین پر ظاہر ہو اس کو تو آپ نبی مان رہے ہیں اور جس کا معجزہ آسمان پر ظاہر ہو اس کے نبی ہونے میں کیوں شک کرتے ہو، اس پر سب وکلاء کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپ بات بند کر دیں کیونکہ واقعی آپ کی دلیل اتنی وزنی ہے کہ اب دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱) یا ہم ایمان لے آئیں۔ (۲) یا ہم ضد کر لیں، تیسری کوئی بات نہیں اس لئے اب آگے مناظرہ سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

تردید مرزائیت اور حضرتؒ:

جہاں آپ نے دوسرے مذاہب باطلہ سے مناظرے کئے وہاں آپ تردید مرزائیت میں بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے بلکہ آپ کے مناظروں کی ابتداء ہی مرزائیت سے ہوئی اور الحمدللہ آپ نے دوسرے مذاہب باطلہ کی طرح میدان مناظرہ میں مرزائیت کو بھی پے در پے شکستوں سے دوچار کیا۔ ایک مرتبہ آپ ریل گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ قدرتی طور پر اسی ڈبہ میں مولانا لعل حسین اختر صاحبؒ بھی سوار تھے۔ حضرتؒ نے جونہی مولانا کو دیکھا جھٹ سے ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور مرزائیت کے بارے میں تقریباً ایک گھنٹہ تک گفتگو کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا نے تین مرتبہ الحمدللہ فرمایا۔ حضرتؒ نے مولانا سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ آپ سے ملاقات کے بعد یقین ہو گیا ہے کہ میرے بعد مرزائیت کے بارے میں میرا جانشین موجود ہے۔ (یہ حضرتؒ کا نوجوانی کا زمانہ تھا اس قدر مطالعہ اس وقت تھا، بعد میں کس قدر رہو گا)۔

ایک مرتبہ کراچی میں ۱۶ یا ۱۸ پولیس افسر مرزائی ہو گئے جو کسی کے قابو میں ہی نہ آئیں۔ پھر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ علیہ نے حضرت کو بلوایا۔ حضرت کراچی تشریف لے گئے تو حضرت کے سمجھانے پر دو کے سوا باقی سارے مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرتؒ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف فرما تھے۔ سات

مرزائی ہر روز ایک اور عالم دین جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کی بہت اخلاص سے خدمت کی ہے کے پاس آتے اور چلے جاتے۔ حضرت اقدس علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم دیکھتے کہ یہ مرزائی روزانہ آ جاتے ہیں، پتہ نہیں ان کے اشکالات کے جوابات نہیں ملتے یا کوئی اور چکر ہے؟ اسی طرح تین چار دن ہوتا رہا۔ ایک دن قدرتی طور پر دوسرے عالم دین جن کے پاس مرزائی روزانہ آتے وہ کہیں دعوت پر چلے گئے۔ اب جب وہ مرزائی آئے تو علامہ خالد محمود صاحب نے انہیں فرمایا کہ آج میں تمہیں نئی دکان پر لے چلتا ہوں۔ چنانچہ انہیں حضرت کے پاس لے آئے۔ حضرت نے ان کے اشکالات کے تسلی بخش جواب دیئے تو ساتوں کے ساتوں مرزائی مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح شیخوپورہ کے علاقے میں دو بھائی تھے ایک ڈاکٹر دوسرا وکیل۔ انہیں سے ایک مرزائی ہو گیا۔ دوسرے بھائی نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح مسلمان ہو جائے لیکن جو مرزائی تھا وہ کسی کو بھی ہاتھ نہیں دیتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرتؒ کو لے گ[illegible]۔ حضرت کے سمجھانے پر مسلمان ہو گیا اور حضرت کے قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا کہ حضرت آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا ہے۔ میری تمنا ہے [illegible]پ میری بیٹی سے نکاح فرما لیں تا کہ ہمیں آپ سے رشتہ داری کی سعادت حاصل ہو[illegible]ے۔ حضرت نے [illegible]مایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میرے ذخیرہ آخرت کے لئے تمہارا اسلام ہی کافی ہے۔

حضرت [illegible] ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ آپ نے کبھی حیات مسیح پر بھی مناظرہ کیا ہے؟ فرمایا کہ مرزائیوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ حیات مسیح پر مناظرہ تو کرنا ہے لیکن امین سے نہیں کرنا۔ آپ کے دست مبارک پر ستر سے زائد مرزائیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ (فللہ الحمد)

حضرت نور اللہ مرقدہ اور سرتاج المحدثین امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

حضرت کو امام صاحبؒ سے خاص الفت اور محبت وانس اور عشق تھا۔ آپ

نے پوری زندگی امام اعظم رحمہ اللہ کا دفاع کرتے ہوئے بسر کردی۔ اسی وجہ سے علیم وخبیر ذات نے آپ کو فقاہت سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت نوراللہ مرقدہ نے اپنے ابتدائی دور میں ایک خواب دیکھا تھا کہ امام اعظم رحمہ اللہ آپ کے دائیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ آپ کے بائیں کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ شاید یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ خالق کائنات آپ کو ظاہری اور باطنی علوم دونوں سے نوازے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں قسم کے علوم سے نوازا تھا۔ آپ کا ظاہری علم تو لوگوں پر کچھ نہ کچھ ظاہر ہو ہی گیا لیکن باطنی علم آپ کی خواہش کے مطابق پوشیدہ ہی رہا۔ حضرت رحمہ اللہ اور امام صاحب رحمہ اللہ کے درمیان جو عظمت وعقیدت، فنائیت ومحویت کا رشتہ تھا یہ رب ذوالجلال کو ایسا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کئی صفات امام صاحب کی صفات کے مشابہ کر دیں۔ امام صاحب محسود حضرت بھی محسود، امام صاحب کبھی کسی کی غیبت نہ کرتے حضرت بھی کبھی غیبت نہ کرتے۔ امام صاحب وسیع الظرف حضرت بھی وسیع الظرف۔ آخری نسبت جو ذات باری تعالیٰ نے آپ کے اور امام کے درمیان قائم کردی وہ یہ کہ امام صاحب کی وفات حسرت آیات بھی شعبان میں حضرت کی وفات حسرت آیات بھی شعبان میں۔

(یہ ایک اہم نکتہ مولانا محمد طیب صاحب نے بیان فرمایا تھا)۔ نیز امام ابوحنیفہؒ اور حضرت اقدس تایا جان نوراللہ مرقدہ کے درمیان نسبت کا اندازہ اس خواب سے اچھی طرح ہوتا ہے، جو حضرتؒ نے وفات سے دو ماہ قبل بندہ کو سنایا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ مولانا فخرالدین صاحب نے بتایا کہ میں نے جب خیرالمدارس سے دورہ حدیث کرلیا تو میرا ارادہ بنوری ٹاؤن میں تخصص کرنے کا ہوا لیکن چونکہ بنوری ٹاؤن میں تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں داخلہ کی شرائط نہایت سخت تھیں اس لئے حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم نے فرمایا جاتے وقت مجھ سے سفارشی خط لیتے جانا۔ جس صبح میں نے کراچی کے لئے رختِ سفر باندھا تھا اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جامعہ خیرالمدارس کے دروازے پر کھڑا ہوں اور ایک ضعیف سفید

ریش بزرگ ہاتھ میں لاٹھی لئے کھڑے ہیں۔ تہبند نصف پنڈلی تک ہے اور مجھے فرماتے ہیں: فخرالدین! چل ابوحنیفہؒ کے پاس جاکے پڑھ اور میری انگلی پکڑ لیتے ہیں اور چل پڑتے ہیں۔ جب ہم مدرسہ میں داخل ہوتے ہیں تو انسانوں کا ایک ہجوم ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے باتیں کررہے ہوتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ خیر ہم لوگوں سے گزرتے ہوئے مدرسہ کے پلاٹ میں پہنچ جاتے ہیں جہاں امام صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بابا جی لوگوں کو ادھر ادھر کر کے مجھے امام صاحبؒ کے پاس لے جاتے ہیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ استاد صاحب (حضرت اوکاڑویؒ) تشریف فرما ہوتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں فخرالدین! تو بابا جی کی بات نہیں سمجھا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ مجھ پر عجیب کیفیت طاری تھی، خیر صبح نماز پڑھ کر ذکر وتلاوت میں لگا رہا پھر اپنے مادر علمی خیرالمدارس پہنچا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو خواب سنایا۔ حضرت نے فرمایا ہم کوشش تو کررہے ہیں کہ حضرت مولانا یہاں تشریف لے آئیں۔ دعا کریں کہ ایسا ہی ہو۔ چنانچہ دو یا تین دن بعد جب میں خیرالمدارس میں حضرت مہتمم صاحب سے خط لینے گیا تو دفتر میں کیا دیکھا کہ حضرت تشریف فرما ہیں اور مہتمم صاحب اور شیخ الحدیث صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ شیخ الحدیث صاحب زید مجدہم نے مجھے دیکھ کر فرمایا فخرالدین! مبارک ہو، تمہارا خواب پورا ہوا۔ چنانچہ پھر حضرت شیخ نے حضرت استاذ المکرم کو میرا خواب سنایا۔

مولانا فخرالدین کے اس خواب سے آپ حضرات حضرت تایا جان کی عظمت ورفعت کا اندازہ لگا چکے ہوں گے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علم تعبیر:

حضرت کو اللہ تعالیٰ نے علم تعبیر سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ

ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ دو سفید رنگ کی گائیں ذبح کر کے لٹکائی ہوئی ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ تمہارے والد اور چچا غیر ملک تو نہیں گئے ہوئے۔ اس نے عرض کیا دوبئی گئے ہوئے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ ان کو وہاں قتل کر دیا گیا ہے لاشوں کا انتظار کرو۔ چنانچہ چار گھنٹے نہیں گزرے تھے کہ فون آ گیا اور وہ شخص روتا ہوا آیا اور حضرت کو بتایا۔

اسی طرح ایک عورت نے خواب دیکھا کہ ایک سفید بیل ہے اور ایک سیاہ رنگ والا سیاہ بیل سفید بیل کو مار دیتا ہے۔ حضرت سے تعبیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس کا بھائی اس کے خاوند کو قتل کر دے گا۔ آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہوگا کہ وہ عورت روتی ہوئی آ گئی اور بتایا کہ میرے بھائی نے میرے خاوند کو قتل کر دیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرتؒ بہت کم تعبیر بتلایا کرتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ خواب کی تعبیر پوچھی تو فرمایا میں نے دعا کی تھی یا اللہ مجھ سے علم تعبیر واپس لے لے۔ چنانچہ قبول ہوئی۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے یہ دعا کیوں فرمائی؟ اس پر حضرت نے بتایا کہ میں جب بھی رات کو خواب میں دیکھتا کہ مسجد کا مینار گر رہا ہے، صبح پتا چلتا کہ فلاں عالم دین فوت ہو گیا ہے۔ اس پر حضرتؒ نے بتایا کہ معبر جو تعبیر بتا دے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ بندہ کو جب کوئی خواب نظر آتا حضرت سے عرض کر دیتا، اگر تعبیر اچھی ہوتی تو بتا دیتے ورنہ نہ بتاتے۔ (معبر جو تعبیر بتائے وہ پوری ہو کے رہتی ہے)

اس پر حضرتؒ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ مچھلی اس کے خصیے کھا گئی وہ ایک معبر کے پاس گیا۔ اس نے بتایا کہ تیرا مال ہلاک ہو جائے گا وہ اس کے بعد دوسرے معبر کے پاس چلا گیا۔ اس نے تعبیر بتائی کہ تیری اولاد اور بیوی ہلاک ہو جائے گی۔ تیسرے کے پاس گیا اس نے کہا ویسے ہی ہوگا جیسے تو نے خواب میں دیکھا۔ چنانچہ تینوں تعبیرات پوری ہوئیں۔ وہ اس طرح کہ وہ ہجرت کر کے گھر والوں کے ساتھ بمع مال و زر کشتی پر سوار ہوا۔ کشتی غرق ہو گئی، مال اور اولاد سب ہلاک ہو گئے۔ خود دریا میں پڑا ہوا تھا کہ مچھلی آئی اور آ کر اس کے خصیے کھا گئی۔ چنانچہ

تینوں تعبیریں پوری ہوئیں۔ چنانچہ حضرت نے جو دعا فرمائی تھی کہ علم تعبیر واپس لے لیا جائے قبول تو ہوئی لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ علم تعبیر باقی رہا اور بوقت ضرورت بقدر ضرورت تعبیر بتا دیا کرتے تھے۔

احقاق حق کے لئے مشقت:

حضرتؒ کے بیٹے محمد عمر صاحب نے مجھے بتایا کہ آج سے تقریباً بارہ سال قبل اوکاڑا کی جی ٹی روڈ پر ایک مولوی صاحب میرا پوچھتے پچھاتے میری دکان پر پہنچے۔ میں نے خیریت دریافت کر کے پانی وغیرہ پلا کر آنے کی غرض دریافت کی تو اس نے کہا کہ حضرت مولانا محمد امین صاحب سے ملاقات ہو جائے گی؟ میں نے کہا جی ہاں گھر میں ہیں۔ چنانچہ میں جب دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے آیا تو مولوی صاحب کو بھی ساتھ لیتا آیا اور آنے کی وجہ بھی دریافت کی۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ میں حیدرآباد سے آیا ہوں۔ میرا ایک قریبی رشتہ دار لندن میں مقیم ہے تو جس جگہ وہ مقیم ہے کچھ اور مسلمان بھی ساتھ رہتے تھے۔ مرزا طاہر نے ان مسلمانوں کو لاوارث سمجھ کر ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی اور وہاں اپنی تقریریں شروع کر دیں جس سے وہاں کے مسلمان سخت اضطراب میں ہیں۔ چنانچہ میرا رشتے دار بھی ان لوگوں میں شامل ہے۔ وہ اگرچہ عالم تو نہیں ہے لیکن دین کا جذبہ ضرور رکھتا ہے۔ اس نے مجھے مرزا طاہر کی تقریباً بارہ کیسٹیں بھیجی ہیں کہ پاکستان سے اس کا جواب ریکارڈ کروا کے بھیجو۔ میں کیسٹیں لے کر کراچی گیا۔ وہاں کے علماء نے بتایا کہ اگر اس کا جواب آپ نے ریکارڈ کروانا ہے تو مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی کے پاس جانا پڑے گا۔ چنانچہ اب میں طویل سفر طے کر کے یہاں پہنچا ہوں۔

اس کا یہ واقعہ ختم ہوا ادھر ہم گھر پہنچ گئے۔ میں نے والد صاحب کو بتایا کہ ایک مولوی صاحب اس مقصد کے لئے حیدرآباد سے تشریف لائے ہیں۔ والد صاحب نے مولوی صاحب کو بٹھایا اور کھانا وغیرہ کھلایا اور خود تقریباً دس بارہ بجے کیسٹیں سننے کے لئے بیٹھ گئے اور ساتھ ساتھ چارپائی کے اردگرد کتابوں کے ڈھیر بھی لگنا شروع ہو گئے۔ جب میں شام کو گھر واپس آیا تو تقریباً آٹھ کیسٹیں سن چکے تھے۔ جب بارہ بجے رات گئے بارہ کیسٹیں سن کر فارغ ہوئے تو

بجائے آرام کرنے کے خالی کیسٹوں پر جواب ریکارڈ کرنا شروع کر دیا۔ ساری رات اور دوسرے دن دوپہر تک جواب ریکارڈ کرتے رہے اور تقریباً بارہ بجے دوپہر تک جواب مکمل ہو گیا۔ مسلسل چوبیس گھنٹے کی دماغی محنت اور ساری رات نیند نہ کرنے کے وجہ سے آنکھیں سرخ اور نزلہ اور بخار ہو گیا تھا۔ جب دوپہر کو میں کھانا کھانے کے لئے آیا تو میں نے پوچھا کہ مولوی صاحب کہاں گئے؟ والد صاحب رحمہ اللہ نے بتایا کہ بازار کا کہہ کر گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ مٹھائی کا ڈبہ لے کر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اور والد صاحب کو ڈبہ دے کر شکریہ ادا کر کے واپس روانہ ہو گئے۔

تقریباً بیس منٹ بعد والد صاحب ان کو واپس کر کے رخصت ہوئے تو آ کر چارپائی پر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا آپ ساری رات بے آرام رہے۔ مسلسل محنت کی وجہ سے نزلہ اور بخار بھی ہو گیا اور آپ صرف مٹھائی کا ڈبہ لے کر خوش ہو رہے ہیں (کیونکہ اباجی مولوی صاحب کو رخصت کر کے ہنستے ہوئے تشریف لائے تھے) میں نے جب یہ بات کی تو والد صاحب نے سمجھانے کے انداز میں فرمایا بیٹا آپ کے پاس کس چیز کی کمی ہے؟ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ رہی بات اس مشقت کی جو میں نے کی ہے تو میری کیسٹ سن کر اگر ایک آدمی بھی راہ راست پر آ گیا تو اس کا جو اجر مجھے قیامت کے دن ملے گا اس کا اندازہ ہم نہیں لگا سکتے۔

ایک آزمائش اور انعام:

حضرت رحمہ اللہ کے چک میں اکثر مرزائی ہیں۔ ایک مرتبہ مرزائیوں نے وہاں قبرستان بنانے کی کوشش کی۔ کچھ بے ضمیر قسم کے مسلمان بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت تمام تر توانائیاں اس بات پر صرف کر رہے تھے کہ یہاں قبرستان نہیں بننے دینا۔ جب سب لوگ پنچائیت میں اکٹھے ہوئے منافق قسم کے مسلمان بھی مرزائیوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ مرزائیوں نے قانون گو کو پیسے بھی دے رکھے تھے لیکن ادھر حضرت اوکاڑوی اور حاجی شکر اللہ صاحب کے والد حاجی محمد طفیل اور چند مخلصین ڈٹے ہوئے تھے کہ یہاں مرتدین کا قبرستان نہیں بننے دینا۔ پنچائیت میں قانون گو نے حضرت رحمہ اللہ کو کہا سارے لوگ قبرستان بننے پر راضی ہیں،

مولوی صاحب آپ خواہ مخواہ ٹانگ اڑا رہے ہیں؟ آپ کو پتہ نہیں کہ آپ سرکاری ملازم ہیں۔ آپ کی نوکری ختم ہو سکتی ہے۔ حضرت نے فرمایا قانون گو صاحب آپ بھی سرکار کے نوکر ہیں اور مرزائیوں سے رشوت لے کر ان کو قبرستان کی جگہ دینا چاہتے ہیں۔ میں تمہارے خلاف درخواست دے کر تمہاری نوکری ختم کرواتا ہوں۔ چنانچہ حضرت رحمہ اللہ کی اس دھمکی کا اس پر اثر ہوا اور وہ قبرستان کے لئے جگہ دینے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس کے بعد مرزائیوں نے آپ سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ ہوا یوں کہ ایک مسلمان نے رمضان المبارک میں کسی عورت سے منہ کالا کیا۔ حضرت نے صبح درس میں بغیر اس کا نام لئے وعظ و نصیحت فرمائی کہ رمضان المبارک میں ایسی حرکت کرنا اور زیادہ باعث عقاب ہے۔ اب مرزائیوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس آدمی کو حضرت رحمہ اللہ کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس آدمی کے رشتہ داروں اور مرزائیوں نے مل کر حضرت رحمہ اللہ کا درس قرآن جو کہ بیس سال سے جاری تھا بند کروا دیا۔ یوں مرزائی جو چاہتے تھے مسلمانوں نے اس کو پورا کر دیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا ایک دروازہ بند ہوا ہے تو سو کھلیں گے۔ چنانچہ پھر شہر میں بیانات کا سلسلہ شروع ہو گیا جو بڑھتا بڑھتا پورے ملک میں پھیل گیا اور یوں حضرتؒ کا فیض پوری دنیا میں پھیلا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک پھیلتا رہے گا۔

زیارت و بشارت:

اسی وجہ سے کہ حضرت نے مرزائیت کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جب بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو مرزائیوں نے کوشش کر کے حضرت کو گرفتار کروا دیا۔ آپ جب جیل میں گئے تو وہاں درس قرآن، درس حدیث اور تصوف اور فقہ پر درس جیل میں شروع فرمائے۔ گھر کی مالی حالت کافی پریشان کن تھی اب پولیس افسر چاہتے تھے کہ حضرت ضمانت کروالیں۔ حضرت ضمانت نہیں کرواتے تھے کیونکہ مجرم ہی نہیں تھے۔ ایک رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے سامنے قرآن رکھا تو صفحے کی طرف پر لکھا ہوا تھا جیسے حاشیہ لکھا ہوا ہے (بری) چنانچہ آپ اس خواب کے بعد مزید پختہ ہو گئے۔ آخر اس خواب کے ایک ہفتہ بعد آپ کو بغیر

ضمانت کے رہا کر دیا گیا۔

حضرت رحمہ اللہ اور منکرین حیات الانبیاء:

موجودہ زمانے کے فتنوں میں سے خطرناک ترین فتنہ منکرین حیات الانبیاء کا فتنہ ہے جو منکرین حدیث کی طرح نام قرآن کا لے کر حیات کا انکار کرتا ہے، جس طرح منکرین حدیث قرآن کا نام لے کر احادیث کا انکار کرتے ہیں اور یہ فتنہ بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے۔ جب یہ فتنہ شروع ہوا تو حضرات اکابر علماء حضرت علامہ خالد محمود صاحب، حضرت اقدس مفتی عبدالشکور ترمذیؒ، محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ جیسے اکابر علماء نے ان لوگوں کا تعاقب کرنے کے لئے حضرت ہی کا اسم گرامی چنا اور پھر حضرت نے (مماتیوں کو) ہر مناظرے میں شکست دے کر علماء دیوبند کا سر فخر سے بلند کر دیا اور پھر وہ لوگ جو شیخ الاسلام حضرت مولانا عبداللہ درخواستی، امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم کو مناظرے کا چیلنج کرتے نہیں تھکتے تھے۔ حضرت اوکاڑوی کے نام ہی سے گھبرانے لگے اور ایسا وقت بھی آیا کہ ایک مرتبہ مولوی احمد سعید چتروڑ گڑھی جب حضرت اوکاڑوی سے مناظرہ کرنے سے بھاگا تو گنوں کے کھیت نے اسے پناہ دی۔ (واقعہ آگے آتا ہے) سعید چتروڑ گڑھی ابتداً تو بڑے شوق سے حضرتؒ سے مناظرہ کرنے آیا تھا لیکن پہلے ہی مناظرے سے گھبرا گیا کہ کس شیر کی کچھار میں پھنس گیا ہوں اور مناظرے کے بعد اپنے آدمیوں سے کہنے لگا کس شخص کے سامنے تم نے مجھے لا کھڑا کیا تھا۔ اس کو تو اسماء الرجال پر بھی بہت عبور حاصل ہے۔ حضرت خود فرماتے تھے کہ ابتداء جب یہ فتنہ اٹھا تو مجھے نقطہ اختلاف کا کوئی پتا نہیں تھا کیونکہ ہمارے اوکاڑے میں یہ فتنہ شروع ہی نہیں ہوا تھا کیونکہ جب عنایت اللہ شاہ گجراتی نے خیر المدارس کے جلسے پر اس عقیدے کا اظہار کیا تو اوکاڑا میں مولانا ضیاء الدین صاحبؒ نے تمام علماء کی میٹنگ بلوائی اور فرمایا اب تک ہم عنایت

اللہ شاہ کو بلواتے رہے ہیں اب کسی مولوی نے اگر اوکاڑہ میں اسے بلوایا تو اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔ اگر ہمیں یہ بھی پتا چلا کہ وہ یہاں سے گزر رہا تھا اور کسی نے اسے پانی پلا دیا تو ہم اس سے بھی بائیکاٹ کریں گے۔ چنانچہ اس سے یہ ہوا کہ ہمارے علاقے میں یہ فتنہ آیا ہی نہیں۔

سب سے پہلا مناظرہ:

جب دوبیلی میں سب سے پہلا مناظرہ طے ہوا تو حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم، محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خانصاحب صفدر دامت برکاتہم، بقیۃ السلف فقیہ العصر حضرت اقدس سید مفتی عبدالشکور ترمذیؒ نے مناظرے کے لئے حضرت رحمہ اللہ کا اسم گرامی پیش کر دیا اور حضرت کو اطلاع بھجوا دی کہ مناظرہ آپ نے کرنا ہے۔ اگر تیاری نہ ہو تو ہمارے پاس مواد موجود ہے آ کر تیاری کر لیں۔ حضرتؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بھی پتا نہیں تھا کہ نقطہ اختلاف کیا ہے؟ ادھر ہماری مناظرے سے دو دن قبل غیر مقلدین سے لڑائی ہو گئی اور میں تیاری کے لئے نہ جا سکا۔ میں عین مناظرے کے وقت پہنچا۔ مماتیوں نے جب یہ سنا کہ امین آ رہا ہے تو کوشش کر کے پولیس کو کہہ کر مناظرہ بند کروا لیا اور پھر بعد میں خوب شور مچایا کہ امین بھاگ گیا ہے۔ خیر میں حضرت اقدس مولانا سرفراز خانصاحب کے پاس پہنچا کہ یہ مناظرہ تو ان کے ڈر کی وجہ سے ختم ہو گیا بعد میں پھر مناظرہ تو ہو سکتا ہے، لہٰذا مجھے تیاری کروائیں۔ حضرت سمجھاتے رہے لیکن مجھے سمجھ نہ آیا۔ میں واپس آ گیا، پھر میں پروگرام پر سرگودھا سے آگے گیا تو واپسی پر بس میں پتا چلا کہ پاکستان میچ جیت گیا ہے۔ کل سکول میں چھٹی ہو گی۔ میں بہت خوش ہوا اور اتر کر ساہیوال مفتی عبدالشکور ترمذی صاحبؒ کے مدرسہ میں چلا گیا۔ میں دروازے میں داخل ہوا تو حضرت مجھے دیکھ کر میری طرف جلدی جلدی چلتے بھی آ رہے ہیں اور زور زور سے فرما رہے ہیں آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں ولی اللہ ہوں۔ میں نے کہا حضرت مجھے تو پہلے ہی یقین تھا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ آپ کو آج کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ حضرت ترمذی صاحب نے فرمایا میں صبح سے دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ امین کہیں سے آج آ جائے تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ صبح سے میں یہی

دعا کر رہا تھا۔ اب آپ آگئے ہیں تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں ولی اللہ ہوں۔ میں نے کہا خیر ہے؟ آپ اتنا کیوں یاد فرما رہے تھے، تو فرمایا کچھ مواد مماتیوں کے بارے میں آیا ہے۔ آپ کو مطالعے کے لئے دینا تھا تاکہ مناظرہ کے لئے تیاری کر لیں۔ چنانچہ میں نے مطالعہ کیا اور پھر اصل نکتہ اختلاف سمجھ میں آیا۔

کبیر والا کا مناظرہ:

حضرت ؒ فرماتے ہیں کہ جب میں سب سے پہلے تقریر کے لئے گکھڑ ہٹ گیا تو دارالعلوم کبیر والا سے مفتی محمد انور صاحب مہتمم دارالعلوم کبیر والا، شیخ الحدیث مفتی عبدالقادر صاحب دامت برکاتہم حضرت اقدس تونسوی صاحب کے بھائی مولانا احسان صاحب ؒ یہ سارے حضرات میرے ساتھ گئے۔ میں نے رات وہاں تقریر کی۔ اب وہاں کی اشاعۃ التوحید والسنۃ کا صدر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا آپ نے واپس نہیں جانا کل مناظرہ ہوگا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ مولانا مفتی انور صاحب مہتمم دارالعلوم کبیر والا واپس آ کر کتابیں لے گئے۔ میں رات وہیں رہا۔ صبح پھر میں نے درس دیا تو ان کے پانچ سات آدمی پیچھے آ کر بیٹھ گئے اور درس سننے لگے۔

جب درس ختم ہوا تو وہی حق نواز جس نے مناظرے کا چیلنج دیا تھا کھڑا ہوا اور کہا رات میں نے آپ کو مناظرے کا چیلنج دیا تھا لیکن جب سعید نے سنا کہ کل امین سے مناظرہ کرنا ہے تو بھاگ کر گنے کے کماد میں چھپ گیا۔ ہم ساری رات اسے تلاش کرتے رہے اور سوئے بھی نہیں لیکن وہ ملا نہیں اس لئے اب آپ کو سعید کے استاد مولوی اللہ بخش سے مناظرہ کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کوئی تو آئے جو بھی آئے میں تیار ہوں۔

اب ہم حق نواز کی حویلی میں چلے گئے، وہاں جتنے آدمی بیٹھے تھے سارے ان پڑھ۔ میں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ آپ میں سے عربی کون کون پڑھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کوئی بھی نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ ہماری گفتگو کا کیا فیصلہ کر سکیں گے۔ فائدہ کچھ بھی نہیں ہوگا کیونکہ آپ میں تین قسم کے آدمی ہوں گے۔ ایک جو میرے ساتھ ہیں وہ مجھے زندہ باد کہیں گے خواہ میں کچھ بھی نہ کہوں

اور ایک ان کے ساتھی ہیں جو ان کو زندہ باد کہیں گے خواہ میں کچھ کہوں تو درمیان والے بے چارے پریشان ہوں گے کہ پتا نہیں یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

پھر میں نے کہا یہ دین کی بات ہے علماء دیوبند کی اردو تفاسیر اور حدیث کی کتابوں کے اردو ترجمے موجود ہیں تو میرا خیال ہے کہ بحث اس طریقے سے ہو کہ میرا کام آیت یا حدیث نکال کر دینا ہو اور یہ حق نواز جو اردو پڑھا ہوا ہے یہ پڑھ کے سنا دے۔ آپ سب اس کو اچھی طرح دیکھ لیں اور مولوی اللہ بخش کا کام بھی اتنا ہی ہو کہ یہ آیت یا حدیث نکال کر دے یہ ہمارا آدمی سب کو پڑھ کر سنائے گا اور دکھائے گا۔ کوئی جلد بازی بھی نہیں ہے۔ ایک دو آیتیں یا حدیثیں ہو جائیں تو مسئلہ تو حل ہو جائے گا کیونکہ جب آپ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ واقعی دلائل موجود ہیں۔ لوگ کہنے لگے یہ تو بہت اچھا طریقہ ہے۔

اب میں نے تفسیر معارف القرآن رکھ لی اور ترجمان السنہ۔ میں نے معارف القرآن سے آیت شہداء نکال کر دے دی۔ حق نواز نے پڑھی، ساری تشریح بھی پڑھی کہ اس سے انبیاء علیہم السلام کی موت کے بعد قبور میں حیات ثابت ہے۔ اب میں نے کہا مولوی صاحب آپ بھی کوئی آیت نکالیں۔ اس نے نکالی **اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها** اب اس نے یہ آیت پڑھی اور کہا جو مسئلہ ہم سمجھنے آئے ہیں وہ اس میں نہیں ہے کیونکہ آیت شہداء کے تحت شہداء کی حیات کا لفظ ہے۔ یہاں تو کسی کا ذکر ہی نہیں۔

پھر میں نے ترجمان السنہ سے حدیث نکال کر دکھائی **الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون** میں نے کہا اعراب لگے ہوئے ہیں خود ہی عبارت پڑھو اور ترجمہ کرو۔ قرآن کی آیت میں یہ بحث نہیں تھی کہ یہ صحیح ہے یا ضعیف۔ یہاں یہ بحث بھی ہوگی کہ یہ صحیح ہے یا ضعیف۔ محدثین کے اقوال مذکور ہیں کئی محدثین کے اقوال ہیں کہ یہ صحیح حدیث ہے۔ جب یہ حدیث میں نے پڑھی سب نے دیکھی تو حق نواز نے مولوی اللہ بخش کو کہا اس کا آپ جواب دیں۔ اس نے کہا یہ قائل ہیں دنیوی زندگی کے اور اس میں دنیوی کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے کہا کوئی اور لفظ برزخی وغیرہ آیا

ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر حدیث تو بے فائدہ ہوئی۔ نہ تیرے کام کی نہ میرے کام کی۔ تیرے اعتبار سے اللہ کے پیغمبر نے ایسی بات فرمائی جو کسی کے کام کی نہیں۔ میں نے کہا کیا تیرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث نکمی بات ہوتی ہے۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں اور یہ متواتر ہے۔ اس میں حضرت پاک ﷺ کی قبر مبارک کا ذکر ہے اور مسلمان تو مسلمان کافر بھی مانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ کی قبر مبارک مدینے میں ہے۔ اگر کسی کو انکار ہے تو بتادو۔ سب کہنے لگے کہ وہیں قبر ہے۔ میں نے کہا کافر بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ جو مدینہ پاک میں قبر ہے اس میں جو جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے وہی جو سیدہ آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، وہی جس نے ہجرت کی، وہی جس نے جہاد کیا، وہی جسم جو معراج پر گیا۔ جب کہتے ہیں کہ اس قبر میں حیات ہے تو دنیا والا جسم ہی فائز الحیوۃ ہے۔ ہم جو اس حیات کو دنیوی کہتے ہیں اس کا مطلب اتنا ہی ہوتا ہے کہ دنیا والا جسم فائز الحیوۃ ہے، جیسے ہم جب کہتے ہیں معراج جسمانی تو اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ یہ جسم بھی معراج پر گیا، اسی طرح جب ہم کہتے ہیں دنیوی حیات تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دنیا والا جسم فائز الحیوۃ ہے۔ میں نے کہا پتا چل گیا کہ تینوں باتیں یقینی ہیں۔

(۱) حدیث متواترات میں سے ہے۔

(۲) حضرت کی قبر مبارک بھی مدینے میں ہے۔

(۳) اس قبر میں جو جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے، خواب وخیال والا نہیں۔

جب میں نے یہ بات کہی تو مولوی اللہ بخش کھڑا ہو گیا اور کہا اگر امین سے مناظرہ کروانا تھا تو ہمیں پہلے بتاتے ہم تیاری کر کے نہیں آئے۔ چنانچہ اس طرح احمد سعید چتروڑ گڑھی کے استاد کو شکست ہوئی اور مناظرہ کروانے والا حق نواز جوان کا وہاں کا صدر تھا حیات الانبیاء کا قائل ہو گیا۔

اسی طرح ایک مناظرے میں احمد سعید قرآن کی آیت پڑھتا اور مرزے کی طرح ترجمہ غلط کرتا۔ حضرت نے فرمایا کسی ایک مفسر کا حوالہ پیش کر کہ اس نے اس آیت کا مطلب وہ لیا ہو جو تو

نے لیا ہے۔ اب جب حضرت نے آیت شہداء تلاوت فرمائی تو اس نے حضرت کو کہا اگر کسی نے اس سے حیات ثابت کی ہو تو حوالے دو۔ میں اپنی ناک کٹوا دوں گا۔ اب حضرت حوالہ پڑھتے اور پھر اس سے پوچھتے کہ اب تیری ناک کتنی رہ گئی ہے تا کہ میں دوسرا حوالہ اس حساب سے پڑھوں۔ اب سعید کے ساتھی بڑے پریشان ہوئے۔ ایک نے تو کھڑے ہو کر کہا اس کو (سعید کو) اب ہم واپس جانے نہیں دیں گے بلکہ دریا میں غرق کریں گے کیونکہ اس نے ہمیں بڑا ذلیل کیا ہے۔

عنایت اللہ گجراتی کا مناظرہ سے انکار:

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ جہلم جلسے پر گئے، واپسی پر گجرات پہنچے تو احباب نے اصرار کیا کہ درس دے دیں۔ اب اکثر لوگ تو جہلم درس پر گئے ہوئے تھے۔ یہاں ساتھی کم تھے تو مماتیوں نے دیکھا کہ مجمع کم ہے تو عنایت اللہ گجراتی نے بارہ آدمی حضرت پر حملہ کے لئے بھیج دئے۔ اب انہوں نے چٹ لکھ کر بھیجی کہ مسند احمد میں جو حدیث آتی ہے کہ اماں عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب تک حضور ﷺ اور میرے ابا جی کا روضہ تھا میں پوری طرح کپڑے سنبھالے بغیر سامنے آجاتی تھی لیکن جب سے حضرت عمرؓ دفن ہوئے ہیں تو اب میں پوری طرح سنبھل کے آتی ہوں۔ عمرؓ سے حیا کرتے ہوئے۔ وہ کہنے لگے یہ حدیث جھوٹی ہے۔ جھوٹی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اماں جی ایسی جاہلانہ بات نہیں کر سکتیں کیونکہ جو نظر چھ فٹ مٹی سے پار ہو سکتی ہے وہ دوپٹے سے بھی پار ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل حماقت والی بات ہے۔ اماں جی کبھی ایسی بات نہیں فرما سکتیں۔

حضرتؒ نے جواب میں فرمایا لوہا کتنا موٹا ہو اس سے بجلی گزر جاتی ہے لیکن اگر درمیان میں پتلی سی لکڑی آجائے تو اس سے نہیں گزرتی کیونکہ لکڑی میں روکنے کی صلاحیت اللہ نے رکھی ہے تو مٹی سے نظر کے پار ہونے سے کپڑوں سے نظر کا پار ہونا لازم نہیں آتا۔

اب ان میں سے جوان کا بڑا تھا، وہ پروفیسر تھا، کھڑا ہو گیا، اس کے ہاتھ میں لمبا چھرا تھا۔ اس نے حضرت کو کہا جس انداز سے آپ نے حدیث ہمیں سمجھائی ہے کسی نے نہیں سمجھائی اور ہم آج آپ کو قتل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہمارا مشن یہی ہے لیکن آپ نے جس انداز سے

ہمیں یہ مسئلہ سمجھایا ہے ہمیں کوئی شک نہیں رہا لیکن ہم اس جماعت کے معمولی آدمی نہیں بڑے کارکن ہیں اس لئے اس جماعت کو چھوڑنے کے لئے ہمیں کچھ بہانہ چاہئے تو اگر آپ عنایت اللہ شاہ صاحب سے بالمشافہ بات کرلیں تو ہم مان جائیں گے اور اعلان کردیں گے کہ اشاعتیوں کی بات صحیح نہیں ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نے گھڑی دیکھی اور فرمایا میں اپنے سکول ٹائم پہنچنے کے حساب سے چار گھنٹہ یہاں ٹھہر سکتا ہوں۔ ان چار گھنٹوں کے اندر اگر بات کروانی ہو تو کرواسکتے ہیں کیونکہ پھر میں نے واپس جانا ہے۔ اب وہ لوگ ڈیڑھ گھنٹے بعد واپس آئے اور آکر کہا ہم نے شاہ صاحب سے گزارش کی تھی لیکن اس نے کہا امین چونکہ جاہل آدمی ہے اس لئے میں اس سے بات نہیں کرتا۔ اگر مجھ سے مناظرہ کرنا ہے تو یا تو عبداللہ درخواستی کو لاؤ یا قاضی مظہر حسین کو لاؤ یا سرفراز خان صفدر کو لاؤ اور کسی سے بات کرنے کے لئے میں بالکل تیار نہیں ہوں۔ ہم نے بہت کہا کہ وہ ان پڑھ آدمی ہے جلدی قابو میں آجائے گا۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ گفتگو ایسے انداز سے ہو کہ ہمارے پلے بھی کچھ پڑے۔ اس نے درس دیا ہمیں سمجھایا، ہم نے پہلی دفعہ اس کا یہ انداز دیکھا ہے اس کے بعد ہمارے ذہن میں نہ کوئی عقلی شبہ باقی رہا نہ قرآن کی آیت کے بارے میں کوئی شبہ باقی رہا۔ لہذا آپ مہربانی فرما کر اس سے ضرور بات کریں، لیکن عنایت اللہ شاہ نے انکار کردیا۔ اب ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم ان کی جماعت سے نکل رہے ہیں۔

شجاعباد کا واقعہ:

اسی طرح حضرتؒ نے بتایا کہ ایک دفعہ شجاعباد میں جلسہ تھا۔ جب میں تقریر کے لئے وہاں پہنچا تو انہوں نے کہا کہ آپ کھانا کھا کر دو تین گھنٹے آرام کرلیں۔ آپ کی تقریر آخر میں ہوگی۔ میں نے پوچھا پہلے کن کن کی تقریر ہے۔ انہوں نے بتایا فلاں فلاں اور عنایت اللہ شاہ کا نام بھی لیا۔ میں نے کہا پھر تو آپ نے اپنا جلسہ خراب کرلیا کیونکہ عنایت اللہ کو ایک ہی مسئلہ آتا ہے اور وہی اس نے بیان کرنا ہے۔ اس کے بعد جب میری تقریر ہوگی تو غیر مقلدین مجھے اسی

مسئلہ کے بارے میں چٹیں دیں گے تاکہ ان کی جان چھوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ آپ عنایت اللہ شاہ کو کہہ دیں کہ وہ صبح نماز کے بعد درس دے لے رات کو تقریر نہ کرے۔

عنایت اللہ شاہ صاحب نے فرمایا میں تقریر کروں گا اور اسی وقت کروں گا، اسی مسئلہ پر کروں گا خیر عنایت اللہ شاہ نے تقریر شروع کی کہ سارے نبی اسی عقیدہ پر تھے جو میرا ہے، سارے صحابہ، سارے تابعین، سارے تبع تابعین، سارے فقہاء اس عقیدے پر تھے جو میرا ہے۔ اب ایسے موقع پر تماشہ دیکھنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ میں کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ چار پانچ نوجوان میرے پاس آگئے اور کہنے لگے سن رہے ہیں۔ میں نے کہا سن رہا ہوں میں نے لیٹے ہوئے کہا عنایت اللہ سے پہلے کوئی آدمی اس عقیدے کا نہیں تھا۔ یہ پہلا آدمی ہے جس کا یہ عقیدہ ہے۔ اب ان نوجوانوں نے یہ لکھ کر نیچے میرا نام لکھ کر چٹ عنایت اللہ کے پاس بھیج دی۔ مجھے اس وقت پتا چلا جب شاہ صاحب نے رقعہ پڑھا اور میرا نام پڑھا۔ اب رقعہ پڑھنے کے بعد اس کو سارے نبی، صحابہ تابعین، تبع تابعین سارے بھول گئے اور کہنے لگا ایک آدمی ہے جو مجھ سے پہلے میرے عقیدے کا تھا۔ وہ ہے ابن عبدالھادی حنبلی جو مجھ سے پہلے میرے عقیدے کا تھا۔

اب چونکہ عنایت اللہ نے میرا نام لے لیا تھا پھر میں نے خود چٹ بھیجی۔ میں نے کہا اب نبی اور صحابہ آپ کو بھول گئے ہیں، صرف ایک نام پیش کیا ہے۔ چلو اسی پر فیصلہ کرلو۔ میں دستخط کرتا ہوں کہ جو عقیدہ اس نے لکھا ہے میں مانتا ہوں آپ بھی دستخط کریں۔ وہ تو کہتا ہے کافر مردے بھی سنتے ہیں اور تو کہتا ہے کہ میرا ساتھی ہے وہ تو تمہارے دستور کے مطابق اشاعۃ التوحید والسنۃ کا ممبر ہی نہیں بن سکتا۔

اب جب اس نے میری چٹ پڑھی تو کہا مناظرہ علماء کا کام ہوتا ہے میں تو طالب علم ہوں۔ تو قارئین حضرات اس بات سے خوب اندازہ لگا چکے ہوں گے کہ کبھی مناظرہ سے گھبرا کر راہ فرار اختیار کرنے کے لئے حضرت رحمہ اللہ کو جاہل اور کبھی اپنے آپ کو طالب علم کہنا پڑتا تھا۔

واقعہ چک سہو:

اسی طرح حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ جب حضرت والا کی تعزیت کے لئے اوکاڑا تشریف لائے تو مجھے خود یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ چوک سہو میں مماتیوں نے مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ علماء دیو بند نے حضرت اقدس رحمہ اللہ سے بنوری ٹاؤن رابطہ کیا۔ حضرت نے فرمایا میں پہنچ جاؤں گا۔ ایک آدمی مجھے بھی لینے آ گیا۔ میں نے اسے کہا آج میرے آرام کا خیال بالکل نہ کرنا جس طرح ہو سکتا ہے لے جاؤ۔ وہ مجھے موٹر سائیکل پر لے کر وہاں پہنچا تو وہاں مماتیوں کی جانب سے احمد سعید چتروڑ گڑھی پہنچ چکا تھا اور بڑے زور و شور سے اعلان ہو رہا تھا کہ ہمارا شیر پہنچ چکا ہے۔ اب ہمیں حضرت اوکاڑوی کا انتظار تھا کہ حضرت تشریف لے آئے۔ اب انہوں نے تو یہ سوچ رکھا تھا کہ امین کراچی سے نہیں آئے گا، ان کو یہ تو پتا نہیں تھا کہ جہاں بھی دین کی ضرورت پڑتی ہے امین وہاں ہی پہنچتا ہے، اس کو پیسوں کی لالچ نہیں ہوتی۔ (یہ کلمات کہتے وقت حضرت شاہ صاحب کے آنسو جاری ہو گے) چنانچہ ادھر دیو بندیوں کی جانب سے بھی اعلان کر دیا گیا کہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی" مناظرہ کے لئے تشریف لا چکے ہیں۔ اب جب مماتیوں نے حضرت کی آمد کا اعلان سنا تو راہ فرار کی سوجھی اور صبح اعلان کر دیا کہ ہمارے مناظر کو حیاتیوں نے اغوا کر لیا ہے۔ رات تک جس کے بارے میں نعرے لگ رہے تھے کہ ہمارا شیر ہے اب اسے اغوا کروا دیا گیا تا کہ حضرت اقدس اوکاڑوی رحمہ اللہ کے سامنے آنے سے شیر کا پول نہ کھل جائے اور اس کا حشر اس گدھے کا سا نہ ہو جس نے شیر کی کھال پہنی تھی۔ خیر ادھر دیو بندیوں کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ ہم سب تو مسجد میں موجود ہیں تمہارے شیر کو کس نے اغوا کر لیا ہے۔ چنانچہ یوں اغوا کا ڈرامہ رچا کے مماتی، حضرت سے اپنی جان چھڑا گئے۔

حضرتؒ میں افہام و تفہیم کا ملکہ:

حضرت رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے افہام و تفہیم کا ملکہ بہت زیادہ عطا فرمایا تھا۔ مشکل سے مشکل مسائل مثالیں دے کر ایسے آسان انداز سے حل فرما دیتے کہ غبی سے غبی آدمی

بھی سمجھ جاتا۔ بندہ جب صرف کی کلاس میں بیٹھا تو استاذ محترم نے سبق میں پڑھایا ضرب میں ض فا کلمہ، را عین کلمہ اور ب لام کلمہ ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہ آیا اور مدرسہ سے بھاگنے کی سوچنے لگا۔ جب حضرت کو بتایا تو حضرت نے ایسے عام فہم انداز میں سمجھایا کہ میں خوش ہو گیا۔

ایک مرتبہ لاہور کے ایک جج نے حضرت سے پوچھا کہ قرآن میں کہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا تو نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے کہا جی۔ حضرت نے پوچھا قرآن میں کہیں لکھا ہے کہ عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا تو نے قرآن پڑھا ہی نہیں۔ وہ جج کہنے لگا مجھے کسی نے کہا ہے کہ آپ یہ مسئلہ مجھے سمجھا دیں گے۔ حضرت نے فرمایا قرآن میں تو ہے ماقتلوه وما صلبوه نہ قتل کیا ان کو نہ سولی چڑھایا، پھر اس نے کہا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو پھر حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی تو نہ ہوئے۔

حضرت نے پوچھا تیرے کتنے بیٹے ہیں؟ اس نے کہا چار۔ حضرت نے فرمایا آخری کون سا ہے؟ اس نے کہا جو آخر میں پیدا ہوا۔ حضرت نے فرمایا اب تیرے چاروں لڑکے مجھے ملنے آئیں، سب سے چھوٹا پہلے کمرے میں داخل ہوا، بڑے بعد میں۔ اب تمہارے بیٹوں میں سے آخری بیٹا کون؟ اس نے کہا وہی جو آخر میں پیدا ہوا۔ حضرت نے فرمایا اسی طرح اگر چہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بعد میں تشریف لائیں لیکن آخری نبی ہمارے نبی ہی ہیں کیونکہ آخر میں یہی پیدا ہوئے۔ اس پر جج صاحب بہت خوش ہوئے کہ آپ نے تو مجھے بہت جلد مسئلہ سمجھا دیا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت کراچی اپنے گھر سے مدرسہ کے لئے نکلے۔ ظہر کے بعد کا وقت تھا۔ ایک لڑکا باہر کھڑا رو رہا تھا۔ حضرت سے ملا اور پوچھا مولانا امین صاحب آپ ہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا محمد امین میں ہی ہوں۔ اس پر وہ لڑکا روتے ہوئے کہنے لگا آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ حضرت نے فرمایا میرے ساتھ درسگاہ میں آ جائیں وہاں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ وہ ساتھ چلا آیا اور رو بھی رہا ہے۔ درسگاہ میں آ کر حضرت نے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا میں پہلے بے نماز تھا۔ اب کچھ عرصہ قبل تبلیغی جماعت کی برکت سے نمازیں شروع کیں۔

پچھلی بھی قضا کی ہیں۔ اب مجھے ایک آدمی جو کہ اہل حدیث ہے اس نے کہا تیری نماز نہیں ہوتی۔ میں اب رو رہا ہوں کہ پہلے بڑی مشکل سے پچھلی نمازیں قضا کی تھیں اب پھر کرنی پڑیں گی۔ مجھے کسی نے آپ کا بتایا ہے کہ وہ آپ کو مسئلہ سمجھا دیں گے۔ اب میں آپ کے پاس حاضر ہوں۔

حضرت نے پوچھا کہ اس آدمی نے دلیل کیا دی تھی کہ تیری نماز نہیں ہوتی۔ اس نے کہا مجھے اس نے یہ کہا تو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہے؟۔ میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا حدیث میں آیا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ لہذا تیری بھی نہیں ہوتی۔

حضرت نے آنے والے نوجوان سے پوچھا کہ کیا جمعہ خطبہ کے بغیر ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے پوچھا تجھے خطبہ آتا ہے۔ وہ بولا نہیں آتا۔ فرمایا پھر تیرا جمعہ خطبہ کے بغیر نہیں ہوتا لیکن خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ اسی طرح امام کی فاتحہ مقتدیوں کی طرف سے ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت نے پوچھا اذان کے بغیر نماز ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تو نے صبح کی اذان کہی؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا دیکھو فقط مؤذن کی اذان پورے محلے کے لئے کافی ہو جاتی ہے اسی طرح امام کی قراءت بھی مقتدی کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ اب وہ لڑکا جو چند منٹ پہلے رو رہا تھا کہ مجھے پچھلی نمازیں قضا کرنی پڑیں گی خوش ہو گیا اور کہا کہ اب میں بھی غیر مقلدین کو اسی طرح تنگ کروں گا جس طرح انہوں نے مجھے پریشان کیا تھا۔

بریلوی مناظر کی غلط بیانی:

حضرت والا کو جو افہام وتفہیم کا ملکہ ذات باری تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا اس کی وجہ سے بڑے بڑے الجھے ہوئے مسائل کو درست کر دیتے تھے۔ ایک مناظرے کا واقعہ حضرتؒ نے مجھے خود سنایا۔ علاقے کا نام تو مجھے یاد نہیں رہا۔ حضرت نے بتایا کسی علاقہ میں بریلویوں کے ساتھ مناظرہ طے ہو گیا۔ دیوبندیوں کی طرف سے صدر مناظرہ میں تھا اور مناظر ایک اور مولوی صاحب۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو مماتی تو نہیں ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے احتیاطاً اس

لئے پوچھا کہ مماتی بسا اوقات درمیان میں گڑبڑ کر دیتے ہیں۔ لہذا اس کے کہنے سے میں مطمئن ہو گیا۔

جب مناظرہ شروع ہوا تو بریلوی مناظر نے کتاب اٹھا کر کہا تمہارے اشرف علی تھانوی نے تھانہ بھون بیٹھ کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا ہے یا تم بھی پڑھو ورنہ اشرف علی تھانوی کو مشرک کہو۔ اب دیوبندیوں کی جانب سے جو مناظر تھا وہ چونکہ مماتی تھا اور یہ لوگ ویسے ہی علماء دیوبند کے خلاف ہیں وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر اشرف علی تھانوی نے صلوٰۃ وسلام پڑھا ہے تو وہ کافر ہے۔ اب اس پر بریلویوں نے شور مچا دیا کہ لکھ کر دو کہ اشرف علی کافر ہے۔ اب میں پریشان ہو گیا کہ یہ تو سارا معاملہ ہی گڑبڑ ہو گیا ہے۔ اگر پہلے پتا چل جاتا کہ یہ مولوی مماتی ہے تو میں اس کمبخت کو مناظرہ ہی نہ کرنے دیتا۔ خیر میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا میں صدر مناظر ہوں۔ مجھے حق پہنچتا ہے کہ اس بات کی وضاحت کروں اور میں نے بریلوی مولوی صاحب سے کہا آپ صرف اتنا واقعہ نہ پڑھیں بلکہ پوری عبارت پڑھیں، اب میں بار بار یہ کہوں کہ پورا واقعہ پڑھو وہ نہ پڑھے تو جو آدمی مناظرہ کروا رہا تھا کسی پیر کا بیٹا تھا اور کالج وغیرہ سے بی اے وغیرہ تک تعلیم یافتہ تھا اس لئے وہ متعصب نہیں تھا۔ وہ مجھے کہنے لگا آپ ہی پورا واقعہ پڑھ دیں۔ میں نے بریلوی مناظر سے کتاب اپنے ہاتھ میں لی اور پڑھنی شروع کی۔

واقعہ:

مولانا ظفر احمد عثمانی حج یا عمرہ پر جانے لگے تو حضرت تھانویؒ نے انہیں فرمایا جب روضہ پاک پر حاضری ہو تو میرا بھی سلام عرض کرنا۔ مولانا وہاں تشریف لے گئے۔ جب روضہ پاک پر حاضر ہوئے، صلوٰۃ وسلام پڑھا لیکن حضرت تھانویؒ کا سلام کہنا بھول گئے۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی تو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا آپ نے اشرف علی تھانوی کا سلام کیوں نہیں پہنچایا۔ مولانا نے عرض کیا میں بھول گیا۔ اس پر حضرت پاک ﷺ نے فرمایا اشرف علی کو میرا سلام کہنا اور کہنا تو جو شرک وبدعت کے خلاف کام کر رہا ہے میں اس سے

بہت خوش ہوں۔ جب مولانا واپس تشریف لائے تو حضرت تھانویؒ نے پوچھا کیا میرا سلام بھی پہنچایا تھا۔ اس پر مولانا نے پورا واقعہ حضرت کو سنایا۔ جب حضرت تھانویؒ نے یہ واقعہ سنا تو رونے لگے اور بار بار فرماتے کہ پھر کہو۔ حضرت پاک ﷺ نے کیا فرمایا تھا اور صلوٰۃ وسلام بھی پڑھنے لگے اور مریدین کو فرمایا آج مجلس ذکر میں ذکر کی بجائے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھیں گے اور تصور یہ کریں گے کہ ہم روضہ پاک پر کھڑے ہیں۔

اب جب میں نے یہ واقعہ پڑھا تو وہ آدمی جو مناظرہ کروا رہا تھا بریلوی مناظر سے پوچھتا ہے کیا واقعہ ایسے ہی ہے جیسے انہوں نے پڑھا ہے تو بریلوی مناظر بولا واقعہ تو ایسے ہی ہے، اس پر وہ آدمی کھڑا ہوا اور کہا بس مناظرہ ہو گیا ہے، جن دیوبندیوں کے اشرف علی تھانوی ایسے ہیں کہ رسول پاک ﷺ سلام بھیج رہے ہیں ان دیوبندیوں کے بڑے کیسے ہوں گے؟ میں اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ میرے علاقے میں کسی مولوی کو اجازت نہیں کہ علماء دیوبند کے خلاف کچھ کہے۔ تو یوں حضرت رحمہ اللہ کی فہم وفراست اور وسعت مطالعہ کی برکت سے مناظرہ کی شکست فتح میں تبدیل ہو گئی۔

ایک اور مناظرہ:

بریلوی مناظرین ”عبارات اکابر“ پر مناظرہ بڑے زور وشور سے کرتے تھے۔ ان کے مشہور مناظر مولوی سعید اسد نے حضرت سے بھی عبارات اکابر پر مناظرہ کیا لیکن اسے اس ایک مناظرے میں ہی اندازہ ہو گیا کہ حضرتؒ اوکاڑوی کیا چیز ہیں؟ ہوا یوں کہ گوجرانوالہ کے قریب کسی علاقے میں عبارات اکابر پر بریلوی حضرات نے دیوبندیوں سے مناظرہ طے کر لیا۔ اب ہمارے ساتھی حضرت رحمہ اللہ کے پاس آئے۔ حضرت نے فرمایا میری تو تمہارے ساتھ شناسائی نہیں ہے۔ میں نصرۃ العلوم پہنچ جاؤں گا وہاں سے آ کر مجھے لے جانا۔ چنانچہ حضرت وہاں پہنچ گئے اور وہ ساتھی وہاں سے آ کر لے گئے۔

اب ہماری جانب سے جو صدر مناظر تھا اس کا نام محمد یوسف تھا اور بریلویوں کی جانب سے بھی صدر مناظر جو تھا اس کا نام بھی محمد یوسف تھا لیکن وہ ان کا مولوی تھا۔ اب جب مناظرہ

شروع ہوا تو مولوی سعید اسد نے جب حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی گرفت دیکھی تو بہت پریشان ہوا اور تقریباً پون گھنٹہ گفتگو کرنے کے بعد ہی گھبرا گیا۔ اب اسے جان چھڑانے کی سوجھی تو اس نے مولوی یوسف کو اشارہ کیا جو بریلوی تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور اعلان کر دیا۔ میں محمد یوسف پہلے دیوبندی تھا، اب بریلوی ہو گیا ہوں۔ لوگوں نے یہی سمجھا کہ یہ دیوبندی محمد یوسف بول رہا ہے۔

اب اس کے اس اعلان پر مناظرہ میں شور مچ گیا تو مناظرہ کروانے والا آدمی جو اس علاقے کا نمبردار تھا آیا اور حضرت رحمہ اللہ سے کہنے لگا حالات خراب ہو گئے ہیں، لہٰذا آپ مہربانی فرما کر یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔ خطرہ ہے کہ آپ پر حملہ نہ کر دیں۔ چنانچہ حضرت وہاں سے تشریف لے آئے۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت چکوال یا جہلم کے علاقے میں پروگرام کے لئے گئے تو بیس کے قریب آدمی حاضر ہوئے۔ ان میں وہ نمبردار بھی تھا جس نے مناظرہ کروایا تھا۔ اس نے کہا آپ کا مناظرہ تو لڑائی پر ختم ہو گیا تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے چک کے پڑھے لکھے طبقہ کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اس وقت تو ہم مناظرہ کا فیصلہ نہ کر سکے، مناظرہ کی کیسٹ موجود ہے اسے سنتے ہیں تاکہ پتا چلے کہ امین نے کیا کہا اور سعید اسد نے کیا کہا۔ چنانچہ ہم نے وہ کیسٹ سنی اور سن کر اس نتیجے پر پہنچے کہ آپ سچے ہیں، وہ جھوٹے۔ لہٰذا ہم سارے کے سارے آدمی دیوبندی ہو گئے۔

اس واقعے کے بعد پھر سعید اسد عبارات اکابر کے موضوع پر حضرت رحمہ اللہ کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب کسی علاقے میں (مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا) نور وبشر کے موضوع پر سعید اسد حضرت رحمہ اللہ کے مقابلے میں آیا لیکن لینے کی بجائے دینے پڑ گئے اور گجرات کے مناظرے کی طرح شور مچا کر بھاگنے میں عافیت سمجھی۔ اس مناظرے کا واقعہ بھی اجمالاً حضرت رحمہ اللہ نے مجھے سنایا تھا۔

واقعہ:

حضرت رحمہ اللہ نے بتایا کہ میں اور علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہم وہاں مناظرہ کے لئے پہنچے تو جس مکان میں ہمیں بٹھایا گیا وہ بھی کٹر بریلویوں کا تھا۔ ہوا یوں کہ ہم اس مکان میں جا کر بیٹھ گئے تو کوئی سلام تک نہ کرنے آیا۔ اب میری (حضرت رحمہ اللہ) کی توجہ تو ان باتوں کی طرف نہیں جاتی لیکن علامہ صاحب نے محسوس فرمالیا اور مجھے کہا کیا بات ہے کسی نے سلام تک نہیں کیا۔ اب جو آدمی ہمیں لے کر آیا تھا جب وہ پانی لے کر آیا تو علامہ صاحب نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ گھر بریلویوں کا ہے۔ اس پر علامہ صاحب نے فرمایا کسی دیوبندی کے گھر کیوں نہیں بٹھایا تو اس نے بتایا پوری بستی میں دیوبندیوں کا ایک بھی گھر نہیں ہے۔

اب علامہ صاحب ان باتوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ وہ اٹھے اور جا کر ڈیرہ اسماعیل خان مولانا علاؤالدین صاحب کو فون کر دیا کہ ہم اس طرح پھنس چکے ہیں۔ فوراً آدمی لے کر پہنچو۔ مولانا علاء الدین صاحب بس بھر کے آدمیوں کی پہنچ گئے۔ وہاں آ کر انہوں نے حالات دیکھ کر پولیس کو فون کیا تو کافی پولیس کے آدمی بھی وہاں پہنچ گئے۔ اب پولیس کہے مناظرہ نہیں ہونے دینا۔ مولانا علاء الدین صاحب نے فرمایا اب مولوی اکٹھے ہو چکے ہیں انہیں ذرا لڑ لینے دیں۔

چنانچہ مناظرہ شروع ہو گیا، ادھر دیوبندیوں کی جانب سے میں مناظر تھا اور علامہ صاحب معین مناظر تھے اور بریلویوں کی جانب سے مولوی سعید اسد تھا۔ چنانچہ گفتگو ہوتی رہی۔ جب انہیں شکست واضح نظر آنے لگی تو ایک اس علاقے کا بدمعاش اٹھا اور کھڑے ہو کر اعلان کر دیا ہم بریلوی جیت گئے۔ دیوبندی ہار گئے، اس پر لوگوں نے اس کی خوب اچھی طرح پٹائی کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مناظرہ ختم ہو گیا اور وہ بریلوی کی جو مسجد تھی شام تک پولیس نے اس کو تالا لگا دیا۔

چنانچہ اس مناظرے کے بعد پھر کبھی ان لوگوں کو حضرت سے گفتگو کرنے کی جرأت نہیں

ہوئی۔ ابھی حضرت کی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل دہاڑی میں علماء دیوبند نے کچھ بریلوی افراد پر مقدمہ کروا دیا تھا تو بحث کے لئے حضرت رحمہ اللہ تشریف لے گئے، مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ علماء دیوبند کے اس شیر کے سامنے آتا۔ ان کی طرف سے یہی مطالبہ رہا کہ امین اوکاڑوی کے علاوہ کوئی اور بات کرے، اس سے ہم بات نہیں کرتے حالانکہ ان کے بڑے بڑے نامی گرامی مناظر موجود تھے، لیکن علم کے بحر بے کراں کے سامنے سارے شرم سار کھڑے تھے کیونکہ انہیں پتا تھا کہ ہر ایک کو دھوکا دیا جا سکتا ہے مگر مولانا امین کو دھوکہ دینا ہمارے بس میں نہیں۔

عثمانی فتنہ اور حضرت رحمہ اللہ:

کیپٹن عثمانی کا فتنہ شروع ہوا تو حضرت نے اس کا مقابلہ کرنے میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی۔ الخیر میں ان کے رد میں مضامین بھی دئے جس سے عثمانی سر پیٹ کے رہ گئے اور حضرت کو خط لکھا کہ کسی اور کا بھی پیچھا کرو ہمارا ہی پیچھا کرتے رہنا ہے۔ خود کیپٹن عثمانی سے جب حضرت کی بات ہوئی تو حضرت نے پوچھا تو کسے مانتا ہے؟ اس نے کہا صرف قرآن مانتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اپنی بات پر پکا رہنا۔ پھر فرمایا قرآن میں ہے انی لکم رسول امین اور اس امین سے مراد میں ہوں لہٰذا اگر تو قرآن کو مانتا ہے تو مجھے رسول مان، اس پر کیپٹن عثمانی کہنے لگا مجھے پورے کراچی میں کسی مولوی نے لاجواب نہیں کیا تو واحد آدمی ہے جس نے مجھے خاموش کرادیا ہے۔

عثمانی کا حضرتؒ کو دیکھ کر مناظرہ سے فرار ہونا:

حضرت کو لاہور اطلاع ملی کہ عثمانی یہاں آ رہا ہے۔ پہلے بھی کافی لوگ عثمانی ہو چکے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ان دنوں لاہور ضرور آئیں۔ حضرت لاہور پہنچ گئے لیکن عثمانیوں کو کہیں سے حضرت کی آمد کی اطلاع مل گئی۔ انہوں نے یہ کیا کہ جہاں دن کو پروگرام تھا وہاں رات کا رکھ لیا، جہاں رات کا تھا وہاں دن کا۔ اب عثمانی ایک جگہ تو کامیاب ہو گیا۔

جب حضرت وہاں پہنچے تو وہ دوپہر کو وہاں سے تقریر کر کے جا چکا تھا۔ اب ہمارے لوگ

بھی ناراض کھڑے تھے کہ حضرت پہنچ گئے۔لوگ گلہ شکوہ کرنے لگے۔حضرت نے فرمایا مجھے جوان کا اشتہار ملا ہے اس کے مطابق رات کو یہاں پروگرام ہونا تھا۔خیر اب پتا کرو کہ رات کو عثمانی نے کہاں تقریر کرنی ہے تاکہ وہاں موقع پر پہنچا جا سکے۔چنانچہ پتا چل گیا۔اب حضرت نے کچھ ساتھیوں کو ساتھ لیا، ہر ایک کو کچھ کچھ کتابیں تھمادیں کہ چادروں کے اندر چھپالیں اور خود حضرت رحمہ اللہ بھی کتاب بغل میں دبائے اسٹیج پر پہنچ گئے۔حضرت نے چادر سے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ چنانچہ سٹیج پر پہنچ کر عثمانی سے سوال کردیا۔

جب عثمانی نے حضرت کی طرف دیکھا تو قدرتی طور پر حضرت کے چہرے سے چادر ہٹ گئی۔ جب عثمانی نے دیکھا تو ایک ہی چیخ ماری یہ تو امین ہے اور مجمع میں چھلانگ لگادی۔مجمع سے ہوتا ہوا اپنی گاڑی کے قریب پہنچا۔ابھی گاڑی پر بیٹھا ہی تھا کہ آگے سے بریلویوں کا کوئی جلوس آ گیا۔حضرت نے زور سے فرمایا یہ گستاخ رسول ہے پھر کیا تھا کہ بریلویوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اور عثمانی کی خوب لترپشن کردی۔پولیس نے آکر جان چھڑائی۔

اب عثمانیوں نے پولیس کو کہا یہ سارا امین کا کام ہے وہ یہیں سرخ جیکٹ میں کھڑا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں میں نے جلدی جلدی جیکٹ اتار کر الٹی کرکے پہن لی جس سے سرخ رنگ نیچے چھپ گیا اور نیلا رنگ اوپر آ گیا۔اب پولیس والے سرخ جیکٹ میں حضرت کو تلاش کر رہے ہوں اور حضرت بڑے آرام وسکون سے نیلی جیکٹ میں وہاں کھڑے تھے۔خیر عثمانی کو چوٹیں کافی لگیں۔اس کے بعد کراچی جا کر پندرہ بیس دن کے بعد عثمانی فوت ہوگیا۔اس پر کراچی کے احباب نے حضرت کو لکھا اگر ہمیں پتا ہوتا کہ ایک ہی پٹائی سے اس نے مرجانا ہے تو ہم کب سے اس کی پٹائی کروادیتے۔

میں نے ایک مرتبہ حضرت سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس جن بھی پڑھتے ہیں تو خاموش رہے۔پھر ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب کو میں ملنے کے لئے گیا تو وہ باہر دروازے پر کھڑے ہنس رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے، مجھے آپ کی آمد کی اطلاع مل

چکی تھی۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ تو وہ کمرے میں لے گیا۔سامنے ایک آدمی پر چادر ڈالی ہوئی تھی۔ مجھے مولوی صاحب کہنے لگے جن کو حاضر کیا ہوا تھا تو باتوں باتوں میں مجھے کہنے لگا جلدی کر مجھے دس روپے ادھار دے۔میرے استاد مولانا امین صاحب تیرے پاس آرہے ہیں۔میں نے ان کے لئے بوتل لانی ہے۔چنانچہ میں نے اسے دس روپے دیئے اور خود دروازے پر آپ کی انتظار میں کھڑا ہوگیا۔

ابھی مولوی صاحب نے بات ختم کی ہی تھی کہ چادر سے پیپسی کی بوتل باہر نکل آئی۔ حضرت نے فرمایا میں نے تو نہیں پینی، کیا پتا تو چوری کر لایا ہو۔اس پر وہ جن کہنے لگا استاد جی آپ کو تو میں حرام نہیں پلا سکتا۔آپ مولوی صاحب سے پوچھ لیں میں ان سے دس روپے ادھار لے کر گیا ہوں۔اس پر میں نے وہ بوتل پی لی اور اس کو کہا آئندہ اس آدمی کو تنگ نہیں کرنا۔چنانچہ جن وعدہ کرکے چلا گیا، آئندہ تنگ نہیں کروں گا۔

حضرت جامعہ خیر المدارس میں جس کوارٹر میں پہلے مقیم تھے وہ کافی بوسیدہ تھا، جس وقت وہ گرا اس وقت میں لیہ گیا ہوا تھا۔ جب میں ملتان آیا تو حضرت مدرسہ کے اندر منتقل ہو چکے تھے۔حضرت نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے حافظ محمد معاویہ صفدر کو یہ واقعہ سنایا کہ جب وہ مکان گرا تو لوگ پریشان ہوگئے کہ شاید حضرت اندر ہیں لیکن میں درسگاہ میں تھا۔کچھ دنوں کے بعد جنوں نے بتایا کہ ہم نے وہ مکان گرایا ہے۔وجہ یہ بتائی کہ اس کی چھت کافی بوسیدہ تھی، گرنے کے قریب تھی۔ہمیں خطرہ تھا کہ کہیں حضرت پر نہ گر جائے۔تین چار دن تک ہم نے اس کی چھت کو تھامے رکھا، جب اس کو تھامنا ہمارے بس سے باہر ہوگیا تو اس انتظار میں تھے کہ کب حضرت کمرے سے نکلیں، جب حضرت درسگاہ چلے گئے تو ہم نے چھت گرادی تاکہ کہیں حضرت کے اوپر نہ گر جائے۔

حضرت والا کا کشف:

جہاں حق تعالیٰ نے حضرت کو ظاہری علوم سے خوب خوب نوازا تھا وہاں روحانیت میں بھی حضرت رحمہ اللہ بہت اونچے مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔لیکن حضرت کی خواہش

کے مطابق آپ کا روحانی مقام لوگوں سے چھپا ہی رہا اور حضرت کی وفات کے بعد لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ کیا چیز تھے؟ آپ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے کیا کیا روحانی تصرفات کا ظہور ہوا، کن کن کے سامنے ہوا، اس کو بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ صرف ایک واقعہ حضرت رحمہ اللہ علیہ کے کشف کا اور ایک اپنا خواب ذکر کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

حضرت کے سب سے چھوٹے بیٹے محمد معاویہ نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں کراچی میں کچھ دوستوں کے ہاں چلا گیا۔ بدقسمتی سے صبح کی نماز ہم سب سے قضا ہو گئی۔ جب میں واپس آیا تو اباجی سخت غصے میں تھے اور فرمایا صبح کی نماز کیوں نہیں پڑھی؟ میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ والد صاحب کو کیسے پتہ چل گیا، پھر میں نے ان ساتھیوں سے پوچھا کہ آپ میں سے تو کسی نے نہیں بتایا؟ انہوں نے کہا ہم نے بتا کر خود پھنسنا تھا۔ اب ہم سب بہت حیران ہوئے کہ والد صاحب کو کس نے بتایا؟ آخر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ خدا تعالیٰ نے ہی بتایا ہے کیونکہ جن کو معلوم تھا کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی وہ ہم خود ہی تھے اور ہم میں سے کسی نے نہیں بتایا تھا۔

خواب:

بندہ کو حضرت رحمہ اللہ وفات کے کچھ دنوں بعد خواب میں ملے۔ حضرت مسجد سے نکل کر جوتا پہن رہے ہیں۔ میں سامنے کھڑا ہوں۔ مجھے دیکھ کر خوب ہنستے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کو میرا تحفہ مل گیا تھا۔ حضرت فرماتے ہیں وہ بھی مل گیا تھا اور ستر ہزار اور بھی مل گیا ہے۔ جب میں صبح بیدار ہوا تو سوچنے لگا کہ یہ ستر ہزار کیا ہے اور کس نے بھیجا ہے؟ کافی سوچ وبچار کے بعد ذہن میں آیا کہ حضرت کے گھر والوں نے کلمہ طیبہ نہ پڑھا ہو۔ جب میں اوکاڑا گیا تو معلوم ہوا کہ واقعی گھر والوں نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا ہے۔

جب حضرت کا بیٹا محمد عثمان گرفتار ہوا تو حضرت پریشان تو تھے ہی لیکن عثمان کی ملاقات کے لئے نہیں گئے۔ چوہدری شکر اللہ صاحب جو کہ حضرت کے چک کے نمبردار بھی ہیں اور انہوں نے حضرت کی بھائیوں سے بھی بڑھ کر خدمت کی ہے، وہ حضرت کے مزاج سے

واقف تھے۔ انہوں نے سوچا کہ یوں کام نہیں بنے گا۔ خود حضرت کی ملاقات عثمان کے ساتھ کروائی جائے تاکہ بیٹے کو سلاخوں کے پیچھے بند دیکھ کر محبت پدری جوش میں آئے گی تو پھر حضرت کی دعا اثر دکھائے گی۔

چنانچہ یہ سوچ کر وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت کو عرض کیا کہ عثمان کی ملاقات کے لئے جانا ہے آپ بھی ساتھ چلیں۔ جواب میں حضرت نے فرمایا میرے گھٹنوں میں درد ہے۔ میں نے عرض کیا گاڑی پر جائیں گے۔ واپس بھی اسی پر آجائیں گے۔ چنانچہ ہم گئے، اب حضرت ''عثمان'' کو مل کر ایک طرف کھڑے ہو گئے اور میں بظاہر باتوں میں مشغول ہو گیا اور چوری چوری حضرت کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کیا کرتے ہیں۔ حضرت کے چہرے پر آنسو رواں تھے اور کچھ پڑھ رہے تھے۔ میں نے دل ہی دل میں کہا اب عثمان رہا ہو جائے گا۔ جب واپس ہوئے تو راستے میں مجھے فرمایا شکر ہے اللہ کا کہ عثمان نے رہا ہونا ہے لیکن پہلے دو آدمی اندر جائیں گے۔ میں سمجھا شاید ان دو آدمیوں کے بارے میں فرما رہے ہیں جنہوں نے جھوٹا مقدمہ کروایا ہے لیکن بعد میں پتا چلا کہ ان دو آدمیوں سے حضرات کی مراد سابقہ دو وزیر تھے (شکر اللہ کی اس بات کی میں بھی تصدیق کرتا ہوں کیونکہ ایک مرتبہ حضرت گھر سے واپس تشریف لائے تو مغرب کے بعد میں حضرت کو دبا رہا تھا تو حضرت نے مجھے بھی فرمایا تھا کہ دو آدمی جو وزیر ہیں اندر ہوں گے اور پھر عثمان رہا ہو گا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی اس بات کو حرف بحرف پورا کر دکھایا۔

حضرت رحمہ اللہ باوجود اس قدر علمی شخصیت ہونے کے انتہائی خوش طبع تھے۔ اپنے سے تو بڑے چھوٹوں سے بھی اس قدر شفقت کا معاملہ فرماتے کہ وہ حضرت رحمہ اللہ کی زیارت کے بعد کئی کئی دن تک اس کی حلاوت محسوس کرتے۔

ایک مرتبہ ایک طالب علم طاہر اللہ حضرت کے پاس آیا اور عرض کیا حضرت مجھے بریلوی کے خلاف تیاری کروا دیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے ہنس کر فرمایا بریلوی تو میرے سسرال ہیں، میں ان کے خلاف تجھے کیسے تیاری کرواؤں۔ میں قریب ہی بیٹھا تھا۔ حضرت کی شفقتوں کی وجہ سے

مذاق وغیرہ بھی کر لیتا تھا۔ میں نے جلدی سے عرض کیا کہ غیر مقلدین بے وقوف ہیں وہ بھی آپ کو رشتہ دے دیں تو ان کی بھی جان چھوٹ جاتی کہ وہ بھی آپ کے سسرال بن جاتے۔

اس کے بعد جب بھی طاہر اللہ کمرے میں حضرت کے پاس آتا تو فرماتے میں تجھ سے ڈرتا ہوں کیونکہ تو میرے سسرال کے خلاف ہے۔ میں حضرت کے پاس کوارٹر میں رہتا تھا حضرت تقریر کے لئے تشریف لے گئے، میں باہر کا دروازہ لگا کر سو گیا۔ حضرت نے آ کر کافی کھٹکھٹایا لیکن میں ٹس سے مس نہ ہوا۔ ساتھ جناب اسلم شاہ صاحب کا گھر تھا وہ باہر نکل آئے۔ سیڑھی لگائی اور دیوار پھاند کر دروازہ کھولا گیا۔ یہ شکر ہے کہ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ حضرت آ کر کتابیں رکھ رہے تھے کہ ایک کتاب گرنے کی آواز پر میں اٹھ بیٹھا۔ اب حضرت بجائے ناراض ہونے کے مسکرا دیئے اور فرمایا جب تو نے نہیں اٹھنا تھا تو اتنے زور سے دروازہ کھٹکنے پر بھی نہ اٹھا اور جب اٹھنا تھا تو ایک کتاب کے گرنے سے اٹھ بیٹھا۔ حضرت خوب ہنس بھی رہے تھے اور یہ فرما بھی رہے تھے۔

ایک مرتبہ کسی آدمی نے حضرت کے سامنے یہ بات کر دی کہ حضرت قاضی صاحب بہت سختی کرتے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا اگر حضرت قاضی صاحب اس قدر سختی کا معاملہ نہ فرماتے تو آدھی دیوبندیت مماتیت اور بقیہ آدھی خارجیت کا شکار ہو جاتی۔

ایک سبق میں فرمایا قیامت کے دن جب اہل بیت کو شفاعت کی اجازت ملے گی تو وہ قاضی صاحب کو آوازیں دے دے کر بلائیں گے کہ قاضی آ جاؤ تم نے گالیاں سن سن کر بھی ہمارا دفاع کیا، آج ہماری سنی جا رہی ہے ہم تمہاری سفارش کرتے ہیں آ جاؤ۔ حضرت سے جو آخری مجلس جامعہ خیر المدارس میں وفات سے ایک ہفتہ پہلے ہوئی اس میں بھی حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کا تذکرہ فرماتے رہے۔

ایک مرتبہ فرمایا میرے مضامین کو شائع کرنے کی جرأت کوئی نہ کرتا کیونکہ غیر مقلدین کے ہاتھ لمبے ہوتے ہیں لیکن مہتمم صاحب (حضرت اقدس مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم العالیہ) نے یہ ہمت کی کہ "الخیر" میں میرے مضامین شائع کرتے شروع

کئے۔

مجاہدات:

فتنوں کے خلاف کام کرنے میں حضرت کو بہت سی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ حضرت مجدد الف ثانی کی طرح ثابت قدم رہے اور مخالفین کی مخالفتوں اور شور وغوغا کی آندھیوں میں ہمیشہ مسکراتے رہے۔ بڑے بڑے مصائب کو مسکرا کر سہہ لینا آپ کی فطرت بن چکی تھی۔ آپ **لایخافون لومة لائم** کی تصویر بنے رہے۔ آپ کے خلاف مخالفین نے بہت سازشیں کیں لیکن کوئی سازش بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکی اور آپ ان **الذین قالو ربنا الله ثم استقاموا** کی عملی تصویر بنے رہے۔ صراط مستقیم کے اس عظیم راہبر پر حق گوئی اور مسلک علماء دیوبند کے تحفظ کی پاداش میں قاتلانہ حملے بھی کئے گئے۔ جادو بھی کیا گیا، زہر بھی دی گئی۔ (ان واقعات کی تفصیل آگے آتی ہے) آپ کے بیٹے حافظ محمد عثمان کو 302 کے جھوٹے کیس میں کال کوٹھڑیوں میں رکھا گیا لیکن ان تمام مصائب کے باوجود راہ حق کا یہ عظیم مسافر آخری وقت تک اکابر کے مسلک کی ترجمانی کرتا رہا۔

وصال سے کچھ سال قبل آپکو ایک ایسا سانحہ پیش آیا جو تکوینی طور پر گویا آپ کے مراتب علیا کی تکمیل کا موجب ہوا۔ وہ حادثہ ہوش ربا اور صدمہ جانکاہ یہ پیش آیا کہ آپ کے فرزند حافظ محمد عثمان صاحب کو مرزائیوں نے سوچی سمجھی سازش کے تحت گرفتار کروایا۔ اس گرفتاری سے اصل مقصد محمد عثمان صاحب کا جعلی پولیس مقابلہ کروانا تھا۔ قدرت باری تعالیٰ کی غیبی طاقت نے قتل ہونے سے بچا لیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت محترم رشید مرتضیٰ قریشی صاحب کی صورت میں ظاہر ہوئی جنہوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ عثمان کا کیس لڑا۔ محترم رشید مرتضیٰ پر شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کی صحبت کے گہرے نقوش ہیں۔ بلا خوف لومۃ لائم بڑے بڑے جابر ججوں اور پولیس افسران کو للکار دیتے ہیں۔

آئی جی پنجاب جہانزیب برکی کا جب پورے ملک میں طوطی بول رہا تھا قریشی صاحب اس کے حارسین کی صفوں سے گزرتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے پوچھا قریشی صاحب کیسے تشریف لائے۔ فرمانے لگے تمہاری گردن کا ناپ لینے آیا ہوں کہ پھانسی کا پھندا کتنا بڑا ہو۔ اس پر برکی ششدر رہ گیا۔ قریشی صاحب نے کہا ہاں ہاں یا تو ان بے گناہ لوگوں کے والدین سے صلح کرو، معافی مانگو جن کو تم نے پولیس مقابلوں میں ہلاک کروایا ہے ورنہ پھندا تیار ہے۔ اس کے بعد پھر جب گاڑی میں بیٹھے تو کچھ دیر بعد پیچھے دیکھ لیتے۔ حضرت کے بیٹے محمد عمر نے پوچھا قریشی صاحب خیر ہے۔ فرمایا ہاں۔ وقت کے جابر کو للکارا ہے اب دیکھتا ہوں کہ کہیں میری گاڑی کے پیچھے کوئی مسلح شخص تو نہیں آ رہا کیونکہ کسی وقت بھی پیچھے سے گولی آ سکتی ہے۔ تو خیر قریشی صاحب کی مخلصانہ کوششیں، حضرت کی اور ہزاروں لوگوں کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئیں اور محمد عثمان صاحب ڈیڑھ سال بعد باعزت طور پر رہا ہو گئے۔

حضرت کے بڑھاپے کے عالم میں یہ حادثہ ایسا روح فرسا تھا کہ حضرت سے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی دل لرزتا تھا، لیکن آپ اس حادثہ فاجعہ پر بھی رضا بالقضا کی تصویر بنے رہے، البتہ بیٹے کے مصائب پر آنکھوں سے بہنے والے آنسو زخم جگر کی غمازی کرتے تھے۔

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی به ربنا

حق گوئی اور تردید عیسائیت کی پاداش میں عیسائیوں نے آپ کو کھانے میں زہر ملا کر دیا۔ آپ اس وقت شورکوٹ مولانا بشیر احمد حسینی کے پاس تشریف لائے ہوئے تھے جس کے چند لقمے کھانے کے بعد حضرتؒ کو قے آ گئی، ہسپتال لے جایا گیا لیکن چونکہ اللہ نے ابھی دین کا کام لینا تھا اس لئے زندگی محفوظ رہی لیکن زہر سے معدے میں ایسے زخم ہوئے جو پوری زندگی اذیت کا سبب بنتے رہے۔ آپ یہ بتایا نہیں کرتے تھے اور اسی زہر کا اثر وفات حسرت آیات سے کچھ دیر قبل ظاہر ہوا جس کی وجہ سے قے آئی۔ یوں آپ کی وفات ایک نوع کی شہادت بھی ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ وہاڑی کے علاقے میں مناظرہ تھا۔ حضرت جب وہاں جانے کے لئے بس اسٹینڈ پر پہنچے تو کچھ لوگ کار لے کر کھڑے تھے کہ ہم آپ کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے تو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں کہ گاڑی لینے کے لئے آ رہی ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ خیر انہوں نے منت سماجت کر کے حضرت کو کار پر بٹھا لیا اور روانہ ہو گئے۔ راستے میں جنگل میں جا کر حضرت کو اتار لیا اور پستول سے تین فائر کئے، تینوں مس ہوئے تو ان غیر مقلدین میں ایک نیا غیر مقلد بھی تھا، اس کا اس پر گہرا اثر ہوا تو اس نے دوسرے غیر مقلدین سے کہا کہ اب مناظرہ ہی کروانا ہے۔ چنانچہ حضرت کو چھوڑ دیا۔ جب حضرت مقام مناظرہ پر پہنچے تو غیر مقلد مناظرین راہ فرار اختیار کر چکے تھے۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپ مولانا محمد یوسف صاحب (میاں چنوں والے) کی گاڑی پر کسی جگہ سے تقریر یا مناظرہ کر کے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں سڑک پر درخت گرا ہوا تھا۔ چنانچہ متبادل راستہ اختیار کر کے ملتان پہنچے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ اس رات غیر مقلدین کی ایک جہادی تنظیم کے ۲۲ کمانڈوز اسلحہ سمیت راستے میں چھپ کر بیٹھے رہے کہ جب آئے گا اور ہم حملہ کر دیں گے، لیکن آپ نہ آئے۔ اب میں حنفی بن گیا ہوں اس لئے آپ کو بتا رہا ہوں۔

ویسے تو حضرت رحمہ اللہ کو اکثر لوگ حفاظتی انتظام کے لئے عرض کرتے رہتے۔ ایک مرتبہ حضرت کے ایک خاص قریبی دوست نے جب زیادہ زور دیا تو اسے فرمایا میری موت گولی سے نہیں آنی۔

ملفوظات

نمبر ۱۔

حضرت نے فرمایا کہ غیر مقلد جو کہتے ہیں کہ تقلید شرک ہے تو پوچھیں کہ آپ دلیل پوچھ کر پیدا ہوئے یا بلا دلیل۔ اگر بلا پوچھے پیدا ہوئے پھر تو آپ کی پیدائش بھی شرک ہے۔

نمبر ۲۔

ماں کا دودھ پیا، دلیل پوچھ کر پیا یا بلا مطالبہ دلیل۔

جواب۔

بلا دلیل۔ پھر یہ بھی شرک ہے۔ ابا کہنا سیکھا بلا دلیل۔ یہ بھی شرک، امی کہنا سیکھا بلا دلیل، یہ بھی شرک۔ میز، کرسی، چچا، خالہ، ممانی وغیرہ بلا دلیل کہا یہ بھی شرک ہے۔

بڑے ہو کر ماں باپ کے نکاح کے گواہوں کو تلاش کیا؟۔ اگر نہیں کیا اور بغیر گواہوں کے ماں باپ تسلیم کر لیا یہ بھی شرک۔

اگر بچپن میں آپ نے قاعدہ پڑھنا شروع کیا استاد نے کہا کہو الف، با، تا، کیا آپ نے اس پر دلیل مانگی؟۔ کہ الف کو الف کیوں کہتے ہیں؟۔ یقیناً نہیں۔ تو یہ بھی شرک۔ اب آپ بتائیں کہ اس وقت آپ اپنے آپ کو کیا کہتے تھے؟۔

آپ نے قرآن پاک کو خدا کی کتاب سمجھ کر پڑھا، ادب وعقیدت سے اسکی تلاوت کرتے تھے، آپ کے پاس کیا دلیل تھی کہ یہ کتاب اللہ کی ہے؟۔ اس کے پڑھنے پر ثواب ملتا ہے۔ یقیناً بلا دلیل، تو یہ بھی شرک۔

اب جو نماز آج تک ادا کر رہے ہیں، بچپن میں ثنا، تعوذ، فاتحہ، التحیات، رکعات نماز، اوقات نماز، سب تقلیداً سیکھیں۔ اس اعتماد پر کہ یہ صحیح کر رہے ہیں، یہ بھی شرک۔

حج کرنے گئے، احرام باندھا، طواف کہاں سے کرنا ہے کہاں ختم کرنا ہے؟۔ سعی کہاں

سے شروع کرنی ہے اور کہاں ختم کرنی ہے؟۔ غرض تمام افعال جو حج میں ادا کیئے کیا سب کے دلائل تھے؟۔ اگر نہیں تو یہ بھی شرک۔

یہ مکہ ہے، یہ مدینہ ہے، یہ عرفات ہے، یہ منیٰ ہے، یہ مزدلفہ ہے، عرفات میں کتنا قیام ہے؟۔ کیا کچھ کرنا ہے، مزدلفہ میں کتنا ٹھہرنا ہے، کیا کرنا ہے؟۔ اور منیٰ میں کیا کرنا ہے؟۔ کیا ان کے دلائل معلوم تھے یا لوگوں کو دیکھ کر یا ان سے پوچھ کر ادا کیئے؟۔

اگر ایسا کیا تو آپ وہاں سے تقلید کرنے کی وجہ سے حاجی کی بجائے مشرک بن کے آئے۔ اور یہ ایک لعنت ہے، یہ بھی آپ بلا دلیل مانتے ہیں یہ بھی شرک ہوا۔ اگر تقلید شرک ہے تو آپ اتنے بڑے مشرک بن چکے ہیں۔

نمبر ۳۔

غیر مقلدوں کا جھوٹ۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم چاروں مذہبوں کی تحقیق کر کے جو اوفق بالکتاب والسنۃ ہوا سے لیتے ہیں، میں پوچھتا ہوں یہ مقلدین کے شروح وحواشی سے لیتے ہو یا خود۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ ایک غیر مقلد مولوی بھی ایسا نہیں جس نے بلا واسطہ یا بالواسطہ مقلدین کی کتابوں سے استفادہ نہ کیا ہو۔ اور اگر ان میں کوئی عالم ایسا ہے تو میدان میں آئے، ہم سو مختلف ابواب سے مسائل اس کے سامنے رکھیں گے۔ وہ ہر مسئلے پر پہلے ہر ہر مذہب کے دلائل بیان کرے، پھر اس پر اپنا فیصلہ سنائے۔ (پھر بھی وہ مقلد ہوگا) ۱۰۰ مسائل ایسے جو بالکل نئے ہوں گے، انہیں اپنے اصول بنا کر استنباط کر کے دکھائے۔

نمبر ۴۔

فرمایا ان کی ساری کتابوں میں سرقہ ہے، قدم قدم پر چوری کا مال برآمد ہو رہا ہے، چور شاعر بھی آپنے سنے ہوں گے۔ آیئے آپ کو چور مجتہد بھی دکھاتے ہیں۔

نمبر۵۔

فرمایا۔ ویسے تو قرآن پاک کے متعلق بھی یہ ہے۔

يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرًا وَيَهۡدِي بِهِۦ كَثِيرًاۚ

اورقرآن پاک میں متشابہات کا ہونا اس کے غلط ہونے کی دلیل نہیں، ہم قرآن کو جھوٹا نہ کہیں گے، البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمۡ زَيۡغٞ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنۡهُ ٱبۡتِغَآءَ ٱلۡفِتۡنَةِ

یعنی فتنہ پرور لوگ تو خدا کے قرآن میں بھی فتنہ پیدا کر لیتے ہیں، اسی طرح احادیث میں ضعیف، موضوع اور جھوٹی روایات سے مخالفین نے کتنے فتنے برپا کیے ہیں۔ تو کتب فقہ میں چند ضعیف، شاذ اقوال کی موجودگی ان پر کیا اثر انداز ہو سکتی ہے۔

جس طرح قرآن پاک میں فتنہ برپا کرنے کے سدباب کے لئے آیت محکمۃ کی قید لگائی، اور حدیث میں سنت قائمۃ کی قید لگائی، اس طرح فقہ میں فریضۃ عادلۃ یعنی قول مفتیٰ بہ کی شرط لگائی تاکہ فتنہ برپا نہ ہو۔

نمبر۵۔

فرقہ پرستی اور تقلید ایک جھوٹ۔

غیر مقلد ایک بہت بڑا جھوٹ یہ بھی بولتے ہیں کہ تقلید کی وجہ سے فرقہ پرستی پیدا ہوئی، حالانکہ یہ بہت بڑا سیاہ جھوٹ ہے۔ تقلید نے فرقہ پرستی پیدا نہیں کی بلکہ پیدا شدہ فرقہ پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا۔

اس لئے کہ چوتھی صدی تک تہتر فرقے بن چکے تھے، آخر تقلید شخصی پر اجماع ہو گیا تو چوتھی صدی سے چودھویں صدی تک پوری اسلامی دنیا میں قابل ذکر دو فرقے رہ گئے، ایک شیعہ، ایک

اہل سنت والجماعت۔

تو گویا تقلید کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ اکہتر فرقے مٹ گئے، پھر جب ہندوستان میں تیرھویں صدی کے وسط میں ترک تقلید کا فتنہ ابھرا، تو نیچری، چکڑالوی، منکرین حدیث، منکرین فقہ، منکرین خدا، سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

کوئی سرسید، کوئی عبداللہ چکڑالوی، کوئی قادیانی، کوئی روپڑی کی شکل میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

نمبر۶۔

فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی نے ان فرقوں میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو ذکر نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ ایک ہی جماعت ہے۔ ان کے درمیان اختلاف فروعی ہے۔

نمبر۷۔

فرمایا تقلید کو گمراہی بتلانے والو! مقلدین نے کروڑوں انسانوں کو مسلمان بنایا، پاکستان کی بارہ کروڑ آبادی کہ جو مسلمان ہے کن کی کوششوں کا نتیجہ ہے؟۔ مقلدین کا یا غیر مقلدین کا؟۔

نمبر۸۔

فرمایا، ترک تقلید سے تو صرف پچیس سال میں ان کے بانی چیخ اٹھے، کہ غیر مقلدین، ملاحدہ، زنادقہ اور باب ودہلیز کفر ونفاق کا بن گئے ہیں۔

چیلنج۔

آؤ! کسی مسلم مقلد کی رپورٹ دکھاؤ کہ بارہ سو سال میں کسی نے تقلید مجتہدین کو باب و دہلیز کفر کہا ہو۔

نمبر۹۔

فرمایا یہ کہتے ہیں ہم حدیث پر چلتے ہیں، حالانکہ یہ ان حدیث کی کتابوں کو لیتے ہیں جو

شوافع نے جمع کی ہیں۔اور شوافع نے ان کتب میں اپنے دلائل اکٹھے کیئے ہیں، جو ان کی کتابوں کو پڑھے گا وہ یقیناً یہ سمجھے گا کہ شافعی مذہب حدیث کے مطابق ہے۔اس کے بالمقابل احادیث کی جو کتب احناف نے جمع کی ہیں ان کو پڑھنے سے یقین کرلے گا کہ حنفی مذہب حدیث کے مطابق ہے۔تو شافعیوں کی تقلید میں کہنا کہ ہمارا مذہب ہی موافق حدیث ہے محض جانبداری، تحکم ہے، غرور محض ہے۔

نمبر ۱۰۔

فرمایا غیر مقلدین میں سے مرتد ہو ہو کر نیچری بنے، مرزائی بنے، چکڑالوی بنے، خاکساری بنے۔مقلدوں نے کس فرقے کو جنم دیا؟۔

نمبر ۱۱۔

ایک فیصلہ۔

مقلدین، غیر مقلدین، بریلوی تینوں متفق ہیں کہ ہندوستان میں اسلام کی عمر بارہ سو سال ہے۔

دوسرا اتفاق اس پر ہے کہ ان میں سے کچھ فرقے انگریز کی پیداوار ہیں، فیصلہ یہ ہے کہ انگریز کے دور کی تمام تصانیف خواہ وہ دیوبندیوں کی ہوں بریلویوں کی ہوں یا غیر مقلدین کی چھوڑ کر انگریز سے پہلے کی تصانیف دیکھو۔اگر وہ سب مقلد تھے تو غیر مقلد انگریز کی اولاد ہوئے۔

اسی طرح عقائد کی وہ کتابیں لیں، جو انگریز سے پہلے کی لکھی ہوئی ہوں۔وہاں بنی نوع انسان لکھا ہے، علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل، اولیاء کے خدائی اختیارات، آذان سے قبل و بعد صلوٰۃ والسلام اور دعا بعد جنازہ وغیرہ امور کا تذکرہ ہے؟۔

اگر نہیں تو صرف دیوبندی مسلک نظر آئے گا۔

نمبر ۱۲۔

حدیث کو نہیں مانتے۔

پاک و ہند میں حدیث کو کون لائے؟۔قرآن کون لائے؟۔کن کے مدارس میں قرآن و حدیث فقہ کی تدریس بارہ سو سال سے جاری ہے؟۔خود نذیر حسین نے حدیث کس سے پڑھی؟۔حنفیوں سے۔پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ حنفی حدیث کو نہیں مانتے۔

نمبر ۱۳۔

نتائج تقلید۔

فرمایا تقلید کے نتائج تھے کہ۔

(۱) فرقہ پرستی کو مٹایا۔

(۲) کتاب و سنت کی لفظی و معنوی حفاظت کی۔

(۳) عوام کو ایک طرف بے راہ روی سے بچایا۔

(۴) دوسری طرف ان کو صرف عمل کے لئے فارغ کر دیا کہ وہ اپنی زندگی کا قیمتی سرمایا صرف عمل میں صرف کریں۔

(۵) کتب حدیث کو جمع کیا۔

(۶) فتاوٰی مدون کئے، قانون اسلامی مدون کیا۔

(۷) قانون اسلامی نافذ کیا۔

(۸) اسلام کو پھیلایا۔(وغیرہ)

نمبر ۱۴۔

ہم نے تحقیق کی۔

فرمایا، غیر مقلد کہتے ہیں ہم نے تحقیق کی۔کیسے؟۔ہمیں بھی طریقہ سکھائیں۔

اہل مکہ ومدینہ جہاں سے اصلی اسلام ملا وہ رفع یدین کرتے ہیں۔ پھر تو آپ نے رفع یدین، آمین میں اہل مکہ کی تقلید کرلی، جو کہ شرک ہے۔ اور باقی مسائل میں ان کی مخالفت ہے۔

آپ نے کہا مکہ ومدینہ میں اصلی اسلام ہے۔ اصلی اسلام غلط دین نہیں ہوسکتا، حالانکہ وہاں تقلید شخصی کا شرک، بیس رکعت تراویح کی بدعت، طلاق ثلاثہ کی مخالفت حدیث ہے، کیا آپ نے یہ تحقیق کی کہ حنبلی مذہب وہاں کتنے سالوں سے ہے؟۔ اور اس سے قبل وہاں تیرہ سو سال قبل کیا تھا؟۔ خصوصاً عہد خیر القرون میں، نہ وہاں کوئی رفع یدین کرتا تھا، نہ آمین۔

نمبر ۱۵۔

آنحضرت ﷺ کی جامعیت۔

فرمایا آپ ﷺ میں جامعیت تھی، آپ ﷺ کے حلقہ درس سے مجاہد نکلے، سپہ سالار نکلے، قانون دان نکلے، عابد وزاہد نکلے۔ اسی طرح امام صاحبؒ میں بھی جامعیت تھی، آپؒ کے فیض صحبت سے بھی امام محمدؒ، امام زفرؒ، حسن بن زیاد شیبانیؒ جیسے قانون دان نکلے۔

ابن معینؒ، وکیعؒ، سفیانؒ، یحییٰ بن سعیدؒ، عبداللہ بن مبارکؒ جیسے محدث۔ قاضی ابو یوسفؒ، قاضی حسن بن عمارہؒ جیسے چیف جسٹس۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ، حضرت داؤد طائیؒ جیسے صوفیائے کرام نکلے۔

نمبر ۱۶۔

فرمایا، سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، ایک غیر مقلد ایک طرف کھڑا رہا، شیطان نے سجدہ نہ کر کے حضرت آدم کی امامت کا انکار کیا، کیونکہ اس وقت ابھی نبوت عطا نہیں ہوئی تھی بلکہ امامت دی جارہی تھی۔ یزید نے نہ خدا کا انکار کیا، نہ رسول کا بلکہ امام کا انکار کیا۔ خوارج نے نہ خدا کا انکار کیا، نہ رسول ﷺ کا بلکہ امام کا۔

نمبر ۱۷۔

فرمایا، کعبہ سے عقیدت ضروری ہے یہ شعائر اللہ میں سے ہے۔ اس کی تعظیم واجب ہے،

قرآن میں ہے لاتستقبلوا القبلة الخ. اور جو کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکے گا، اس کا تھوک قیامت کے دن اس کے منہ پر ہوگا۔

غیر مقلدین نے حنفیوں کی ضد میں اپنے استنجا خانے قبلہ کی طرف کردیئے تو جو پیشاب پاخانہ ادھر کریگا قیامت کے دن وہ اس کے منہ پر پلستر ہوگا، دور سے ہی پتا چلے گا غیر مقلدین آرہے ہیں، قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنے والے۔

نمبر ۱۸۔

فرمایا، وہ خاک پاک جس سے آنحضرت ﷺ کا جسد اطہر مس ہو رہا ہے وہ افضل المکانات ہے۔ سب کی خواہش وہاں جانے کی ہے، لیکن غیر مقلدین اور مماتیوں نے ضد میں آکر کہہ دیا کہ اس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے۔

نمبر ۱۹۔

فرمایا، قرآن میں ہے لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ غیر مقلدین نے ضد میں کہہ دیا کہ بے وضو قرآن پکڑنا جائز ہے۔

نمبر ۲۰۔

فرمایا، قرآن کہتا ہے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ مسح سر پر کرو، یہ عمامہ پر کرتے ہیں، یہ ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر کہے کہ دوائی سر پر مل لو اور غیر مقلد ٹوپی پر مل لے۔

نمبر ۲۱۔

فرمایا، قرآن پاک جب نازل ہوا تو نہ زبر تھی، نہ زیر، نہ پیش، نہ نقطے۔ لیکن آج نقطے لگانے ضروری ہیں، کیونکہ حکم ہے تلاوت کا اور تلاوت اس کے بغیر ناممکن ہے۔ کوئی آیت یا حدیث نہیں کہ نقطے لگاؤ۔

یہ جو ضروری ہیں مقدمۃ الواجب، واجب کے تحت، لہٰذا نہ کفر، نہ شرک، نہ بدعت بلکہ

واجب۔ جب الفاظ قرآن کو صحیح پڑھنے کی یہ ضرورت ہے، تو جس کے لئے قرآن نازل ہوا۔ عمل کے لئے۔ کیا یہ خود بولے گا، یا اس کی تعبیر وتشریح کی کسی ماہر سے پوچھنے کی ضرورت ہے، تا کہ عمل کیا جاسکے اسی کا حکم ہے۔

فَسْـَٔلُوٓاْ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

پھر یہ کیوں کفر شرک اور بدعت ہونے لگا۔ جب ضرورت نہ تھی اور لوگ جو بغیر زبر زیر کے قرآن پڑھتے تھے، زبر زیر واجب نہ تھی، صحابہؓ تارک واجب نہ تھے، لیکن اب واجب ہے۔ جو نہ ڈالے اور زبر زیر کا خیال نہ رکھے، واجب کا تارک ہے۔

اسی طرح تقلید شخصی صحابہؓ پر واجب نہ تھی، لہذا وہ تقلید شخصی نہ کرنے کی وجہ سے تارک واجب نہ تھے، اب واجب ہے، اب اگر نہ کریں گے تو تارک واجب ہوں گے۔

نمبر ۲۲۔

فرمایا، غیر مقلدین نے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، شیعہ، پانچ گھروں میں ڈاکے مارے، ان کی کوئی کتاب اٹھالو قدم قدم پر چوری کا مال برآمد ہوگا۔

نمبر ۲۳۔

فرمایا، جو کتابیں خیر القرون میں لکھی گئیں غیر مقلدان کا انکار کرتے ہیں، کتاب الآثار، مسند امام اعظم، موطا امام محمدؒ، کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ۔ غیر مقلدو! لکھ دو ہم حدیث کی ان کتابوں سے منکر ہیں جو خیر القرون میں لکھی گئی ہیں۔

ان کی ایک کتاب تو کجا ایک حدیث بھی دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے، جس کی سند کے سب راوی غیر مقلد اور تمام دنیا کو کافر، مشرک، قبور پرست، مستحل الدم، ان کی بیویوں کو حلال جانتے ہوں۔

نمبر ۲۴۔

فرمایا، جس طرح قادیانیوں نے مرزا کی سیرت کو چھپانے کے لئے حیات مسیح کا ڈھونگ رچایا، اسی طرح غیر مقلدین نے اپنے غلط عقائد و مسائل چھپانے کے لئے رفع یدین، آمین بالجہر کا ڈھونگ رچایا۔

نمبر ۲۵۔

فرمایا، غیر مقلدین سے پوچھیں۔ تقلید صرف امام ابوحنیفہؒ کی شرک ہے، یا امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی بھی شرک ہے۔ یہاں حنفی ہیں، سینکڑوں رسالے، کتابیں، جلسے، تقریریں امام ابوحنیفہؒ کے خلاف، فقہ حنفی کے خلاف، حقیقۃ الفقہ، خرافات فقہ لکھی گئی ہیں۔

جو لوگ مکہ مدینہ میں غیر مقلد ہیں، انہوں نے کتنی کتابیں امام احمد بن حنبلؒ کی توہین میں لکھی ہیں؟۔ کیا کسی نے خرافات حنبلیہ لکھی، کیا انہوں نے وہاں جا کر بتایا کہ امام احمدؒ بن حنبل تو اپنی تقلید سے منع فرماتے تھے، تم نبی ﷺ سے تو گئے ہی تھے، اپنے امام سے بھی گئے ہو۔

لیکن تم زہر کا پیالہ پی سکتے ہو ایسے نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اگر ایسا کیا تو چندہ بند ہو جائے گا۔

وہاں بیٹھ کر حنفیوں کی مخالفت کرنا ایسا ہی ہے، جیسے درد پیٹ میں ہو اور دوا کان میں ڈالی جائے۔

وہاں جا کر رفع یدین پر تقریر کرنا بے سود ہے، وہ اپنے امام کی تقلید میں کرتے ہیں۔ وہاں تقلید کا رد کریں، حنبلیوں کی تردید میں خرافات حنبلیہ جمع کریں۔

ہندوستان اور مکہ معظمہ کا فرق ایسا ہی ہے جیسے بازار اور مسجد کا۔ بازار سے گندگی صاف کرنے کے لئے چھ ہزار جھاڑو ہوں اور مسجد میں تقلید کی شرک و بدعت کی نجاست کے ڈھیر لگے ہوں، تو کوئی عقلمند اس کو برداشت کرے گا۔ وہاں تو زبردست ضرورت ہے تقلید امام احمد بن حنبلؒ کے خلاف کتابیں لکھنے کی، تقریریں کرنے کی، خرافات حنبلیہ، شمشیر محمدیہ بر عقائد حنبلیہ، نتائج التقلید حنبلیہ لکھنے کی۔ یہ مولوی غیر مقلد خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟۔ مسجد میں گندگی پر بیٹھ کر یہ کہنا کہ ہزاروں میل دور بازار میں گندگی ہے، کیا اسی کا نام (غیر مقلدین) کے نزدیک تحقیق ہے۔

نمبر ۲۶۔

فرمایا، ایک غیر مقلد جو اپنے آپ کو محقق کہتا ہے اس سے پوچھو کہ آپ نے کتنے مسائل میں تحقیق کی؟۔ پہلے حنفی مسلک کیا تھا؟۔ اس کے دلائل کیا تھے؟۔ غیر مقلدین کا دعوٰی کیا ہے؟۔ اور دلائل کا تطابق کیا ہے۔

پہلے چاروں مذاہب کا نفس مسئلہ، پھر اس کے دلائل بتاؤ۔ آپ نے حنفیوں کے دلائل کس کتاب سے لئے، حنبلیوں کے کہاں سے، شافعیوں کے کہاں سے، مالکیوں کے کہاں سے۔

اس نے کہا صحاح ستہ سے، یہ تو مقلدین نے اپنے مسلک کی تائید کے لئے روایات اکٹھی کی ہیں، کیا آپ نے مسند امام اعظمؒ، کتاب الآثار امام محمد، موطا امام محمدؒ، کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ، طحاوی، عقود الجواہر المنیفہ، زجاجۃ المصابیح کو دیکھا؟۔ کیا یہ حدیث کی کتابیں نہیں ہیں؟۔

اب وہ کہے گا کہ میرے مولوی کے پاس چلو، پھر آپ لکھ دیں کہ میری کوئی تحقیق نہیں ہے؟۔ میں نے فلاں مولوی کی تقلید کی تھی۔ آپ محقق تو نہ رہے، مقلد بن گئے۔ پھر ہم دونوں مقلد ہو گئے لیکن فرق ضرور ہے۔ میں وقت کے امام اعظمؒ کا مقلد اور تم روپڑی کے مقلد۔

نمبر ۲۷۔

فرمایا، غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں مسئلہ صرف قرآن وحدیث سے لینا چاہئے، یہ حدیث مرسل العلم ثلاثہ کے خلاف ہے۔

نمبر ۲۸۔

فرمایا کان یکبر عند کل خفض و رفع والی تمام روایات رفع یدین کے خلاف ہیں، کیونکہ یہ لوگ تکبیر رفع یدین کے وقت کہتے ہیں، اور بوقت خفض و رفع تکبیر نہیں کہتے، تکبیرات انتقال نہیں ہیں۔

حیرت انگیز واقعہ

جب بندہ کراچی گیا تو حضرت اوکاڑوی کے صاحبزادے قاری محمد معاویہ صفدر صاحب

کی معیت میں شیخ الحدیث مولانا زرولی خان دامت برکاتھم العالیہ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت نے حضرت تایا جانؒ کے متعلق فرمایا، مولانا کا عجیب علم تھا ان کو ہر چیز آتی تھی۔

ایک مرتبہ جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں جب پڑھاتے تھے، تو وہاں ایک استاد ہیں مولوی انور بدخشانی انہوں نے ایک میٹنگ میں کہا کہ امین کو کہو کہ تخصص میں مقامات شاطبیہ پڑھائیں۔ ان کے ذہن میں یہ تھا کہ کیسے پڑھائیں گے؟۔ جب پڑھا نہ سکیں گے تو ہمیں بدنام کرنے کا موقع مل جائے گا۔

(کیونکہ مولوی انور بدخشانی مماتی ہے یہ ہمیشہ سے حضرتؒ کی مخالفت میں رہا ہے)

حضرت میرے پاس احسن العلوم تشریف لائے اور یہ بات سنائی اور فرمایا کہ کیا تمہارے پاس مقامات شاطبیہ ہے؟۔ میں نے نکال کر پیش کر دی، حضرت نے تقریباً پندرہ منٹ الٹ پلٹ کر دیکھی پھر مجھے واپس کر دی۔ میں سمجھا کہ حضرت کی سمجھ سے بالاتر ہے، اس لئے واپس کر دی۔ چند دنوں کے بعد میں جب بنوری ٹاؤن گیا، تو ساتھیوں نے کہا کہ کیا آپ کو پتا چلا ہے؟۔

میں نے کہا کہ کس بات کا؟۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے اجلاس میں فرمایا ہے کہ مقامات شاطبیہ کے سو مقام قرآن کے خلاف ہیں، اور وہ سو کے سو مقام گنوا دیئے اور فرمایا کہ اس کی شرح بھی موجود نہیں، جس نے کہا ہے کہ امین یہ کتاب پڑھائے، وہ اس کا صرف ایک صفحہ حل کر دکھا دے، بقیہ کتاب میں پڑھا دوں گا۔

اس پر تو سب پر خاموشی طاری ہوگئی اور حضرت کے خلاف بدنامی کی سازش کرنے والے اپنی سازش کا شکار ہو گئے۔

بندہ کا حضرت کے ساتھ آخری سفر

بندہ کا حضرتؒ کے ساتھ آخری سفر ضلع لیہ کا تھا۔ مدرسہ عربیہ اشرف المدارس ضلع لیہ کے مہتمم حضرت اقدس مولانا عبدالرحمن صاحب جامی نے بندہ کو فرمایا کہ حضرتؒ کا پروگرام لے دیں۔

بندہ نے تعمیل حکم کی اور پروگرام لے دیا چنانچہ ۱۸ اگست ۲۰۰۰ء کو بندہ حضرتؒ کو لے کر ایئہ پہنچ گیا۔ حضرتؒ نے کچھ دیر آرام فرمایا اور پھر بعد نماز ظہر خطاب فرمایا جو کہ عصر کے وقت تک جاری رہا۔ پروگرام کے بعد حضرتؒ کو ہمارے گھر پہنچا دیا گیا رات وہاں قیام فرمایا اور بندہ کے والد محترم قاری محمد اشرف صاحب مدظلہ سے مختلف امور پر تبادلہ خیال فرماتے رہے پھر جمعہ پر جامعہ مسجد کرنال والی میں خطاب فرمایا اور اس کے بعد ملتان واپس تشریف لے آئے۔ یہ تھا حضرتؒ کا ہمارے گھر کا آخری سفر۔

اب قیامت تک نگاہیں ان کے دیدار کو ترسیں گی۔

پکار اے وادیءِ خاموش سے خدا کے لئے
ترس گئے ہیں تری آواز دل کشا کے لئے

وفات حسرت آیات:

وفات سے کچھ دن قبل حضرت یونہی بیٹھے بیٹھے فرمانے لگے بعض بزرگوں کو پتا چل جاتا ہے کہ موت کا وقت قریب ہے۔ اس پر ایک واقعہ سنایا کہ ایک پیر صاحب (حضرت نے ان کا نام بھی لیا تھا لیکن مجھے یاد نہیں) کو اشارہ ہو گیا تو انہوں نے اپنے مریدین کو خطوط لکھ کر بلوالیا۔ جس دن وفات تھی جمعہ کا دن تھا، غسل فرمایا، جمعہ پڑھایا۔ مریدین سے ملے اور پھر خود ہی چارپائی پر لیٹ کر راہیٔ دارالبقاء ہو گئے۔

پھر فرمایا ہمارے بچپن میں ایک بابا جی عیدگاہ میں جمعہ پڑھنے آتے۔ ہم مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ جمعہ کے دن کپڑے دھوتے وہ کہیں دیہات سے جمعہ کے دن تشریف لے آتے، کپڑے وہیں دھوتے جب خشک ہو جاتے تو پہن کے عیدگاہ کے بیرونی دروازہ کے ساتھ اونچی سی جگہ بنی ہوئی تھی اس پر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے اور تسبیح پڑھتے رہتے۔ جب اذان جمعہ ہوتی تو مسجد میں آکر بیٹھ جاتے۔ ان کا یہ معمول تھا۔

ایک مرتبہ ایسے ہی آئے، کپڑے وغیرہ دھو کر پہنے پھر دروازے کے قریب اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھ گئے۔ جب اذان ہوئی تو اپنی جگہ سے نہ اٹھے تو بچے اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور کہتے ہوئے آہستہ سے کہیں بابا اٹھ اذان ہو گئی ہے، جب کئی مرتبہ ہم نے کہا لیکن وہ نہ اٹھا۔ اتنی دیر میں دو بڑے آدمی بھی آ گئے اور ہمیں ڈانٹنے لگے کہ بابا کو کیوں تنگ کرتے ہو۔ ہم نے کہا یہ اذان کے وقت مسجد میں چلا جاتا تھا آج اٹھتا ہی نہیں۔ جب انہوں نے بابا جی کو ہلایا تو پتا چلا کہ بابا جی تو اگلے جہان میں پہنچ چکے ہیں۔

اسی طرح ہمارے چک میں دکاندار تھا۔ بابا سلطان رمضان المبارک میں افطاری کے وقت دس منٹ قبل گاہکوں کو سودا وغیرہ دینا بند کر دیتا۔ حقہ وغیرہ بناتا، پھر روزہ افطار کر کے سودا وغیرہ بیچتا۔ ایک دن اسی طرح بیٹھا ہے، حقہ سامنے تھا، افطاری کا انتظار ہو رہا تھا۔ گاہک کھڑے تھے جب افطاری کا وقت ہوا تو وہ افطاری نہ کرے، گاہک کہنے لگے بابا جلدی افطاری کر اور ہمیں فارغ کر لیکن وہ افطاری نہ کرے۔ جب لوگوں نے ہلایا تو پتا چلا کہ بابا سلطان تو اگلے جہاں میں افطاری کرنے پہنچا ہوا ہے۔

جب حضرت نے یہ تین واقعات سنائے تو میرے دل میں خیال آیا کہ عرض کروں کہ اگر آپ کو قبل از موت اطلاع مل جائے تو مجھے بتا دینا، لیکن خواہش دل میں ہی رہی۔ عرض نہ کر سکا۔ اب سوچتا ہوں شاید حضرت ان واقعات کے سنانے سے مقصد اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہو کہ مجھے بھی پتا چل چکا ہے۔

وفات سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل بخار ہو گیا تھا۔ ناک کی غدودیں تو تقریباً چار سال سے بڑھی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے نیند بہت کم کرتے تھے۔ بندہ جب عرض کرتا حضرت کچھ ‌لیا کریں، فرماتے قبر میں سونا ہی ہے اور کیا کرنا ہے۔ بخار کی وجہ سے کچھ پروگرام بھی منسوخ کر دیے۔ تقریباً چھبیس رجب بروز منگل مدرسہ میں دورہ حدیث اور تخصص کے طلبہ کے پرچے چیک

کرنے کے لئے تشریف لائے۔ بدھ ۲۷ رجب دوپہر بارہ بجے کے قریب ہنسی خوشی مسکراتے ہوئے جامعہ سے رخصت ہوئے۔

آہ! کسے معلوم تھا کہ دوبارہ اس نابغہ روزگار شخصیت کا دیدار نصیب نہیں ہوگا۔ حضرت کو کچھ دن قبل داداجی رحمہ اللہ (حضرت کے والد مرحوم) خواب میں ملے اور کہا امین تونے آنا نہیں، جماعت تیار ہے تو آ اور ہمیں آکر نماز پڑھا۔ (منامات کی حیثیت مبشرات کی ہے اس سے زیادہ ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں) حضرت اس اشارہ غیبی سے سمجھ چکے تھے کہ سفر آخرت قریب ہے۔ چنانچہ کچھ دن قبل اپنے شاگرد رشید مولانا مظہر حسین جھنگوی کو فرمایا: ''ہن سانوں لوگ لبھن گے تے اسی لبناں نیں'' (ہم کو لوگ ڈھونڈیں گے لیکن ہم ملیں گے نہیں) کاش حضرت کے الفاظ کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا اور مجھے معلوم ہوجاتا کہ اس جلیل القدر شخصیت کے آخری لمحات ہیں، میں حضرت سے لپٹ جاتا، ہاتھ چوم لیتا، پاؤں دھوکر پی لیتا، دعائیں لے لیتا لیکن یہ یقینی بات ہے کہ موت کو پوشیدہ رکھنے میں حق تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں۔

توبات چل رہی تھی حضرت کے آخری ایام کی (آج ہی صبح میں نے خواب دیکھا کہ حضرت جامعہ خیر المدارس کی مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ مسجد میں حضرت کے پیچھے بیٹھا ہوں اور دل میں سوچ رہا ہوں کہ حضرت تو زندہ ہیں۔ میں نے تو حضرت کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا، پھر دل میں خیال آتا ہے کہ وفات والا قصہ خواب تھا، لیکن پھر ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ اتنی دیر میں والد صاحب سحری کے لئے اٹھا دیتے ہیں)

انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ.

خیر بات چل رہی تھی کہ حضرت بدھ کے دن جامعہ سے جڑانوالا سید طفیل شاہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ علاقہ میں پڑھانے گئے تو چوہدری شکر اللہ صاحب جس پر حضرت بھائیوں سے بھی زیادہ شفقت فرماتے تھے وہ گاڑی پر لے کر گیا۔ واپسی پر حضرت نے اسے فرمایا

اب میرا وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ چنانچہ ہفتے کے دن سرگودھا پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے، سوموار کے دن دل کی تکلیف ہوئی، ہسپتال لے گئے تو فرمایا مجھ پر جادو ہے۔ کچھ فرق نہیں پڑے گا (حضرت پر کافی عرصہ سے سخت قسم کا جادو تھا اس جادو کے اثرات حضرتؒ کے لڑکے محمد عمر پر بھی تھے) وصیت وغیرہ فرمادی اور فرمایا مجھے گھر پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ گھر پہنچ کر منگل سارا دن طبیعت خراب رہی، ذکر اور استغفار ہی کرتے رہے، اگر گھر والے قریب بھی آتے تو نظر التفات کم ہی فرماتے۔ رات عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر تشریف لائے، تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کے قریب اپنی اہلیہ محترمہ کو فرمایا کچھ سردی محسوس ہورہی ہے، وہ چائے بنانے کے لئے نکلیں۔ کچھ دیر بعد حضرت کے بیٹے حافظ محمد علی صاحب نیند سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اباجی آسمان کی طرف جارہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔

(حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ کو جب یہ بتایا گیا تو انہوں نے نے فرمایا کہ مولانا مرحوم صاحب کرامت تھے۔ آخری وقت میں بھی ان کی کرامت کا ظہور ہوا اور روح متشکل ہوکر آسمانوں کی طرف گئی)

اور میں دیکھ کر اس کمرے کی طرف بھاگا جہاں اباجی تھے۔ میں نے ادھر یہ دیکھا ادھر ہم سب بہن بھائیوں کے سر پر بادل تھا وہ اوپر اٹھنا شروع ہوگیا جب میں بھاگتا ہوا کمرے میں گیا تو اباجی لیٹے ہوئے تھے اور ہاتھ دل پر تھا۔ میں نے شور مچایا تو دوسرے افراد بھی جمع ہوگئے۔ چچا محمد سلیم آگئے جو کہ حکیم ہیں اور نبض دیکھ کر فرمایا بھائی صاحب نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

یوں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ بوقت اشراق گنگا نگر (انڈیا) سے طلوع ہونے والا علم و

حکمت، زہد وتقویٰ کا سورج ۴ شعبان ۱۴۲۱ھ بروز منگل بوقت عشاء اس اُفق دنیا سے غروب ہو کر دار آخرت کے افق پر طلوع ہو گیا اور یوں مجھ پر حضرت کی سات سالہ شفقت میرے قلب وجگر پر گہرے اور اَن مِٹ نقوش چھوڑ کر تمام ہو گئی۔

آہ! وہ شخص ہم سے روٹھ کر چلا گیا جو جس راستے سے گزرا وہ راستے منتظر ہی رہے کہ وہ علم کا عظیم سمندر لوٹ کر آئے جس نے بھی آپ سے ایک مرتبہ ملاقات کی دوبارہ دیکھنے کی تمنا ہی کرتا رہا۔ وہ جس سے ملا اس کے دل ودماغ پر اپنی ذہانت وفطانت تواضع وانکساری، اخلاص ومحبت کے ایسے نقوش چھوڑے کہ وہ آپ ہی کا ہو کر رہ گیا۔ جو آیا تو ایک تھا گیا تو لاکھوں کو رلا کر چلا گیا۔ آہ! اب کون عیسائیت کو قاسم نانوتویؒ اور رحمت اللہ کیرانویؒ، مرزائیت کو مولانا لال حسین اختر کے لہجے میں للکارے گا۔ یا اللہ! حنفیت کی کشتی کو ایک ناخدا کی ضرورت تھی، ہر طرف طوفان اور آندھیاں ہیں۔ اس کشتی کے لئے حضرت ہی کے خاندان سے ایک اور امین صفدر پیدا کر دے۔

آمین یا رب العالمین. برحمتک یا ارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلد مناظر

مولوی اللہ بخش

مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

موضوع

تاریخ غیر مقلدیت

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

میں ایک بات بتادوں کہ اہل حدیث کا معنی پہلے زمانے میں محدث تھا، میں تم سے پوچھتا ہوں کہ یہ قرآن پاک خدا کی کتاب ہے اس میں لفظ ربوہ ہے یانہیں؟ ہے۔ایک مرزائیوں کا شہر بھی ربوہ ہے یانہیں؟ ہے۔ وہ جو ربوہ ہے اس کا ذکر قرآن میں ہے؟ کوئی نہیں ہے۔ وہ اگر کہے کہ ہم قرآن میں لفظ ربوہ دکھاتے ہیں۔ ربوے کا لفظ تو ہے ربوے کے لفظ کا تو انکار نہیں کرتے۔لیکن یہ بات جھوٹ ہے کہ وہ مرزائیوں والا ربوہ ہوگا جو قرآن میں ذکر ہے۔

اسی طرح لفظ اہل حدیث پہلے تھا، لیکن وہ اہل حدیث محدث کے معنوں میں تھا انگریز کے دور میں جس طرح اہل قرآن ایک فرقہ بنا ہے، اہل قرآن کا لفظ بھی اسی طرح ہم تم کو ترمذی شریف میں دکھائیں گے (۱) ۔لیکن منکرین حدیث کیا کہتے ہیں کہ ہم اہل قرآن حضورﷺ کے

---

(۱). ترمذی شریف میں ہے اوترو یا اهل القرآن . (ترمذی ص ۶۰ ج ۱)

اسی طرح ابن ماجہ میں بھی ہے۔

حدثنا بکر بن خلف ابو بشر ثنا عبدالرحمن بن مهدی ثنا عبدالرحمن بن بدیل عن ابیه عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ ان لله اهلین من الناس قالوا یا رسول الله ﷺ من هم قال هم اهل القرآن اهل الله و خاصته.

(ابن ماجہ ص ۱۹)

زمانے میں بھی تھے جب نہ بخاریؒ پیدا ہوئے تھے، نہ مسلمؒ پیدا ہوئے تھے، نہ مشکوٰۃ والا پیدا ہوا تھا، نہ بلوغ المرام والا پیدا ہوا تھا، اس وقت اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اہل قرآن وتر پڑھو۔

لیکن اہل قرآن کا معنی تھا قرآن دان۔اہل قرآن کا معنی منکر حدیث نہیں تھا۔تم کو دکھانا پڑے گا کہ وہاں اہل حدیث کا معنی منکر فقہ ہے۔آؤ! ایک حوالہ پیش کرو۔اہل حدیث کا معنی منکر فقہ انگریز کی بدعت ہے۔انگریز سے ان لوگوں نے ۱۸۶۸ء میں نام الاٹ کروایا ہے۔ (۱)

مولوی اللہ بخش۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

---

(۱)۔غیر مقلدین نے اشاعۃ السنۃ میں یہ درخواست شائع کی،

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواست گار ہوں ۱۸۸۶ء میں میں نے اپنے ماہواری رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی اور نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے لہذا اس لفظ کے استعمال سے مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سرکار انگریز کے نمک حلال اور خیر خواہ رہے ہیں اور یہ بات بار ہا ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے۔ہم کمال ادب وانکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور ان کو اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے، اس درخواست پر فرقہ اہل حدیث تمام صوبہ جات کے دستخط ثبت ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ ص ۲۴ جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۲ بحوالہ تجلیات صفدر ص ۳۵۱ ج ۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

تم نے واقعی یہ تسلیم کرلیا کہ امام ابوحنیفہؒ سے پہلے، امام مالکؒ سے پہلے، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے پہلے حنفی کوئی نہیں تھے۔ اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ جب یہ لوگ نہیں تھے تو باقی کون لوگ تھے وہاں؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

سب اہل سنت والجماعت تھے۔

مولوی اللہ بخش صاحب۔

تم یہ لفظ اہل سنت ثابت کردو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

یہی بات غلط ہے سنو منکرین حدیث بھی یہی بات کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث پڑھتے تھے تو وہ کہتے تھے رواہ البخاری؟ نہیں۔

منکرین حدیث اور منکرین فقہ ایک دوسرے کے چور ہیں ایک دوسرے کے اعتراض چراتے ہیں اس لئے میں یہ بات کررہا ہوں۔

مولوی اللہ بخش۔

اگر تم فقہ کا نام لیتے ہو تو فقہ کے مسئلہ پر بات کرو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

تم فقہ کا انکار کرتے ہو۔

مولوی اللہ بخش۔

بالکل تمہاری فقہ میں اتنا گند مارا ہوا ہے کہ میں تم کو ابھی دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ کتاب جو یہ بھی مانتے ہیں میں لکھا ہوا ہے اگر اپنا آلہ تناسل کسی عورت کی دبر میں دے دے، یا وہ اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں دے لے تو اس شخص پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اب آپ انصاف سے

بتائیں کہ یہ مسئلہ اسلام کا مسئلہ ہے کون سا ایسا آدمی تھا جس نے اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں لیا پھر ثابت کیا کہ اس پر غسل واجب نہیں وہ کس شہر میں رہتا تھا اس کے باپ کا کیا نام تھا اس کی ماں کا کیا نام تھا اور وہ کیا کام کرتا تھا اگر یہ مسئلہ اس بات پر ملے کہ یہ اسلام ہے تو خدا کی قسم میں حنفی بننے کے لئے تیار ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

میں نے یہ پوچھا ہے کہ وحید الزمان غیر مقلد ہے جس نے اپنی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے جس نے اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں ڈالا اس پر غسل واجب نہیں۔ (۱)

مولوی اللہ بخش۔

حوالہ دکھاؤ۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

میں اس وقت کتاب ساتھ نہیں لایا ہوں میں ذمہ دار ہوں کہ میرے ساتھ ملتان خیر المدارس میں پانچ آدمی چلیں اگر یہ حوالہ نہ نکلے میں لکھ کر دیتا ہوں کہ مجھے گولی مار دینا۔ دیکھو میں نے تم کو وہ غیر مقلد ڈھونڈ دیا ہے اب تم فیصلہ کرو کہ یہ جو مسئلہ ہے کہ وحید الزمان غیر مقلد ہے جو یہ کہتا ہے کہ جو اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کرلے تو غسل واجب نہیں ہوتا اب میں نے تمہیں وہ آدمی ڈھونڈ دیا ہے۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد.

(۱). ولو ادخل في دبره نفسه لا يلزم الغسل الا بالانزال.
(نزل الابرار ص ۲۴)

ہم نے آپ کو بتا دیا ہے کہ ہم وحید الزمان کی بات مانیں یا کسی عالم کی بات مانیں خدا کی قسم ہم کسی مولوی صاحب کی بات نہیں مانتے کسی عالم کی بات نہیں مانتے اگر وہ حضور ﷺ کی بات بتلائے گا یا قرآن کی آیت بتلائے گا اس آدمی کی بات ہم مانیں گے۔ ہم کتنے بڑے مجرم ہوں کہ امام اعظم کی بات نہ مانیں اور کسی چھوٹے عالم کی جن کا انہوں نے نام لیا ہے ان کی بات مان لیں خدا کی قسم نبی ﷺ کے بعد ہم کسی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب یہ بات ثابت کریں کہ یہ مسئلہ فقہ حنفی میں لکھا ہوا ہے یہ کس حدیث کا مسئلہ ہے۔ حضور ﷺ کے کس صحابی نے، کس امام نے یہ ذکر کیا ہے؟۔ اور یہ بتائیں کہ یہ قرآن کی کون سی آیت سے استدلال کیا ہے کہ اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں جاتا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

یہ وحید الزمان ڈالتا رہا ہے۔ آج یہ کہتا ہے کہ میں وحید الزمان کو نہیں مانتا۔ وحید الزمان کی کتاب کو انہوں نے تین مرتبہ شائع کیا ہے آج تک یہ سارے گونگے شیطان بنے رہے ہیں۔ یہ در مختار بھی اٹھا کر لایا تھا حالانکہ ان کے اپنے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ انہوں نے کبھی وحید الزمان کا نام بتایا۔ ہمارا وحید الزمان، ہمارا وحید الزمان جس کی بخاری کا ترجمہ ہم روز پڑھتے ہیں، جس نے مسلم کا ترجمہ کیا، جس کی صحاح ستہ کا ترجمہ تم پڑھتے ہو، اس کتاب میں بھی لکھا ہے کہ وہ ہمارا صحاح ستہ کا مترجم ہے۔

کبھی انہوں نے اس کی بات کی۔ وہاں تو سب گونگے شیطان بنے بیٹھے ہیں آج تک، اب جان چھڑوانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے۔ آج سے پہلے کی ایک کتاب میرے سامنے پیش کرے جس میں انہوں نے وحید الزمان کا رد کیا ہو یہ ساری جماعت مانتی ہے۔ ساری جماعت اس پر عمل کرتی ہے۔ لیکن آج یہ انکار کر رہا ہے۔

مولوی اللہ بخش۔

دیکھو میرے بھائیو میں نے یہ بتایا تھا کہ ہم کسی عالم کی بات نہیں مانتے کسی امام کی بات نہیں مانتے ہم مانتے ہیں حضور ﷺ کی اور ہم مانتے ہیں اللہ کے قرآن کی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد.

یہ حدیث شریف ہے کہ جو حق بیان نہ کرے وہ گونگا شیطان ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے آپ ثبوت پیش کریں کہ آپ نے کس دن قرآن کو مانا ہے۔ قرآن نازل ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟۔ چودہ سو سال ہوئے ہیں۔ انگریز کے دور سے پہلے کا اس قرآن کا ترجمہ کسی غیر مقلد کا دکھاؤ۔ تم نے قرآن کو نہیں مانا ہے۔

یہ اسی طرح جھوٹ ہے جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی کو مانتے ہیں لیکن ہم شیعہ کی یہ بات نہیں مانتے۔ تم اپنے اس جھوٹ کا پہلے ثبوت پیش کرو کہ تم قرآن کو مانتے ہو۔ تم حدیث کی کسی کتاب کا ترجمہ انگریز کے دور سے پہلے کا پیش کرو، تمھاری مشکوٰۃ کی شرح انگریز کے دور میں مبارک پور میں بیٹھ کر لکھی گئی ہے۔ ہماری مشکوٰۃ کی شرح لکھی گئی ہے مکہ میں بیٹھ کر ملا علی قاریؒ نے لکھی جس کا نام ہے مرقات شرح مشکوۃ۔ انگریز کے دور سے پہلے کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ کسی غیر مقلد کا لکھا ہوا موجود نہیں۔ جب انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلد تھے ہی نہیں، اور قرآن وحدیث تو اس وقت سے آرہا ہے، تمہارا کیا تعلق قرآن وحدیث سے ہے؟۔ اس کا ثبوت دیں۔

اور یہ بھی لکھ دیں کہ غیر مقلد منکرین فقہ کس دور میں پیدا ہوئے ہم اس کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ یا نہیں دے سکتے۔ یہ میں رات سے ہی عرض کر رہا ہوں کہ قرآن وحدیث کا نام سب لیتے ہیں جس طرح میں نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ہم بھی لیتے ہیں اور شیعہ لوگ بھی لیتے ہیں لیکن ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، کہ وہ شیعوں کو دے دیں اور قرآن وحدیث ہندوستان میں لانے والے سب سے پہلے اہل سنت ہیں، غیر مقلد نہیں۔ حدیث کی کتابیں بھی پہلے ادھر لانے والے اہل سنت ہیں، غیر مقلد نہیں۔

انہوں نے انگریز کے دور میں آ کر خواہ مخواہ چھہ مار لیا ہے، یہ مسئلے پہلے طے ہوں گے کہ غیر مقلد کس دن پیدا ہوئے۔ دیکھو یہ مسئلہ تاریخ کا ہے قرآن حدیث میں نہ میرا مذہب لکھا ہوا ہے نہ ان کا۔ تاریخ کے طور پر یہ خود مانتے ہیں کہ چند دنوں سے کچھ غیر مانوس مذہب کے لوگ نظر آ رہے ہیں اس سے پہلے یہ کبھی نظر نہیں آئے، وہ اپنے آپ کو محمدی اور اہل حدیث کہتے ہیں۔ اور ان کے مخالف ان کو لامذہب اور غیر مقلد کہتے ہیں۔ (۱)

یہ بات انہوں نے ۱۸۸۸ء میں لکھی ہے۔ مولوی صاحب خود مانتے ہیں اس بات کو کہ ہمارا فرقہ نیا پیدا ہوا ہے، دوسری بات یہ ہوگی کہ میں اپنی مساجد کے نام کھڑے ہو کر بتاؤں گا جو انگریز کے دور سے پہلے کی ہیں، اور پوری دنیا مانتی ہے کہ وہ سنّی حنفیوں کی ہیں۔ یہ انگریز کے دور سے پہلے کی ایک مسجد مجھے بتا دیں کسی غیر مقلد کی۔

میں قرآن پاک کے وہ تراجم پیش کروں گا، اسی چک سے منگوالوں گا شاہ عبدالقادر صاحب ؒ کا ترجمہ، شاہ رفیع الدین صاحب ؒ کا ترجمہ، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریز کے دور سے پہلے سنی حنفی موجود تھے، اور انہوں نے قرآن کے ترجمے بھی کئے تھے۔ اور میں ان سے بھی مانگوں گا

(۱)۔ کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ رہے ہیں جس سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں، مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے دنوں ہی سے سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے چونکہ یہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں، یعنی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں جیسا کہ تحریمہ باندھتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں بنگالہ کے عوام ان کو رفع یدینی بھی کہتے ہیں۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۳ مع حاشیہ)

کہ ایک بھی قرآن پاک کا ترجمہ انگریز کے دور سے پہلے کا ہمیں بتا دیں، جو غیر مقلدین نے کیا ہو۔

اور اسی طرح حدیث پاک کا ترجمہ انگریز سے پہلے کا ہے سنیوں حنفیوں کا وہ میں دکھاؤں گا، جو دلیل ہوگی کہ ہم پہلے کے ہیں، اور یہ لوگ دکھائیں کہ اس میدان میں کہ ہمارا غیر مقلدوں کا ترجمہ مشکوٰۃ کا اور بخاری کا انگریز کے دور سے پہلے کا یہ ہے۔

اگر یہ نہ دکھا سکے تو یہ لکھ کر دیں گے مجھے کہ یہاں اسلام محمد بن قاسم ؒ اور سید علی ہجویری ؒ نہیں لائے تھے بلکہ انگریز لائے ہیں۔ اگر انگریز کے دور سے پہلے کا انکا وجود ہے ان کا تو اپنا مدرسہ، اپنی مسجد، اپنا قرآن کا ترجمہ، اپنی حدیث کی کتاب، اور اپنی نماز کی کتاب انگریز کے اس ملک میں آنے سے صرف دس دن پہلے کی، غیر مقلدوں کی نماز کی کتاب، کہ اس میں غیر مقلدوں کے پورے مسئلے ہوں کہ ان کو اور طرف دیکھنا نہ پڑے۔ ہماری کتاب درمختار تو یہ خود اٹھا رہا ہے۔ اور یہ مانتے ہیں کہ یہ انگریز کے دور سے پہلے کی ہے اور یہ عرب میں بیٹھ کر لکھی گئی ہے۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔

پیدائش دیکھنی ہے یا کہ قرآن و حدیث کے مسئلے دیکھنے ہیں ہم نے ولادت نہیں بتانی، آپ انگریزوں کے بعد پیدا ہوئے آپ مسلمان نہیں جو انگریز کے دور میں پیدا ہوئے وہ مسلمان نہیں، بات میں مولانا کے ساتھ اصول کے ساتھ کروں گا مولانا کہتے ہیں کہ تقلید ضروری ہے، لازم ہے واجب ہے، مسئلہ پر گفتگو کرنی ہے کسی کی ولادت پر گفتگو نہیں کرنی۔

نمبر ۱۔

اس مسئلہ پر بات کرنی ہے اور دیکھنا ہے کہ کون سا مذہب سچا ہے اور کون سا جھوٹا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ تقلید اگر ہے قرآن و حدیث میں، دین کا حصہ ہے، تو پھر ہم کیوں غیر مقلد ہیں۔ پھر ہم مقلد نہیں۔ ہمیں سمجھانے والی بات کہ قرآن و حدیث میں تقلید ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کی،

امام شافعیؒ کی، امام مالکؒ کی، امام احمد بن حنبلؒ کی، یا کسی امام مجتہد کی تقلید لازم ہے۔ مولوی صاحب قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ دکھائیں کہ تقلید کرنا رسول ﷺ کی اتباع کے علاوہ، قرآن وسنت کی اتباع کے علاوہ کسی امام مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ مجمع میں یہ ہمیں غیر مقلد کہتے ہیں۔

نمبر ۲۔

یہ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ غیر مقلد ہونا کفر کا کام ہے، برا کام ہے اچھا کام نہیں۔ اچھا کام ہے مقلد ہونا کسی امام کا۔ ہم مولانا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر مقلد ہونا مجتہد کا قرآن وسنت کا مسئلہ ہے اللہ اور رسول ﷺ کا حکم ہے تو ہم نے کیوں چھوڑا؟ ہمیں قرآن وحدیث میں سے دکھائیں، کہ اللہ اور رسول ﷺ کے فرمان کے علاوہ کسی امام مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

یہ مولوی صاحب اپنی کتابوں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں بات ہوگی۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں تاریخ کی کتابوں اور سیرت کی کتابوں پر بات نہیں ہوگی۔ سب سے پہلے ہمیں قرآن سے یہ سمجھائیں کہ ہم نے تقلید کو چھوڑا تو کیوں چھوڑا؟۔ یہ اگر ضروری تھا تو ہم اس سے کیوں رہ گئے؟۔ اور میں اس کا جواب دوں گا کہ قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں۔

موضوع ہمارا متعین ہوگیا ہے۔ مولوی صاحب کے ذمے ہے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کرنا ہے کہ کسی ایک امام مجتہد مثلاً امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتائیں گے اور میں اس کی کروں گا نفی اور تردید، کہ قرآن وحدیث میں صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ضروری ہے، یا مصطفےٰ ﷺ کا حکم ضروری ہے۔ اور کسی امام مجتہد کی بات کو ماننا فرض لازم نہیں ہے۔ اور نہ ہدایت کا معیار ہے۔ یہ مسئلہ ہم آپ کو پہلے سمجھائیں گے کہ تقلید دین میں ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے، تو پھر یہ ہمیں کیوں ہر وقت کہتے رہتے ہیں کہ یہ غیر مقلد ہیں یہ بات اگر ہے ہمیں بات سمجھ آئے گی تو ہم مقلد بن جائیں گے۔

پہلے میں مقلد تھا، اب غیر مقلد ہوگیا ہوں، اس لئے بنا ہوں کہ قرآن وحدیث میں دلیل

کوئی نہیں ہے۔ اب مولانا سے گذارش ہے کہ ثابت کردیں قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ تقلید دین کا جز ہے جو ہم نے چھوڑ دی ہے، قبر میں بھی اس کا حساب ہوگا اور آخرت میں بھی اس کا حساب ہوگا کہ تقلید کرنا ضروری ہے۔

میں نے کہہ دیا ہے کہ موضوع متعین ہوگیا ہے کہ بات ہوگی تقلید پر۔ تقلید کا معنی یہ بتائیں گے کہ پہلے تقلید کسے کہتے ہیں۔ اللہ، رسول کے علاوہ کسی امام مجتہد کی بات ماننی بلا دلیل کے ضروری ہے یہ ہے تقلید۔ اگر مولانا نہیں مانیں گے میں ان کی کتابوں میں انہیں دکھاؤں گا کہ تقلید کی تعریف یہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد

مرزائی جھوٹے ہیں یا سچے ہیں؟۔ ان کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ انگریز کے دور میں پیدا ہوئے ہیں۔ قرآن وحدیث کا نام مرزائی بھی لیتے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنا مسئلہ قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث کا نام شیعہ بھی لیتے ہیں۔ قرآن وحدیث کا نام تو سب لیتے ہیں تو قرآن وحدیث کا انہوں نے ٹھیکہ نہیں اٹھا رکھا۔

میں نے بتایا کہ ان کا تو ترجمہ ہی نہیں، میں نے یہ بات اس لئے کی کہ مرزائی اور منکرین حدیث بھی قرآن کا نام لیتے ہیں؛ لیکن سب کہتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل کیا ہے؟۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کی ولادت انگریز کے دور میں ہوئی ہے۔ وہ بھی اپنی پیدائش کسی کو بتانا نہیں چاہتے کہ ہم کب پیدا ہوئے تھے۔ بات فیصلہ کی یہ ہوگی کہ نام یہ بھی قرآن وحدیث کا لیتے ہیں اور ہم بھی لیتے ہیں۔ اس لئے معلوم یہاں سے ہوگا کہ یہ فرقہ کہاں اور کب پیدا ہوا تھا۔

میں نے بتایا تھا کہ یہ ہمارا ترجمہ قرآن انگریز کے دور سے پہلے کا ہے، اس کی مولوی صاحب نے تردید نہیں کی۔ ہماری حدیثوں کے ترجمے پہلے کے ہیں، اس کی بھی مولوی صاحب

نے تردید نہیں کی۔ میں نے پہلے اپنی پیدائش کے بارے میں بتایا اور پھر کسی کا پوچھا۔ مولوی صاحب کا کام یہ تھا کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں، مرزائیوں کی تو واقعی کتاب انگریز کے دور سے پہلے کی نہیں ہے لیکن ہماری نماز کی کتاب ہے۔ وہ مجھے یہ لوگ دکھا دیتے میں جھوٹا ہو جاتا۔ اگر یہ دکھا دیتے کہ مرزائیوں کی تو واقعی حدیث کے ترجمہ کی کتاب انگریز کے دور سے پہلے کی نہیں ہے، لیکن ہماری ہے یہ دکھا دیتے۔ مرزائیوں کے قرآن کا ترجمہ کوئی نہیں انگریز کے دور سے پہلے کا، اور یہ مجھ سے کہتے کہ ہمارا تو یہ موجود ہے۔ میں جھوٹا ہو جاتا۔

قرآن وحدیث کا نام تو جو بھی اٹھے گا وہ ہی لے گا۔ پتا تو اس طرح چلے گا کہ کون سا فرقہ کب پیدا ہوا ہے۔ پھر نماز انگریز کے دور میں شروع ہوئی ہے؟۔ ہاں پہلے کی آ رہی ہے ہم انگریز کے دور سے پہلے کی اپنی نماز کی کتاب دکھا دیں، اور ان کو بھی کہیں کہ آپ بھی دکھائیں۔ جس میں بیس تراویح کو بدعت لکھا ہو، وہ نماز کی کتاب انگریز کے دور سے پہلے دکھا دو تو یہ کوئی گالی تو نہیں۔

لیکن مولوی صاحب کو غم ہے کہ میں یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر کر سکتے ہیں تو کریں۔ پھر تمہیں اس طرف کیوں لگایا کہ قرآن وحدیث پر بات ہوگی۔ قرآن وحدیث کا نام تو سارے لیتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قرآن وحدیث جو مولوی صاحب کو آ گیا ہے کیا وہ سید علی ہجویریؒ کو کیوں نہیں آیا، جو قرآن لے کر آئے اس علاقے میں۔ جو قرآن وحدیث آج مولوی صاحب کو آ گیا ہے وہ بابا فرید الدینؒ کو کیوں نہیں آیا۔ جو قرآن وحدیث آج مولوی صاحب کو مل گیا ہے، وہ امام ابو حنیفہؒ کو کیوں نہیں ملا۔

اس لئے یا تو مولوی صاحب لکھ دیں کہ انگریز کے دور سے پہلے کا نہ تو ہمارا کوئی ترجمہ، اور نہ کوئی مسجد، نہ کوئی حدیث کی کتاب کا ترجمہ، نہ کوئی ہمارا بزرگ، نہ کوئی مدرسہ ہے۔

آپ موجود ہیں۔ سارے کے سارے حنفی سنی ہیں۔ تو ہم اپنا انگریز سے پہلے وجود کو ثابت کر سکتے ہیں۔ پھر میں اپنی بات پر آ جاؤں گا۔ لیکن اس علاقے میں سب سے بڑی اصولی بات یہی ہے کہ ہمارے متعلق ان کی کتابوں میں میں انہیں دکھاتا ہوں کہ نواب صدیق حسن لکھتے

ہیں کہ، یہ تاریخی بات ہے۔ (۱) کیوں بھائی، مولوی صاحب نے کیا کہا ہے کہ تاریخی بات نہیں کرنی کیا نسب دیکھنا ہو تو تاریخ پڑھی جاتی ہے یا کہ قرآن؟۔ تاریخ پڑھتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ مولوی صاحب اپنا نسب نامہ کیوں چھپاتے ہیں؟۔ ہمیں الحمد للہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کیوں یہ کہا ہے کہ ہم نے اپنی ولادت نہیں بتانی۔ آخر کوئی عیب کی بات ہے تو نہیں بتا رہے۔ اور مولوی صاحب اپنی ولادت ثابت کریں۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد.

مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ جو پہلے کا ہے وہ حق پر ہے، یہودی ونصرانی، اگر پہلے ہیں تو ان کو یہودی نصرانی ہونا چاہئے۔ اگر قرآن میں مذہب مل جائے ہمارا تو ہم پرانے ہیں۔ حدیث کرے ہماری تائید تو ہم پہلے یہ بعد میں۔

امام ابو حنیفہؒ کی پیدائش ہوئی تھی ۸۰ھ میں تو ہم رسول ﷺ کے دور کے ہیں یہ ۸۰ھ کے دور کے ہیں۔ پھر بتائیں ہم پرانے ہیں یا کہ یہ پرانے ہیں۔ قرآن وحدیث ہماری تائید کرے، قرآن وحدیث انگریز کے دور کے بعد آیا ہے یا پہلے؟۔ یہ بتائیں کہ پہلے تو ہم نے مسلک رکھا تھا

(۱)۔ نواب صدیق حسن خان نے ۱۳۱۲ھ میں کتاب لکھی جس میں لکھا کہ "خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم فاضل، مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ یعنی فتاویٰ عالمگیریہ جمع کیا اور اس میں شیخ عبد الرحیم دہلوی کے والد بزرگوار شاہ ولی اللہ مرحوم بھی شریک تھے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۰-۱۱)

قرآن وحدیث انہوں نے مسلک وہ رکھا جو تین سو سال بعد بنا، اب یہ سچے ہیں یا ہم سچے ہیں؟۔

آپ نے قرآن وحدیث کو دیکھنا ہے یا کہ مولانا کی باتوں میں آنا ہے، دیکھیں ترجمے کئے ہندوستان میں شاہ ولی اللہؒ نے، ان کی اولاد نے ترجمے کئے ہیں، میں نے کہا کیا ہے کہ انہوں نے ترجمے غلط کئے۔ بات یہ ہے کہ ترجمہ شاہ ولی اللہؒ کا ہے اور مسلک ہمارا ہے، پھر شاہ ولی اللہؒ ہمارا ہی ہے نہ کہ انکا۔ بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کی بات ہماری طرف تو پھر سچے ہم ہیں، اسی طرح حدیث اگر تائید ہماری کرے تو پہلے بھی ہم ہیں۔

تو دیکھنا یہ چاہئے کہ قرآن وحدیث پر عمل کس کا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنا نسب نہیں دکھاتے۔ نسب دیکھنا ہے کہ اسلام دیکھنا ہے؟۔ آپ کس لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ نسب دیکھنے کے لئے؟۔ نہیں۔ اسلام دیکھنے کے لئے۔

جب سے قرآن آیا ہے، جب سے مصطفٰے آئے، تب سے اسلام آیا۔ بندہ آج پیدا ہوا ہے، لیکن بات وہ اللہ کی کرتا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی کرتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ سچا ہے یا جو پہلے کا ہے، یہودی تو ان سے بھی پہلے کے ہیں۔ قرآن وحدیث کا نام جو لیتے ہیں وہ برا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہر کوئی قرآن وحدیث کا نام لیتا ہے۔ نام لینا تو آسان ہے دکھانا مشکل ہے۔ مذہب کیا ہے؟۔ قرآن وحدیث مذہب ہے یا نہیں؟۔ اگر قرآن وحدیث مذہب ہے، تو دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے تقلید اپنے اوپر لازم کی، کیا قرآن میں تقلید ہے؟۔

میں یہ بتا رہا ہوں کہ اہل حدیث کب کے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے مجھ کو اہل حدیث بنایا۔ یعنی تاریخ یا نسب نامے اگر ہم دکھانا چاہیں تو ہم دکھا سکتے ہیں، لیکن ہمیں ضرورت کوئی نہیں۔ میں نے پہلے یہ بات کی ہے کہ ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث پر عمل کے لحاظ سے سب سے پہلے ہیں، جب سے قرآن آیا ہے تب سے حدیث ہے، کیونکہ ہم بات کرتے ہیں قرآن کی یا حدیث کی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

سنو! اس کے متعلق میں پہلے بات کر چکا ہوں کہ لفظ اہل حدیث کا انکار نہیں، اہل حدیث ایک ہمارا علمی طبقہ ہے۔ خود امام ابوحنیفہؒ ایک محدث ہیں، امام طحاویؒ محدث ہیں، امام محمدؒ محدث ہیں، اہل حدیث تو جس طرح اہل قرآن کا لفظ حدیث میں ہے، لیکن وہ آج کے دور کی پیداوار ہیں۔

مولوی صاحب نے اپنے پرانے ہونے کی دلیل کیا بیان کی کہ جب سے قرآن تب سے ہم ہیں، یہی بات پرویز وغیرہ کہتے ہیں منکر حدیث کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس دن سے قرآن ہے اسی دن سے ہم ہیں، اب تم مانتے ہو کہ وہ اس دن سے ہیں؟۔ ہرگز نہیں مانتے۔

ہم ان سے بھی پوچھتے ہیں کہ تمہارا قرآن کے ساتھ تعلق کب جڑا ہے۔ تمہارا بھی انگریز کے دور سے پہلے کا ترجمہ قرآن مجید نہیں ہے۔ ان کی یہ بات جس طرح جھوٹی ہے اسی طرح یہ بات بھی غلط ہے۔ اس وقت اہل قرآن کا لفظ تھا احادیث میں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں قرآن و حدیث، ان کو چاہئے کہ یہ لفظ اہل حدیث قرآن میں دکھائیں اور اس کا معنیٰ بھی یہ دکھائیں منکر الف۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

مولوی صاحب بار بار اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ ان کی مسجد پہلے نہیں ہے، ان کا ترجمہ پہلے نہیں ہے، ان کا مذہب پہلے نہیں ہے۔ یہ باتیں بھلا آپ اسی طرح سننے آئے ہیں۔ تم قرآن وحدیث میں یہ بات دیکھنے آئے ہو کہ مسئلہ کیا ہے؟۔ یہ اگر مقلد ہیں اور ان کا تقلیدی مذہب، رسول اللہ ﷺ سے ۸۰ سال بعد امام ابوحنیفہؒ پیدا ہوئے، پھر انسان پیدا ہونے کے بعد بیس یا پچیس سال کے بعد بالغ ہوتا ہے، پھر کتابیں لکھتا ہے، تشریحات کرتا ہے۔ اس وقت سے

یہ مذہب شروع ہے۔

اور ہم نے بات کی اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی، اور باقی اب میں ساتھ ساتھ مسئلہ بھی شروع کرتا ہوں کہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کہ جس نے تابعداری کر لی اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ کب کا ہے اور کس دور کا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اللہ کی تابعداری کرے اور اس کے رسول ﷺ کی، چاہے وہ انگریز کے دور سے پہلے کا ہو یا انگریز کے دور کے بعد کا ہو۔

اب جو پیچھے آئیں گے آپ کے وہ غیر مسلم ہوں گے کیا؟۔ پھر اسی طرح بات کرتے ہیں مرزائی بھی، اہل قرآن بھی، قرآن وحدیث کا نام لیتے ہیں جھوٹے بھی بعد میں پیدا ہوئے اور سچے بھی بعد میں آئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پیچھے آئے وہ جھوٹا ہے؟ جو پہلے آئے وہ سچا ہے؟۔

بات یہ ہے کہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کہ جو شخص اللہ کا تابعدار ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ کا تابعدار ہے۔ بس فرمایا وہ لوگ جو اللہ کے تابعدار ہیں، اور اللہ کے رسول ﷺ کے تابعدار ہیں۔ یہ نہیں کہا ساتھ کہ۔

ویقلد الامام من الائمة الاربعة

کہ اللہ رسول کا تابعدار بھی ہے، اور چاروں اماموں میں سے بھی کسی کا مقلد ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرا تابعدار ہے اور میرے رسول ﷺ کا تابعدار ہے اس کے لئے خوشخبری سن لو۔

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم

پس وہ جس دور میں بھی پیدا ہوا، اور جب بھی پیدا ہو، مالک فرماتے ہیں کہ جب موت آئے گی تو وہ لوگ اکٹھے ہوں گے، جن پر اللہ کا انعام ہے، انبیاء کے ساتھ، صدیقین کے ساتھ، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

یہ مولوی صاحب کی چالاکیاں ہیں، کہ مسجدیں دکھائیں کہ کس کی مسجدیں ہیں، کس کے کرتے ہیں۔ بات یہ دیکھنی ہے کہ مالک فرماتے ہیں کہ جو میرا تابعدار ہے، وہ میرے رسول ﷺ کا تابعدار ہے، اس نے یہ قید نہیں لگائی کہ وہ مقلد بھی ہے۔ نہیں۔ فرمایا۔ انبیاء کے ساتھ جانا ہے تو یہ مسلک رکھو یا میرا فرمان یا مصطفےٰ ﷺ کا۔

جب تم کو موت آئے گی، خدا تم سے وعدہ کرتا ہے کہ میں تم کو انبیاء کے ساتھ رکھوں گا، تم کو صدیقین اور شہداء کے ساتھ رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا اس لئے ہم نے تقلید چھوڑی، ہم کسی اور کی تقلید نہیں کرتے۔ مصطفےٰ ﷺ ہمارے لئے کافی ہیں۔ سورج کے سامنے کسی چراغ کی روشنی نہیں ہوتی۔ جو سورج کے سامنے چراغ جلائے وہ انسان نادان ہے۔ اس لئے اللہ فرماتے ہیں میرے مصطفےٰ سورج ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

آپ کے سامنے بات واضح ہوگئی کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو نبی پاک ﷺ کے زمانے کے ہیں۔ لیکن مسجدیں ہماری اب بنی ہیں، ہم ہیں تو پہلے ہی کے، لیکن ہمارا قرآن کا ترجمہ مرزائیوں کی طرح نہیں ہے۔

مرزائی اگرچہ اب پیدا ہوئے ہیں، مگر وہ جھوٹے ہیں۔ لیکن ہم اب پیدا ہو کر سچے ہو گئے ہیں کیوں؟۔ کیا جو مسلمان پہلے تھے کیا وہ مسجدیں نہیں بنایا کرتے تھے؟۔ اللہ کے نبی ﷺ تو تھوڑے دن ہی ہجرت کے موقع پر قبا میں ٹھہرے تو وہاں بھی مسجد بنائی۔ مدینے آئے تو پہلے مسجد ہی بنائی۔ یہ کہتے ہیں کہ امین کی چالاکیاں ہیں، مسجد ان کی نہیں ہے پہلے کی اور چالاک میں ہو گیا

ہوں۔

مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ہے، وہ آیت مرزائی پڑھتے ہیں۔ میں مرزا کی کتابوں میں دکھاتا ہوں، میں مذاق نہیں کر رہا۔ دیکھیں آیات بھی ان کی کتابوں سے یاد کر لیتے ہیں۔ اب سنیں اس آیت کا پورا مطلب کیا ہے۔

سورۃ فاتحہ میں آتا ہے۔

اَهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ﴿٦﴾

اے اللہ ہمیں سیدھے رستے پر چلا۔

صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ

ان لوگوں کے رستے پر جن پر تیرا انعام ہوا۔

مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی اس میں ہے کہ وہ نبی ہیں، صدیق بھی اور شہید بھی ہیں، صلحاء بھی ہیں۔ مولوی صاحب کھڑے ہو کر کہتے ہیں، کہ صرف خدا اور نبی اور باقی تین باتیں آیت کی انہوں نے چھوڑی ہوئی ہیں۔

اس کو کہتے ہیں کہ جب موت آئی تو خود ہی قرآن کی وہ آیت پڑھتے ہیں، جو ان کے خلاف ہے۔ اس آیت میں انعام یافتہ جماعتیں کتنی ہیں؟۔ نبی ایک، صدیق دو، شہید تین، صلحاء چار۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد کچھ بھی نہیں مانتے اور انہوں نے کیا وہ آیت مانی ہے جو پڑھی تھی؟۔ اور پھر میں نے کہا تھا کہ لفظ اہل حدیث بمعنی منکر فقہ قرآن و حدیث سے دکھائیں۔ انہوں نے کیا دکھایا ہے؟۔ نہیں۔ لفظ اہل حدیث بمعنی منکر فقہ حدیث میں دکھائیں۔

ایک دفعہ منکرین فقہ اور ان کے بڑے بھائیوں منکرین حدیث میں مناظرہ ہو گیا۔ انہوں نے حدیث کی کتاب میں دکھایا کہ ہمارا نام اہل قرآن ہے۔ ترمذی شریف میں ہے۔ انہوں نے

ان کو کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ سے صحاح ستہ کی حدیث دکھا دیں کہ آپ نے کبھی اہل حدیث کہا ہو، آپ یہ نہیں دکھا سکے۔ دیکھو قرآن مجید میں سے جو کچھ میں ان سے پوچھ رہا ہوں وہ مجھے نہیں دکھا رہے اب سنو۔ رسول ﷺ کی ایک حدیث پاک میں آپ کو سناتا ہوں۔

عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ سیکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائکم.

(صحیح مسلم ص۱۰ ج۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے آخری زمانے میں کچھ دھوکے باز اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، (ان کی نشانی یہ ہوگی) جو تم کو احادیث سنایا کریں گے، (حدیث میں آتا ہے کہ کچھ سنائیں گے اور کچھ چھوڑ دیں گے) اور وہ احادیث سنائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے بھی کبھی نہیں سنی ہوں گی۔ کوئی ضعیف یا منسوخ احادیث جو کتابوں میں تو لکھی ہوئی ہیں، لیکن کبھی علماء نے، سید علی ہجویریؒ نے، بابا فریدؒ نے وعظوں میں کبھی نہیں سنائیں۔

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تم کو یہ کہتا ہوں کہ ان سے بچ کر رہنا، اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ان کے پاس دو ہی باتیں ہوں گی، جو ان کے پاس جائے گا وہ گمراہ ہو جائے گا، اور جو پاس جائے گا اس کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔ مسلم شریف کی حدیث اس فرقے کی پیش گوئی بیان کرتی ہے۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

دیکھو مولانا نے قرآن میں تحریف کی آیتیں قرآن کی ہیں، لیکن ترجمہ قرآن کا نہیں ہے۔ قرآن کی چوری کی ہے، قرآن کی آیت شروع ہوتی ہے۔

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ

جو شخص اللہ کا تابعدار ہے اور رسول ﷺ کا تابعدار ہے۔ یہ ان چار گروہوں کے ساتھ اکٹھا ہوگا۔ انہوں نے چار گروہوں کا راستہ ہی مختلف بنادیا۔ انہوں نے چار گروہوں کا مذہب بنالیا۔ یہ کتنی بددیانتی ہے کہ اللہ فرمائے کہ جو شخص میرا تابعدار ہے میرے رسول ﷺ کا تابعدار ہے۔ تابعداری صرف دو ہی کی ہے یا قرآن کی یا حدیث کی جو ان دو چیزوں کا تابعدار ہے وہ رہے گا کن کے ساتھ؟۔ وہ انبیاء کے ساتھ ہوگا، انکو معیت نصیب ہوگی ان کی جن پر اللہ کا انعام ہے، من النبیین انبیاء کے ساتھ، صدیقین کے ساتھ، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔

مذہب دو صرف دو چیزیں ہیں یا اللہ کی تابعداری اور رسول ﷺ کی تابعداری۔ سورۃ فاتحہ کے اندر ہم پڑھتے ہیں۔

ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾

اللہ نے سورۃ فاتحہ بھی دی ہے، اور طریقہ بتایا ہے کہ اس طرح مانگو اور وہ سیدھا راستہ ہے کون سا۔

صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

راستہ ان لوگوں کا جن پر اللہ کا انعام ہے، اگلی پانچویں پارے والی آیت نے اس کی تشریح کر دی ہے کہ جن لوگوں پر اللہ کا انعام ہے، وہ کون ہیں؟۔ وہ چار گروہ ہیں ان کا راستہ ملتا کس کو ہے۔

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ

جو شخص اللہ کا تابعدار ہے اور مصطفٰے کا تابعدار ہے،

مولوی صاحب کہتے ہیں جو حدیث کا نام لے وہ گمراہ کرنے والا ہے۔ احادیث سے بھی آدمی بھلا گمراہ ہوتے ہیں؟۔ قرآن کی آیتوں سے بھی بھلا آدمی گمراہ ہوتے ہیں؟۔ ان کا ایمان

یہ ہے کہ قرآن کی آیتوں سے بھی آدمی گمراہ ہوتے ہیں۔ اگر حدیثوں اور قرآن سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو پھر آپ دین کہاں سے لائیں گے۔ جو حدیثیں ہم آپ کو سناتے ہیں وہ بخاری شریف میں موجود ہیں اب تقلید کے بعد ہم حدیثیں بھی دکھائیں گے۔

میں ثابت کروں گا کہ انہوں نے حدیثوں کی کتنی چوری کی ہے۔ آج بھی انہوں نے خیانت کی ہے، انہوں نے چار مذہب بتائے ہیں چار چیزیں ثابت کیں، حالانکہ چیزیں صرف دو ہیں۔

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ

بس ان دو چیزوں کا تابعدار انبیاء کے ساتھ، صدیقوں کے ساتھ، شہداء کے ساتھ، صالحین کے ساتھ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کا مسلک رکھنے والے بزرگوں کو بھی ماننے والے، شہیدوں کو وہی ماننے والے۔

جو یہ کہتے ہیں کہ آیتوں اور حدیثوں سے آدمی گمراہ ہوتا ہے، چھوڑیں پھر حدیثیں آپ۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ وہ آپ کو حدیثیں سنائیں گے اور وہ بھی موضوع۔ اللہ کے پیارے نبی کی حدیثیں بخاری میں ہیں، جس کو سب فرقے مانتے ہیں بریلوی دیوبندی سب مانتے ہیں، ہم دیکھیں گے کہ ان کا مذہب بخاری میں ہے یا ہمارا ہے، مسلم میں ہمارا مذہب ہے یا تمہارا۔

لیکن پہلے تقلید پر بات ہوگی قرآن پاک میں ہے۔

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ

جو شخص تابعدار ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا، چاہے جب کا بھی ہو انگریز کے دور کا ہو یا پہلے کا ہو۔ یہ قرآن نبی پاک پر نازل ہوا۔ جو قرآن کو ماننے والا ہے اس کا مذہب پرانا ہے۔ انہوں نے مانا ہے کہ ان کا مذہب امام ابوحنیفہؒ والا ہے، یعنی ان کا مذہب بعد کا ثابت ہوتا ہے۔ ہمارا مذہب پہلے کا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم تو ہیں۔

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ

میں نے آیت کی چوری نہیں کی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد.

حدیث کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جو آخری زمانہ میں آکر حدیثوں کا نام لیں گے وہ گمراہ ہوں گے، پہلوں کو تو نہیں کہا۔ انہوں نے مان لیا کہ ہمارا حدیث کا ترجمہ کوئی نہیں ہے، تو یہ آخری دور کے ہوئے، ان کی مسجد بھی کوئی نہیں، تو یہ آخری دور کے ہوئے۔ ان کا ترجمہ قرآن نہیں ہے، تو یہ آخری دور کے ہوئے۔

انہوں نے کہا کہ اگر یہ ہمیں ثابت کردیں کہ ہم انگریز کے دور سے پہلے کے نہیں تھے، تو میں مان لوں گا کہ واقعی ہم آخری دور میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ فرقہ تو قیامت کی نشانیوں میں سے پیدا ہوا ہے۔ جب تباہی ہوگی قیامت کے نزدیک جو فرقے پیدا ہوں گے دین کو برباد کرنے والے ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ آخری دور میں ایک فرقہ آئے گا، وہ نام حدیثوں کا لیا کریں گے۔

اب دیکھیں آخری دور میں ایک فرقہ اہل قرآن، نام قرآن کا لیتا ہے۔ اس کو تو یہ بھی گمراہ کہتے ہیں دوسری بات مولوی صاحب نے یہ کی ہے کہ امین نے خیانت کی ہے، میں نے آیت پڑھی تھی۔

اِهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾

اور صراط مستقیم کون سا راستہ ہے، جو انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے، یہ چار ہیں یا ایک ہیں؟۔ چار ہیں۔ نبی، صدیق، شہداء اور صالحین۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ نبیوں کے راستے پر چلنا چاہئے یا نہیں؟۔ چلنا چاہئے۔ صدیق کے راستے پر؟۔ ابوبکر صدیق ؓ کو خلیفہ برحق مانتے

ہو۔ مانتے ہیں۔ جس دن ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئی معلوم ہے کیا ہوا، حضرت عمر ؓ نے قیاس کیا کہ رسول ﷺ نے ابوبکر صدیق ؓ کو امام بنایا، جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کے لئے پسند کرلیا ہم نے اس کو اپنی دنیا کے لئے پسند کرلیا۔ اس قیاس کو سارے صحابہ ؓ نے مان لیا، اس قیاس کو ماننا تقلید کہلاتا ہے۔

ابوبکر ؓ کی خلافت کا انکار کرنے والے غیر مقلد ہیں، اور جنہوں نے حضرت عمر ؓ کے قیاس کو مان لیا وہ مقلد ہیں۔ اور مقلد اس دور کے ہوئے یا نہیں؟۔ ہوئے۔ ایک شخص مجھے غیر مقلد پیش کردیں، جس نے اٹھ کر حضرت عمر ؓ کو کہا ہو عمر! آپ نے قرآن کی آیت نہیں پڑھی۔ آپ نے نبی ﷺ کی حدیث نہیں پڑھی۔ آپ نے قیاس کیا ہے۔ ہم نہیں مانتے۔ ایک بھی غیر مقلد دکھادے۔

اب میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح بخاری سے نکال کر دکھاتے ہیں اس غیر مقلد کا نام۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی بات نہیں مانیں گے۔ اب کہتے ہیں بخاری کون مانتے ہیں سارے ہی۔ یہ مجھے دکھائیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کہا ہو کہ بخاری اصح الکتب ہے۔ یہ ان کا فرض ہے۔ کہیں کسی خلیفہ راشد نے کہا کہ بخاری اصح الکتب ہے؟۔ ہرگز نہیں کہا۔

یہ ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے علاوہ کچھ نہیں پڑھنا۔ دوسری طرف کتنا بڑا دھوکہ دے رہے ہیں کہ بخاری اصح الکتب ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ آیت پڑھو جس میں لکھا ہوا ہو کہ بخاری اصح الکتب ہے۔

آپ تو ابھی سے قرآن حدیث کو چھوڑ گئے ہیں۔ ایسے وفادار ہیں کہ قرآن بھی یاد کرے گا، کہ اچھے وفادار ہیں کہ اکیلے چھوڑ گئے ہیں، پھر کہتے ہیں قرآن ہمارا ہے۔ پھر اس وقت کہتے ہیں ہم تیرے نہیں۔ پھر کسی اور کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ دیکھیں یہ انہوں نے غلط بیانی کی ہے، میں نے دو نشانیاں اللہ تعالیٰ کے

نبی ﷺ سے بتائی ہیں، کہ آخری دور میں وہ فرقہ پیدا ہوگا۔ یہ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ آخری دور میں پیدا ہوا ہے۔ اور وہ کچھ حدیثیں پڑھا کریں گے۔ اس لئے انہوں نے بخاری شریف کا نام لیا ہے حدیث کی کچھ کتابوں کو یہ مانتے ہی نہیں۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

یہ حدیث یہ دکھائیں ہم تو تب دکھائیں حدیث میں سے، اگر آپ نہ مانتے ہوں کہ یہ احادیث کی کتاب ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ حدیث کی کتاب صحیح نہیں پھر ہم حدیث میں سے ثابت کریں گے پڑھ کر حدیثیں، پھر بخاری کا نام نہیں کہیں گے۔ کہ بخاری سب سے زیادہ صحیح ہے۔

یہ تو میں نے اس لئے کہا تھا کہ سب کہتے ہیں یہ میں آپ کو دکھاؤں گا کہ ان کے اکابر مانتے ہیں۔ میں نے ان کے اکابرین کے حوالے سے کہا تھا کہ تمہارے اکابر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کے فرمان میں سے سب سے زیادہ صحیح فرمان صحیح بخاری ہے۔

باقی مولانا نے یہ غلط کہا ہے کہ قرآن کے ساتھ بھی آدمی گمراہ ہوتے ہیں، میں آپ کو آیت بتلاتا ہوں کہ جس آیت سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔

يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرًا وَيَهْدِى بِهِۦ كَثِيرًاۚ

آیت آدھی پڑھی ہے تھوڑا سا ثبوت دینا ہے۔

لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَٰرَىٰ ۔

نہیں پڑھنا۔ اور کہتے ہیں۔

يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرًا

قرآن کے ساتھ گمراہ بھی کرتے ہو اور ہدایت بھی دیتے ہو، لیکن گمراہ ہوتے زیادہ ہیں کون؟۔ گمراہ ہوتے ہیں قرآن سے۔

وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلْفَٰسِقِينَ

قرآن سے وہی گمراہ ہوتے ہیں جو قرآن کو پڑھتے تو ہیں، لیکن مانتے نہیں، عمل نہیں کرتے۔ جو قرآن کو مانتے نہیں وہی گمراہ ہوتے ہیں۔

حالانکہ اگر قرآن سے آدمی گمراہ ہوں تو آپ ہدایت کہاں سے لیں گے، وحی آئے گی آپ کے پاس؟۔ جبرئیل آئے گا تمہارے اوپر؟۔

اور یہ کہتے ہیں کہ قیاس کیا حضرت عمر ؓ نے۔ یہ قیاس کہاں سے کیا؟۔ قرآن وحدیث میں سے کیا۔ تو پھر یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہوگیا۔ یہ کہتے ہیں تقلید ثابت کرتے ہیں۔ پھر آپ مقلد عمر ؓ کے کیوں نہیں۔ صدیق ؓ کے مقلد کیوں نہیں بنے۔ پھر آپ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد کیوں بنے ہو۔ اگر مقلد بننا تھا تقلید اگر ثابت ہوتی ہے، تو پھر آپ لوگ حضرت عمر ؓ کے مقلد کیوں نہیں بنتے۔ عمری کہلاؤ۔ صدیقی کہلواتے۔ پھر آپ حنفی کیوں کہلواتے ہیں۔

یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ صحابہ ؓ کو نہیں مانتے۔ حضرت عمر ؓ کا قیاس صحیح تھا۔ ہم تو اس قیاس کے مخالف ہیں، جو قرآن وحدیث کے مخالف ہے۔ قرآن وحدیث کے موافق جو قیاس ہے وہ تو قرآن وحدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ

جو کچھ میرے رسول ﷺ آپ کو دیں اسے لے لو، اور جس سے میرے رسول ﷺ منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اگر یہاں اللہ تعالیٰ فرماتے۔

ما اٰتاکم ابو حنیفة فخذوه.

گر حنفی بننا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کہتے کہ جو کچھ آپ کو امام ابوحنیفہؒ نے دیا ہے اسے لے لو، جس کام سے امام ابوحنیفہؒ نے روکا ہے، اس سے رک جاؤ۔

رسول ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اپنے مصلے پر کھڑا کیا۔ اس طرح مسئلہ سمجھ میں آیا کہ جو دین میں آگے وہ دنیا میں بھی آگے۔ قیاس حضرت عمر ؓ کا صحیح تھا۔ اس کو حدیث سمجھ لو،

قرآن کا حکم سمجھ لو۔ جو قیاس قرآن وحدیث میں سے ہے ہم اس کے مخالف نہیں۔ ہاں جو قیاس حدیث نبوی یا قرآن کی کسی آیت سے ٹکراتا ہو ہم اس کے خلاف ضرور ہیں۔ ہم اس کو صحیح نہیں مانیں گے۔ وہ قیاس چاہے صحابی ہی کا کیوں نہ ہو۔

صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر یقین مانیں صحابی قرآن وحدیث کے خلاف نہیں کہتا۔ یہ قیاس حضرت عمرؓ کا ثابت کر رہے ہیں۔ تقلید امام ابو حنیفہؒ کی۔ اتنا ظلم؟۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اگر رائے ابو حنیفہؒ کی ثابت کریں اور تقلید ثابت کریں۔ حالانکہ تقلید کے بارہ میں کہتے ہیں۔

قبول قول الغير بلا حجة.

کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی امام مجتہد کی بات بلا دلیل ماننی، یہ کہتے ہیں تقلید ہے۔ اگر یہ تقلید ہے تو ان کو ثابت کرنا چاہئے اس دعویٰ کو کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں امام مجتہد کی بات بلا دلیل ماننی ضروری ہے اپنا مذہب اگر ثابت کرنا ہے تو یوں کرو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب.

نحمده ونصلى على رسوله الكريم. اما بعد.

بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ ہم قرآن وحدیث کو مانتے ہیں، تقلید نہیں کرتے۔ قیاس کو پہلے یہ نہیں مانتے تھے، اب مان لیا ہے۔ تقلید کا مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔ جھگڑا صرف اتنا رہ گیا کہ آپ حضرت عمرؓ کی تقلید کیوں نہیں کرتے اور امام ابو حنیفہؒ کی کیوں کرتے ہو۔

حضرت عمرؓ نے اس قیاس کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو ہم نے اس کو مانا ہے۔ تو کون کہتا ہے کہ ہم نے اس مسئلہ میں حضرت عمرؓ کی تقلید نہیں کی ہے۔ کتنا بڑا جھوٹ لگا دیا۔ کہ حضرت عمرؓ کی تقلید نہیں کی۔ رہی یہ بات کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں کرتے ہو حضرت عمرؓ کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔ حضرت عمرؓ سے لے کر یہ سارے مسئلے ہمیں دکھا دیں، پھر ہم امام ابو حنیفہؒ کی تقلید چھوڑ کر حضرت عمرؓ کی تقلید کر لیں گے۔

لیکن حضرت عمرؓ کے سارے مسئلے جمع نہیں ہوئے۔

منکرین حدیث بھی ان کو یہی کہتے ہیں۔ کہ اگر حدیث کوئی چیز تھی۔ تو آپ حضرت عمرؓ کی کتاب پڑھو، آپ بخاری کی کیوں پڑھتے ہیں۔ ترمذی کی کیوں پڑھتے ہو۔ ابن حجر کی بلوغ المرام کیوں پڑھتے ہو۔ یہ دیکھیں یہ اعتراض ان سے چوری کر کے ہمارے اوپر ڈال دیا۔ اب اصل اعتراض انہوں نے ان پر کیا تھا کہ اگر حدیث حجت ہے تو آپ حضرت عمرؓ کی کتاب کیوں نہیں پڑھتے، آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کتاب کیوں نہیں پڑھتے، اس وقت ان کے پاس قرآن ہوتا تھا، بخاری نہیں ہوتی تھی، مسلم نہیں ہوتی تھی۔

کبھی حضرت ابو ہریرہؓ نے اٹھ کر نہیں کہا تھا کہ میں نے آج بخاری پیش کرنی ہے۔ ان کو اس کا جواب نہیں آیا یہ اعتراض چوری کر کے میرے اوپر لگا دیا ہے۔ میں دونوں کو کہتا ہوں کہ دونوں فریق دھوکہ کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ۔ حضرت عمرؓ کی حدیث کی کتاب وہ ہمیں دے دیں، کیوں پھر آپ بخاری کی سند پڑھو گے؟۔ نہیں۔ ہم حضرت عمرؓ کی کتاب اسی وقت لیں گے۔ پھر ہمیں بخاری کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اسی طرح یہ حضرت عمرؓ سے ثابت کر دیں اسی طرح پورا مسلک ترتیب کے ساتھ نماز، روزہ لکھا ہوا ہو تو ہم ابھی چھوڑ دیں گے امام ابو حنیفہؒ کا نام۔ حضرت عمرؓ کی تقلید شروع کر دیں گے۔ ان کی تقلید اس لئے کر رہے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے قرآن پاک میں سے، سنت میں سے اجماع امت میں سے، اجتہاد کر کے سارے مسئلے ترتیب کے ساتھ لکھ دیئے ہیں۔ اور ہمیں ان کے پاس جانا پڑتا ہے۔

یہ تو حضرت عمرؓ کا نام لیتے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت فقہ اور حدیث کی کتب جمع نہیں تھیں، یہ مولوی صاحب نے کوئی قرآن وحدیث بیان نہیں کیا۔ بلکہ منکرین حدیث کا اعتراض چوری کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ آپ بخاری کیوں پڑھتے ہیں، ہم بخاری نہیں اٹھانے دیں گے۔ حضرت عمرؓ کی کتاب لے کر آؤ۔ کہتے ہیں پھر

ان کے سامنے ان کو کوئی جواب نہیں آتا۔ اور یہ اعتراض ہمارے اوپر کر دیا۔

پھر مولوی صاحب نے کہا تھا کہ میں نے پوچھا تھا کسی آیت میں سے یا حدیث میں سے بخاری شریف کا اصح الکتب ہونا ثابت کرو۔ کہتے ہیں کہ آپ نہیں مانتے؟۔ یہی مرزا کہتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ باقی جو باتیں ہم نے مانی ہیں وہ آپ مانتے ہیں۔ ان کو تو ثبوت قرآن و حدیث میں سے دینا ہے۔ یہ اب دھوکہ اس طرح دیتے ہیں کہ آیت پڑھتے ہیں کہ آیت میں لکھا ہے، کہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرو۔

یہی منکرین حدیث کہتے ہیں کہ آپ حدیث دکھائیں کہ اللہ کے نبی نے فرمایا ہو کہ بخاری شریف پڑھا کرنا۔ کیوں بھائی بخاری شریف کا نام آتا ہے قرآن و حدیث میں؟۔ نہیں۔ مشکوٰۃ کا نام آتا ہے؟۔ نہیں۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد.

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کتابیں جمع کیں ان سے پہلے کتابیں لکھی نہیں گئی تھیں۔ آپ بتائیں کہ صحابہ کا ایمان یا دین مکمل تھا یا نہیں۔ یقیناً پورا تھا۔ پھر ان کو اس پر اعتبار کیوں نہیں آیا۔ اور یہ چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کے در پر بیٹھے ہیں۔ ان سے دین لینا شروع کر دیا۔ پھر جب وہ کتابیں نہیں لکھی گئی تھیں تو کیا اس وقت یہ احادیث موجود تھیں یا نہیں؟۔ یقیناً موجود تھیں۔ یہ حدیثیں صحابہ کو یاد تھیں یا نہیں۔ یہ کسی نے بنا کر لکھی ہیں یا وہی حدیثیں ہیں جو صحابہ کو یاد تھیں؟۔ یہ احادیث صحابہ کو یاد تھیں اگرچہ لکھی بعد میں گئیں۔

انہوں نے حنفی ہونا اس لئے پسند کیا۔ کہ ان کو صحابہ کے دور کا علم تھا۔ وہ ادھورا لگا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کمی چھوڑ گئے تھے کمی اب انہوں نے پوری کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

اللہ نے فرمایا کہ میں نے مکمل کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں مکمل نہیں نامکمل تھا، ابوحنیفہؒ

نے آ کر پورا کیا۔ اب یہ سچے ہیں یا اللہ کا قرآن سچا ہے؟۔ اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ پہلے دین مکمل، یہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ نے آ کر مکمل کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ منکرین قرآن اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟

کہ جو کچھ میرے رسول نے آپ کو دیا اس کو لے لو اور اللہ کے رسول نے ہمیں قرآن بھی دیا اور حدیث بھی دی ہے۔ اور در حقیقت یہ قرآن کے دشمن ہیں۔ اور اپنی جان بچانے کے لئے ان کا سہارا لیتے ہیں منکرین قرآن کا۔

اگر آپ کو مسئلہ قرآن و حدیث میں مل جائے تو پھر آپ کو کسی اور کی چوکھٹ پر جھکنے کی کیا ضرورت؟۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میری اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔ اگر ان کو اللہ اور رسول ﷺ کی تابعداری اچھی نہیں لگتی، ان کو اچھی لگتی ہے تابعداری امام ابوحنیفہؒ کی۔ اللہ، رسول کی تابعداری کے مقابلے میں انہوں نے تقلید گھڑی ہے۔ تقلید کا لفظ قرآن میں بھی نہیں ہے۔ حدیث میں بھی نہیں ہے۔ انہوں نے دین میں اضافہ کیا۔ تقلید بھی ایسی غیر مقلد ان کی بات نہ ماننا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ

اے لوگو اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو نبی ﷺ سے محبت کرو۔

يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ

اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ بھی آپ کو محبوب بنا لے گا۔ اتباع رسول ﷺ کی کرو نہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی کرو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد.

دیکھیں جو مسئلہ تھا وہ تو مان لیا گیا ہے۔ انہوں نے قیاس کو حجت مانا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک غیر مقلد کا نام پیش نہیں کر سکے۔ اور مجھے کہتے ہیں کہ آپ کا پیار ہے منکرین حدیث کے ساتھ۔ دیکھیں وہ بھی فقہ کے منکر یہ بھی فقہ کے منکر ہیں۔ وہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے مقلد نہیں یہ بھی مقلد نہیں۔ اور یاران کا ہوا آپس میں ہمارا کیا ہوا۔

پھر یہ جو آیتیں پڑھتے ہیں کہتے ہیں اللہ کا حکم مانو اور اللہ کے نبی ﷺ کا حکم مانو۔ قیاس مانو یا نہ مانو اس کی ایک آیت بھی نہ پڑھی۔ جھگڑا تو اس بات پر ہے کہتے ہیں کہ تقلید کا لفظ نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن حدیث میں نہیں ہے۔ تو پھر ہمیں رات دن بدعتی کیوں کہتے ہو۔ جب لفظ ہی قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو آپ یہ حکم کہاں سے نکالتے ہیں کہ یہ حنفی مشرک ہیں یہ حنفی بدعتی ہیں۔

یہ دیکھو میں حدیث دکھاتا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم.

علم کو طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

وواضع العلم عند غير اهله كمقلد الخنازير الجواهر و اللؤلؤ والذهب. (۱)

(۱). حدثنا هشام بن عمار ثنا حفص بن سليمان ثنا كثير بن شنظير عن محمد بن سيرين عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ طلب العلم فريضة على كل مسلم و واضع العلم عند غير اهله كمقلد الخنازير الجوهر واللؤلؤ والذهب.

(ابن ماجہ ص ۲۰)

حضور ﷺ فرماتے ہیں نا اہلوں کے سامنے علم کی گہری باتیں رکھنا اس طرح ہے جس طرح خنزیر کے گلے میں سونے کا ہیروں کا اور جواہرات کا ہار ڈالنا۔ تقلید کا معنی حدیث میں کیا آیا؟۔ تقلید وہ ہار ہے جس میں سونا بھی کتاب اللہ کا موجود ہے، سنت رسول اللہ کے موتی بھی موجود ہیں، اجماع اور اجتہاد کے جواہر بھی موجود ہیں۔ یہ لفظ حدیث میں آیا ہے یا نہیں؟۔ آیا ہے۔ ساتھ مسئلہ کیا ثابت ہوا کہ یہ ہار خنزیروں کے گلے میں ڈالنے کے لائق نہیں۔ ہم تو خنزیر نہیں ہیں ہم نے تو پہنا ہوا ہے۔

دیکھو میں نے پہلے بھی حدیث سنائی تھی اب بھی سنائی ہے۔ لیکن یہ لوگ انکار کر رہے ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کے نبی ان کا مقام سمجھا رہے ہیں کہ ان سے بچ جانا پھر انہوں نے اب پڑھا ہے۔

إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی تابعداری کا ذکر آیا ہے؟۔ نہیں آیا۔ وہ بھی اور آیت سے لیا ہے جب اللہ تعالیٰ کی تابعداری کا ذکر نہیں ہے وہ اور آیات سے لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ٱتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ

جو اللہ کی طرف سے کتاب آئی ہے اس کی تابعداری کرو، تقلید کرو۔ سب نے مانا۔ اس کے بعد حکم ہوا جو آیت انہوں نے پڑھی۔ پہلی آیت اللہ کی تابعداری والی پڑھی کہ اللہ کے نبی کی تابعداری کرو۔

اور منکرین حدیث جو ہیں اہل قرآن بڑے بھائی ان کے وہ ان سے ناراض ہو گئے وہ کہنے لگے کہ وہ خدا ہے، نبی مخلوق ہے۔ خالق اور مخلوق میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اگر ہم نے نبی کی بھی تابعداری کر لی تو پھر یہ شرک فی التوحید ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ طریقہ بنا کر قرآن کی اس آیت کا انکار کیا اور کہا کہ حدیث حجت نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیسرا حکم دیا۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

تقلید کر اس شخص کے مذہب کی جو میری طرف رجوع رکھتا ہے۔ اتباع تقلید کے معنی بھی رکھتا ہے، مذہب کے معنی بھی رکھتا ہے۔ میں قرآن پڑھتا ہوں یہ استغفر اللہ پڑھتے ہیں۔ یہ دیکھیں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم قرآن مانتے ہیں دیکھو سامنے آ گئی ناں بات۔ ان کے بڑے بھائی اہل قرآن تو پہلے ناراض تھے اب اس آیت۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

سے یہ ناراض ہو گئے۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمده ونصلی علٰی رسوله الکریم. اما بعد.

ہم نے اس لئے استغفر اللہ پڑھا ہے کہ قرآن کی تحریف کی ہے، قرآن کا معنی بدلنا گناہ ہے۔ اتباع کا معنی کر رہے ہیں تقلید۔ اس سے بڑھ کر اور تحریف کیا ہو سکتی ہے قرآن کی۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ واتبع کا معنی تقلید ہے یا کیا ہے؟۔ مولانا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تابعداری نہیں دکھائی۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ کی تابعداری بھی۔ ساتھ ہے فرماتے ہیں۔

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

جس نے رسول ﷺ کی تابعداری کی اس نے اللہ کی تابعداری کی۔ اب

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

یہ ساری آیت سنیں۔ مالک فرماتے ہیں

وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

فرمایا ماں باپ اگر شرک پر مجبور کریں تو ان کی بات نہ ماننا، ان کے ساتھ زندگی صحیح گذار،

اور تابع ہو اس شخص کے جو جھکتا ہے میری طرف۔

میں پوچھتا ہوں کہ کیا پیارے نبی ﷺ سے زیادہ اللہ کی طرف جھکنے والا کوئی اور ہے کیا؟۔ یہ کوئی تقلید اماموں کی ثابت ہوئی ہے؟ شاید ان کے نزدیک امام اللہ کے نبی ﷺ سے بھی زیادہ جھکنے والا ہے۔

مولوی صاحب! میں آپ کو بتا دوں کہ قرآن کریم میں اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ جو کچھ میرے رسول ﷺ نے آپ کو دیا وہ لے لو۔ قرآن بتاتا ہے کہ قرآن کو لے لینا، اس قرآن کو صحیح معنوں میں مان لینا کیونکہ حدیث بھی اللہ کے رسول ﷺ نے دی ہے۔ اور رسول ﷺ کی تابعداری اللہ کی تابعداری ہے۔

اور تقلید کہاں سے ثابت کی مولوی صاحب نے، خنزیروں کے ہار سے۔ حدیث میں خنزیر کے ہار کا ذکر ہے، مقلد کا مضاف الیہ خنزیر ہے، وہ خنزیروں والا ہار اپنے گلے میں ڈالا ہے۔ آپ نے ہار ڈالا ہے تو بے شک ڈال لیں۔ لیکن ہمیں اس ہار کی ضرورت نہیں۔

ہمیں تو ہار چاہئے اللہ کی کتاب اور مصطفٰے کی زبان کا، ہمیں تو یہ ہار چاہئیں۔ ان کو اگر ہار اس وقت کا چاہئے تو بے شک لے لیں میں نے کتنی آیتیں پڑھیں۔

ان كنتم تحبون الله پڑھا۔ ما اٰتکم پڑھا۔ من يطع الله والرسول پڑھا، اب آگے چلو اللہ پاک فرماتے ہیں وما كان لمؤمن ولا مؤمنة.

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمده ونصلی علٰی رسوله الکریم. اما بعد.

قرآن پڑھنا چاہئے لیکن مطلب کی بات کرے یہ۔ پہلے اس نے دو پڑھی تھیں تین پڑھیں، اب انہوں نے وہ پڑھنی ہے جس میں مجتہد کی تقلید کو منع کیا گیا ہو، ویسے چاہے سو پڑھ لو۔ مرزا کہتا ہے کہ ساٹھ آیتیں آئی ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اسی طرح شردھانند کی طرح قرآن کی آیتیں گنتے رہنا۔

کیوں بھئی آپ خدا کو مانتے ہیں؟ اس کی آیت آپ کو سنانے کی ضرورت ہے؟۔ نبی ﷺ کو مانتے ہیں؟ اس کے لئے آیت کی ضرورت ہے؟۔نہیں۔ جھگڑا تو اجتہاد پر ہے۔اس کی نفی کرنی ہے۔اس کی ایک آیت بھی نہیں پڑھتے ویسے کہتے ہیں میں نے چار پڑھی ہیں۔اس سے بہتر تھا کہ اٹھ کر دو سورتیں کہیں سے پڑھ دیا کرے اور بیٹھ جایا کرے۔لوگ سمجھیں گے کہ قرآن پڑھ رہے ہیں۔

مولوی صاحب اگر اس طرح بے موقع قرآن پڑھنا ہے تو پھر شبینہ کر لیں تاراوت کو جا کر کسی جگہ پر۔ کسی موقع پر آیت پڑھو، پہلے انہوں نے ادھر مسجد میں یہی کہا تھا کہ تقلید کا لفظ نہیں آتا قرآن وحدیث میں، اب یہ مانتے ہیں کہ خنزیروں کے ہار والی حدیث میں لفظ ہے، یہ مانتے ہیں لیکن حدیث کا معنی پھر غلط کیا۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ خنزیروں کے گلے میں نہیں ڈالنا، یہی کہا ہے۔ہار تو ہیرے جواہرات کا ہے، اور یہ ہم نے اپنے گلے میں ڈالا ہوا ہے۔ہم کب کہتے ہیں کہ کوئی خنزیر ڈالے اس کو ہم تو کہتے ہیں کہ یہ خنزیر کے تو لائق ہی نہیں، ان کی قسمت میں یہ کہاں ہے۔

دیکھیں جس بات کا پہلے انکار کیا تھا اب مان لی ہے، قیاس کو کہتے تھے نہیں مانتے، آپ کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قیاس مان لیا ہے۔ پھر کہتے ہیں ما اتکم الرسول فخذ وہ.

ان کے بڑے بھائی منکر حدیث کہتے ہیں یہ بات ٹھیک ہے اللہ کے نبی ﷺ نے قرآن دیا ہے، بخاری نہیں دی، مسلم کوئی نہیں دی، یہ بعد کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔انہوں نے کہا کہ حدیث دی۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح اجتہاد کا لفظ بھی موجود ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت معاذ رض سے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے مسئلہ کتاب اللہ سے لینا اگر نہ ملے تو سنت رسول اللہ سے لینا ہے۔ اگر سنت رسول اللہ سے بھی نہ ملے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اجتہاد کروں گا۔ کہاں بیٹھ کر کہا۔اللہ کے نبی پاک ﷺ کے سامنے اور اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر فرمایا الحمد للہ وفق رسول رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ. الحمد للہ

اے اللہ تیرا شکر ہے آپ نے میری امت میں مجتہد پیدا کئے۔ (۱)

یہ اجتہاد کا حکم بھی اللہ تعالی نے دیا ہے یا نہیں؟۔ آپ نے وہ حکم لیا کہ نہیں لیا؟۔لیا ہے۔انہوں نے چھوڑا ہے یا نہیں چھوڑا ہے؟۔ چھوڑا ہے۔اب پتہ ہے کہ یہ اٹھ کہ کیا کہیں گے۔ اب تم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید نہ کرو، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی کرو۔ان کو یہی بات یاد ہے۔ہم کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جتنے اجتہاد کئے وہ جمع نہیں ہوئے۔ اگر وہ جمع شدہ دے دیں تو ہم بالکل چلتے ہیں۔دیکھیں اجتہاد کس نے دیا اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا ہے۔

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ

انہوں نے کہا ہے کہ تب تک انسان مسلمان نہیں ہوتا جب تک اللہ کے نبی ﷺ کے حکم کو نہ مانے۔ پڑھی ہے آیت لیکن مانتے نہیں۔ میں نے مان لیا ہے اللہ کے نبی ﷺ کا حکم۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اجتہاد مانو، اللہ کے نبی ﷺ کہتے ہیں کہ میں اجتہاد پر راضی، اللہ کے نبی اجتہاد

(۱). حدثنا حفص بن عمر عن شعبة عن ابی عون عن الحارث بن عمرو بن اخی المغيرة بن شعبة عن اناس من اهل حمص من اصحاب معاذ بن جبل ان رسول الله ﷺ لما اراد ان يبعث معاذا الى اليمن قال كيف تقضى اذا عرض لک قضاء قال اقضى بكتاب الله قال فان لم تجد فی كتاب الله قال فبسنة رسول الله ﷺ قال فان لم تجد فی سنة رسول الله ﷺ ولا فی كتاب الله قال اجتهد برائى ولا الو فضرب رسول الله ﷺ صدره فقال الحمدلله الذی وفق رسول رسول الله لما يرضى رسول الله ﷺ.

(ابوداؤد ص۱۳۹ ج۲)

پر شکرادا کریں۔ کیوں بھائی ہم نے اللہ کے نبی کو حکم مانا یا انہوں نے مانا؟۔ ہم نے مانا ہے۔

یہ ایک حدیث ایسی پڑھیں یا ایک آیت ایسی پڑھیں کہ جس میں یہ ہو کہ اجتہاد ماننے والا مشرک ہے۔ یہ پیش کریں کہ اجتہاد ماننے والا بدعتی ہے، نبی ﷺ کا منکر ہے۔ لیکن یہ پیش کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کا قیاس مان بیٹھے ہیں، حضرت عمرؓ نبی تھے؟۔ نہیں۔ حضرت معاذؓ نبی تھے؟۔ نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ابن عفانؓ، حضرت علیؓ نبی تھے؟۔ نہیں۔

چاروں خلفاء نے اپنی خلافت کے زمانے میں اعلان کیا (1) کہ ہم سب سے پہلے مسئلہ

---

(1)۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ

ان ابا بكر اذا نزلت به قضيه فلم يجد في كتاب الله منها اصلا ولا في السنة اثرا فاجتهد برأيه ثم قال هذا رأيي فان يكن صوابا فمن الله وان يكن خطأ فمني واستغفر الله. (جامع بيان العلم ص ا ج ۲)

جب حضرت عمرؓ فتویٰ دیتے تو فرماتے

هذا رأى عمر فان كان صوابا فمن الله وان كا خطأ فمن عمر.

(میزان شعرانی ص ۹ ۳ ج ا)

حضرت عثمانؓ کی بیعت ہی اس شرط پر کی گئی کہ وہ کتاب وسنت اور سنت العمرین کا اتباع کریں گے۔ (شرح فقہ اکبر ج اص ۷۹)

حضرت علیؓ کے بارے میں جب حضرت عمرؓ کے بعد بیعت کا مشورہ ہوا تو سب ارباب حل وعقد کی موجودگی میں حضرت علیؓ نے فرمایا **احكم بكتاب الله وسنة رسوله واجتهد برأيي.** (شرح فقہ اکبر ص ۷۹ ج ا)

قرآن سے بتائیں گے، پھر سنت سے۔ اگر نہ ملے تو پھر اجتہاد کریں گے۔ چاروں خلافتوں میں ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا کہ جو کہتا تھا کہ میں تمہاری تقلید نہیں کرتا۔

وہ زمانہ خلافت راشدہ کا تھا انگریز کا زمانہ نہیں تھا جو نسل انگریز کے زمانے میں ہو وہ خلافت راشدہ کے زمانے میں کہاں سے ہو۔

مولوی اللہ بخش۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد.

مولوی صاحب نے فرمایا وہ تو مقلد خنازیر ہے، جواہر ہے۔ لفظ یہ ہے کہ جس طرح ہار پہنانے والا خنزیر کو، اس کی مثال دی ہے جو علم نالائق آدمی کے آگے رکھے، یہ کہتے ہیں کہ وہ ہار تو اچھا وہ ڈالنا نہیں تھا۔ یعنی انہوں نے غلط جگہ پر ہار ڈال دیا ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ وہاں قلادہ نہ ڈالتے۔ ہم ہار ڈالیں سونے اور چاندی کا، اس سے اچھا یہ نہیں کہ قرآن وحدیث کا ہار ڈالیں۔ سونے اور چاندی کے ہار کی طرف زیادہ جاتے ہو، قرآن وحدیث کا ہار تمہیں پسند نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذؓ کو حضور ﷺ نے بھیجا یمن کی طرف اور فرمایا۔

بم تقضي يا معاذ؟. اے معاذ! کس سے فیصلہ کرو گے؟۔

فرمایا۔ **بكتاب الله.** اللہ کی کتاب سے۔

فرمایا۔ **فان لم تجد فيه.** اگر اس میں نہ پاؤ۔

فرمایا۔ **بسنة رسول الله.** کہ سنت سے۔

فرمایا۔ **فان لم تجد فيه.** اگر اس میں بھی نہ پاؤ۔

فرمایا۔ **اجتهد برائي.** اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔

یعنی قرآن وحدیث کے بعد اجتہاد کا مقام ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کا نچوڑ فقہ

حنفی ہے، قرآن وحدیث کے دیکھنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ اور صحابہ کرام کے دور میں حضرت معاذ ؓ کا اجتہاد جمع نہیں تھا۔ حضرت عمر ؓ کا اجتہاد جمع نہیں تھا۔ بات یہ ہے کہ اگر اجتہادوں پر ان کو چلنا ہوتا تو اجتہادوں کو جمع کیوں نہ کرتے؟۔

حدیثیں ان کو یاد تھیں اور انہوں کہا ہے کہ قرآن وحدیث میں اپنا موضوع ثابت نہیں کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن وسنت کی تابعداری ضروری ہے۔ اجتہاد ضروری نہیں۔ میں اپنا موضوع چھوڑ کر کیوں اجتہاد کی طرف جاؤں۔ اس کی نفی ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے جب اللہ تعالٰی نے فرمادیا ہے

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اللہ کی تابعداری اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری۔

جب لازم ہی اللہ تعالٰی نے دو چیزیں کی ہیں تو تیسری چیز پر بات کیوں کروں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا

جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ فیصلہ کرتے ہیں تو اس فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے اختیار میں نہیں رہ جاتا کہ وہ اس فیصلے کو نہ مانے۔

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

مولوی صاحب کے ذمے یہ تھا کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی تقلید ثابت کریں، یہ حضرت معاذ ؓ کا اجتہاد ثابت کر رہے ہیں۔ موضوع تھا تقلید اور تقلید ثابت کرنی تھی امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی۔ اور دلائل یہ پیش کرتے ہیں اجتہاد صحابی کا۔ یہ کوئی انصاف کا تقاضا ہے کہ دلیل کچھ ہو اور دعوٰی کچھ ہو۔

اگر آیتیں پڑھنے سے آپ کو کچھ سمجھ نہیں آتا تو آیتیں سنانے سے تمہیں کچھ سمجھ نہیں آتا۔ اللہ تعالٰی کس کی تابعداری کا حکم دے رہا ہے؟۔ میں قرآن وسنت سے مسلک ثابت کر رہا ہوں کہ قرآن ومصطفٰے کے فرمان کا ماننا مسلمانوں پر واجب ہے۔ بس ان دونوں چیزوں کا ماننا

فرض ہے۔ اور باقی فرض ثابت کرنا ان کا فرض ہے کہ قرآن کی آیت پڑھتے یہ کہ اجتہاد بھی فرض ہے۔ امام مجتہد کی تقلید فرض ہے۔ ان کو چاہئے تھا کہ یہ قرآن وحدیث میں سے ثابت کرتے۔ لیکن یہ اپنا موضوع چھوڑ کر ادھر ادھر نکل جاتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ وہ آیتیں پڑھتا ہے کہ جس کا کوئی مفہوم ثابت نہیں ہوتا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. اما بعد.

انہوں نے یہ کہا کہ وہ ہار جانوروں کے گلے میں ڈالا جاتا ہے اور سونے چاندی کا ہار پسند ہے قرآن وحدیث کا نہیں۔ کتنا بڑا جھوٹ بولا، وہاں ہے۔

واضع العلم.

قرآن وحدیث ہے یا کوئی اور چیز ہے؟۔ اور قرآن وحدیث کے علم کو حضور ﷺ نے سونا چاندی فرمایا ہے، تشبیہ دی ہے۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جانوروں کے گلے میں نہ پہناؤ۔ اپنے گلے میں پہنو۔

یہ بات تو بالکل صاف ہے۔ انہوں نے کہا اور کچھ نہیں بنتا چلو جھوٹ بولو۔ اور کہتے ہیں کہ آپ نے اپنا نام صرف حنفی رکھا ہے۔ کیوں ہمارا نام صرف حنفی ہے؟۔ نہیں۔ بلکہ اہل سنت والجماعت حنفی ہے۔ جب اہل سنت کہا تو اللہ کے نبی ﷺ سے تعلق جوڑلیا، اور جب جماعت کہا تو نبی ﷺ کے صحابہ اور نبی کے اہل بیت اور اولیا اللہ کے ساتھ تعلق جوڑلیا، جب حنفی کہا تو اجتہاد کے ساتھ تعلق جڑ گیا۔ جھگڑا تو فقہ پر ہے ناں حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

فقيه واحد اشد على الشيطٰن من الف عابد.

فقیہ اور شیطان کی بہت لگتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
غیر مقلد مناظر
مولوی عبدالرشید ارشد
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ
موضوع
رفع یدین

تمہید

مولوی امین اہل حدیثوں سے مناظرے میں ہار گیا ہے......... مناظرے کی کیسٹیں سن کر فلاں علاقے میں اتنے لوگ اہل حدیث ہوگئے ہیں، فلاں میں اتنے.........

یہ تھا وہ شور اور پراپیگنڈہ جسے سن کر ہر وہ آدمی جو صراط مستقیم پر ہے اور مذہب حنفی پر کاربند ہے وہ پریشان ہوجاتا۔ ہم نے بھی بچپن میں یہ پراپیگنڈہ سنا تو تو حیران رہ گئے کہ وہ فرقہ جو علمی طور پر ایسا یتیم ہے کہ جس کے مناظرین کو حضرت اوکاڑوی ؒ کا نام سنتے ہی سانپ سونگھ جاتا ہے، بلکہ اگر کوئی صرف اتنا کہہ دے کہ مجھے حضرت اوکاڑوی ؒ سے تلمذ کی سعادت حاصل ہے تو غیر مقلد مناظر اس سے بحث کرنے سے ایسے کتراتے ہیں جیسے انہیں بحث کرنے کی بجائے زہر کا پیالہ پینے کے لئے کہا جارہا ہو۔ چنانچہ اس پروپیگنڈہ کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے حضرت اوکاڑوی ؒ سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو اس پر حضرت ؒ نے فرمایا کہ آپ کیسٹ لگالیں اور سنیں اور یہ دیکھیں کہ کیا غیر مقلد مناظر پورے مناظرے میں کوئی ایسی دلیل پیش کرسکا ہے جو اس کے دعوے پر منطبق ہو اور وہ معارضہ یا منع یا نقص سے صحیح سالم رہی ہو۔ جب کیسٹ سنی تو ان کا کذب وافترا واضح ہوگیا۔ اور یوں محسوس ہوا جیسے نبی اقدس ﷺ کی حدیث مبارکہ **قال رسول اللہ ﷺ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم.** (مسلم ص ۱۰) اس فرقہ کے بارے میں ہے اور آقائے دوجہاں ﷺ نے آج سے ۱۴ صدیاں قبل اپنی امت کو اس فرقے سے بچ کر رہنے کی ہدایت فرمادی تھی۔ مناظرہ کیا تھا، غیر مقلد مناظر ایک دلیل بھی اپنے دعوی پر پیش نہ کرسکا۔ حضرت رئیس المناظرین ؒ آخر وقت تک مطالبہ کرتے رہے کہ ایک دلیل پیش کرو جو

تمہارے دعوے پر منطبق ہو لیکن

بسیار آرزو خاک شد

ایک دلیل بھی پیش نہ ہوئی بلکہ دلائل سے عاجز آکر غیر مقلد مناظر ذاتیات پر اتر آیا تاکہ مناظرے کا رخ تبدیل ہوجائے لیکن حضرت اوکاڑوی ؒ کی ذات گرامی صبر و تحمل کا کوہ گراں ثابت ہوئی اور حضرت غصہ میں نہ آئے بلکہ آخر وقت تک دلائل کا مطالبہ کرتے رہے۔ آخر غیر مقلد مناظر نے شور ڈالنے میں ہی عافیت سمجھی اور آخری تقریر میں دو منٹ شور کرکے مناظرہ ختم کردیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مقلدین کو لینے کے دینے پڑ رہے ہیں۔ جو بھی مناظرہ سنتا ہے سر تھام کر رہ جاتا ہے۔ کہ اتنا جھوٹا پراپیگنڈہ تو شاید دجال بھی نہ کرسکے اور اسے بھی اس فن میں کسی غیر مقلد کی شاگردی اختیار کرنی پڑے۔ شاید ان کے ہاں دلائل و براہین سے عجز کا نام فتح ہے۔

نام نہادند زنگی را کافور

چنانچہ سارا مناظرہ آپ کے سامنے ہے، مطالعہ فرمائیں اور غیر مقلد مناظر کی بے بسی اور شکست کا نظارہ کرکے محظوظ ہوں۔

مولوی عبدالرشید ارشدؔ

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على سيد المرسلين ونعوذ بالله السميع العليم من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة. صدق الله مولانا العظيم.

میرے قابل احترام بزرگو بھائیو! آج کی اس مجلس کے اندر مسئلہ رفع یدین فی الصلوۃ کی توضیح مقصود ہے۔ جس کے متعلق اہلحدیث نے اپنا یہ موقف لکھ کر دیا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے ہوئے رفع یدین کرنا اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

حنفیوں کی جانب سے جو دعوٰی لکھا گیا ہے وہ مولانا امین صاحب پیش کریں گے اور اس پر دلائل پیش کریں گے۔

اور یہ جواب دعوئی اور شرائط جس پر مولانا گرم ہو رہے ہیں اور اپنے آپ سے باہر ہو رہے ہیں، یہ دعوئی اور جواب دعوئی اور شرائط یہ ہمارے ساتھیوں اور ان کے ساتھیوں نے بالاتفاق سائن کر کے انہیں دیا ہے۔

مناظرے کا یہ اصول ہے کہ مناظر کے پاس مناظرے کی شرائط وغیرہ لکھ کر بھیجی جاتی ہیں تو مناظر ان شرائط کے مطابق دلائل دینے کے لئے میدان مناظرہ میں آتا ہے۔

جب شرائط لکھی گئیں اور مولانا کے پاس دعوئی اور جواب دعوئی پہنچا تو مولانا صاحب تشریف لائے اگر انہیں اپنے ساتھیوں کے لکھے ہوئے دعوئی جواب دعوٰی پر اشکالات و اعتراضات تھے۔

مولانا محمد امین صفدرؒ صاحبؒ

شرائط تو طے ہی نہیں ہوئی تھیں بلکہ ہونی تھیں۔

مولوی عبد الرشید ارشدؔ

شرائط طے ہو چکی تھیں۔ اگر آپ کے ساتھیوں نے آپ کو نہیں دیں تو قصور ان کا ہے۔

مولانا نے غلط قسم کے الزامات ہم پر عائد کئے کہ تم قرآن نہیں مانتے، حدیث نہیں مانتے۔ تم حدیث کے منکر ہو، تم قرآن سے یہ دکھاؤ، حدیث سے وہ دکھاؤ۔

ہم جب میدان میں کھڑے ہوں گے تو سب کچھ دکھا دیں گے۔ جو دعوئی ہم نے لکھ کر دیا ہے، ہم الحمدللہ اس کے متعلق دلائل دیں گے یہ اعتراض کہ تم نے یہ شرط جو لکھی ہے قرآن سے یا حدیث سے دکھاؤ۔

میں بھی کہہ سکتا تھا۔

اما المقلد فمستنده قول مجتهده.

کے تحت یہ تحریر جو آپ نے اب لکھوائی ہے اور ٹیپ میں ریکارڈ کروائی ہے تم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہو۔ کیا امام ابوحنیفہؒ سے بسند صحیح اپنی یہ تحریر حرف بحرف دکھا سکتے ہو؟۔ اگر دکھا دو تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں بھی تمہاری ان شرطوں پر گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس عبارت اما المقلد فمستنده قول مجتهده کا ترجمہ کرو۔

مولوی عبدالرشید ارشدؔ۔

مولوی صاحب پتا نہیں کہاں مناظرے کرتے رہے؟۔ آپ ہمارے ساتھ آج مناظرہ تو کریں، اگرچہ ہم آپکے مقابلے میں بچے ہیں لیکن اہل حدیث کے بچے ہیں۔ آپ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ یہ شرط قرآن سے دکھاؤ یہ حدیث سے دکھاؤ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپکے ساتھی مولانا عاشق صاحب جو پسرور میں خطیب اعظم ہیں اور جن کے ساتھ وکیل اہل سنت والجماعت لکھا جاتا ہے۔ اس وکیل احناف نے آپکی طرف سے سائن کئے ہیں۔ کیا انہیں قرآن وحدیث معلوم نہیں تھا؟

اگر آپ یہ اعتراض بار بار کریں گے تو پھر گفتگو یہاں سے چلے گی کہ جو تحریر لکھوائی ہے اور ریکارڈ کروائی ہے، پہلے حضرت امام ابوحنیفہؒ سے باسند صحیح حرف بحرف ہم دیکھیں گے۔ اگر آپ دکھا دیں گے تو تمہاری اور شرائط پر بھی مناظرہ کر لیں گے۔ وگرنہ وہ شرائط جو اس سے پہلے لکھی گئی ہیں وہ تسلیم کرنی پڑیں گی۔

قرآن پاک کی آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات پوری کائنات کے لئے اسوہ حسنہ اور بہترین نمونہ ہے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟

لوگو! میرا پیغمبر تمہیں جو دیتا ہے لے لو، جس سے روکتا ہے اس سے رک جاؤ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ نماز کے اندر نبی اقدس ﷺ اس مقام پر رفع یدین کرتے تھے یا

نہیں۔ اہل حدیث نے جواب تک تحقیق کی ہے اور جو عقید بیان کیا ہے اور جس پر انکا عمل ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت، اور تیسری رکعت کی طرف اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ یہی ہمارا عمل ہے، یہی ہمارا دعویٰ ہے اور یہی چیز نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ

الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔

غیر مقلد مناظر نے اپنی لکھی ہوئی شرائط کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور بہانہ یہ بنایا ہے کہ تو نے جو باتیں لکھی ہیں اپنے امام اعظمؒ سے ثابت کر دے۔ اگر تم اپنے امام کو مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو مانیں گے اگر تم اپنے امام کو نہیں مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو نہیں مانیں گے۔ یہ تھی پہلی بات جو انہوں نے کہی ہے۔

دوسری بات یہ کہ بات رفع یدین پر ہوئی ہے۔ میں نے انکو یہ کہا تھا کہ اگر اہل حدیث کا لفظ قرآن وحدیث میں نہیں ہے تو تمہیں استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔ اب یہ بات مان چکے ہیں کہ یہ لفظ اہل حدیث نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ہے۔ اس لئے اہل حدیث اسکو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے اور نہ ہم انکو اہل حدیث سمجھتے ہیں۔

تیسری بات انہوں نے یہ کہی کہ رفع یدین پر بحث ہے۔ دیکھیں جو مناظر اپنا دعویٰ ہی پوری طرح نہ بیان کر سکتا ہو وہ مناظرہ کس طرح کرے گا۔ یہ (غیر مقلد) چار رکعتوں میں اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے۔ چار رکعتوں میں آٹھ سجدے ہوتے ہیں۔ آٹھ ضرب دو سولہ اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہیں کرتے۔ تو سولہ جمع دو اٹھارہ۔ تو یہ اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے اور دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں۔

چار رکعتوں میں چار رکوع ہوتے ہیں رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔

آٹھ یہ ہوئیں، اور پہلی اور چوتھی رکعت کے شروع میں کرتے ہیں آٹھ جمع دو دس۔ تو یہ دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں۔ ہم ان سے اس پورے دعوے کا ثبوت مانگتے ہیں۔ میں نے یہی کہا تھا کہ صرف ایک حدیث، صرف ایک حدیث، صرف ایک حدیث جس میں یہ پانچ باتیں ہوں کہ حضرت ﷺ نے اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کی ہے۔ اگر مناظر کو گنتی آتی ہے تو وہ شمار کر کے بتائے گا کہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کی، دس جگہ حضرت ﷺ نے کی ہے۔ شمار کر کے بتائے گا ہم گنتی پوری کریں گے۔

(۳) یہ کام حضرت ﷺ نے ہمیشہ کیا ہے، ہمیشہ کا لفظ یہ حدیث سے دکھا دے گا۔

(۴) جو اس طرح رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(۵) اور اس حدیث کو دلیل سے صحیح ثابت کرے گا کہ آیا اس حدیث کو اللہ تعالیٰ نے صحیح فرمایا ہے یا اللہ کے رسول ﷺ نے۔

یہی بات میں نے لکھوائی ہے یہ اگر تو اپنے پورے دعوے پر دلیل بیان کر سکتا ہے تو کرے۔ جب یہ حدیث سنا دے گا تو الحمد للہ یہ مجھ میں ضد نہ پائے گا تو میں اسی وقت دو یا چار رکعتیں اسی طریقے سے ادا کروں گا جس طریقے سے یہ اپنا دعویٰ ثابت کریں گے اور اگر انکے ہاں دلیل نہیں ہے تو پھر لوگوں کا وقت ضائع نہ کرو۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين.

مولوی عبد الرشید ارشد صاحب۔

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على سيد المرسلين ونعوذ بالله من السميع العليم من الشيطن الرجيم. لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة.

باب رفع اليدين اذا قام من الركعتين. حدثنا عياش

بن الوليد قال حدثنا عبدالاعلىٰ قال حدثنا عبيدالله عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ كان اذا دخل فى الصلوة كبر ورفع يديه واذ ركع رفع يديه واذ قال سمع الله لمن حمده رفع يديه واذ قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذالك ابن عمر رضی اللہ عنہ الى النبى ﷺ رواه حماد بن سلمه عن ايوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبى ﷺ ورواه ابن طهمان عن ايوب موسى بن عقبة مختصراً.

اللہ کے نبی ﷺ کا جو طریقہ کار تھا وہ یہ تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ لوگو! میں تمہیں اللہ کے نبی ﷺ کا عمل بتا رہا ہوں۔ یہ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نافع جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ جس وقت سمع الله لمن حمده کہتے تو رفع یدین کرتے۔ واذا قام من الركعتين رفع يديه. اور جس وقت دو رکعتوں کے لئے کھڑے ہوتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے۔

و رفع ذالک ابن عمر الىٰ النبى ﷺ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صرف خود یہ عمل نہیں کرتے تھے بلکہ یہ فرماتے تھے کہ یہ عمل اللہ کے نبی ﷺ کا ہے۔ یہ حدیث بیان کی ہے بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ سے۔

اور روایت کی ہے حماد بن سلمہ نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی اقدس ﷺ سے۔ یہ حدیث بخاری شریف پہلی جلد ص ۱۰۲ پر موجود ہے اور ہمارا دعویٰ اس سے ثابت ہے۔ الحمد للہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق چار مقام پر جو ہم رفع یدین کرتے ہیں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۲ سے اپنا موقف واضح طور پر ثابت کر دیا ہے۔

مولانا نے اپنی عادت کے مطابق جس طرح کہ غلط باتیں کہنے کی انکی عادت ہے یہ کہا

ہے کہ یہ دس جگہ رفع یدین کرنے کے قائل ہیں اور اٹھارہ جگہ کے منکر ہیں۔ جن اٹھارہ مقام میں رفع یدین کرنے کے ہم منکر ہیں۔ مولانا ایمانداری کی بات ہے کوئی ضد نہیں۔ اٹھارہ وہ مقام جس کے ہم منکر ہیں جن کے متعلق ہم پر یہ فتوی لگایا گیا ہے کہ غیر مقلد نماز کے اندر اٹھارہ جگہ رفع یدین کرنے کے منکر ہیں۔ آپ صحیح احادیث سے دکھا دیں کہ اللہ کے نبی ﷺ ان اٹھارہ جگہوں پر بھی رفع یدین کرتے تھے۔

اگر وہ صحیح ہیں تو پھر میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں تو پھر آپکا اس پر عمل کیوں نہیں ہے؟۔ جن اٹھارہ جگہوں سے ہم منکر ہیں اگر وہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور صحیح سند سے ثابت ہے تو پھر حضرت آپ کا اس پر عمل کیوں نہیں ہے۔ پہلے آپ ان پر عمل کریں پھر ہمیں طعنہ دیں کہ غیر مقلدو ان اٹھارہ جگہوں پر بھی اللہ کے نبی ﷺ نے رفع یدین کی ہے۔ اور اگر وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے تو پھر پیش کیوں کی ہے؟ اور اگر سند صحیح ہے تو پھر تمہارا اپنا عمل کیوں نہیں؟۔

ہم جس جگہ پر رفع یدین کرتے ہیں ہم نے وہ بخاری شریف سے دکھایا ہے۔ چار رکعتوں میں ہم جو رفع یدین کرتے ہیں وہ کتنی جگہ بنتی ہے۔ نماز شروع کرتے وقت ایک، رکوع جاتے وقت دو، رکوع سے سر اٹھاتے وقت تین، دوسری رکعت میں رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ کتنی جگہ ہو گئی (پانچ دفعہ)۔ تیسری رکعت کے شروع میں ایک جگہ رفع یدین کرتے ہیں جب دوسری رکعت سے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ چھ ہو گئیں۔

اب رکوع جاتے وقت سات، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت آٹھ، چوتھی رکعت میں رکوع جاتے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں۔

الحمد للہ بخاری شریف کی اس حدیث کے مطابق ہم تو دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں اور یہ عمل اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ہے۔ اب یہ جو تمہارا ہمارے اوپر اعتراض ہے مولانا امین صاحب میں سمجھتا ہوں کہ آپ کیوں شور مچا رہے تھے۔ تم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے تھے یہ تو تمہارے صدر مناظر اور ہمارے صدر مناظر نے تمہارے اوپر مسلط کر دیا ہے۔ اور آپ پر مشکل تو

آسکے گی۔

اب میں نے سوال کیا ہے کہ وہ مقام جس جگہ رفع یدین کرنا اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے، میں کہتا ہوں کہ اگر وہ واقعی اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے اور اس پر ہمارا عمل نہیں وہ صحیح ہے تو تم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟۔ تم بھی عمل کرو اور ہمیں کہو غیر مقلدو! اللہ کے نبی کی ساری سنتوں پر عمل کرو اور اگر وہ صحیح نہیں ہے تو پیش کیوں کر رہے ہو۔

مولوی صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ اگر امام ابو حنیفہؒ سے اپنی بیان کردہ شرائط تم دکھا دو تو پھر ہم قرآن حدیث کو مانیں گے۔ نعوذ باللہ۔ میں نے یہ لفظ نہیں کہے ہیں کہ اگر تم اپنی شرائط دکھا دو تو تب ہم قرآن و حدیث کو مانیں گے۔ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے مولوی صاحب عالم کی یہ شان نہیں ہے کہ کسی کے اوپر بہتان باندھے۔

ہم نے الحمد للہ یہ بات کی تھی کہ جو شرائط اس سے قبل لکھی گئی ہیں اگر وہ تمہیں منظور نہیں ہیں اور یہ نئی شرط جو تم اپنی طرف سے بنا رہے ہو اور نام ابو حنیفہؒ کا بدنام کر رہے ہو یہ فقہ حنفی کی نماز کی شرائط یہ امام ابو حنیفہؒ سے صحیح سند سے ثابت کرو۔

الحمد للہ مولانا امین صاحب قیامت آسکتی ہے لیکن تم اپنی یہ تحریر کردہ شرائط حرف بحرف کسی صحیح سند سے نہیں دکھا سکتے۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسری بات آپ نے یہ کی کہ ہمیشہ کا لفظ دکھانا ہے۔ ان شاء اللہ ہمیشہ کا لفظ بھی ابھی دکھائیں گے۔ اپنی طرف سے ہی نہیں بلکہ تمہارے گھر سے ہی دکھائیں گے۔ تمہارے لوگوں نے بھی ہمیشہ رفع یدین مانی ہے۔ ان شاء اللہ دکھائیں گے۔

اب مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ قرآن سے اہل حدیث کا لفظ نہیں دکھا سکتے۔ یہ شرائط کے اندر لکھا ہوا ہے کہ غیر متعلقہ موضوع پر گفتگو نہیں ہوگی۔ اس وقت اگر یہ موضوع ہوتا کہ اہل

حدیث کا لفظ قرآن حدیث میں ہے یا نہیں تو مولانا امین صاحب! پھر قاضی عبدالرشید یہ پیش کرتا۔

میرے ساتھ یہ میدان رکھو میں تمہارے ساتھ اس مسئلہ پر بھی گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تم مجھ سے کہتے ہو کہ تم قرآن حدیث سے اہل حدیث کا لفظ دکھاؤ میں یہ کہوں گا کہ تم اپنا حنفی ہونا قرآن حدیث سے دکھاؤ۔ قرآن حدیث تو ایک طرف ہے اپنے امام حضرت امام ابوحنیفہؒ سے یہ بات ثابت کردو کہ انہوں نے فرمایا ہو لوگو! حنفی ہو جاؤ۔ لیکن مجھے پتا ہے کہ آپ کبھی میدان میں نہیں آئیں گے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی. اما بعد.

قاضی عبدالرشید صاحب نے سب سے پہلے اپنی تقریر کی بسم اللہ ہی جھوٹ سے شروع کی ہے۔ کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ مولانا امین صاحب نے یہ کہا ہے اٹھارہ جگہ کی رفع یدین حدیث میں ہے لیکن یہ نہیں کرتے۔

لَّعۡنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَـٰذِبِينَ ﴿٦١﴾

میں نے یہ بات کہی تھی کہ جس طرح دس کی گنتی بتائی تھی کہ جہاں یہ کرتے ہیں اسی طرح انہیں اٹھارہ کی گنتی بھی بتائی تھی جہاں یہ نہیں کرتے۔ اگر رفع یدین نہ کرنے پر بھی حدیث چاہیے تو انہیں اٹھارہ جگہ نہ کرنے کی حدیث پیش کرنی چاہیے۔

میں نے پانچ باتیں پوچھی تھیں۔

پہلی بات یہ کہ اس حدیث میں اٹھارہ کی نفی ہو۔ میں نے کتنی پوچھی تھی؟۔ (اٹھارہ کی) جبکہ اس حدیث میں اٹھارہ کی نفی تو ایک طرف ایک کی نفی بھی نہیں آئی۔

اس لئے یہ کہیں جا کر پڑھیں کہ مناظرہ کس طرح کیا جاتا ہے۔ اٹھارہ کی گنتی کہیں سے

دکھا لیں۔ یہ حضرات پڑھے لکھے بیٹھے ہیں۔ یہ ان کے سامنے اٹھارہ کی نفی دکھادے میں کہتا ہوں میں ابھی غیر مقلدین والی رفع یدین شروع کردوں گا۔

دوسرا انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ ہمیشہ کا لفظ اس حدیث میں نہیں ہے میں پھر دکھاؤں گا اور تمہاری کتاب سے دکھاؤں گا نہ کہ قرآن وحدیث سے۔

میں نے تیسری بات یہ کی تھی کہ جو نماز میں رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی اس بات کو قاضی صاحب نے چھیڑا ہی نہیں کیونکہ انکے ہاں کوئی دلیل ہو تو اسے چھیڑیں۔ پھر یہ کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اس کی کوئی دلیل ہے؟۔

ان کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اللہ رسول کے سوا ہم کسی کی بات نہیں مانتے اس حدیث کو اللہ یا اس کے رسول ﷺ نے صحیح فرمایا ہو تو پیش کریں۔ ارشد صاحب کے کہنے سے حدیث صحیح نہیں ہو جائے گی یا یہ یہ کہیں کہ میں خود ہی نبی بن گیا ہوں۔ اس لئے سارے میری بات مانتے جائیں۔

ہم اللہ رسول کی بات سننے کے لئے آئے ہیں نہ کہ رشید کی اپنی باتیں سننے کے لئے۔ اب اس نے جو یہ دس کی گنتی پوری کر کے بتائی ہے اور آدھی حدیث کا ترجمہ بھی بیان نہیں کیا یا پھر ترجمہ جو کیا ہے وہ بھی غلط۔

رفع یدیہ جو صیغہ ہے یہ ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔ انہوں نے ترجمہ کیا ہے کہ رفع یدین کرتے تھے۔ ماضی استمراری کا ترجمہ کیا ہے۔ بالکل غلط ترجمہ کیا ہے۔ کل کوئی کان بال قائماً بخاری میں ہے [1] اس کا ترجمہ کرے کہ حضرت ﷺ ہمیشہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے۔

---

(۱). حدثنا محمد بن عرعرة قال ثنا شعبة عن منصور عن ابی وائل قال کان ابو موسیٰ الاشعری یشدد فی البول ویقول ان بنی اسرائیل کا ن اذا اصاب ثوب احدھم قرضه فقال حذیفة لیته امسک اتی رسول اللہ ﷺ سباطة قوم فبال قائما.

(بخاری ص ۳۶ ج ۱، مسلم ص ۱۳۳)

اب پتا چلا ہے کہ یہ کہتا تھا کہ نہ میں شرطیں ثابت کرسکتا ہوں نہ اہل حدیث نام۔ کہتا ہے کہ تاریخ پارٹی دیں ثابت کروں گا۔ اب یہ پتا چل گیا ہے کہ اہل حدیث نام قرآن حدیث میں نہیں ہے۔

اب یہ جو روایت پڑھی ہے، ارشد صاحب ویسے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم کے مدینے والے ہیں۔ یہ مدینے شریف کی کتاب مؤطا امام مالکؒ۔ امام مالکؒ بخاریؒ سے پہلے گزرے ہیں۔ انہوں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ سرے سے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہی نہیں ہے۔ اور انہوں نے حدیث پیش کرنی تھی۔ یہ دیکھیں۔

مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ؓ کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه. (۱)

کہ بے شک عبداللہ بن عمرؓ نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کی۔

حذو منکبیه. کندھوں تک۔

واذا رفع رأسه من الركوع رفعهما دون ذالک.

رکوع جاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں اور جب اٹھے تو پہلے (پہلی تکبیر کے وقت) تو کندھوں تک کی تھی پھر اس سے بھی نیچے تک کی۔

یہ روایت موطا امام مالکؒ جو مدینے کی کتاب ہے اس میں ہے۔ ایک پہلی تکبیر ہو گئی اور چار رکوع سے اٹھ کر یہ پانچ ہو گئیں۔ اب بخاری میں یہ دس ہو گئیں ہیں۔ اب کتاب مدینے کی ماننی چاہیے یا بخارے کی۔

دوسرا یہ کہ ہاتھ کندھوں تک اٹھائے یہ بخاری میں نہیں ہے اس کے بعد (رکوع سے اٹھتے وقت) اس سے نیچے تک ہے۔ اس لئے میں نے یہ کہا تھا۔ اب یہ جو بخاری نے کہا ہے۔ اب یہ جو

(۱)۔ موطا ص ۶۱

رواہ ابوداؤد مختصراً بخاری نے یہ بات کی تھی انہوں نے مطلب بیان کیا ہی نہیں ابوداؤد نے یہ بات بتا دی۔

قول ابن عمر ؓ لیس بمرفوع. (۱)

کہ بخاریؒ یہ جو حدیث لایا ہے عبیداللہ سے نافع سے ابن عمرؓ سے، یہ جو انہوں نے اس جگہ گن کر پوری کی ہے ابوداؤدؒ یہ کہہ رہے ہیں لیس بمرفوع کہ یہ سرے سے نبی ﷺ کی حدیث ہے ہی نہیں۔ نہ مدینے والی کتاب میں ہے اور یہاں جو آخر میں نبی ﷺ کا ذکر آیا ہے بخاری نے اشارہ کر دیا تھا کہ میں نے نبی ﷺ کا نام لکھا تو ہے لیکن باقیوں نے اسے مختصراً بیان کیا ہے یعنی نبی ﷺ کی حدیث بیان نہیں کیا ہے۔

اور یہ جو دسویں انہوں نے گنی ہے۔ اذا قام من الركعتين یہ بھی موطا میں نہیں ہے۔ اب یہاں پانچ کو جو دس بنایا گیا ہے اس کا جواب ہمیں دیا جائے۔ مدینے میں پانچ ہے اور بخارے میں جا کر دس ہو گئی ہے۔ مدینے میں امتی کا قول ہے اور بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔

ابوداؤد فرما رہے ہیں لیس بمرفوع کہ یہ صحیح ہے ہی نہیں۔ اب پانچ باتوں سے ایک اس والی بات ثابت کی تھی وہ بھی ختم ہو گئی ہے۔ کیونکہ مدینے والی کتاب میں پانچ ہیں نہ کہ دس۔ اور ابوداؤدؒ نے یہ فرمایا ہے لیس بمرفوع یہ صحیح نہیں ہے۔

اور موطا امام محمد جو کہ کوفہ کی کتاب ہے اس میں بھی یہ دس جگہ نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا ان پانچ باتوں میں سے ایک بات بھی ثابت نہیں ہوئی۔

میں کہتا ہوں قاضی صاحب! ادھر ادھر کی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف ایک حدیث، صرف ایک حدیث اٹھارہ جگہ نفی ہو، دس کا اثبات ہو، ہمیشہ کا لفظ ہو، جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی، اور اس حدیث کو دلیل شرعی سے صحیح ثابت کرو کہ اللہ نے اسکو صحیح کہا

(۱)۔ ابوداؤد ص ۱۱۵

ہے یا اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ یہ اگر آپ ثابت کردیں تو میں ابھی کہتا ہوں کہ میں ابھی کھڑے ہوکر چار رکعتیں پڑھوں گا اور اس مسئلے میں غیر مقلد ہو جاؤں گا۔

اور یہ جواب بھی دو کہ پانچ کو دس کرنا یہ جائز ہے یا نہیں؟۔ ابوداؤد حدیث کی کتاب ہے ابوداؤدؒ محدث ہے، اصحاب صحاح ستہ میں سے ہے۔ انہوں نے بخاری والی روایت کی سند لکھ کر بتایا ہے کہ یہ سرے سے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے ہی نہیں۔ تو پانچ میں سے ایک بات بھی ثابت نہ ہو سکی۔ اب میں باقی وقت دیتا ہوں لہذا گنتی کر کے ثابت کردیں۔

مولوی عبد الرشیدارشد۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد.

الحمدللہ بخاری شریف سے حدیث پڑھ کر میں نے اپنا مؤقف واضح کردیا ہے کہ ہم جو چار جگہ رفع یدین کرتے ہیں یہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اور اللہ کے نبی ﷺ کا یہ عمل تھا۔

مولوی صاحب نے اپنی دبی زبان کے اندر صاف طور پر بخاری کا انکار کردیا ہے۔ اور کہا ہے کہ موطا امام مالکؒ مدینے کی لکھی ہوئی ہے اور بخاری شریف بخارا کی لکھی ہوئی ہے۔ بخارے کی کتاب ماننی ہے یا مدینے کی؟۔ دبے الفاظ میں اس بخاری کا انکار کر گئے ہیں جس کے متعلق ان کے اپنوں نے لکھا ہے۔

قد اتفق الآئمه علی انه اصح الکتب بعد کتاب الله.

اس بات پر آئمہ کا اتفاق ہو چکا ہے کہ اللہ کی کتاب کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے بخاری شریف ہے۔

مولانا محمد امین صفدرؒ صاحب۔

اس پر حوالہ پیش کرو۔

قاضی عبد الرشید صاحب۔

یہ ٹائٹل پر تمہارے لوگوں نے لکھا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

یہ دوکانداروں نے لکھا ہے کتاب کو بیچنے کے لئے۔

قاضی عبدالرشید ارشدؔ صاحب۔

مناظرہ کررہے ہو اہل حدیث کے ساتھ۔

یہاں پگڑیاں اچھلتی ہیں اسے میخانہ کہتے ہیں

الحمدللہ اہل حدیث نے اپنا مؤقف بخاری شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور یہ بخاری وہ ہے اس کے متعلق تمہارے لوگوں نے لکھا ہے اللہ کے نبی ﷺ سے بیداری کی حالت میں سات آٹھ آدمیوں نے بخاری پڑھی ہے ان میں آپکا ایک حنفی بھی تھا۔

مولانا محمد امین صفدرؒ صاحب۔

غیر مقلد تو کوئی بھی نہیں تھا۔

مولوی عبد الرشید ارشدؔ۔

حدیث کی اتنی بڑی کتاب کہ جس کے متعلق فتح الباری کے مقدمے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوزیدؒ بیت اللہ کے اندر سو رہے تھے، اللہ کے نبی ﷺ کو خواب کے اندر دیکھا اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ابوزید کب تک امام شافعیؒ کی کتاب پڑھے گا، میری کتاب پڑھ۔ پوچھا گیا اللہ کے رسول ﷺ آپ کی کون سی کتاب ہے؟۔ فرمایا میری کتاب بخاری ہے۔

وہ بخاری جس کے متعلق تمہارے بڑوں نے لکھا ہے کہ قرآن کے بعد بخاری کا مقام ہے۔ آج اس کتاب کو چھوڑ گئے ہیں اس لئے کہ اس بخاری میں اہل حدیث کے مؤقف کی دلیل اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت ہوگئی ہے۔

موطا امام مالکؒ، یہ میری کتاب ہے میں اس میں سے حدیثیں پیش کرتا ہوں۔ یہ میرے اس امام محمدؒ کی کتاب ہے انہوں نے حدیث بھی نقل کی ہے تو امام مالکؒ سے نقل کی ہے۔

حدثنا مالک حدثنا زهری عن سالم بن عبد اللهؓ بن عمر ان ان عبد الله.

جسے آپ نے پڑھا ہے ان عبدا لله (بکسر الدال) سبحان اللہ یہ مناظرہ کرنے آئے ہیں اہل حدیث بچوں سے۔

انّ عبدالله بن عمر ؓ قال کان رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حذو منکبیه واذا کبر للرکوع رفع یدیه واذا رفع رأسه من الرکوع رفع یدیه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قال ربنا لک الحمد.

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

دس کی گنتی پوری کرو۔

قاضی عبدالرشید ارشدؔ۔

امین صاحب خاموش ہوجاؤ تمہیں مناظرہ نہیں کرنا آتا۔ پہلے کسی اور اہل حدیث کے سامنے گئے تھے اب قاضی عبدالرشید کے سامنے آئے ہو۔ تم میرا ٹائم ضائع نہ کرو تمہاری مرضی ہے کہ میں ٹائم ضائع کروں۔

تڑپا کے رکھ دوں گا

کیا کہتے ہو کہ ہم موطا کی حدیث کے خلاف ہیں۔

استغفر الله، العیاذ بالله، لا اله الاالله محمد رسول الله.

[illegible]

اس حدیث پر بھی ہمارا عمل ہے۔ مجھے مزید ایک بات کہنے دو، امام مالکؒ کی کتاب جو مدینے کی کتاب ہے ہمارا اس پر بھی عمل ہے، تمہارا اس پر عمل نہیں۔ اس میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔ مولانا تم اس پر عمل کرتے ہو؟۔

مدینے کی کتاب کے بارے میں کہتے ہو کہ ہم مدینے کی کتاب مانتے ہیں۔ مدینے کے امام نے لکھا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ موطا کی اس حدیث پر عمل کرو اور موطا امام محمد میں سے میں نے جو حدیث پڑھی ہے اور نہیں تو اپنے امام کی بات ہی مان لو۔ یہ ہے موطا امام محمد۔ یہ ہے اس امام کی کتاب جس کے متعلق تم کہتے ہو کہ فقہ کی روٹیاں امام محمدؒ نے پکائی ہیں اور ہم کھانے والے ہیں۔ جس امام محمدؒ کی پکی پکائی روٹیاں تم کھاتے ہو۔ امین صاحب اس کی کتاب بھی پڑھ لو کہ اللہ کے نبی ﷺ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اتنی بات مان جاؤ باقی پھر منوالیں گے۔ نو تو مان گئے ہو پھر دسویں بھی منوالیں گے۔ اللہ کی رحمت سے مولانا امین صاحب آہستہ آہستہ سب چیزیں مانو گے۔

اس لئے کہ اہلحدیثوں کو لمبی لمبی گالیاں نکالنی، اعتراض کرنے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث پر، اعتراض کرنے اللہ کے نبی ﷺ پر، گستاخیاں کرنی اللہ کے نبی ﷺ کی، اہل حدیث کے سامنے یہ بات بڑی مشکل ہے۔

ہمارا بخاری والی حدیث پر بھی عمل ہے اور موطا امام مالکؒ والی حدیث پر بھی عمل ہے۔ اور موطا امام محمدؒ والی حدیث پر بھی عمل ہے۔

آؤ! تمہیں بخاری کی دوسری حدیث دکھاؤں۔

حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد الله بن

ﷺ اذا قام فی الصلوٰۃ رفع یدیه حتی تکونا حذو منکبیه وکان یفعل ذالک حین یکبر للرکوع ویفعل ذالک اذا رفع راسه من الرکوع ویقول سمع الله لمن حمده ولا یفعل ذالک فی السجود.[1]

مولانا امین صاحب حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھا ہے فرمایا۔

رأیت رسول اللہ ﷺ اذا قام فی الصلوٰۃ رفع یدیه.

جب نماز کے اندر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے۔

حتیٰ تکونا حذو منکبیه.

یہاں تک کہ ان کے ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے۔

وکان یفعل ذالک حین یکبر.

کا ترجمہ کیا ہے کندھوں تک ہو جاتے یہ تک کس کا ترجمہ کیا ہے۔ اہلحدیثوں کے سامنے آ کر ترجمہ غلط کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ترجمہ صحیح نہیں کیا۔ یہ تمہاری عادت ہے کہ ایسے ہی لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہتے ہو کہ ترجمہ غلط کیا ہے۔

یہ دیکھو کہ اللہ کے نبی ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے اور اسی طرح کرتے جب تکبیر کہتے رکوع کے لئے، اور اسی طرح کرتے جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے اور فرماتے۔

سمع اللہ لمن حمدہ فلا یفعل ذالک فی السجود.

اللہ کے نبی ﷺ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ سجدوں میں رفع یدین کی نفی ہو گئی۔ کی کس نے اللہ کے نبی ﷺ کے صحابی نے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تصریح کر دی کہ سجدوں میں رفع یدین نہیں ہے۔ اگر حدیث کو نہیں مانو گے تو مولانا منکر حدیث ہو جاؤ گے۔ آج اہل حدیث کے سامنے آئے ہو پتا چل جائے گا ہم بانگ دہل اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کو ثابت کریں گے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد۔

میں نے ایک حدیث پوچھی تھی لیکن یہ وہ بھی نہ پڑھ سکا یہ جو حدیث انہوں نے پڑھی ہے کیا اس میں انہوں نے اٹھارہ کی نفی سنائی ہے؟۔ (نہیں) قیامت آ جائے گی مر جائیں گے لیکن سنا نہیں سکیں گے۔ یہ اس بات میں بالکل جھوٹے ہیں ہمیشہ کے لفظ کا وعدہ کیا تھا کہیں دکھا سکے؟ (نہیں) اب مدینے سے بھاگ کر کوفہ چلے گئے۔ جس کو یہ رات دن برا کہتے تھے۔

جو بات دکانداروں نے باہر لکھی ہوئی ہے کہ بخاری اصح الکتب ہے وہ یہ دکھا رہا ہے اور یہ جو حنفیوں نے صفحہ ایک سو اٹھاون (۱۵۸) میں حاشیہ پر لکھا ہوا ہے یہ پڑھا ہی نہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ بخاری اصح الکتب ہے۔

تحکم لا یجوز التقلید فیه.

بالکل ناانصافی کی بات ہے اس کے ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔ صفحہ ایک سو اٹھاون۔ کبھی انہوں نے بخاری کھول کر پڑھی ہو تو معلوم ہو کہ بخاری میں کیا لکھا ہوا ہے۔ وہ جو باہر دکانداروں کی باتیں ہیں کتاب بیچنے کے لئے وہ پڑھ کر سنا رہا ہے۔ وہ ہمارے ذمے لگا رہا ہے اور یہ جو اندر لکھا ہوا ہے کہ صحیح بخاری کے بارہ میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اصح الکتب ہے تحکم لا

نہیں ہے۔

میں پھر انہیں کہتا ہوں کہ نہ تو انہوں نے اٹھارہ کی نفی بیان کی اور نہ دس کا اثبات پیش کیا جو روایت انہوں نے بخاری کی پیش کی تھی میں نے بتایا تھا کہ مدینے میں پانچ دفعہ رفع یدین تھی تو بخارے جا کر دس کیسے ہو گئی؟۔ اس کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دے سکا اور نہ ہی قیامت تک دے سکتا ہے۔

میں نے کہا تھا کہ مدینے میں یہ حدیث امتی کا فعل تھی تو بخارے جا کر نبی کا فعل کیسے بن گئی؟۔ اس کا جواب بھی نہ دے سکا البتہ جو بات باہر دکاندار نے لکھی ہوئی ہے وہ دکھا رہا ہے کہ یہ مان لو کیونکہ یہ نبی ہیں ان کی بات نہ چھوڑو۔ اب ان کو مدینے جانا تو نصیب ہی نہیں ہے۔

پھر امام محمدؒ کے پاس کوفہ پہنچے ہیں اور یہ طعنہ دیا ہے کہ ان کی روٹیاں تم کھاتے ہو تو ان کی بات مان لو، لیکن پوری بات کرنا ان غیر مقلدین کی قسمت میں ہے ہی نہیں۔ امام محمدؒ نے موقف بیان کیا ہے۔ پہلے انہوں نے روایت بیان کی ہے جس میں اٹھارہ کی نفی نہیں ہے اور نہ ہی دس کا اثبات ہے بلکہ نو کا ہے۔ اگر ایک سنت بھی رہ جائے تو نماز تو خلاف سنت ہو جاتی ہے اب یہ (غیر مقلد) ہمیں سنت بتانے کے لئے آئے ہیں یا خلاف سنت بتانے کے لئے آئے ہیں۔

تیسرا یہ کہ ہمیشہ کا لفظ بھی نہیں ہے۔

یہ بھی نہیں ہے کہ جو اس طرح رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اس حدیث کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے صحیح بھی نہیں کہا ہے۔

پھر امام محمد نافع سے لا رہے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی حدیث نہیں ہے ابن عمرؓ کا قول ہے وہ بتا رہے ہیں کہ اس حدیث کا نبی ﷺ کی حدیث ہونے میں شک ہے ابن عمرؓ کا شاگرد کہہ رہا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ ابن عمرؓ کا فعل ہے۔

جب سرے سے یہ حدیث ثابت ہی نہیں ہے تو نو والی ہی ثابت نہ ہوئی چہ جائے کہ دس والی ثابت ہو اور اٹھارہ کی نفی ثابت ہو۔

پھر نام لے کر کہہ رہے ہیں کہ امام محمدؒ کی پکی ہوئی روٹیاں کھاتے ہو امام محمدؒ نے تو بات ہی ختم کر دی کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جن سے یہ حدیث ہے ان کا ایک شاگرد کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے دوسرا شاگرد کہتا ہے کہ ابن عمرؓ کا اپنا فعل ہے۔ وہ خود پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، یہ بات موطا امام محمد میں لکھی ہوئی ہے۔ لیکن یہ قاضی صاحب کو نظر نہیں آئی حوالوں میں اس قدر غلطیاں کر رہا ہے اور ڈانٹ مجھے رہا ہے کہ میری بات مان میں اللہ کا نبی ہو گیا ہوں۔ میں تجھے نبی نہیں مانتا بلکہ نبی پر جھوٹ بولنے والا سمجھتا ہوں۔

اسی لئے ابن عمرؓ سے انہوں نے بیان کیا ہے لیکن سنت کا لفظ بھی نہیں دکھا سکے۔ یہ مجھے کہہ رہا ہے کہ تو ابو حنیفہؒ سے دکھا، اگر اس نے موطا امام محمد پڑھی ہوتی تو اسے پتا ہوتا کہ لکھا ہے۔

قال محمد السنة ان يكبر الرجل فى صلوته كلما خفض و كلما رفع واذا انحط للسجود كبر واذا انحط من سجود الثانى كبر فاما رفع اليدين فى الصلوة فانه يرفع اليدين حذوا الاذنين. فى ابتداء الصلوة مرة واحدة ثم لا يرفع فى شىء من الصلوة بعد ذالك و هذا كله قول ابى حنيفةؒ وفى ذالك آثار كثيرة (موطا امام محمد ص 91)

ہم نے جس کو سنت کہا ہمارے امام نے بھی اس کو سنت کہا اور جس کی سنیت کا انکار کیا ہے ہمارے امام نے اس کی سنیت کا انکار کیا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ تم اس طرح سنت کا لفظ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھا دو اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ سے اٹھارہ کا انکار دکھا دو۔ جس طرح ہم امام صاحب سے دکھا رہے ہیں اور ہمیشہ کا لفظ دکھا دو اور یہ لفظ تم نہیں دکھا سکتے۔

میں پھر کہہ رہا ہوں کہ میں صرف پانچ باتیں پوچھ رہا ہوں، صرف ایک حدیث مانگ رہا ہوں، کبھی نو والی کبھی چار والی کبھی پانچ والی پڑھ کے لوگوں کو دھوکہ نہ دو۔ تم اپنی حدیث پڑھو۔ تمہیں شافعیوں یا شیعوں سے کیا واسطہ؟۔ نو والی بات ہم نو والوں شیعوں سے لڑیں گے تم کبھی

شیعوں کے گھر بھاگتے ہو کبھی شافعیوں کے۔ کبھی شیعوں والی پڑھتے ہو کبھی شافعیوں والی کبھی حنفیوں والی۔

پانچ باتیں میں پوچھ رہا ہوں کہ۔

(۱) اٹھارہ کی نفی اسی طرح ہو جس طرح ہمارے امام نے کردی ہے۔

(۲) دس جگہ اثبات ہو۔

(۳) اور ساتھ سنت اور افضل کا لفظ ہو۔

(۴) ہمیشہ کا لفظ ہو۔

(۵) اور جو اس طرح نماز نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور اس حدیث کو اللہ یا رسول نے صحیح کہا ہو۔

یہ دکانداروں کی باتیں چھوڑ دو۔ لوگوں کے آگے جھوٹ بول لیتے ہو کہ ہم قرآن، حدیث کے باہر جاتے ہی نہیں ہیں۔ آج ان کو قرآن وحدیث آ ہی نہیں رہا۔ ہمیں بتاؤ تو صحیح کہ جس حدیث کو پیش کیا ہے اس کو صحیح کس نے کہا ہے۔ نہ اس کو اللہ رسول سے صحیح ثابت کرسکا ہے، نہ دس کا اثبات، نہ سنت کا لفظ، معلوم نہیں اسے اتنی بات بھی یاد نہیں رہتی اور دعویٰ اس کا یہ ہے کہ میں مناظرہ کرلیتا ہوں۔

میں انگلیوں پر گن کر پانچ باتیں کررہا ہوں کہ یہ پانچ باتیں بتادے میں ابھی اٹھ کر چار رکعتیں پڑھوں گا اور اسی طرح پڑھوں گا جس طرح غیر مقلد پڑھتے ہیں۔

اندازہ لگائیں کہ اس نے موطا امام محمدؒ سے کتنی زیادتی کی ہے کہ امام محمدؒ تو یہ بتانے کے لئے یہ روایت لائے تھے کہ اس حدیث کے حدیث ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے نبی ﷺ کی ہے دوسرا کہتا ہے امتی کی ہے۔ پھر انہوں نے بتادیا کہ وہ امتی خود اس حدیث پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اس نے یہ ساری باتیں چھوڑ دی ہیں۔

اور مجھے اس نے کہا تھا کہ اپنے امام سے ثابت کر۔ میں نے پہلی تکبیر کے لئے سنت کا لفظ

بھی دکھادیا ہے باقیوں کے لئے اس کی نفی دکھادی ہے۔ تکبیریں وغیرہ ہر جگہ سنت ہیں اور یہ امام صاحبؒ کا قول ہے اب امام محمدؒ نے تو ان کا بھٹا بٹھادیا ہے۔ اور مدینے سے یہ بھاگ گیا ہے۔ آج اس نے مدینے نہیں جانا آج کبھی یہ کوفے بھاگے گا۔ اور کبھی بخارے بھاگے گا اور ادھر باہر سے دکانداروں کی باتیں دکھاتا رہے گا کہ بخاری اصح الکتب ہے۔

مولوی صاحب، شافعیوں کو چھوڑ دو ہم خود ان سے بات کرلیں گے۔ حنفیوں کو چھوڑ دو تم اپنی رفع یدین اٹھارہ کی نفی، دس کا اثبات، سنت کا لفظ، ہمیشہ کا لفظ، جو نہ کرے نماز نہیں ہوتی، اور اس حدیث کو اللہ یا رسول ﷺ نے صحیح فرمایا ہو۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ مرجائیں گے لیکن قیامت تک پیش نہیں کرسکتے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.

مولوی عبدالرشید ارشد صاحب۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد.

مولانا نے اپنی طرف سے مضبوط قسم کے اعتراضات کئے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کو میں نے بتا بھی دیا ہے کہ ہم اہل حدیث الحمدللہ صاحب علم ہیں۔ لوگ آپ کے پاس جارہے تھے اور آپ مناظرے کے لئے نہیں آرہے تھے۔ کیونکہ آپ کو پتا تھا کہ قاضی عبدالرشید وہاں پہنچا ہوا ہے۔ مولانا نے محمد یحیٰ صاحب کے رقعہ پر دستخط تھے۔ انہیں معلوم تھا جہاں مولانا یحیٰ صاحب ہوں گے وہاں قاضی عبدالرشید بھی پہنچا ہوگا۔

مولانا احادیث میں کسی جگہ نو دفعہ رفع یدین دکھادیں، کسی جگہ دس دفعہ رفع یدین آنے کے ساتھ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہوگئی ہے یا وہ حدیث ضعیف ہوگئی ہے۔ مسنداً مسنداً دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ کیا یہ کوئی ضروری ہے کہ ایک حدیث میں سب کچھ ہی بیان ہوجائے

یہ تو تمہارے مذہب کے بھی خلاف ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ جہاں نو کا ذکر ہے کہ نبی پاک ﷺ نو دفعہ رفع یدین کرتے تھے اور جن میں دس جگہ کا ذکر ہے ان میں صحیح کس کو مانتے ہو؟۔ جس کو صحیح مانتے ہو کیا تمہارا اس پر عمل ہے؟

(حضرت رئیس المناظرین کے مسکرانے پر قاضی عبدالرشید اس کو برداشت نہ کرتے ہوئے کہتا ہے)

لوگوں کو ہنس کر نہ دکھاؤ بلکہ لوگوں کو کچھ دو اور بتاؤ کہ میں مناظر اعظم ہوں تا کہ لوگوں کو پتا چلے۔ موطا امام محمد سے جو روایت پیش کی ہے۔ پتا ہے اس میں کون راوی ہے؟ اس لئے تو اس کی سند ہی نہیں پڑھی اس لئے کہ پتا تھا کہ اس میں کون آدمی ہے محمد بن ابان جس کے متعلق۔

قال ابو حاتم سئلت ابی قال لیس ہو بصحیح القوی فی الحدیث.

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ محمد بن ابان کیسا آدمی ہے انہوں نے فرمایا کوئی چیز نہیں ہے۔

یہ تمہارے بزرگ علامہ عبدالحی لکھنوی۔

محمد بن ابان ہو ممن اذہبہ جبل من النفار.

یہ تنقید والی حدیث بخاری کے مقابلے میں پڑھتے ہیں موطا امام مالکؒ کے مقابلے میں صحیح روایت کو چھوڑے جا رہے ہو۔ روٹیاں ایسے ہی نہ کھایا کرو، محمد الشیبانی کی پکی ہوئی روٹیاں حلال کیا کرو، ان کی فقہ کی پکی ہوئی روٹیاں آج حلال کرو۔ کھاؤ تو حلال کر کے کھاؤ۔

مولانا نے بخاری کے متعلق کہا ہے کہ اس پر اتفاق نہیں ہے۔ یہ دکانداروں نے ویسے ہی لکھ دیا ہے۔ محترم وہ ابن ہمام کا قول پڑھ کے سنایا ہے۔ جبکہ بخاری کے مقدمے میں سہارنپوریؒ نے لکھا ہے کہ آئمہ کا اتفاق ہے اس قول کے اوپر یہ تمہارے امام مولانا سہارنپوریؒ نے لکھا ہے۔

ابھی بھی بخاری کا انکار کر رہے ہو؟۔ اللہ نے تمہیں بخاریؒ کی ایسی مار مارنی ہے کہ قیامت تک یاد رکھو گے۔ انشاء اللہ۔ تمہیں بخاری کی مار پڑے گی، بخاری کی مار ہمیں نہیں یہ لوگ دیکھیں گے کہ الحمدللہ ہمارا سنت پر عمل ہے۔

اب میں تیسری روایت پڑھتا ہوں مولانا امین صاحب رات گزر جائے گی لیکن اہل حدیث کے دلائل ختم نہیں ہوں گے۔ میں تمہارے سامنے حدیث پیش کر رہا ہوں اگر جرأت ہے تو جواب دینا یہ میرے ہاتھ میں نصب الرایہ ہے۔ یہ تمہارے امام زیلعیؒ کی کتاب ہے اس کتاب کے صفحہ تین سو آٹھ (۳۰۸) پر لکھا ہوا ہے۔

ان النبی واظب عند تکبیرۃ الا فتتاح.

نبی اقدس ﷺ نے تکبیر افتتاح کی رفع یدین ہمیشہ کی ہے۔ اس کے تحت وہ جو حدیث لائے ہیں وہ یہی بخاری کی حدیث ہے جس کا تم انکار کر رہے ہو۔

تمہارے امام زیلعیؒ کو نہ پتا چلا کہ بخاریؒ کی حدیث نہیں مانی کیونکہ بخارے میں بنی ہے۔ یہ بخارے میں نہیں بنی مدینے میں لکھی گئی ہے۔ امام بخاریؒ بخارے کے ضرور تھے۔ لیکن مولانا جرأت کرو، میں آج تم سے پوچھتا ہوں کہ ایک حوالہ دکھاؤ کہ امام بخاریؒ نے ساری کتاب بخارے میں بیٹھ کر لکھی ہے۔

مولانا امین صاحب اوکاڑوی صاحب میں تم سے بات کر رہا ہوں کہ یہ کہیں سے دکھا دو کہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف بخارے میں بیٹھ کر لکھی ہے بڑا افسوس کہ وہ بخاری شریف کہ جس کے متعلق تمہارے بڑے مانتے آئے ہیں۔ اس بخاری کا آج انکار کر گئے ہو۔ اس لئے کہ آج تمہیں بخاری نے بڑی مار دی ہے۔

تمہاری نصب الرایہ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ کی یہ حدیث۔

عن سالم عن ابیہ عبد اللہ بن عمر ؓ قال رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتیٰ یحاذی

منکبیه واذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رأسه من الرکوع ولا یرفع بین السجدتین.

امین صاحب! اس حدیث کے اندر کہ جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے نماز شروع کرتے ہوئے رفع یدین شروع کی۔ اور ہمیشہ کی اس نے بطور دلیل پیش کی ہے۔

بخاری کی حدیث تو بخاری کی وہ حدیث پیش کی جس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت بھی رفع یدین کی، اور رکوع جاتے وقت بھی کی، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی کی، اور سجدوں میں نہیں کی۔

اگر نماز شروع کرتے وقت رفع یدین ہمیشہ ہے تو نماز کے اندر رکوع جاتے وقت بھی ہمیشہ ہے۔ جس حدیث کو تیرا امام زیلعیؒ ثابت کر رہا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت کی رفع یدین ہمیشہ کی ہے۔ اسی طرح رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی، جب وہ ہمیشہ ہے یہ ہمیشہ کیوں نہیں؟۔

نماز شروع کرنے کی رفع یدین بھی ہمیشہ ہے، رکوع جاتے وقت رفع یدین بھی ہمیشہ ہے، رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین بھی ہمیشہ ہے۔

امام بخاریؒ جو حدیث لائے ہیں اس کے لفظ ہیں۔

اذا قام فی الصلوۃ جب بھی نماز میں کھڑے ہوتے رفع یدین کرتے۔ واذا رکع اور جب بھی رکوع کرتے رفع یدین کرتے۔ واذا رفع راسه من الرکوع جب بھی رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے۔ جس طرح نماز شروع کرتے وقت رفع یدین ہمیشہ ہے۔ اسی طرح رکوع جاتے وقت رفع یدین ہمیشہ ہے۔ رکوع سے اٹھتے وقت کی رفع یدین ہمیشہ ہے۔ مولوی صاحب آپ چونکہ اپنے امام کے مقلد ہیں اس لئے تمہیں ان کی بات بتاتا ہوں۔ آگے پیچھے باتیں کرنی آسان ہیں کہ یہ لوگ یہ بھی نہیں مانتے وہ بھی نہیں مانتے۔ اب آؤ اور ایک حدیث دکھاؤ کہ اللہ کے نبی ﷺ رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے

خدا کے لئے ایک حدیث۔

میں اہل حدیث طالب علم خدا کے گھر میں کھڑے ہو کر تمہارے سامنے عرض کر رہا ہوں کہ ایک حدیث دکھادو جو صحیح بھی ہو، اور صریح بھی ہو کہ جس میں ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ نے رکوع کیا اور رکوع جاتے وقت رفع یدین نہیں کی۔ رکوع سے سر اٹھایا اور رفع یدین نہیں کی۔ ایک حدیث دکھادو میں نے عشاء کی نماز ابھی پڑھنی ہے اور تم نے بھی پڑھنی ہے ہم رفع یدین چھوڑ کر نماز پڑھیں گے۔

مولانا کل قیامت کے دن اپنے رب کو کیا جواب دو گے لوگوں کی نمازیں خراب نہ کرو نبی پاک ﷺ کی سنت پر عمل کرو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا۔

من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة.

جو میری سنت سے محبت کرے گا اس نے میرے ساتھ محبت کی جو میرے ساتھ محبت کرے گا کل قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ اللہ مجھے آپ کو سب کو اہل سنت بنائے۔

ویسے کہتے ہو کہ ہم اہل سنت ہیں لیکن آج پتا چل جائے گا کہ تم اہل سنت نہیں ہو۔ اگر اہل سنت ہو تو بخاری کی حدیث، موطا امام مالکؒ کی حدیث، موطا امام محمد کی حدیث جو میں نے نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت، رفع یدین کرتے تھے۔ اس پر عمل کرو تاکہ پتا چل جائے کہ تم اہل سنت ہو ورنہ اگر سنت رسول نہیں مانتی تو پھر اہل سنت کہلوانے کا کیا فائدہ۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وکفی والصلوۃ والسلام علی عباده الذین اصطفی. اما بعد.

میں نے ان سے ایک حدیث کا مطالبہ کیا تھا اس میں اٹھارہ کی نفی اور دس جگہ کا اثبات یہ

بھی ثابت نہ کر سکے۔ کبھی پانچ کی طرف بھاگتے ہیں کبھی نو کی طرف۔ اور اس کے ساتھ سنت کا لفظ بھی نہیں ہے۔ یہ جھوٹ تو بول رہا ہے کہ سنت پر عمل کرو لیکن یہ سنت ثابت کرے تو ہم عمل کریں جب ابھی سنت ثابت ہی نہیں ہوئی تو عمل کیسے کریں؟۔

یہ کہتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے نہیں بلکہ تمہارے امام زیلعیؒ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ میں پہلی تکبیر کی رفع یدین کی ہمیشگی کا پوچھ رہا ہوں یا بعد والی رفع یدین کا (بعد والی کا) رکوع والی کے ساتھ ہمیشہ ہے ہی نہیں، ہمیشہ تو پہلی تکبیر کی رفع یدین کے ساتھ ہے۔ اور انہوں نے دکھانا ہے رکوع والی اور تیسری رکعت والی رفع یدین کے متعلق۔ اور تیسری رکعت والی کا تو اس حدیث میں نام ہی نہیں ہے۔ پھر اس نے ترجمہ یہ کیا۔

رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه حتیٰ یحاذی منکبیه.

کہ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے یہ بات ختم ہوگئی۔

اذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع.

کا ترجمہ کیا کہ جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے۔ رکوع کے بعد رفع یدین کا لفظ ہے ہی نہیں۔ حوالہ نصب الرایہ کا دیا ہے یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ وہاں رفع یدین کا لفظ رکوع کے بعد ہے ہی نہیں۔ مسجد میں بیٹھ کر جھوٹ بول رہا ہے اور گلا پھاڑ رہا ہے کہ میں طالب علم ہوں، میں طالب علم ہوں، گنتی تجھے آتی نہیں ہے تو طالب علم کس بات کا؟۔

میں اب بھی اس کو کہتا ہوں کہ امام محمدؒ کی جو روایت ہے جو میں نے پڑھی تھی وہ تو اس نے بھی مانا ہے کہ اس میں ہے لیکن جہاں میں نے نشان لگایا ہے وہاں اگر رفع یدین کا لفظ ہے تو دکھائیں۔ قیامت تک نہیں دکھا سکتا اور پڑھا تھا **ولا یرفع بین السجدتین** کہ سجدوں کے وقت نہیں کرتے تھے بین السجدتین کا یہ ترجمہ نہیں کہ سجدوں میں جاتے وقت نہیں کرتے تھے بلکہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔

یہ بالکل یہاں نہیں ہے یہ بالکل اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ بول رہا ہے ایک ایک حوالے میں پانچ پانچ جھوٹ تو مرزا بھی نہیں بولتا تھا اور یہ بولتے ہیں اور نام رکھا ہوا ہے اہل حدیث۔ اور دوڑ لگا رہا ہے اور میں نے جو روایت پیش کی ہے اس میں محمد بن ابان پر اعتراض کیا ہے۔

دیکھیں محمد بن ابان، امام محمدؒ کا استاد ہے وہ کوفہ کا رہنے والا ہے امام محمدؒ جب اس روایت سے استدلال کر رہے ہیں امام محمدؒ کے ہاں وہ ثقہ ہے جو کوفہ سے باہر دو سو سال بعد گزرا ہے اسے کیا پتا ہے کہ وہ ثقہ ہے یا نہیں؟۔ (عبدالرشید ارشد نے کہا یہ تمہارا جھوٹ ہے) یہ ہمارا جھوٹ نہیں یہ ابن ابی حاتم شافعی نے کوفیوں کے خلاف بات کی ہے۔ اور انہوں نے اپنی اس بات کا کوئی ثبوت بھی پیش نہیں کیا امام محمدؒ امام ہیں۔ ان کے مقابلے میں اللہ رسول کی بات اگر تم پیش کر دو کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ محمد بن ابان ضعیف ہے۔ ہم امام محمد کا قول چھوڑ دیں گے لیکن امام محمد کے مقابلے خیر القرون کے بعد کے آدمی جو پانچویں صدی کا ہو یا ساتویں صدی کا ہو ہم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ابن ابی حاتم کے امام، امام شافعیؒ کو نہیں مانتے۔

یاد رکھو اگر محمد بن ابان کو ضعیف ثابت کرنا ہے تو وجہ ضعف بتاؤ۔ اور وہ بھی اہل کوفہ سے بتاؤ کیونکہ اصول یہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب تیرے ہمسائے تجھے اچھا کہیں تو تو اچھا ہے۔ اگر وہ تجھے برا کہیں تو تو برا ہے۔ (1)

کوفہ کے راوی کو کوفہ والے جانتے ہیں یہ باہر بھاگا پھر رہا ہے۔ آ کسی ایک کوفہ والے سے ثابت کر دے کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ امام محمدؒ امام ہیں مجتہد ہیں انہوں نے استدلال کیا ہے۔ باقی رہی بات زیلعیؒ کی پہلے یہ زیلعی کی روایت جو اس نے پڑھی ہے اس سے دس کی گنتی پوری کرے۔ دوسرے اٹھارہ کی نفی ثابت کرے بین السجدتین سے ان اٹھارہ کی نفی نہیں ہوتی اس سے تو سجدوں کے درمیان رفع یدین کی نفی ہوئی۔ نہ سنت کا لفظ دکھایا ویسے ہی شور مچا رہا ہے کہ سنت

(1)۔ سنن کبریٰ ص ۱۲۵ ج ۱۰

کوئی بات ہے؟۔ میں نے ثابت کر دیا کہ ہمارے امام نے سنت کہا ہے۔ اس نے بڑے رعب سے کہا تھا کہ اپنے امام سے دکھا۔ میں نے دکھا دیا کہ سنت کا لفظ موجود ہے آگے باقیوں کے لئے سنت کی نفی موجود ہے۔

اس نے کہا ہے کہ لوگوں کی نمازیں خراب نہ کرو یہ خراب کا لفظ ارشد کا ہے نہ کہ اللہ کے نبی ﷺ کا اگر یہ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھا دے کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ جو رفع یدین نہ کرے اس کی نماز خراب ہوتی ہے۔

تو دس جگہ پوری کریں نو جگہ والی تو ویسے ہی ان کے ہاں خراب ہے۔ پانچ والی بھی خراب ہے۔ تین والی بھی خراب ہے۔ پھر تو خراب روایتیں کیوں پڑھ رہا ہے؟

اس لئے میں اس سے کہ رہا ہوں لوگوں کا وقت ضائع نہ کرے۔ لوگوں کا دین خراب نہ کرے حدیث پڑھ اور پانچ چیزیں گن کر بتا دے کہ یہ دیکھو ایک سے اٹھارہ تک میں نے نفی دکھا دی ایک سے دس تک میں نے اثبات دکھا دیا، اور اس کے ساتھ سنت کا لفظ دکھائے پھر پڑھ

من احب سنتی فقد احبنی.

جب تو سنت ہی نہیں دکھا سکتا تو پھر پڑھتا کیوں ہے۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ۔

یہ یہودیوں کا کام تھا۔ نبی ﷺ کی سنت ہے نہیں اور ویسے ہی ٹھونس رہا ہے۔ پھر تو کل کو کہے گا کہ حضرت ﷺ نے وضو کے بعد بوسہ لیا تھا، یہ سنت ہے۔ تو وضو کر کے نماز پڑھنے نہ آیا کرو پہلے بیوی کا بوسہ لینے جایا کرو۔ پھر تو کہے گا بخاری میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا لہذا یہ سنت ہے پھر ساتھ پڑھ دے گا۔

كان يصلي في نعليه.

حضرت ﷺ جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے تھے۔

پھر کہہ دے گا۔

من احب سنتی فقد احبنی.

پہلے دکھا اس لئے جتنا ذکر شافعیوں کی رفع یدین کا اس میں ہے وہ اتنا ہی ہے جتنا جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا ہے۔ اب یہاں سارے جوتیاں اتار کر نماز پڑھتے ہیں یا پہن کر؟۔ (اتار کر) جو رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتا ہے وہ اس طرح ہے جس طرح جوتیاں اتار کر نماز پڑھ رہا ہے۔ اور جو رفع یدین کے ساتھ پڑھتا ہے وہ ایسے ہے جیسے جوتے پہن کر نماز پڑھتا ہے۔

سنت کا لفظ یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتا نماز خراب ہوتی ہے۔ یہ لفظ بھی قیامت تک نہیں دکھا سکتا، جب اللہ کے رسول ﷺ نے اس حدیث کو صحیح نہیں کہا تو پھر اسے کیا حق ہے کہ اس حدیث کو صحیح کہے۔

اب بار بار یہ شور مچا رہا ہے کہ ساری امت کا اتفاق ہے ہماری اصول فقہ کی کسی کتاب سے یہ اصول دکھا دو۔ میں دس لاکھ روپے انعام دوں گا اصول کے لئے اصول کی کتابیں ہوتی ہیں۔ کہیں یہ بھی ہمارا یہ اصول لکھا ہوا نہیں ملتا۔ کہتا ہے انہوں نے کتاب مدینے بیٹھ کر لکھی تھی پھر کتاب کا نام مدینی نہیں رکھا بخاری رکھ دیا۔

اگر مدینے کی محبت ہوتی تو مدینے کا نام رکھتے بخاری کا نام تو ویسے ہی لیتے ہیں۔ بخاریؒ نے تو تمہاری عقل ماردی ہے کہ تمہیں گنتی ہی نہیں آ رہی۔ بخاری نے تو تجھے بالکل یتیم کر دیا ہے۔ بخاری تو تمہارے منہ پر تھوکنے کے لئے بھی تیار نہیں۔

اٹھارہ کی نفی بخاری سے دکھاؤ۔ دس کا اثبات دکھاؤ۔ اور یہ بتاؤ کہ پانچ دس کیسے بن گئے؟۔ اس کا جواب قیامت تک نہیں دے سکتے، مدینے کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔

امام محمدؒ جو امام بخاریؒ سے پہلے گزرے ہیں انہوں نے یہ بات واضح کردی کہ رفع یدین والی حدیث کے حدیث ہونے میں ہی شک ہے، ایک کہتا ہے کہ نبی ﷺ کی ہے دوسرا کہتا ہے کہ امتی کی ہے۔ پھر وہ امتی خود بھی رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

مولوی عبدالرشید ارشد صاحب۔

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم. امابعد.

سچی بات منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ امام بخاریؒ تو تمہارے منہ پر تھوکنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ کیوں تھوکتے کیونکہ وہ بھی اہل حدیث ہیں اور ہم بھی اہل حدیث ہیں۔ تھوکیں تمہارے منہ میں جنہیں نبی ﷺ کی حدیث اچھی نہیں لگتی۔

مولانا امین صاحب! یہ دیکھو محمد بن ابان جو امام محمدؒ کا استاد ہے۔ ابن ہمام کہتا ہے کان یقلب الاخبار کہ وہ حدیث کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا۔ تم اس کی حدیث پیش کر رہے ہو۔ تمہارے تعلیق الممجد والے عبدالحی لکھنویؒ، محمد بن ابان پر تنقید کرتے ہوئے اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ مولانا اپنوں کی بھی نہیں مانتے ہو، کیا تمہارا علم عبدالحی لکھنویؒ سے بھی بڑا ہو گیا ہے؟۔

تمہیں تو امام ابوحنیفہؒ کا استاد ہونا چاہئے تھا امام ابوحنیفہؒ کو بڑے بڑے کذاب استاد ملے انہیں سے تم بھی ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ زیلعیؒ کی روایت میں رکوع کے بعد رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾

میں تو سمجھتا تھا کہ تم عالم ہو۔ میں نے تمہارے پاس کتاب بھیجی تھی تم عینک لگا کر پڑھ لیتے اس میں لفظ ہے۔

رايت رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوة رفع يديه

حتى يحاذى منكبيه

جس کو تم حتى يحاذى (بسکون الیا) پڑھ رہے تھے۔
تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ حتیٰ کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔

واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع.

کتاب تمہاری ہے اور پڑھ اہل حدیث رہا ہے۔ تمہیں اپنی کتاب نہیں پڑھنی آتی اس کی [illegible] کرو مولانا امین صاحب آج اہل حدیث کے سامنے آئے ہو۔ قاضی عبدالرشید تڑپا کر رکھ [illegible] کا اس کا معنی رکوع کے بعد رفع یدین کا ہے۔ یہ کتاب لیں اگر اس کا معنی رکوع کے بعد رفع [illegible] کا نہ ہو تو میں رفع یدین چھوڑ دوں گا۔

آپ نے کہا ہے کہ سنت کا لفظ دکھاؤ میں کہتا ہوں کہ تم نماز شروع کرتے وقت جو رفع [illegible] کرتے ہو اسے سنت سمجھ کر کرتے ہو۔ مولانا امین صاحب آپ جتنا زور لگائیں کہ ان لوگوں [illegible] سمجھ نہ آئے لیکن آج ان کو بات سمجھ آ گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نماز شروع کرتے وقت جو [illegible] ین کرتے ہو اسے اللہ کے نبی ﷺ کی سنت سمجھتے ہو یا نہیں؟۔ اگر سمجھتے ہو تو ایک حدیث دکھا [illegible] اللہ کے نبی ﷺ نے اسے سنت کہا ہو۔

تم وتروں میں رفع یدین کرتے ہو اسے اللہ کے نبی ﷺ کی سنت سمجھتے ہو ایک حدیث [illegible] کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہو کہ وتروں میں رفع یدین کرو اور یہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت [illegible]

میں نے جو نصب الرایہ سے حدیث پیش کی ہے تم نے کہا کہ یہ امام زیلعیؒ نے پہلی تکبیر کی [illegible] ین کے بارے میں پیش کی ہے کہ وہ ہمیشہ کی گئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ حدیث جو امام زیلعی [illegible] اس میں کیا صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے؟۔ اس حدیث میں نماز [illegible] کرتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر، رکوع جاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر، رکوع سے اٹھتے [illegible] رفع یدین کا ذکر ہے۔ جب یہ موجود ہے تو میں پوچھتا ہوں۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ ٱلْكِتَـٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

کہتے ہیں صرف تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ جس حدیث سے امام زیلعیؒ استدلال کر رہے ہیں اس میں رفع یدین کا ذکر ہے، وہ کیوں نہیں مانتے؟۔ اب آپ نے اس کی ترکیب کر لی ہے۔ تاکہ پتا چلے کہ مولانا امین صاحب واقعی کچھ علم رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے واقعی اپنی دلیل کو ثابت کردیا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں
اس سادگی پہ کیوں نہ مرجاؤں میر
کہ لڑتے ہو اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

ابھی تک ایک حدیث بھی پیش نہ کر سکے کہ جس کے اندر یہ ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ نے رکوع کرتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کی۔

مسجد میں کھڑے ہو کر میں اہل حدیث اعلان کرتا ہوں کہ اللہ کی قسم ہے میں رفع یدین چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ جو صحیح ہو، صریح ہو، مرفوع ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ نے رکوع کیا، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت اللہ کے نبی ﷺ نے رفع یدین نہیں کی۔ ایک حدیث دکھاؤ میں رفع یدین چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔

• میں رفع یدین کے مسئلہ پر اہل حدیث ہوا ہوں رفع یدین کے مسئلہ پر تمہارے ملتان تک کے علماء میرے پاس آئے تھے قاضی عصمت اللہ صاحب، قاضی شمس الدین صاحب، حافظ نور محمد صاحب حافظ آبادی میرے پاس آئے تھے کہ بیٹے رفع یدین چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے میں تمہاری بات اللہ کے نبی ﷺ کی جوتیوں پر قربان کردیتا ہوں اللہ کے نبی ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔

میرا خاندان اہل حدیث ہوا، میں ان سے پہلے اہل حدیث ہوا، رفع یدین کی حدیث دیکھ کر ہوا۔

مولانا امین صاحب ان لوگوں پر ترس کھائیں صرف خدا کے لئے ایک حدیث دکھا دو جس کا معنی ہو۔ حدیث صحیح ہو، صریح ہو، مرفوع ہو، کہ اللہ کے نبی ﷺ نے رکوع جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، رفع یدین چھوڑ دی تھی۔ ایک حدیث دکھا دو ہم بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔

مجھے معلوم ہے کہ آسمان گر سکتا ہے۔ زمین ریزہ ریزہ ہو سکتی ہے، قیامت آ سکتی ہے، لیکن مولانا امین صاحب ایسی حدیث دنیا میں نہیں ہے جو صحیح ہو، صریح ہو، مرفوع ہو، غیر مجروح بھی ہو، اگرچہ تمہارے لڑکے تمہارے کاندھے دباتے رہیں مگر تمہیں حدیث ملنی نہیں ہے۔

میں پھر بخاری سے حدیث سناتا ہوں امام بخاریؒ اہل حدیث کے منہ پر کیوں تھوکیں ان کو پتا ہے کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والے ہیں۔ یہ اللہ کے نبی ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں۔

یہ دیکھو امام بخاریؒ کی ایک اور حدیث۔

باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح الصلوۃ حدثنا عبد اللہ بن مسلمہ عن مالک عن ابن شهاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع رأسہ من الرکوع رفعهما کذالک ایضاً وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد وکان لا یفعل ذالک فی السجود۔

مولانا امین صاحب آج تمہیں بھاگنے نہیں دینا۔ جہاں بیٹھتے تھے کہتے تھے اپنی رٹی رٹائی باتیں کہ دس کا کوئی اثبات نہیں، یہ تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ اگر جرأت ہے تو پیش کردہ

احادیث کو، ان کو ضعیف ثابت کرو۔ اللہ کی رحمت سے میں سمجھ رہا ہوں۔ لوگ جان چکے ہیں کہ حق کن کے ساتھ ہے، حق اہل حدیث کس ساتھ ہے۔

آ تجھے بتاؤں کہ تقدیر امم کیا ہے

اسی بخاری سے ایک اور حدیث پڑھتا ہوں۔

مولانا محمد امین صفدرؒ صاحب۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰة والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد.

قاضی عبدالرشید صاحب ابھی تک ایسی حدیث نہ لا سکے کہ جس میں اٹھارہ کی نفی ہو اور دس کا اثبات ہو۔ کبھی کہتے ہیں کہ ملتان والے میرے پاس آئے ہیں مجھے گنتی پڑھانے۔ تب بھی میں نے گنتی یاد نہیں کی۔ کبھی کہتا ہے فلاں جگہ سے آئے تب بھی میں نے گنتی یاد نہیں کی۔

اب جو روایات یہ امام بخاریؒ سے پڑھ رہا ہے ان روایات کا ان کے مسئلہ سے تو کوئی تعلق ہی نہیں ہے اس نے خود ہی کہا تھا کہ جو نماز خلاف سنت ہو وہ خراب ہے۔

ان احادیث میں تیسری رکعت کی رفع یدین نہیں آئی، یہ لوگوں کی نمازیں خراب کروا رہا ہے یا حق بتا رہا ہے۔ یہ لوگوں کی نمازیں خراب کرنے آئے ہوئے ہیں۔ ان کو کوئی گنتی ہی پڑھا دیتا اگر یہ میرے پاس ہی داخلہ لے لیتے تو میں کم از کم دس تک گنتی تو ان کو پڑھا دیتا۔

قاضی عبد الرشید صاحب۔

سکول بیٹھ کر ہی جھوٹ بولتے رہے ہو یہاں نہیں بولا جا سکتا۔

مولانا محمد امین صفدرؒ صاحب۔

حساب میں جھوٹ کی بات نہیں ہوتی، اب بھی دس کی گنتی کرو ورنہ یہ جو روایت پڑھی ہے یہ بھی موطا کے خلاف ہے۔

اب پھر مدینہ سے بھاگ گئے ہیں موطا میں اس روایت میں پانچ دفعہ رفع یدین ہے یہ

امام بخاری سے پڑھی ہے اس میں نو جگہ ہے دس جگہ نہیں ہے۔

اپنا دین بھی خراب کیا اور مسئلہ بھی حل نہ ہوا۔ میں دس والی مانگ رہا ہوں یہ نو والی پیش کر رہا ہے۔ پھر یہ کہ امام بخاریؒ مالکؒ سے نقل کر رہے ہیں امام مالکؒ کی کتاب موطا موجود ہے۔ وہاں پانچ دفعہ ہے ایک پہلی تکبیر کی اور چار دفعہ رکوع سے اٹھنے کی۔

یہ وہاں جا کر دس کیسے ہو گئی یہاں (موطا میں) رفع یدیہ تھا وہاں (بخارا) جا کر یہ رفع یدیہ ہو گیا۔ یہ باتیں مدینے کی کتاب موطا کے خلاف ہیں۔ آج تک یہ شور مچاتے رہے کہ ہم مدینہ والے ہیں۔ آج مدینے سے ایسا بھاگا ہے کہ پیچھے رخ کرنے کا نام ہی نہیں لیتا کہ مدینے کی کتاب بھی کھول کر دیکھ لے کہ وہاں کیا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے یہ جو کچھ بھی پڑھ رہا ہے اس میں ایک روایت بھی اس کے دعوٰی کے مطابق نہیں۔ سنت کا لفظ بھی نہیں دکھا سکا۔

پھر میں نے کہا تھا کہ نصب الرایہ میں رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدیہ کا لفظ نہیں ہے وہ مان گیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ترکیب تو نے خود نے کرنی ہے۔

اب یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے اس نے جو کچھ بھی پڑھا تھا بالکل غلط پڑھا تھا۔ ترجمہ کیا تھا وہاں رفع یدیہ کا لفظ یہ نہیں دکھا سکا۔ مرزا قادیانی کی روح اس میں گھسی ہوئی ہے، جھوٹ بولنے سے باز نہیں آ رہا اور شور ڈالے جا رہا ہے۔ اور ایک حدیث بھی اپنے مطلب کی نہیں پڑھ رہا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ جس دن تو اہل حدیث ہوا تھا کیا تو نے گنتی کی تھی کہ دس جگہ رفع یدین ہے۔ اور غیر مقلد ہوئے عرصہ بیت گیا ہے ابھی تک گنتی تجھے نہیں آئی۔ آج تک تیری نماز خراب ہے۔ جو کسی حدیث سے مل ہی نہیں رہی۔

میں نے کہا سنت کا لفظ حدیث سے دکھاؤ۔ تو پھر کبھی امام زیلعیؒ کی طرف بھاگ رہا ہے کبھی مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی طرف بھاگ رہا ہے۔ آگے پیچھے کہتا پھرتا ہے کہ ہم کسی امتی کی بات نہیں مانتے آج انہیں اگر بھولا ہوا ہے تو رب بھولا ہوا ہے۔ اور بھولا ہوا ہے تو رسول ﷺ

بھولے ہوئے ہیں، آج انہیں رب ورسول ﷺ یاد ہی نہیں آ رہا کہ ایک حدیث ہی ایسی پڑھ دیں جس میں اٹھارہ جگہ کی نفی، دس کا اثبات، سنت کا لفظ اور ساتھ ہمیشہ کا لفظ ہو۔ جو اس طرح نماز نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور اس حدیث کو اللہ یا اس کے رسول ﷺ نے صحیح کہا ہو۔

کہلاتا اہل حدیث ہے اور قول ابن ہمامؒ کا پیش کرتا ہے۔ یہ تو رائے پرست آدمی کہیں سے آ گیا ہے۔ یہ تو اہل حدیث ہے ہی نہیں۔ کبھی یہ ابو حاتم کی رائے پیش کرتا ہے۔ کبھی کسی اور کی رائے۔

کیا اس کے پاس اس کی سند ہے کہ محمد بن ابان کب پیدا ہوا؟۔ اور جو اس پر جرح کرتا ہے۔ کیا اس نے ساری عمر میں کبھی اس کو دیکھا بھی ہے؟۔ جس نے ساری عمر اسے (محمد بن ابان) کو دیکھا ہی نہیں اسے (ابن ابی حاتم) کو کیسے پتا ہے کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف ہے۔

کوئی اپنے مذہب کی حمایت میں اسے ضعیف کہہ دے تو یہ اس کی اپنی بات ہے۔ یہ بات اپنی نہیں ثابت کر سکتا اور غصہ مولوی صاحب پر آ رہا ہے کہ امام صاحب کے استاد کو کذاب کہا گیا ہے۔

خدا کے بندے انسان دیکھ کر بات کرتے ہیں۔ اسی بخاری میں ابراھیم علیہ السلام کے تین جھوٹوں کا ذکر ہے۔ (1) اب میں پوچھتا ہوں قرآن ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کہتا ہے

(1)۔ بخاری میں جو قیامت میں شفاعت کے بارے میں لمبی حدیث ہے اس میں ہے کہ جب لوگ حضرت ابراھیم کے پاس جائیں گے کہ اللہ تعالٰی سے ہماری سفارش کریں تو وہ فرمائیں گے

ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبله مثله ولن یغضب بعده مثله والی قد کنت کذبت ثلث کذبات .

ترجمہ۔ آج میرا رب اس قدر غضب میں ہے کہ اس سے پہلے اس قدر غضبناک نہیں ہوا نہ اس کے بعد ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے۔ (بخاری ص ۶۸۵ ج ۲)

كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا بخاری کہتی ہے کہ انہوں نے تین جھوٹ بولے تھے۔ اب تو

اسی طرح مسلم شریف میں ہے

حدثنی ابو الطاهر قال اخبرنا عبدالله بن وهب قال اخبرلی جریر بن حازم عن ایوب السختیانی عن محمد بن سیرین عن ابی هریره ان رسول الله ﷺ قال لم یکذب ابراهیم قط الا ثلاث کذبات ثنتین فی ذات الله قوله انی سقیم ، وقوله بل فعله کبیر هم هذا وواحدة فی شان سارة فانه قدم فی ارض جبار ومعه سارة کانت احسن الناس فقال لها ان هذا الجبار ان یعلم انک امرأتی یغلبنی علیک فان سألک فاخبریه انک اختی فانک اختی فی الاسلام فانی لا اعلم فی الارض مسلما غیری وغیرک فلما دخل ارضه راها بعض اهل الجبار اتاه فقال لقد قدمت ارضک امرأة لا ینبغی لها ان تکون الا لک فارسل الیها فاتی بها قام ابراهیم الی الصلوة فلما دخلت علیه لم یتمالک ان بسط یده الیها قبضت یده قبضة شدیدة فقال لها ادعی الله ان یطلق یدی لا اضرک ففعلت فعاد فقبضت اشد من القبضة الاولیٰ فقال لها مثل ذالک ففعلت فعاد فقبضت اشد من القبض الاولیین فقال ادعی الله ان یطلق یدی فلک الله ان لا اضرک ففعلت واطلقت یده وما الذی جاء بها فقال له انک اتیتنی بشیطان ولم تأتنی بانسان فاخرجها من ارضی واعطها هاجر قال فاقبلت تمشی فلما را ها ابراهیم علیه السلام

اہل قرآن بن کر ابراھیم علیہ السلام کو سچا کہے گا یا اہل حدیث بن کر جھوٹا؟۔ ابراھیم علیہ السلام کے لئے

انصرف فقال لها مهيم قالت خيرا كف الله يد الفاجر واخدم خادما قال ابو هريرة فتلك امك يا بني ماء السماء. (مسلم ص ۲۶۶ ج ۲)

ترجمہ۔ بیان کیا مجھے ابو طاہر نے وہ فرماتے ہیں کہ خبر دی ہمیں عبداللہ بن وہب نے وہ فرماتے ہیں کہ خبر دی مجھے جریر بن حازم نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابراھیم نے نہیں جھوٹ بولے مگر تین دو اللہ کی ذات میں ایک ان کا قول انی سقیم اور دوسرا ان کا قول بل فعلہ کبیرھم ھذا اور ایک سارہ کے بارے میں کہ جب وہ ظالم حکمران کی زمین میں پہنچے اور ان کے ساتھ سارہ تھی جو لوگوں میں سے سب سے خوبصورت تھی پس ابراھیم نے سارہ کو فرمایا اگر اس ظالم کو یہ معلوم ہو گیا کہ تو میری بیوی ہے تو یہ مجھ پر تیرے بارے میں غالب آجائے گا (تجھے لے لے گا) پس اگر وہ تجھ سے پوچھے تو تو اس کو بتانا کہ تو میری بہن ہے اس لئے کہ تو اسلام میں میری بہن ہے اور میں نہیں جانتا تیرے اور اپنے علاوہ کسی مسلمان کو پس جب حضرت ابراھیم علیہ السلام اس کی زمین میں داخل ہوئے تو اس ظالم کے کارندوں نے دیکھ لیا تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ تیری زمین میں ایسی عورت داخل ہوئی ہے کہ اس کے لئے مناسب نہیں ہے مگر یہ کہ وہ تیرے لئے ہو پس اس نے اس کو اس کی طرف بھیجا وہ حضرت سارہ کو لے آیا، حضرت ابراھیم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے پس جب سارہ اس پر داخل ہوئی تو وہ ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا سکا اور اس کا ہاتھ شل ہو گیا تو اس نے سارہ کو کہا کہ اللہ سے دعا کر کہ میرا ہاتھ ٹھیک کر دے میں تجھے تکلیف نہیں پہنچاؤں گا پس انہوں نے دعا کی وہ ٹھیک ہو گیا تو اس نے دوبارہ ارادہ کیا تو پھر پہلے سے زیادہ ہاتھ شل ہو گیا، پھر اس نے ویسے ہی کہا تو انہوں نے دعا کی پھر اس نے ایسے ہی کیا تو ہاتھ پہلی دونوں مرتبہ

اس بخاری میں کذب کا لفظ آرہا ہے اس سے زیادہ اونچا ثبوت تیرے لئے کہیں نہیں ہوگا۔ جو کذب کا معنی یہاں کرے گا وہی وہاں بھی کر لینا۔

ایک حدیث ثابت کردے پھر یہ کہ یہ دس کا اثبات ہے اٹھارہ کی نفی ہے۔ ایک حدیث بھی تلاش نہیں کر سکا۔ اور جو پیش کی ہے اس کی تصحیح بھی نہیں دکھا سکا۔ امتیوں کے اقوال پیش کر رہا ہے شاید کل کلمہ بھی یہ پڑھے گا لا الہ الا اللہ بخاری رسول اللہ۔ بخاری نے پھر بھی یہی کہنا ہے کہ تو ہیں، تیری نماز پھر بھی خراب ہی ہے۔ لہذا اس طرح دھوکہ نہ دو۔

پانچ، چار والی نہ پڑھو اٹھارہ کی نفی والی پڑھو، دس کے اثبات والی پڑھو، سنت کا لفظ ہو، [illegible] کا لفظ ہو اور اس کے بعد اللہ یا اس کے رسول ﷺ نے اس کو صحیح کہا ہو۔ اور جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز کو حضور ﷺ نے خراب کہا ہو۔

ہم قاضی ارشد کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا نام لے کر آج تک دنیا کے سامنے جھوٹ بولتے رہے ہو۔ اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت کر دو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں چار رکعتیں تمہاری طرح ادا کروں گا۔ اگر ثابت کر دو لیکن تم قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

دیکھو اصول بھی کوئی چیز ہے اگر یہ اٹھارہ کی نفی نہیں دکھا سکتا تو پھر اسے نو کی نفی مانگنے کا کیا حق ہے؟۔ یہ سجدوں کی نفی نہیں دکھا سکا روایت میں ہے کان لا یفعل ذالک فی

سے زیادہ شل ہو گیا پس اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کرتا کہ میرا ہاتھ درست ہو جائے میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا پس اس نے دعا کی تو ہاتھ ٹھیک ہو گیا تو اس نے اس کو بلایا جو سارہ کو لایا تھا اور کہا تو میرے پاس شیطان کو لے آیا ہے انسان کو نہیں لایا پس اس کو میری زمین سے نکال دے اور اس کو ہاجرہ دے دے پس سارہ واپس لوٹیں پس جب ابراھیم نے دیکھا تو پھرے اور فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اس نے کہا اچھا ہے اللہ نے فاجر کے ہاتھ کو روک دیا ہے اور اس نے خادمہ بھی دی ہے پس فرمایا ابو ہریرہ نے اے بنی ماء السماء یہ تمہاری ماں ہے۔

السجود کہ سجدے کے اندر پڑے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ جو اس کا یہ معنیٰ کرتا ہے کہ سجدے جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اسے فی کا معنیٰ ہی نہیں آتا۔

سجدوں میں آپ سبحان ربی الاعلی پڑھتے ہو۔ کان لا یفعل ذالک فی السجود کا مطلب یہ ہے کہ سجدوں میں سبحٰن ربی الاعلی پڑھتے وقت ہاتھ نہیں اٹھانے۔ اس کا ترجمہ اسے آتا ہی نہیں اور ترجمہ کر رہا ہے سجدے جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ سجدے سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ یہ اس طرح کرتا ہے پھر بھی اٹھارہ کی نفی پوری نہیں ہوئی، نہ ہمیشہ کا لفظ دکھا سکا کبھی مولانا عبدالحیؒ صاحب کا نام لیتا ہے۔ دکھانا تو اللہ کے نبی ﷺ سے ہے۔

مولوی عبدالرشید ارشد صاحب۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. امابعد.

مولوی صاحب بار بار گنتی کی بات کر رہے تھے کہ ملتان سے علماء گنتی پڑھانے آئے مگر پھر بھی نہ پڑھی۔ مولوی صاحب آپ گنتی پڑھتے جائیں اور پہلی جماعت کو پڑھاتے جائیں ہم تمہیں حدیثیں پڑھاتے جاتے ہیں۔

ہم سمجھتے تھے کہ مولانا کی قوتِ سماع مضبوط ہوگئی ہے کہ مناظر آدمی ہیں ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہتے ہیں کہ دس والی گنتی پوری نہیں کی۔ الحمدللہ میں نے پہلی ٹرن کے اندر گنتی پوری کی تھی۔ مولانا کیسٹ سن لیں۔ خدا کے لئے کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔

تم انکو شاباش دو لیکن انہیں کچھ بھی پڑھنا نہیں آتا کیونکہ اہل حدیث کے سامنے آئے ہیں۔ مولانا امین صاحب نے بار بار یہ بات دہرائی ہے کہ سنت کا لفظ نبی ﷺ سے نہیں دکھایا۔ میں پوچھتا ہوں کہ جس کے متعلق اللہ کے نبی ﷺ یہ کہیں کہ یہ میری سنت ہے کیا اسے ہی سنت کہا جائے گا؟۔ جن جن سنتوں کو تم سنت سمجھتے ہو کیا وہاں اللہ کے نبی ﷺ سے تم سنت کا لفظ دکھا سکتے ہو۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنی غلط اور کچی باتیں۔ جن کو تم سنت مانتے ہو وہاں اللہ کے نبی ﷺ سے سنت کا لفظ بھی نہیں دکھا سکتے پھر بھی انکو سنت مانتے ہو۔ اگر تو سنت اس کو کہا جاتا ہے کہ اس کے متعلق اللہ کے نبی ﷺ نے خود سنت کا لفظ استعمال کیا ہو۔ پھر یہ بات تم کر سکتے ہو کہ رکوع جاتے وقت رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین پر اللہ کے نبی ﷺ نے سنت کا لفظ نہیں بولا ہے۔ اگر سنت پر اللہ کے نبی ﷺ سے لفظ سنت ملتا ہو پھر تو تم اعتراض کر سکتے ہو۔

نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا اس کو تم بھی سنت مانتے ہو اس پر سنت کا لفظ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھاؤ۔ وتروں میں رفع یدین کرتے ہو وہاں بھی سنت کا لفظ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھاؤ اور نماز عیدین کے اندر چھ زائد تکبیروں کے ساتھ تم جو رفع یدین کرتے ہو اس پر بھی سنت کا لفظ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھاؤ۔

اور مجھے پتا ہے کہ قیامت آ سکتی ہے لیکن یہاں پر اللہ کے نبی ﷺ سے سنت کا لفظ نہیں دکھا سکتے۔ وہاں سنت مانتے ہو۔ لیکن سنت کا لفظ اللہ کے نبی ﷺ سے نہیں دکھا سکتے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا ہے کہ آپ اپنے امام، امام زیلعیؒ کی کتاب کو بھی چھوڑ گئے ہیں۔ اب تو اپنے گھر کو بھی چھوڑ گئے ہیں اب انہوں نے نصب الرایہ کا نام نہیں لینا ہے۔ کیونکہ وہ انہیں منوا گئے ہیں کہ نماز شروع کرتے وقت کی رفع یدین بھی ہمیشہ رکوع جاتے وقت کی رفع یدین بھی ہمیشہ۔

انہوں نے اعتراض کیا تھا میں نے کہا تھا ترکیب کرو خود بخود مسئلہ حل ہو جائے گا۔ انہوں نے ترکیب کی نہ کرنی ہے کیونکہ معلوم ہے کہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اہل حدیث سچے ہیں۔

امین صاحب! آپ کہہ رہے تھے جھوٹ بول رہا ہے اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی روح آئی ہوئی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ہو تمہارا اور روح میرے اندر آ جائے؟۔

میں سمجھتا تھا مولانا امین صاحب الف سے ہے، معلوم ہوتا ہے کہ عین کے ساتھ ہے۔ امین صاحب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ حنفی تھا۔ آؤ! میرے ساتھ اس موضوع پر مناظرہ کرو۔ امین صاحب میں ثابت کروں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی حنفی تھا۔ اب تمہارے میں

جائے میرے اندر کیوں آئے۔ باقی رہی یہ بات کہ امام ابوحنیفہؒ کا استاد کذاب تھا۔ مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے امام ابوحنیفہؒ خود فرماتے ہیں کہ میرا فلاں استاد کذاب تھا۔

ما رأیت اکذب من جابر الجعفی.

ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں میں نے بڑے بڑے کذاب دنیا میں دیکھے ہیں مگر جابر سے بڑا کوئی کذاب دنیا میں نہیں دیکھا۔

میں نے یہی بات کہی تھی کہ کاش تم بھی ان کے استاد ہوتے کیونکہ وہ بھی جھوٹ بولتے تھے اور تم بھی بول رہے ہو۔ تمہیں اتنا پتا بھی نہیں لگتا کہ میں نے بخاری سے پہلی ٹرن میں دس جگہ کی رفع یدین ثابت کی ہے۔

اب یہ کہا ہے کہ تم نے لا الـه الا الله بـخـاری رسول الله پڑھا ہے۔ میں نے محـمـد رسول الله کا کلمہ پڑھا ہے۔ ابوبکرؓ کا بھی نہیں پڑھا۔ کروڑوں ابوبکر محمد رسول اللہ ﷺ پر قربان میں نے محمد رسول اللہ ﷺ پڑھنے کے بعد کسی نبی کا کلمہ بھی نہیں پڑھا ہے۔

تمہیں معلوم ہی نہیں کہ میرا عقیدہ کیا ہے۔

نحن الذین بایعوا محمداً.

ہم اہل حدیث ہیں الحمد للہ اللہ کے نبی ﷺ کی بات کی ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے کے بعد کسی کا کلمہ نہیں پڑھتے۔

تمہارے حنفیوں کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے لا الـه الا الله اشرف علی رسول الله میری کسی کتاب میں دکھا دو میں نے بخاری کا کلمہ پڑھا ہو۔ میں تمہاری کتاب سے دکھاتا ہوں کہ تم نے پڑھا ہے لا اله الا الله اشرف علی رسول الله. اللهم صل علی محمد پڑھنے کی بجائے اللهم صل علی اشرف علی پڑھا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ دس۔ نو تو مان گئے ہو۔ دس بھی مان جاؤ گے کیونکہ بخاری پیش کی ہے۔ آ! بخاری سے ایک اور حدیث سناؤں تاکہ ایمان تازہ ہو جائے۔ اے اللہ میں مولانا امین صاحب

اور سامعین کے سامنے تیرے نبی ﷺ کی سنتوں کو واضح کر رہا ہوں۔ اور تیرے گھر میں کھڑے ہو کر تیرے سامنے باتیں کہہ رہا ہوں تو گواہ رہ کہ میرے نبی ﷺ کی سنت انہوں نے دکھا دی ہے۔ وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں۔

حـدثـنـا اسحق الواسطی قال حدثنا خالد بن عبدالله عن خـالـد عن ابی قـلابة انه رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع رأسـه من الرکوع رفـع یدیـه وحدث ان رسول الله صنع هکذا.

حضرت مالک بن الحویرثؓ کو ان کے شاگرد قلابہ نے دیکھا فرماتے ہیں کہ میں مالک بن الحویرثؓ کو دیکھا کہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے رفع یدین کرتے، جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے رفع یدین کرتے، جس وقت اپنا سر رکوع سے اٹھاتے رفع یدین کرتے اور فرماتے ہیں کہ حدث ان رسول الله ﷺ فعل هکذا. میرے استاد مالک بن الحویرثؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایسے کیا ہے۔

یہ میں نے بخاری سے پڑھ کر سنایا ہے۔ امین صاحب! تمہاری ھدایہ میں لکھا ہوا ہے کہ مالک بن الحویرثؓ کی حدیث جو جلسہ استراحت کے متعلق ہے محـمـول علی الکبر. مالک بن الحویرثؓ کی اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ بڑھاپے کی حالت میں ملاقات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بڑھاپے کی حالت میں اللہ کے نبی ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے مالک بن الحویرثؓ نے دیکھا ہے۔

مالک بن الحویرثؓ ۹ ھجری میں مسلمان ہوئے ہیں اور ۱۰ ھجری میں رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔ اور تم تو نبی پاک ﷺ کی وفات کے ویسے ہی قائل نہیں ہو۔ مالک بن الحویرثؓ نے اللہ کے نبی ﷺ بڑھاپے کے اندر دیکھا اور اللہ کے نبی پر ایمان اس وقت لائے

جب میرے نبی ﷺ دنیا سے جانے والے تھے۔ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان رسول اللہ ﷺ فعل ھکذا۔ اور یہ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کون ہیں۔

آمیں تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے

مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ مدینے گئے ساتھ اور جوان بھی ہیں تین دن مدینے رہتے ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ کی نمازیں دیکھتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد.

الحمدللہ یہ بات بھی ثابت ہوگئی ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنت کا لفظ نہیں دکھایا۔ الٹا مجھے کہتے ہیں کہ جنہیں تو سنت کہتا ہے تو بھی سنت کا لفظ دکھا۔

ہمارے دلائل تو چار ہیں، جب ہمارا امام سنت کہے گا ہم اسے سنت کہیں گے۔ اور سنت کا لفظ میں نے موطا امام محمدؒ سے پڑھ کر دکھا دیا ہے۔ ہاں اس کے خلاف اگر تم اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث دکھا دو کہ سنت نہیں ہے تو ہم امام کا قول چھوڑ دیں گے۔

یہ بات کہ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ آخری عرصہ میں ایمان لائے اور انہوں نے رسول پاک ﷺ کی رفع یدین دیکھی ۔ یہ کہ آخری دور میں ایمان لائے اس کی کوئی صحیح سند ثابت کردو۔

دوسری یہ کہ صحاح ستہ، نسائی میں ذکر موجود ہے کہ انہوں نے کہاں کہاں رفع یدین دیکھی۔

عن مالک بن الحویرث انه رای النبی ﷺ رفع یدیه فی صلوته واذا رکع واذا رفع رأسه واذا سجد واذا رفع رأسه من السجود حتی یحاذی بهما.

(نسائی ص ۱۶۵ ج ۱)

انہوں نے رسول پاک ﷺ کی رفع یدین دیکھی سجدے جاتے ہوئے بھی اور سجدوں سے اٹھتے ہوئے بھی دیکھی۔

۱۶ جگہ کی رفع یدین یہ بھی نہیں کرتے تو مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی بات تو انہوں نے بھی نہیں مانی پھر یہ جو تیسری رکعت سے اٹھ کر رفع یدین کرتے ہیں وہ کہیں نہیں دیکھی۔ پھر مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب آپ جائیں تو نماز سکھائیں۔ انہوں نے بخاری ۱۰۲ صفحے سے آگے کبھی دیکھی ہی نہیں ہے۔ ۱۱۳ صفحہ پر مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ انہوں نے جا کر نماز سکھائی وہاں تکبیر کا ذکر ہے رفع یدین کا سرے سے ذکر ہے ہی نہیں۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے جا کر نماز سکھائی وہ بخاری کے ہی صفحہ ۱۱۳ پر موجود ہے۔ اس میں سرے سے رفع یدین کا ذکر موجود ہی نہیں۔ اس میں یہی ہے [1] ۔ اسمیں تکبیر کا ذکر

(۱). حدثنا نعمان ابو النعمان قال حدثنا حماد عن ایوب عن ابی قلابة عن مالک بن حویرث قال لاصحابه الا انبئکم صلاة رسول الله ﷺ قال وذالک فی غیر حین صلوة فقام ثم رکع فکبر ثم رفع رأسه فقام هنیئة ثم سجد ثم رفع رأسه هنیئة ثم سجد ثم رفع رأسه هنیئةثم سجد ثم رفع رأسه هنیئة فصلی صلوة عمر بن سلمه شیخنا هذا قال ایوب کان یفعل شیئاً لم ارهم یفعلونه کان یقعد فی الثالثة او الرابعة فاتینا النبی ﷺ فاقمنا عنده فقال لو رجعتم الی اهالیکم صلوا صلوة کذا فی حین کذا صلوا صلوٰة کذا فی حین کذا فاذا حضرت الصلوة فلیؤن احدکم والیؤمکم اکبر کم.

ترجمہ۔ بیان کیا ہم سے ابو نعمان نے انہوں نے فرمایا بیان کیا ہمیں حماد نے ایوب سے

ہے، سرے سے رفع یدین کا ذکر ہے ہی نہیں۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ کی روایت اگر مانتے ہو اور اسے دسویں ھجری اور نویں ھجری بنا رہے ہو پھر تو تم نے سولہ جگہ نماز خراب کرلی ہے۔

مالک بن حویرثؓ کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین دکھا دو پانچصد روپے ابھی انعام دیتا ہوں۔ اگر مالک بن حویرثؓ کی حدیث میں تیسری رکعت کے شروع کی رفع یدین دکھادیں تو میں پانچ صد روپے انعام ابھی دیتا ہوں۔

میں یہی دیکھ رہا ہوں کہ اس بے چارے کو سرے سے گنتی آتی ہی نہیں ہے۔ نہ اٹھارہ کی نفی دکھا سکا ہے نہ دس کا اثبات، نہ سنت کا لفظ۔ کہتا ہے کہ میں نے پہلی دفعہ دس کی گنتی پوری کردی تھی۔ اس پر جو میں نے اعتراض کئے تھے ان کا جواب نہیں دیا۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا تھا کہ یہ صحیح ہے ہی نہیں۔ مدینے والے نے فرمایا تھا کہ یہ فعل ہے حدیث نبوی نہیں ہے۔ اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ ان کے پاس کوئی چیز ہے ہی نہیں۔

اب کہتا ہے کہ **لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ** پڑھا تھا۔ یہ کسی نے بیداری کی حالت میں پڑھا تھا یا خواب کی حالت میں پڑھا تھا؟۔ (خواب کی حالت میں)۔ اسے جب خواب میں احتلام ہوتا ہے تو کیا یہ صبح کو اپنے آپ کو سنگسار کروانے کے لئے جاتا ہے؟۔ ورنہ یہ کہیں مرا ہوا پڑا ہوتا۔

الحمدللہ ہمارے عمل پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ اب خوابوں کی طرف بھاگ رہا ہے۔ میں اسے پوچھتا ہوں کہ اگر اس کا اتنا ہی مطالعہ ہے تو یہ بتائے کہ یہ جو وہابن نصرت بیگم مرزا کے گھر

انہوں نے ابوقلابہ وہ مالک بن حویرثؓ سے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز سے آگاہ نہ کروں۔ فرمایا اور یہ نماز کے وقت کے غیر میں تھا۔ پس کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا پس تکبیر کہی پھر رکوع سے سر اٹھایا اور کھڑے ہوئے کچھ دیر، پھر سجدہ کیا پھر اپنے سر کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر اپنے سر کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا۔

آئی تھی؟ وہ کیوں آئی تھی۔ یہ محمود کی ماں نصرت بیگم وہابن (غیر مقلد) تھی۔ اس کا سسر میر ناصر نواب وہابی تھا۔ نکاح کیوں دیا تھا؟۔ ہوسکتا ہے کہ وہ رفع یدین کرنے لگ گیا ہو۔

نکاح نذیر حسین نے پڑھایا تین روپے اور ایک جائے نماز لے کر۔ اب بھی یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا ہے۔ نکاح تم پڑھو تم، لڑکیاں تم دو، نصرت اس کی روح تم میں ڈالنے کے لئے کھینچ کر لے گئی ہوتی۔ یہ فضول باتیں کررہا ہے۔

بات یہ کریں کہ مالک بن حویرثؓ کی حدیث کے بارے میں اس نے یہ کہا ہے کہ وہ نو ھجری میں تشریف لائے۔ یہ ھجری کی صحیح سند دکھادے۔

نمبر۲۔

تیسری رکعت کی رفع یدین دکھادے۔ پانچ صد روپے انعام۔ ورنہ اس کا تو اس پر عمل ہی نہیں ہے۔

نمبر۳۔

ان سے سجدوں کی رفع یدین کی نفی دکھادے۔ اور یہ دکھا سکتا ہی نہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ اس حدیث (مالک بن الحویرثؓ والی) پر عمل کرتا ہے یا نہیں؟۔ میں اسے یہی کہہ رہا ہوں کہ اگر اسے گنتی آتی ہوتی تو تو ایک حدیث پڑھتا جس میں تیرا عمل ثابت ہوجاتا۔ کبھی شافعیوں کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور لوگوں کو کہہ رہا ہے کہ میں نبی ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں۔

نبی پاک ﷺ کی حدیث تیرے موافق ابھی تک ایک بھی نہیں نکلی۔ معلوم ہوا کہ تو جھوٹا اہل حدیث ہے۔ اگر تو سچا اہل حدیث ہوتا تو ایک حدیث سنا دیتا اور اٹھارہ کی نفی گن کر دکھا دیتا، دس کا اثبات گن کر دکھا دیتا، سنت اور ہمیشہ کا لفظ دکھا دیتا، جو اس طرح رفع یدین نہیں کرتا اس کی نماز خراب ہے یہ بھی دکھا دیتا، اور اس حدیث کو اللہ یا رسول ﷺ سے صحیح ثابت کرتا۔

جب تم ہمیں کہتے ہو کہ تمہیں اور کوئی بات کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ تو جس کو اللہ یا رسول ﷺ نے صحیح نہیں کہا ہے تمہیں کیا حق ہے کہ تم اس کو پیش کرو۔ یہ رائے پرست معلوم نہیں

کہاں سے آ گیا ہے؟۔ ویسے کہ رہا ہے کہ میں اہل حدیث ہوں، میں اہل حدیث ہوں۔

اہل حدیث تو تب ہو کہ حدیث سے ثابت کردے۔ اس کے نزدیک حضرت مالک بن الحویرث ؓ کی نماز بھی غلط ہے کیونکہ اس میں تیسری رکعت کی رفع یدین نہیں آئی۔ یہ واضح کرے کہ یہ خلاف سنت ہے یا نہیں۔ یہ نماز خراب ہے یا نہیں؟۔ اس میں سجدے کی رفع یدین آئی ہے جو یہ نہیں کرتا۔ تو ان کے نزدیک اس کی نماز خراب ہوئی۔ اور مالک بن حویرث ؓ سے سجدوں کی رفع یدین کی حدیث یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔

خدا کے بندو! شہر میں بیٹھے ہوا سے کہو کہ جا کر گنتی پڑھ لے۔ اور اٹھارہ کی نفی اور دس کا اثبات ہمیں دکھادے۔ جس کے لئے ہم ترس رہے ہیں۔ ساری دنیا میں جھوٹا اہل حدیث پھرتا ہے۔ لیکن حدیث ایک بھی نہیں دکھا سکتا۔ جس میں اٹھارہ کی نفی ہو، دس کا اثبات، سنت کا لفظ ہو، ہمیشہ کا لفظ ہو، اور جو اس طرح نماز نہیں پڑھتا اس کی نہیں ہوتی یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔

اور اس حدیث کو دلیل شرعی اللہ یا رسول ﷺ سے ثابت کرے۔

یہ امت پرست پتا نہیں کہاں سے آ گیا ہے۔ ویسے کہتا ہے کہ میں نبی ﷺ کے مقابلے میں کسی نبی کا کلمہ بھی نہیں پڑھتا کیا ابن ہمامؒ تیرا نبی ہے؟۔ جس کا قول تو پیش کر رہا ہے۔ زیلعیؒ تیرا نبی بن گیا ہے جس کا قول ہمارے سامنے تو پیش کر رہا ہے؟۔ ابراھیم ؑ کا کلمہ نہیں پڑھتا لیکن ابن ہمامؒ کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔

شاید یہ پھر بھاگ رہا ہے خواب پر اعتراض کرنے کے لئے پہلے اپنے آپ کو سنگسار ہونے کے لئے تو پیش کر۔ خواب میں جو احتلام ہوتا ہے وہ اپنی بیوی سے تو نہیں ہوتا کسی اور کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے اپنے آپ کو چوک میں کھڑے ہو کر سنگسار کرواؤ۔ تاکہ معلوم ہو کہ مناظر صاحب آ گئے ہیں اور خوابوں پر اعترض کرتے پھر رہے ہیں۔

میں واضح الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ دس ماہ بھی لگا آئے تو حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ یہ جو کہتے ہیں ہمارے پاس ۴۰۰ احادیث ہیں۔ ہمارے پاس ۱۲۰۰ احادیث ہیں۔ ہمارے پاس ۱۰۰

ہمارے پاس ۴۰ احادیث ہیں۔ آج انہیں ایک حدیث بھی نہیں مل رہی ہے۔ ایک بھی نہیں مل رہی۔

مولوی عبدالرشید ارشد صاحب۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. امابعد.

مولانا امین صاحب کتابوں کو تھپڑ مارنا شروع ہو گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کتابیں دلائل [illegible] نہیں کر رہی ہیں۔ اور یہ دو آدمی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرائے پر لائے گئے ہیں۔

مولانا آپنے بار بار یہ بات کی ہے کہ اٹھارہ جگہ کی نفی پیش کرو۔ مولانا کو ابھی تک یہ بھی پتا نہیں کہ عدم ثبوت عدم ذکر کے لئے نہیں ہوتا۔ (کسی نے لقمہ دیا تو کہا) عدم نفی کی دلیل نہیں ہوتا (حضرت کے ہنسنے پر کہتا ہے) مولوی صاحب کو سمجھ آ گئی ہے ہنس رہے ہیں۔ اب مولوی صاحب اعتراضات پر آ گئے ہیں۔ کیونکہ ان کی عادت ہے انہوں نے کوئی ایسی بات کر دینی ہوتی ہے کہ نصرت کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی سے ہوا ہے۔

مولوی صاحب ایمانداری کی بات ہے مسجد میں بیٹھے ہو یہیں کتاب میں سے دکھادیں کہ مرزا قادیانی سے نصرت کا نکاح اس کے دعویٰ نبوت کے بعد ہوا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اس کے دعویٰ نبوت کے بعد ہوا۔

قاضی عبد الرشید صاحب۔

آپ یہ دکھادیں ہم مان لیں گے۔ آپ نے اپنی بیٹی صفیہ بیگم کا نکاح غیر مقلد سے کر دیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یہ جھوٹ ہے ثابت کرو۔ (۱)

قاضی عبد الرشید ارشد صاحب۔

مولانا کے سامنے میں نے حضرت مالک بن حویرثؓ کی حدیث پیش کی۔ پہلی تین حدیثیں بخاری کی عبداللہ بن عمرؓ سے پیش کیں۔ مالک بن حویرثؓ کی حدیث بخاری سے پیش کی ہے۔

مولانا کہتے ہیں کہ اس میں نو کا ذکر ہے۔ میں کہتا ہوں خدا کے لئے نو ہی مان لو۔ پھر کہتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا مالک اپنے علاقہ میں لوگوں کو ویسے نماز سکھانا جیسے میں نے تجھے بتایا ہے۔ میں تمہیں یہی بتانے لگا تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ جب اپنے ان نوجوان ساتھیوں کو مدینے سے رخصت کرتے ہیں۔ آپ نے ان کو نصیحتیں کیں ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی۔

صلوا کما رأیتمونی اصلی.

اے میرے نوجوان ساتھیو! جا رہے ہو لیکن نماز ایسے پڑھنا جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور مالک بن حویرثؓ فرماتے ہیں بخاری کی اس حدیث میں جو میں نے پیش کی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کی ہے۔ تم

حضرتؒ کے داماد کی تحریر

بندہ محمود حسن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ بندہ اہل سنت والجماعت حنفی ہے، بندہ کے بارے میں سسر مرحوم (حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ) کی زندگی میں جو یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا رہا کہ یہ غیر مقلد ہے بندہ اس پر فقط یہی کہتا ہے۔ لعنة اللہ علی الکذبین.

رکوع جاتے وقت بھی نہیں کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی نہیں کرتے۔ اور اعتراض تمہارا یہ ہے کہ اس میں دسویں کا ذکر نہیں ہے۔ آپ نو تو مان لیں۔

پھر کہا بخاری صفحہ ۱۱۳ پر آتا ہے کہ مالک بن حویرثؓ جب رکوع جاتے تو تکبیر کہتے۔ وہاں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ تو اگر وہاں رکوع کی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے تو کیا نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کا ذکر موجود ہے؟۔ مولانا امین صاحب!

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ ٱلْكِتَٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

اگر اس میں رکوع کی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ تو نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنے کا بھی تو ذکر نہیں ہے؟۔ لھذا اچھٹی کرو چھوڑ دو اپنے امام کے قول کو سامنے رکھ کر۔

اور کہا کہ یہی حدیث نسائی میں بھی ہے۔ اس میں سجدوں کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟۔ میں نے جو بخاری سے پیش کی ہے میں اسے صحیح سمجھتا ہوں اس میں ذکر ہے کہ سجدوں میں اللہ کے نبی ﷺ نے رفع یدین نہیں کی۔ میرا ایمان ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے سجدوں کے اندر رفع یدین نہیں کی تھی۔ اس لئے میں بھی سجدوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتا۔

مولانا امین صاحب تم مناظرے کرتے رہتے ہو آج قاضی عبدالرشید کو بھی جواب دو۔ یہ جو مالک بن حویرثؓ والی روایت نسائی سے پڑھی ہے۔ جس میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ تمہارے نزدیک صحیح ہے تو اس پر عمل کیوں نہیں ہے؟۔ مولانا امین صاحب یا تو تم منکر حدیث ہو یا تمہیں پتا ہے کہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اگر حدیث صحیح ہے تو عمل کرو وگرنہ لوگ کہیں گے کہ حدیث کو صحیح بھی مانتے ہیں لیکن عمل پھر بھی نہیں کرتے۔ اس لئے ہوش سے بات کرو۔

حدثنا ابو حاتم الرازی سمعت یقول عبدالرزاق یقول اخذ اهل مکة رفع الیدین فی الصلوة فی الا بتداء

والرکوع ورفع الرأس من الرکوع عن ابن جریج واخذ
ابن جریج عن عطاء واخذ عطار عن ابن زبیر و اخذہ ابن
زبیر عن ابی بکرن الصدیق عن النبی ﷺ.

حدیث بیان کی ہمیں ابوحاتم رازی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرزاق سے سنا ہے
عبدالرزاق کہتے ہیں۔

اخذ اھل مکۃ رفع الیدین.

کہ اہل مکہ نے رفع یدین لی ہے۔مولانا فرما رہے ہیں کوفہ کا ذکر تو نہیں ہے۔ تجھے کوفہ
مبارک مجھے مکہ اور مدینہ مبارک عبدالرزاق فرماتے ہیں۔

اخذ اھل مکۃ رفع الیدین فی الصلوۃ فی الابتداء
والرکوع ورفع الراس من الرکوع.

رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت یہ رفع الیدین ابن جریج سے لی ہے۔ابن
جریج نے حضرت عطاء سے اور عطاء بن رباح وہ ہیں جن کے متعلق امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے۔

ما رأیت افضل من عطاء بن ابی رباح.

میں نے بہت افضل آدمی دیکھے مگر عطا بن رباح سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔اور عطا بن
رباح نے ابن زبیرؓ سے لی ہے اور ابن زبیرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین
اصطفٰی. اما بعد.

اب یہ صحاح ستہ کو چھوڑ کر اور طرف چلے گئے ہیں اور اس میں بھی نہ اٹھارہ کی نفی ہے اور نہ
دس کا اثبات ہے۔اور نہ اس میں یہ ہے کہ اس کے بغیر نماز خراب رہتی ہے۔اور نہ یہ کہ اس حدیث

کو اللہ یا رسول ﷺ نے صحیح فرمایا ہے۔

اب بھاگے ہیں ابن جریر کے پاس اور یہ نہیں بتایا کہ اس نے مکہ میں رہ کر متعہ بھی کیا تھا۔
اب یہ متعہ والوں کے پاس جاتے ہیں جو رات کو سوتے وقت ایک چھٹانک تیل .... ڈالتا تھا
قوت باہ کے لئے۔

دیکھو اب کتنا اچھا آدمی ڈھونڈا ہے۔اس میں اس کا تو کچھ نہیں بنتا لیکن یہ پتا چل گیا کہ
شیعہ ہیں کیونکہ وہیں جاتے ہیں۔بھاگ بھاگ کر متعہ والوں کے پاس ہی جاتے ہیں۔باقی رہی
یہ بات کہ تم اگر حدیث کو صحیح مانتے ہو تو عمل کیوں نہیں کرتے؟۔اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ماننے اور
عمل کرنے میں بعض اوقات فرق ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم سچا مانتے ہیں لیکن تابعداری ہم
اپنے نبی پاک ﷺ کی کرتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کوفہ جا کر اللہ کے نبی ﷺ
والی نماز سکھائی جہاں ہزار سے زائد صحابہ پہنچے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پہلی تکبیر کے وقت
رفع یدین کی اور پھر کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کی [1]۔

(۱). اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن مبارک عن سفیان
عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن
عبداللہ قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ قال فقام فرفع
یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد. (نسائی ص ۱۵۸ ج ۱)

ترجمہ۔خبر دی ہمیں سوید بن نصر نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہم سے عبداللہ
بن مبارک نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن
اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ انہوں نے
فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی خبر نہ دوں؟ علقمہ فرماتے ہیں پس
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ رفع یدین کی
پھر نہیں کی۔

ہمارا مسئلہ مسئلہ توحید کی طرح ہے۔ کہ ایک جگہ اثبات باقی ہر جگہ نفی۔ یہ روایت نسائی شریف میں موجود ہے۔ یہ اٹھارہ کی نفی اب تک نہیں دکھا سکا۔

حضرت براء بن عازب ؓ انصاری صحابی ہیں انہوں نے حضرت پاک ﷺ والی نماز سکھائی۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلی تکبیر کے وقت اللہ کے نبی پاک ﷺ نے رفع یدین کی اور پھر نہیں کی۔ [1] اثبات بھی پورا آ گیا اور نفی بھی پوری آ گئی۔

یہی حدیث ابوداؤد میں مذکور ہے۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبة ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله ابن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول الله ﷺ قال فصلی فلم یرفع یدیه الا مرة. (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱، ترمذی ص ۳۵ ج ۱)

بیان کیا ہمیں ابوعثمان ابی شیبہ نے وہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہمیں وکیع نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے عبدالرحمن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ علقمہ فرماتے ہیں پس حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہیں کی مگر پہلی مرتبہ۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے سنن ترمذی ص ۳۵ ج ۱، ابن حزم نے صحیح کہا ہے۔ محلی ابن حزم ص ۳۵۸ ج ۲، اس کے سب راوی مسلم کے ہیں۔ الجواہر النقی ص ۲۵۔

(۱). حدثنامحمد بن الصباح البزاز ثنا شریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء ان رسول الله ﷺ کان اذا افتتح الصلوة رفع یدیه الی قریب من اذنیه ثم لا

حضرت جابر بن سمرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے کچھ لوگ نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے میں اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح شریر گھوڑے اپنی دمیں جھاڑتے ہیں۔ سکون کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ [1]

رسول اقدس ﷺ نے نماز کے اندر رفع یدین کرنے والوں کو شریر گھوڑے قرار دیا۔ کہ وہ شریر گھوڑے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے حج اور نماز کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ سات جگہ سے زیادہ رفع یدین نہیں ہے۔ حج میں چھ جگہ اور ایک جب تو نماز میں کھڑا

یعود. (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱)

بیان کیا ہم سے محمد بن صباح البزاز نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں شریک نے یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے۔ انہوں نے براء بن عازب ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے کانوں کے قریب تک پھر نہیں کرتے تھے۔

(۱). حدثنا عبدالله بن محمد النفیلی ثنا زهیر ثنا الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم الطائی عن جابر بن سمرة قال دخل علینا رسول الله ﷺ والناس رافعو ایدیهم قال زهیر اراه وقال فی الصلوة فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة. (مسلم ص ۱۸۱ ج ۱، نسائی ص ۱۷۶، طحاوی ص ۲۹۸ ج ۱، مسند احمد ص ۹۳ ج ۵ وسنده جید ابو داؤد ص ۱۵۰ ج ۱)

ہو[1]۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت مسند حمیدی جو کہ مکہ میں لکھی گئی ہے۔ اسمیں یہ ہے کہ حضرت ﷺ جب پہلی تکبیر فرماتے تو رفع یدین کرتے پھر رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے[2]۔ اور سجدوں کے درمیان بھی نہیں کرتے تھے۔

ولا یرفع بین السجدتین.

اس حدیث پر یہ بہت شور کرتے ہیں کہ یہ فلاں نسخہ میں نہیں ہے۔

---

(۱). عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین یفتتح الصلوٰۃ (رواہ الطبرانی زیلعی ص ۱۶۰ ج ۱)

(۲). حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال ثنا الزہری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین (مسند حمیدی ص ۲۷۷)

مسند حمیدی کا قلمی نسخہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں موجود ہے۔ اس میں صفحہ ۷۹ پر اور جو مکمل نسخہ موسیٰ زئی شریف میں ہے اس کے بھی ص ۷۹ پر یہ حدیث ہے اور حمیدی اور زہری کے درمیان سفیان کا واسطہ موجود ہے اگرچہ مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی سے سفیان کا واسطہ رہ گیا ہے۔ حضرت اوکاڑویؒ نے یہ دونوں قلمی نسخے چیک کئے ہوئے تھے۔

جن نسخوں کا مولانا نے یہ حوالہ دیا ہے ان میں یہ روایت قطعاً موجود ہے اور ابو عوانہ میں بھی حدیث ہے[1]۔ پہلے حدیث لائے یہی ایک دفعہ رفع یدین والی، پھر دو والی، پھر تین والی۔ گنتی ہمیشہ ایک دو تین ہوتی ہے۔ تین دو تین نہیں ہوتی یہ کہتے ہیں کہ پہلی میں بھی تین دفعہ ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ ابو عوانہ کو تین تک کی گنتی بھی صحیح نہیں آتی تھی۔

وہ پہلے تین والی لائے پھر دو والی پھر تین والی اور ان کے کام کی وہاں ایک بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں نہ اٹھارہ کی نفی ہے، نہ دس کا اثبات، نہ سنت کا لفظ ہے نہ ہمیشہ کا لفظ ہے اور نہ یہ کہ جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور نہ یہ کہ اس حدیث کو اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ نے صحیح فرمایا ہو۔

ہم یہی کہتے ہیں کہ جس طرح جوتی پہن کر نماز پڑھنے کی احادیث بخاری، مسلم میں موجود ہیں[2]۔ جوتی اتار کر نماز پڑھنے کی کوئی حدیث بھی بخاری، مسلم میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود سنت جوتی اتار کر نماز پڑھنا ہے نہ کہ پہن کر نماز پڑھنا۔

---

(۱)۔ مسند ابی عوانہ کے صفحہ ۹۱ ج ۲ پر یہی روایت موجود ہے اور اس میں سفیان کا واسطہ موجود ہے۔

(۲). حدثنا آدم بن ایاس قال نا شعبۃ قال نا ابو مسلمۃ سعید بن یزید الازدی قال سألت انس بن مالک اکان النبی ﷺ یصلی فی نعلیہ قال نعم. (بخاری ص ۵۶ ج ۱، مسلم ص ۲۱۷ ج ۱)

بیان کیا ہمیں آدم بن ابی ایاس نے انہوں نے فرمایا بیان کیا ہمیں شعبہ نے انہوں نے فرمایا خبر دی ہمیں ابو مسلمۃ سعید بن یزید ازدی نے انہوں نے فرمایا سوال کیا میں نے انس بن مالکؓ سے کہ کیا رسول اللہ ﷺ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے؟۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔

کیا انہوں نے وہ حدیث مان کر مساجد میں یہ اشتہار لگا رکھے ہیں کہ جو جوتی اتار کر نماز نہ پڑھے اسے پانچ لاکھ روپے انعام۔

میں کہتا ہوں کہ یا تو یہ پکے منکرین حدیث ہیں کہ جوتی پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔ بچی اٹھا کر نماز پڑھنے کی احادیث بخاری، مسلم میں موجود ہیں [1] مگر بچی کو نیچے اتار کر نماز پڑھنے کی احادیث بخاری مسلم میں نہیں ہیں۔ یا تو یہ پکے منکر حدیث ہیں ورنہ جب ان میں سے ایک نماز شروع کرے تو دوسروں کو چاہئے کہ بچہ اٹھا کر اس پر سوار کر دیا کرے۔ تا کہ بخاری، مسلم کی روایت کے مطابق اس کی نماز صحیح ہو جائے۔

اسی طرح روزہ میں مباشرت کرنا بخاری، مسلم میں موجود ہے [2] ۔ کیا یہ روزہ رکھ کر بیوی

(۱). حدثنا عبدالله بن یوسف قال نا مالک بن عامر بن عبدالله بن الزبیر عن عمرو بن سلیم الزرقی عن ابی قتادة الانصاری ان رسول الله ﷺ کان یصلی وهو حامل امامة بنت زینب بنت رسول الله ﷺ ولابی العاص بن ربیعة بن عبدالشمس فاذا سجد وضعها واذا قام حملها (بخاری ص ۷۴ ج ۱)

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں عبداللہ بن یوسف نے انہوں نے فرمایا خبر دی ہمیں مالک نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے انہوں نے ابو قتادہ انصاری سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ نے امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ اور بنت ابو العاص بن ربیعہ بن عبدالشمس کو اٹھایا ہوا ہوتا۔ پس جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے۔ جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

(۲). حدثنا سلیمان بن حرب عن شعبة عن الحکم عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة قالت کان النبی ﷺ یقبل ویباشر وهو

کو چاٹنے لگتے ہیں۔ اور سارا دن چاٹتے رہتے ہیں کہ اگر نہ چاٹا تو روزہ خلاف سنت ہو جائے گا۔

اگر یہ سنت کا لفظ رفع یدین کے ساتھ اپنی طرف سے لگا رہا ہے تو یہاں بھی سنت کا لفظ اپنی طرف سے لگا دے۔ اور ہمیشہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرے تا کہ پتا چلے کہ اب یہ ترقی کر گئے ہیں اور بخاری، مسلم پر عمل ہو رہا ہے [1] ۔

صائم وکان املککم لاربه (بخاری ص ۲۵۸ ج ۱ ، مسلم ص ۳۵۳)

بیان کیا ہم سے سلیمان بن حرب نے وہ شعبة سے وہ حکم سے وہ ابراہیم سے وہ اسود سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ بوسہ لیتے اور مباشرت کرتے اس حال میں کہ آپ ﷺ روزے سے ہوتے تھے۔ اور آپ ﷺ کو تم سے زیادہ اپنی حاجت پر کنٹرول حاصل تھا۔

(۱). حدثنا محمد بن عرعرة قال حدثنا شعبة عن منصور عن ابی وائل قال کان ابو موسی الاشعری یشدد فی البول ویقول ان بنی اسرائیل کان اذا اصاب ثوب احدهم قرضه فقال حذیفة لیته امسک اتی رسول الله ﷺ سباطة قوم فبال قائماً. (بخاری ص ۳۶ ج ۱)

ترجمہ۔ بیان کیا ہم سے محمد بن عرعرہ نے وہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے شعبہ نے منصور سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے فرمایا ابو موسیٰ پیشاب کے بارے میں سختی کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی کے کپڑے کو جب پیشاب لگ جاتا تو وہ اس کو کاٹ دیتا تھا۔ پس حذیفہ نے فرمایا اس سختی پر جمے رہنا۔ رسول اللہ ﷺ قوم کی روڑی پر آئے پس آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تھا۔

ہمیشہ ایک کپڑے میں نماز پڑھے [1] کہ کبھی ایک جراب ہو اور کہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہوں دوسرا کپڑا میرے جسم پر نہیں ہے۔ کیا یہ اس متواتر حدیث پر عمل کرتا ہے؟۔

اب یہ بات سب پر واضح ہو چکی ہے کہ ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکا ہے۔ کہ جس میں اٹھارہ کی نفی ہو، دس کا اثبات ہو، ہمیشہ کا لفظ ہو، سنت کا لفظ ہو، جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز خراب ہوتی ہے۔ اور اس حدیث کو اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ نے صحیح کہا ہو۔ قیامت تک یہ ثابت نہیں کر سکتا۔

میں نے جو روایات پڑھی ہیں میں واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ اللہ، رسول ﷺ نے نہ ان کو صحیح کہا ہے نہ ان کو ضعیف کہا ہے۔ جہاں اللہ رسول ﷺ کی بات نہ ملے وہاں اپنے مجتہد کی بات ماننا ضروری ہوتی ہے۔

---

(۱)۔ حدثنا مطرف ابو مصعب قال ثنا عبدالرحمن ابن ابی موالی عن محمد بن المکندر قال رأیت جابرا یصلی فی ثوب واحد وقال رأیت النبی ﷺ فی ثوب واحد۔ (بخاری ص ۵۱ ج ۱، مسلم ص ۱۹۸)۔ ح۴۰۶۔

ترجمہ بیان کیا ہم سے ابو مصعب مطرف نے انہوں نے فرمایا بیان کیا ہمیں عبدالرحمٰن بن ابو موالی نے محمد بن منکدر سے انہوں نے فرمایا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔ نیز ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی روایت امام بخاری عمر بن ابی سلمہ سے تین مرتبہ لائے اور ام ھانی کی روایت بھی لائے ہیں۔

مالک عن ھشام بن عروہ عن ابیہ عن عمر بن ابی سلمہ انہ رأی رسول اللہ ﷺ یصلی فی ثوب واحد مشتملاً بہ فی بیت ام سلمۃ واضعاً طرفیہ علی عاتقیہ۔ (موطاء مالک ص ۱۲۳)

ہمارے امام نے بتا دیا ہے کہ پہلی رفع یدین سنت ہے۔ پھر سنت نہیں ہے۔ امام کا یہ [illegible] تمام احادیث کو صحیح کر دیتا ہے۔ میں چونکہ حنفی مقلد ہوں میں نے ان کا صحیح ہونا اپنے امام [illegible] ثابت کر دیا ہے۔ یہ نہ تو ان روایات کو امام صاحب سے ضعیف ثابت کر سکتے ہیں کہ ان کا [illegible] ثابت کر دیں۔ نہ اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت کر سکتے ہیں کہ انہوں نے ان احادیث کو ضعیف [illegible] نہ اللہ تعالیٰ سے ثابت کر سکتے ہیں۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ جھوٹے اہل حدیث ہیں ان [illegible] قطعا حدیث سے ثابت نہیں، قطعا ثابت نہیں قطعا ثابت نہیں۔

وآخر الدعوانا ان الحمدللہ رب العلمین۔

بندہ کے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ حضرت کے اس قول کے تحت غیر مقلدین اور مرزائیت کا باہمی ربط اور ہم آہنگی ہم مسلک و ہم مشرب ہونے کو ذرا ضبط تحریر میں لایا جائے۔ کہ ان دونوں فرقوں کی طبائع ایک دوسرے سے کتنی ملتی ہیں۔ اور

الجنس یمیل الی الجنس۔

کے تحت ان کی طبائع ایک دوسرے کی طرف کس طرح مائل ہیں یہ دونوں فرقے ہی تقلید سے آزاد ہو کر ذہنی آوارگی کی فضا میں جب پرواز کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر ان دونوں فرقوں کی آپس کی محبت و الفت کو دیکھ کر ہی لکھا گیا ہے۔

کبوتر با کبوتر و باز با باز
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

ان دونوں فرقوں کی سرحدوں کا آپس میں ملنا اس لئے بعید نہیں تھا کہ دنوں کی بنیاد سلف سے بدگمانی اور ان کی تقلید سے آزاد ہو کر ان پر بدزبانی پر ہے۔ تقلید نہ کرنے پر دونوں کا اتفاق ہے۔ اور پھر مسائل میں کبھی اختلاف اور اکثر اتفاق۔ ان دونوں فریقوں کی طبائع کا ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر ملنا اور ایک دوسرے کی طرف اس قدر میلان اور عشق و محبت اور مسائل میں اتفاق کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہو

سکتی ہے کہ غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی محمد حسین بٹالوی اور مرزا قادیانی ہم مکتب
تھے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا۔

ہاں میں تو جوانی سے جانتا ہوں اور میں اور مرزا صاحب بچپن میں ہم مکتب بھی تھے۔
اور پھر اس کے بعد ہمیشہ ملاقات رہی۔ (سیرۃ المھدی ص ۲۵۸ ج ۱)

مشہور ہے کہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ چنانچہ مرزا نے مولوی محمد
حسین کو دیکھ کر تقلید چھوڑ دی۔ اگر چہ کہلواتا حنفی تھا دھوکہ دینے کے لئے لیکن در
حقیقت غیر مقلد تھا چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے۔

آپ نے اپنے لئے کسی زمانے میں بھی اہل حدیث کا نام پسند نہیں فرمایا، حالانکہ
عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے
زیادہ ملتا جلتا تھا۔ (سیرۃ المھدی ص ۴۹ ج ۲)

بعض مسائل میں تو کیا ابھی آپ ملاحظہ فرمالیں گے کہ جن مشہور مسائل میں غیر
مقلدین زیادہ شور مچاتے ہیں ان تمام میں مرزا بھی ان کی گود میں بیٹھا نظر آتا ہے۔
چنانچہ غیر مقلدین کے نزدیک بھی فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور مرزا قادیانی کے
نزدیک بھی ضروری ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے۔ مولوی شیر علی صاحب نے
مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور
دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے ہی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔
(سیرۃ المھدی ص ۴۹ ج ۲)

نیز آنکہ لکھتا ہے۔

حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت
کو سننا چاہئے اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہئے۔ اور اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی
کے لئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ حضرت صاحب اس
مسئلہ میں اہل حدیث کے موید تھے۔ (سیرۃ المھدی ص ۵۰ ج ۲)

دیکھیں یہ بات کتنی واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی کس قدر اہل حدیث تھا۔ نیز مزید لکھتا

-۴
حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک
دفعہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا حضور فاتحہ خلف الامام
اور رفع یدین اور آمین کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ طریق حدیثوں
سے ثابت ہے اور ضرور کرنا چاہئے۔ (سیرۃ المھدی ص ۶۴ ج ۳)

مرزا اپنے مریدین کو کیسے مزے سے اہل حدیث بنا رہا ہے۔ اگر چہ مرزا بشیر آگے
لکھتا ہے کہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ فاتحہ خلف الامام والی بات تو حضرت صاحب
سے متواتر ثابت ہے مگر رفع یدین اور آمین بالجہر والی بات کے متعلق میں نہیں سمجھتا
کہ حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہو۔ (ایضاً)

اگر چہ مرزا بشیر رفع یدین اور آمین بالجہر کا انکار کرتا ہے لیکن قرأت خلف الامام کا
مسئلہ تو مرزا سے متواتر ثابت کرتا ہے۔ نیز غیر مقلد بھی سینے پر ہاتھ باندھ کر اکڑ کر
کھڑے ہوتے ہیں اور مرزا بھی سینے پر ہاتھ باندھتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں نے
حضرت احمد علیہ السلام (لعنۃ اللہ علیہ) کو بارہا نماز فریضہ اور تہجد پڑھتے دیکھا آپ
نماز نہایت اطمینان سے پڑھتے، ہاتھ سینے پر باندھتے، دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو
سہارا لیتے۔ آمین آہستہ پڑھتے تھے رفع یدین کرتے تھے، رفع سبابہ یاد نہیں مگر
اغلباً کرتے تھے، تہجد میں دو رکعت وتر جدا پڑھتے اور پھر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ
پڑھتے تھے، خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے علم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رفع
یدین نہیں کرتے تھے مجھے حضرت صاحب کا رفع سبابہ کرنا بھی یاد نہیں۔ گو میں نے
بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ رفع سبابہ کرتے تھے۔ (سیرۃ المھدی
ص ۴۸ ج ۳)

اگر چہ مرزا بشیر نے رفع یدین اور رفع سبابہ میں اختلاف کیا ہے لیکن یہ تسلیم کیا ہے کہ
سینے پر ہاتھ باندھنے میں مرزا غیر مقلد تھا۔ نیز بھی دو رکعت الگ ایک رکعت الگ

پڑھتا تھا، جبکہ احناف تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھتے ہیں اس میں بھی مرزا غیر مقلد ہوا۔

غیر مقلدین مصافحہ ایک ہاتھ سے کرتے ہیں جبکہ احناف ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے۔ مرزا کبھی ایک ہاتھ سے کبھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتا تھا اس میں بھی غیر مقلد تھا کیونکہ احناف کے نزدیک دونوں ہاتھوں سے ہی سلام کرنا ہے نہ کہ ایک ہاتھ سے۔ چنانچہ مرزا البشیر لکھتا ہے۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصافحہ کبھی صرف دائیں ہاتھ سے کرتے تھے اور کبھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں سے کرتے تھے (سیرۃ المھدی ص ۳۳۲ ج ۳)

دوسرے غیر مقلدین کی طرح مرزا بھی تقلید سے ڈرتا اور بھاگتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جو مقلد ہو گئے وہ میرے دام میں نہیں پھنسے گا، چنانچہ تقلید کے بارے میں شعر لکھتا ہے۔

مولوی صاحب بھی توحید ہے سچ کہو کس جرم کی تقلید ہے

(سیرۃ المھدی ص ۶۸ ج ۳)

مرزا قادیانی بھی غیر مقلدین کی طرح دن رات تقلید کی مذمت کرتا اور غیر مقلدین کی تعریف۔ چنانچہ اس کا بیٹا مرزا البشیر الدین محمود غیر مقلدین کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

فرقہ اہل حدیث اپنی اصل کے لحاظ سے ایک نہایت قابل قدر فرقہ ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے بہت سے مسلمان بدعات سے آزاد ہو کر اتباع سنت نبوی سے مستفیض ہوئے ہیں۔ (سیرۃ المھدی ص ۲۹ ج ۲)

غیر مقلدین کے نزدیک بھی جمع بین الصلوتین جائز ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے۔

سوال۔ فی زمانہ کثرت سے رواج ہے کہ مسلم حصول انعام کے لئے مثلاً آپ شائد

فٹ بال کھیلا کرتے ہیں اور کھیلنے کے باعث عصر و مغرب کی نماز ترک کر دیتے ہیں اور پھر قضا نماز پڑھ لیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے۔ (محمد مصطفیٰ)

جواب۔ نماز قضا کر کے پڑھنا بلا وجہ جائز نہیں ہے کھیلنے والوں کو چاہئے کہ پہلے افسروں سے تصفیہ کر لیں کہ نماز کے وقت کھیل کود چھوڑ دیں گے۔ وہ اگر نہ مانیں تو عصر کے ساتھ ظہر ملا کر پڑھ لیں۔

(فتاوی ثنائیہ ص ۶۳۲ ج ۱)

نیز ایک آدمی کے اس سوال کے جواب میں کہ مجھے نوکری کی وجہ سے عصر کی نماز کی فرصت نہیں ملتی تو کیا ظہر کے وقت عصر کی نماز ملا کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ لکھتے ہیں واقعی اگر وقت عصر نہیں ملتا ظہر کے ساتھ جمع کر لیا کریں۔

(فتاوی ثنائیہ ص ۶۱۵ ج ۱)

جبکہ احناف کے نزدیک یہ جائز نہیں چنانچہ لکھا ہے۔

ولا یجتمع فرضان فی وقت بلا حج. (شرح وقایہ)

مرزا غلام احمد قادیانی اس مسئلہ میں غیر مقلد تھا اور جمع بین الصلوتین کرتا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

چونکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا نماز شروع ہوئی لیکن چونکہ حضرت صاحب اور آپ کے ساتھی گھر پر نماز جمع کر کے آئے تھے اس لئے آپ نماز میں شامل نہیں ہوئے۔ (سیرۃ المھدی ص ۸۸ ج ۲)

نیز لکھتا ہے۔

مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ایام جلسہ میں نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ میں تمام لوگ نہ سما سکتے تھے۔ تو کچھ لوگ جن میں خواجہ کمال الدین صاحب بھی تھے ان کوٹھوں پر جو اب مسجد میں شامل ہو گئے ہیں اور پہلے ہندوؤں کے گھر تھے، نماز ادا کرنے کے لئے چڑھ گئے۔ اس پر ایک ہندو

مالک مکان نے گالیاں دینا شروع کر دیں کہ تم لوگ یہاں شوربا کھانے آجاتے ہو۔ اور میرا مکان گرانے لگے ہو۔ غرضیکہ کافی عرصہ تک بدزبانی کرتا رہا۔ نماز سے سلام پھرتے ہی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سب دوست مسجد میں آجائیں۔ چنانچہ دوست آگئے اور بعد جمع بین الصلوتین حضور علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ (سیرۃ المھدی ص۲۲۰ ج۳)

نیز لکھتا ہے۔

مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کے وقت بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے۔ تم حضرت مسیح موعود سے دریافت کرو کہ ہم کیا کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا اور فرمایا کہ صبح و شام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ (سیرۃ المھدی ص۲۴۵ ج۳)

نیز لکھا ہے۔

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ جولائی ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود گورداسپور کی کچہری سے باہر تشریف لائے۔ اور خاکسار سے کہا انتظام کرو نماز پڑھ لیں۔ خاکسار نے ایک دری نہایت شوق سے اپنی چادر پر بغرض جائے نماز ڈال دی۔ اور حضرت مسیح موعود کی اقتدا میں نماز ظہر وعصر ادا کی اس وقت غالباً ہم بیس احمدی مقتدی تھے۔ (سیرۃ المھدی ص۲۶۸ ج۳)

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ مرزا جمع بین الصلوتین کے مسئلہ میں بھی غیر مقلد تھا

احناف کے نزدیک تو یہاں تک احتیاط تھی کہ نماز باجماعت میں عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے نماز فاسد ہو جاتی ہے، لیکن غیر مقلدین اتنا عرصہ عورتوں کی جدائی کیسے برداشت کرتے۔ انہوں نے اس کو فقہ کا مسئلہ کہ کر اس کا انکار کر دیا اور لکھا۔

ولو حازت امراۃ رجلاً ولکانت مشتھاۃ ولا حال بینھما ولو فی صلوٰۃ مشترکۃ تحریمۃ واداء واتحدت الجھۃ لا تفسد صلوۃ الرجل ولو نوالامام امامتھا وعند الاحناف تفسد. (نزل الابرار ص ۱۰۰ ج ۱)

ترجمہ۔ اگر عورت مرد کے محاذات میں آکر کھڑی ہو جائے اگرچہ عورت ایسی ہو جس سے شہوت ہوتی ہو۔ اور مرد اور عورت کے درمیان کوئی چیز حائل بھی نہ ہو اگرچہ تحریمہ اور ادا کے اعتبار سے نماز میں مشترک ہوں اور جہت بھی ایک ہو۔ تو آدمی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگرچہ امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہو اور احناف کے ہاں فاسد ہو جائے گی۔

مرزا قادیانی نے غیر مقلدین کے اس عیش پرستی والے مسئلے کو دیکھا تو چھلانگ لگا کر غیر مقلدوں کی صف میں کھڑا ہو گیا۔ اور کہا جب تم اپنی بیویوں سے نماز میں جدا ہونا پسند نہیں کرتے تو میں کیوں کروں۔ چنانچہ مرزا بھی اپنی بیوی کو ساتھ کھڑا کر کے نماز پڑھنے لگا۔ چنانچہ مرزا بشیر لکھتا ہے۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تھے تو حضرت ام المؤمنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت ام المؤمنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر

آجاتے ہیں اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ (سیرۃ المھدی ص ۱۳۱ ج ۳)

نیز غیر مقلدین کے نزدیک بھی جرابوں پر مسح جائز ہے اور مرزا قادیانی نے کہا میں کیوں پاؤں ٹھراتا رہوں۔ غیر مقلدین کی اتباع میں اسی مسئلہ پر عمل کرتا ہوں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

نماز عصر کا وقت آیا تو حضرت صاحب نے اپنی جرابوں پر مسح کیا اس وقت مولوی محمد موسیٰ صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب دونوں باپ بیٹا موجود تھے ان کو مسح کرنے پر شک گزرا تو حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت کیا یہ جائز ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ جائز ہے۔ (سیرۃ المھدی ص ۲۶ ج ۲)

نیز آگے لکھا ہے۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے تھے اور ان پر مسح فرماتے تھے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو جرابیں اوپر نیچے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتیں۔ کبھی تو سرا آگے لٹکا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت آجاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی اور دوسری الٹی۔ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے۔ (سیرۃ المھدی ص ۱۲۷ ج ۲)

مسائل میں اتفاق کی وجہ سے غیر مقلدین اور مرزا قادیانی میں تعلق بھی خوب تھا۔ چنانچہ مرزا البشیر الدین محمود لکھتا ہے۔

دعوائے مسیحیت سے قبل مولوی محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ قادیان سے انبالہ چھاؤنی جاتے ہوئے آپ مع اہل وعیال کے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر بٹالہ میں ایک رات ٹھہرے تھے اور مولوی صاحب نے بڑے اہتمام سے حضرت صاحب کی دعوت کی تھی۔ (سیرۃ المھدی ص ۹۴ ج ۲)

نیز لکھتا ہے۔

میاں خیر دین سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ دعویٰ سے پہلے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود مولوی محمد حسین بٹالوی کے مکان واقع بٹالہ پر تشریف فرما تھے۔ میں بھی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو مولوی صاحب خود حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھ دھلانے آگے بڑھے۔ حضور نے ہر چند فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نہ دھلائیں مگر مولوی صاحب نے باصرار آپ کے ہاتھ دھلائے اور اس خدمت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ ابتدا میں مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کی زاہدانہ زندگی کی وجہ سے آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ (سیرۃ المھدی ص ۱۴۴ ج ۳)

آپ نے دیکھ لیا کہ غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی محمد حسین بٹالوی اور مرزا کے درمیان کس قدر تعلق تھا اور بٹالوی صاحب کو مرزا کے علاوہ اور کسی کی زاہدانہ زندگی متاثر نہ کر سکی۔ کیا اس وقت پاک و ہند میں اور بزرگ موجود نہ تھے؟۔ بزرگ یقیناً موجود تھے لیکن بٹالوی صاحب کی طبیعت نہیں ملتی تھی۔ کیونکہ وہ سارے اہل سنت والجماعت حنفی تھے۔ اور احناف سے بٹالوی صاحب کی طبیعت گھبراتی تھی اور مرزا قادیانی سے لگتی تھی۔ شاید بٹالوی صاحب کے نزدیک زاہدانہ زندگی کا معیار یہ ہوگا کہ روڑے کی جگہ گڑ سے استنجا کرنا اور گڑ کی جگہ روڑے کھانا اور جرابیں الٹی سیدھی پہن کر افیون کھانا۔ یا زاہدانہ زندگی کا معیار بڑوں کی تقلید کو چھوڑ کر در در کے دھکے کھانا ہوگا۔ اور یہ چیزیں واقعتاً مرزا اور غیر مقلدین میں قدر مشترک تھیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے بٹالوی صاحب نے مرزا کی کتاب براھین احمدیہ پر تقریظ بھی لکھی۔ چنانچہ سیرت المھدی حصہ اول ص ۲۶۵ پر اس کی تقرظ بھی موجود ہے۔

چنانچہ دعوت کھانے کھلانے اور تقریظ لکھنے لکھانے پر ہی یہ کام ختم نہیں ہوا بلکہ غیر مقلدین نے یہاں تک کہہ دیا کہ مرزائی کے پیچھے نماز جائز ہے۔

چنانچہ لکھا ہے۔

میرا مذہب اور عمل یہ ہے کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔ چاہے وہ شیعہ ہو

یا مرزائی۔ (اہل حدیث ص ۶/ ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

نیز مولانا عبدالجبار صاحب نے بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر لکھی ہے۔ بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزائی اعتقادات وغیرہ فرقوں کے اعتقادات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کو کفر لازم آتا ہے۔ بلکہ علماء نے ان پر کفر کا فتوٰی بھی دیا ہے۔ اس لئے ان کی تو اپنی نماز بھی جائز نہیں ہے۔ پھر ان کے پیچھے ہماری کیونکر ہوگی۔ دراصل یہی ایک سوال ہے جس نے مسلمانوں کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل خدا کے حضور میں کھڑے نہیں ہو سکتے۔ (مجموعۃ الفتاوی ص ۱۲۱۸ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۴ اپریل ۹۱۰۸)

اسی طرح مسئلہ امامت واقتداء میں بھی مولوی ثناء اللہ نے قادیانی کی اقتداء کو جائز قرار دیا ہے۔ (فیصلہ مکہ ص ۷)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اس فتوٰی پر عمل کرتے ہوئے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھی۔ (فیصلہ مکہ ص ۳۶)

مرزا سے غیر مقلدین کا تعلق صرف نماز پڑھنے تک ہی محدود نہ رہا، بلکہ غیر مقلدین نے مرزا کو شرف دامادیت سے بھی نوازا اور نکاح بھی مولوی نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا، اور نکاح کی فیس کیا لی؟۔ پانچ روپے اور ایک مصلے۔

چنانچہ مرزا البشیر الدین لکھتا ہے۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میری شادی سے پہلے حضرت صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کی دوسری شادی دلی میں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا۔ تو چونکہ اس کے پاس اس وقت تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب بھی اہل حدیث تھے اور اس سے بہت میل ملاقات رکھتے تھے۔ اس لئے اس نے حضرت صاحب کے پاس میر صاحب کا نام لیا، آپ نے میر صاحب کو لکھا۔ شروع میں میر صاحب نے اس تجویز کو بوجہ تفاوت عمر ناپسند کیا مگر آخر رضا مند ہو گئے۔ اور پھر حضرت صاحب مجھے بیاہنے دلی گئے۔

آپ کے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملاوامل بھی تھے۔ نکاح مولوی نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا۔ یہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۰۲ھ بروز پیر کی بات ہے۔ اس وقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین کو پانچ روپے اور ایک مصلے نذر کیا تھا۔ (سیرۃ المھدی ص ۵۶)

آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا کے رشتے کے لئے کیا تگ ودو کی اور اپنے اس غیر مقلد بھائی کو بیاہنے میں کیسے مخلص ثابت ہوا۔ اور نکاح پڑھانے کی سعادت مولوی نذیر حسین (غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل) نے حاصل کی۔ چنانچہ عام غیر مقلدین نے جب اپنے علماء کا عشق ومحبت مرزا سے دیکھا اور یہ دیکھا کہ ہمارے علماء اس گوہر نایاب کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اس کی دعوتیں کرتے ہیں، اس پر فدا ہوتے ہیں، اس کی کتاب پر تقریظ لکھتے ہیں، مرزا کے ہاتھ دھلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور اس کو اپنے لئے باعث برکت خیال کرتے ہیں۔ اور مرزے کی الٹی سیدھی زندگی کو زاہدانہ زندگی سمجھتے ہیں، بلکہ چار قدم آگے بڑھ کر مرزے پر اہل حدیث لڑکی قربان کرتے ہوئے اس کا نکاح مرزے سے کر دیتے ہیں۔ تو ان کے دل میں بھی اپنے غیر مقلد بھائی کی عظمت اور محبت سرایت کر گئی۔ اور وہ بھی اپنے اس اچھوتے داماد پر مر مٹنے کی لئے تیار ہو گئے۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ جب مرزا قادیانی نے اپنی دجالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نبوت کا دعوٰی کیا تو بہت سے غیر مقلد بزبان حال یہ کہتے ہوئے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

ایک ہی جست میں مرزا کے پہلو میں جا بیٹھے چنانچہ خواجہ عبدالرحمٰن کشمیری کا والد پہلے غیر مقلد تھا پھر مرزائی ہوا۔ مرزا البشیر لکھتا ہے۔

خواجہ عبدالرحمٰن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ کہ ایک دفعہ مجھے نماز میں حضرت مسیح موعود صاحب کے ساتھ کھڑا ہونے کا موقع ملا اور میں چونکہ

میں احمدی ہونے سے قبل وہابی (اہل حدیث) تھا۔ (سیرۃ المہدی ص ۲۹ ج ۳)
اسی طرح مرزا کا خلیفہ اول حکیم نورالدین بھیروی بھی غیر مقلد تھا۔ چنانچہ مرزا بشیر لکھتا ہے۔

حضرت مسیح نے مولوی نورالدین کو یہ لکھا کہ آپ یہ اعلان فرما دیں کہ میں حنفی المذہب ہوں (حالانکہ آپ جانتے تھے کہ مولوی صاحب عقیدتاً اہل حدیث تھے۔ (سیرۃ المہدی ص ۴۸ ج ۲)

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں کہ حکیم نورالدین اہل حدیث تھا غیر مقلدیت کے راستے سے دجال قادیان کے قصر دجال تک پہنچا۔ اور مرزا اس کو حنفی المذہب ہونے کا کیوں کہہ رہا ہے؟۔ تاکہ حنفیوں کو جعلی نبوت کے فریبی جال میں پھنسایا جا سکے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا کے پاس کوئی حنفی نہیں پھنسا تھا ورنہ مرزا جو کام نورالدین سے لینا چاہتا تھا اسی سے لے لیتا۔ اسی طرح میاں عبداللہ سنوری بھی غیر مقلدیت سے قصر دجال میں پہنچا تھا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین لکھتا ہے۔

بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں میں سخت غیر مقلد تھا اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا اور حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا۔ (سیرۃ المہدی ص ۱۶۲ ج ۱)

یہ تو حضرات غیر مقلدین کی مرزا قادیانی پر نوازشیں تھیں جو مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر دی گئیں۔ جبکہ حضرات علمائے دیوبند نے مرزا قادیانی کے خلاف جو محاذ آرائی کی وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہے۔

یہاں صرف ایک مرد قلندر کا ذکر کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں جس نے غیر مقلدین کے اس غیر مقلد داماد (مرزا قادیانی) کو عدالت میں گھسیٹ کر ذلیل و رسوا کیا اور مرزے کی نیندیں حرام کیں۔ وہ شخصیت قائد اہل سنت والجماعت وکیل صحابہ سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ

مرقدہ) کے والد بزرگوار، صاحب التصنیف والتحقیق رئیس المناظرین حضرت مولانا ابوالفضل کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

چنانچہ حضرت قاضی مدظلہم نے اپنے والد محترم کی اس جدوجہد کا تذکرہ فرماتے ہوئے ماہنامہ حق چار یار مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نمبر میں لکھا ہے۔

میرے والد ماجد رئیس المناظرین حضرت مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر (وفات ۱۷ جولائی ۱۹۴۶ء) نے جب مرزا قادیانی دجال و کذاب کا تقریر و تحریر کے ذریعے رد شروع کیا تو اس نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں والد صاحب کے خلاف سخت توہین آمیز الفاظ لکھے، جس پر والد صاحب نے اس کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔

مقدمہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم میں دائر کیا گیا تھا اور پھر ۲۹ جون ۱۹۰۳ء کو ضلع گورداسپور میں منتقل ہو گیا تھا۔ تمام کاروائی کے بعد مجسٹریٹ لالہ آتما رام نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو اپنا مفصل فیصلہ سنایا جس کے آخر میں لکھا کہ۔

"ملزم نمبرا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو عمر اور حیثیت کا خیال کر کے ہم اس کے ساتھ رعایت برتیں گے۔

ملزم نمبرا۔ اس امر میں مشہور ہے وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفین کے خلاف لکھا کرتا ہے اگر اس کے میلان طبع کو برمحل نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہوگا۔" ۱۸۹۷ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے ملزم کو ہر قسم تحریرات سے باز رہنے کی فرمائش کی تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا کہ، "ہر قسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا نظر بر حالات یا ایک معقول تعداد جرمانہ کی ملزم پر ہونی چاہئے۔

اور ملزم نمبر۲۔ (یعنی حکیم فضل دین) پر اس سے کچھ کم۔ لہذا ہوا کہ ملزم نمبر ا۔/500 روپے جرمانہ دے اور ملزم نمبر۲/200/ روپے جرمانہ دے ورنہ اول الذکر چھ ماہ اور آخر الذکر پانچ ماہ قید محض میں رہیں۔ حکم سنایا گیا۔" (دستخط حاکم)

پھر مرزا قادیانی نے اپیل دائر کی جس میں وکیل ایک انگریز تھا اور اس اپیل میں اس کی سزا معاف ہوگئی۔

والد صاحب کے خلاف پیش گوئیاں۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں والد صاحب مرحوم کے خلاف حسب ذیل پیشین گوئیاں شائع کی تھیں۔

(۱) کرم الدین جہلمی مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشین گوئی تھی

رب کل شیء خادمک فاحفظنی وانصرنی وارحمنی.

خدا نے مجھے اس مقدمہ سے بری کیا۔

(۲) کرم دین جہلمی کے اس مقدمہ فوجداری سے مجھے بریت دی گئی جو گورداسپور میں دائر تھا۔

(۳) کرم دین کے مقدمہ فوجداری کے لئے گورداسپور گیا تو مجھے الہام ہوا

یسئلونک من شانک، قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون.

اپنی جماعت کو یہ سنا دیا۔

(۴) ۲۹ جون ۱۹۱۳ء کی رات کے وقت یہ فکر ہو رہی تھی کہ ان مقدمات کرم دین کا کیا انجام ہوگا۔ الہام ہوا۔

ان اللہ مع الذین اتقو والذین ھم محسنون.

نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمات کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔

قارئین کرام اندازہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کتنا دجال وکذاب ہے کہ گورداسپور کی اس عدالت سے تو اس کو سزا سنائی گئی۔ جس میں مقدمہ دائر تھا۔ لیکن وہ اس کو بھی اپنی فتح قرار دے رہا ہے۔ حالانکہ بعد میں اس کی یہ سزا اپیل کے ذریعے معاف ہوگئی۔ لیکن سزا تو بہرحال اس کو سنائی گئی۔

جہلم اور گورداس پور کے مذکورہ مقدمات کی تفصیل مع سرکاری ریکارڈ کے حضرت والد مرحوم نے اپنی کتاب تازیانہ عبرت میں شائع کر دی ہے۔ اور اس میں

مرزا قادیانی کے متضاد عقائد واحوال کا بھی ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ہرنولی نے شائع کیا ہے۔ ان سے یہ تاریخی دستاویز دستیاب ہوسکتی ہے۔

عدالتی جہاد

ہم عصر علماء میں والد صاحب کو یہ فوقیت اور سابقیت حاصل ہے کہ آپ نے بلاواسطہ مرزا قادیانی کا مقابلہ کیا۔ اس کو سرکاری عدالت میں گھسیٹا۔ قادیانی دجال وکذاب اور سنی مجاہد والد صاحب مرحوم عدالت میں آمنے سامنے کھڑے ہوئے اور حق تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے والد صاحب مرحوم کامیاب ہوئے۔ اور قادیانی دجال کو سزا سنائی گئی۔ یہی وہ عدالتی جہاد ہے جس کی قادر مطلق نے مولانا ابوالفضل دبیر کو توفیق عطا فرمائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

چنانچہ مرزا البشیر احمد سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۹۵ اور ص ۱۲۹ اور ۲۹۷ پر یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے ہوئے ان عدالتی زخموں کو چاشا نظر آتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
غیر مقلد مناظر
پیر بدیع الدین راشدی
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ
موضوع
تقلید

مختصر تعارف

پیر بدیع الدین شاہ راشدیؔ عرف پیر جھنڈا

چونکہ حضرت اوکاڑویؒ کا تعارف تو مشہور و معروف ہے جبکہ غیر مقلد مناظر پیر بدیع الدین راشدی کا تعارف اکثر حضرات سے مخفی ہے، اس لئے وہ قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

سندھ میں اہل سنت والجماعت کا ایک قدیم علمی خاندان ہے جو راشدی خاندان کہلاتا ہے، یہ سب سنی حنفی ہیں اور سندھ اور بیرون سندھ میں اس خاندان کی بہت علمی خدمات ہیں۔ اس خاندان میں تقریباً سات پشت اوپر ایک بزرگ گزرے ہیں جو صاحب الروضہ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا اسم گرامی جناب پیر سید راشد اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ تھا۔ آپؒ کی طرف منسوب ہو کر یہ لوگ راشدی کہلائے۔ یہ سب حنفی تھے۔ پیر بدیع الدین شاہ صاحب کے دادا جان حضرت پیر رشد اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ، وہ بھی حنفی تھے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے، جن میں سب سے بڑے خلف اکبر اور گدی نشین حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحب راشدی قدس سرہٗ تھے، جن کے فرزند اکبر حضرت اقدس پیر وہب اللہ شاہ صاحب لا زالت شموس فیوضھم بازغة علینا آج کل پیر جھنڈو شریف میں صاحب درگاہ شریف ہیں، اور یہ سب نسلاً بعد نسل حنفی ہیں۔

حضرت پیر رشد اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی وراثت شرعی حصوں کے مطابق اپنی اولاد میں تقسیم فرما دی تھی اور سب بیٹوں کے مشورہ سے گدی نشین حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ کو بنایا گیا۔ کیونکہ باپ اور بھائیوں کے متفقہ فیصلہ کے مطابق آپ ہی اس کے سب سے زیادہ اہل تھے۔

حضرت مولانا پیر رشد اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ کے وصال کے بعد باقی سب بھائی تو اپنے والد گرامی اور اپنے متفقہ فیصلے پر قائم رہے مگر پیر احسان اللہ شاہ صاحبؒ نے اپنے والد گرامی اور بھائیوں کے متفقہ فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ سے گدی نشینی کے بارے میں جھگڑا کیا، بلکہ مقدمہ بازی شروع کر دی۔ چونکہ یہ گدی علمی گدی تھی، اس کی اہلیت اور عدم اہلیت کے بارے میں متفقہ طور پر دار العلوم دیوبند سے استفتاء کیا گیا۔ دار العلوم دیوبند سے فتوٰی آیا کہ گدی میں وراثت کی بجائے اہلیت کو دیکھا جاتا ہے، چونکہ آپ کے والد صاحب اور سب بھائیوں نے متفقہ طور پر حضرت مخدوم پیر ضیاء الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ کو اس کا اہل قرار دیا ہے، اب ان کے ساتھ جھگڑا جائز نہیں۔ یہ فتوٰی اب بھی درگاہ شریف میں محفوظ ہے۔ یہ فتوٰی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب قدس سرہٗ کا تحریر فرمایا ہوا ہے اور امام العصر حضرت مولانا علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی دستخط ہیں۔ اس فتوٰی کے بعد جناب پیر احسان اللہ شاہ صاحبؒ نہ صرف دار العلوم دیوبند سے ہی ناراض ہو گئے، بلکہ سنیت اور حنفیت کو ہی خیر باد کہہ کر غیر مقلد بن گئے۔ ان کے دو صاحبزادے ہیں پیر محب اللہ شاہ صاحب اور پیر بدیع الدین شاہ صاحب۔ یہ دونوں بھی غیر مقلد ہیں اور آپس میں بھی مذہبی طور پر دونوں بھائی ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں۔ پیر محب اللہ شاہ صاحب رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑنے کو سنت رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں مگر پیر بدیع الدین شاہ صاحب رکوع کے بعد قومہ میں سینے پر ہاتھ باندھنے کو سنت رسول اللہ ﷺ قرار دیتے ہیں۔ اس مسئلہ میں خوب رسالہ بازی ہوتی رہی ہے جس میں علمی طور پر پیر محب اللہ شاہ صاحب کا پلہ بھاری ہے۔ اللہ تعالٰی کا تعارف قرآن پاک میں یوں ہے۔

بَدِيعُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ

آسمانوں اور زمینوں کو نئے انداز میں پیدا کرنے والا۔ چونکہ پیر صاحب نے دین میں نئے نئے مسائل پیدا فرمائے ہیں، اس لئے آپ پیر بدیع الدین کہلاتے ہیں۔

جناب بدیع الدین شاہ صاحب کے صاحبزادے پیر نور اللہ شاہ صاحب سانحہ حرم شریف میں نائب امام مہدی تھے۔ اس لئے سعودی حکومت نے اسے مرتدوں میں قتل کیا اور بدیع الدین

شاہ صاحب کا داخلہ بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بند ہے۔ ان کو وہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ اس لئے رسالہ پر جو آپ کے نام کے ساتھ الگی لکھا ہے یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے خانہ کعبہ شریف سے بتوں کو نکال کر ان کا داخلہ بند کر دیا تھا۔ اب وہ بت اپنے آپ کو الگی کہیں اور لوگ ان بتوں کو اس پر رئیس المحققین، سلطان المحدثین، شیخ العرب والعجم کا خطاب دیں تو یہ اس فرقہ کی علمی موت کی دلیل ہے۔ الراشدی کی نسبت جن بزرگوں کی طرف ہے وہ سنی حنفی تھے۔ جب یہ مسلک ہی پیر صاحب نے چھوڑ دیا تو اب راشدی کہلا کر دنیوی مفاد حاصل کرنا محض قبر فروشی ہے۔ آپ مشہور غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے شاگرد اور ثنائی غیر مقلد ہیں۔

پھلی ملاقات۔

میری پہلی ملاقات جناب پیر بدیع الدین صاحب سے اس وقت ہوئی جب میں پہلی دفعہ سندھ میں گیا اور ماتلی ضلع بدین کے قریب ایک بستی گوٹھ عثمان علی کیریا میں پیر صاحب سے میرا تاریخی مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ چھ گھنٹے کا ہے جس میں مسئلہ تقلید، قرأت خلف الامام، آمین پر مناظرہ ہوا اور پیر صاحب کا علمی پندار خاک میں مل گیا۔ اس مناظرہ کی کیسٹیں جب سندھ اور بیرون سندھ بلکہ حرمین شریفین تک پہنچیں، کیسٹیں سن کر اپنوں اور بیگانوں سب کا متفقہ فیصلہ یہی رہا کہ پیر بدیع الدین شاہ کو نہایت ذلت آمیز تاریخی شکست ہوئی ہے۔ اس مناظرہ کے بعد تقریباً چار سال تک تو پیر صاحب پر موت کی سی خاموشی طاری رہی۔ آخر ان کی جماعت نے منت سماجت کی کہ یہ بات تو آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ آپ میں مناظرہ کی اہلیت بالکل نہیں ہے۔ اس لئے آپ آئندہ کبھی مناظرہ کی غلطی نہ کریں لیکن تحریر و تقریر کے ذریعہ فقہاء پر تبرا بازی اور احناف کی کردار کشی کی مہم کا آغاز فرمائیں۔

(تجلیات صفدر ج ۶ ص ۳۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلٰوۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب ہے اس میں اطاعت واتباع حکم اور رد میں تین درجے بیان کئے ہیں۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

أَطِيعُواْ ٱللَّهَ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس کتاب قرآن پر ایمان لے آئیں۔ جب مسلمانوں نے یہ اطیعو اللہ سنا تو اس کو مان لیا اس کے آگے آیا۔

وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ

تو جو کچھ مسلمان جو تھے انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ کو ماننا خدا کا انکار کرنا ہے ہم اطیعوا الرسول نہیں مانتے۔ انہوں نے نبی اقدس ﷺ کی سنتوں کا انکار کر دیا اور بہانہ یہ بنا دیا کہ رسول ﷺ مخلوق ہیں اور خدا خالق ہے خالق مخلوق میں بڑا فرق ہوتا ہے ہم دونوں کے کلاموں کو گڑبڑ نہیں کرنا چاہتے۔ ہم حدیث اور سنت کو نہیں مانتے۔

لیکن الحمد للہ ہم نے یہاں بھی کہا سمعنا و اطعنا. اے اللہ ہم نے تیری بات سنی، ہم

اطیعوا الرسول پر ڈٹ چکے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (۱)

وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ

اور وہ لوگ جو اہل استنباط ہیں خود قرآن نے اس کا معنی بتایا ہے۔

ٱلَّذِينَ يَسۡتَنۢبِطُونَهُۥ

استنباط کہتے ہیں کنواں نکالنے کو کہ دیکھئے کچھ پانی اوپر ہے اور کچھ زمین کے نیچے ہے۔ ایک آدمی جب کنواں نکال رہا ہے وہ کنواں نکالنے والا پانی کا خالق نہیں ہے۔ ایک قطرے کا بھی خالق نہیں ہے لیکن اس نے جب کنواں نکال لیا آپ سب لوگ اس سے وضو کر رہے ہیں، غسل کر رہے ہیں، کھانا پکا رہے ہیں۔ آپ سب اس کا شکریہ ادا کر رہے ہیں جس نے یہ استنباط کیا ہے جس نے یہ کنواں نکالا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولی الامر، استنباط کرنے والے کی بات بھی مانو۔ لیکن ہمارے بعض دوست ایسے نکلے انہوں نے کہا کہ ہم اطیعوا اللہ کو مانیں گے، ہم اطیعوا الرسول کو مانیں گے، لیکن تیرے قرآن کا یہ لفظ اولی الامر منکم، اور یہ لفظ الذین یستنبطونہ نہیں مانیں گے۔

انہوں نے خالق مخلوق کا فرق کیا تھا۔ انہوں نے امتی نبی کا فرق بیان کر کے مجتہد کی تقلید سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہا۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔

اولی الامر کا ویسے لفظی ترجمہ حاکم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مجتہد کو حاکم قرار دے رہے ہیں اب امام ابوحنیفہؒ اور جو مجتہد ہیں وہ ہیں ہمارے حاکم ہمیں ان کی اطاعت کا حکم ہے اور جو مانے ان کی بات کو وہ رعایا ہے۔

اور غیر مقلد کسے کہتے ہیں؟

(۱)۔ النساء آیت ۵۰

جو نہ مجتہد ہو اور نہ رعایا بلکہ حاکم کا باغی ہو اس آدمی کو غیر مقلد کہا جاتا ہے۔

میں نے قرآن پاک میں تفسیر بیان کی ہے کہ استنباط کہتے ہیں کنواں نکالنے کو۔ امام ابو حنیفہؒ نے کتاب وسنت کی تہہ میں جو موتی تھے مسائل کے وہ بھی نکال کر ہمارے سامنے رکھ دئے۔ میں نے بتایا تھا کہ کنواں نکالنے والا پانی کا خالق نہیں ہوتا پانی خدا کا پیدا کیا ہوا ہوتا ہے۔ عرض کیا تھا کہ پانی نکالنے والا ہے مجتہد۔ اور آپ لوگ شکر گذاری کے ساتھ امام ابوحنیفہؒ کے مسائل پر عمل کر رہے ہیں۔ آپ شکر گذار ہیں۔

اور ایک آدمی ہے اس کا نہ کوئی اپنا کنواں ہے دنیا میں، اور وہ استنباط کر نہیں سکتا، لیکن نہ آپ کے ساتھ چلتا ہے۔ یہ گویا کہیں کبھی نالی سے پانی پی لیتا ہے، کبھی جوہڑ سے۔ تو یہ شخص وہ ہے جو تقلید مجتہد کو چھوڑ کر جا رہا ہے۔

میں نے جو مثالیں بیان کی ہیں یہ بھی قرآن کے لفظوں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجتہد کو اولی الامر فرمایا مجتہد حاکم ہے، مقلد رعایا ہے، اور جو بغاوت کرتا ہے وہ غیر مقلد ہے۔

مجتہد اہل استنباط میں سے ہے وہ نیچے کی تہہ میں سے پانی نکالنے والا ہے، اور مقلد شکریہ ادا کر کے اس کو استعمال کرنے والا ہے، اور غیر مقلد وہ شخص ہے جو نہ کسی کے کنویں کا پانی استعمال کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی اس کا اپنا کنواں ہے۔

اور اسی طرح جس طرح اطاعت میں تین درجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ٱتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُمۡ

اللہ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی ہے اس کو مان لو پھر فرمایا۔

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ (۱)

اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ آپ اعلان کر دیں کہ جب تک تم میری اتباع نہیں کرو گے۔

(۱)۔ آل عمران آیت ۳۱

تم خدا کے پیارے نہیں بن سکتے۔

اسی قرآن میں تیسری آیت ہے۔ (۱)

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

اور تقلید کر اس شخص کے مذہب کی جو میری طرف رجوع رکھنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حکم کے بارہ میں تین قسم کے احکام دیئے۔ اللہ فرماتے ہیں۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ

حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ منکرین حدیث نے کہا کہ ہم نے یہ بات مان لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (۲)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

نبی بھی حکم ہے۔ منکرین حدیث کہنے لگے ہم نہیں مانتے اور پھر قرآن میں ہے۔

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا

بخاری میں لکھا ہے کہ ربانی کے معنی فقیہ ہوتے ہیں (۳) قرآن نے فقیہ کو بھی حکم قرار دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اطاعت میں اتباع میں رد میں اور حکم میں چاروں باتوں میں تین درجے بیان فرمائے ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے بارہ آیتیں قرآن کی پڑھی ہیں۔ اس کے مقابلے

(۱)۔ سورۃ لقمان آیت ۱۵

(۲)۔ النساء آیت ۶۵

(۳)۔ وقال ابن عباس کونوا ربانیین حکماء علماء فقهاء۔ (بخاری ص ۱۴)

میں اگر حضرت صاحب ایک آیت پڑھ کر سنا دیں اس قرآن سے، یہ نہ سنائیں مجھے کہ کافروں کے پیچھے نہ جاؤ، مشرکوں کے پیچھے نہ جاؤ، گناہ گاروں کے پیچھے نہ جاؤ۔

مجھے اس قرآن پاک میں سے صرف ایک آیت یہ سنا دیں کہ مجتہد کی تقلید کرنا، اولی الامر کی بات ماننا، اہل اتباع کی اتباع کرنا، اہل استنباط کی طرف رجوع کرنا، مجتہدین کو اپنا حکم سمجھنا یہ بدعت ہے، شرک و کفر ہے۔

جو بھی ہے یا قرآن پاک نے کم از کم اس سے منع کر دیا ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے خدا کی کتاب ہاتھ میں لے کر یہ کہہ رہا ہوں خدا کی قسم اس قرآن میں ایک بھی آیت، ایک بھی آیت موجود نہیں ہے جس میں مجتہد اولی الامر، اہل استنباط اور اہل ذکر، اور فقہاء کی تقلید سے منع کیا گیا ہو، روکا گیا ہو۔

اللہ نے جس طرح اپنی اتباع کا حکم دیا، اپنے رسول ﷺ کی اتباع کا حکم دیا، اسی طرح مجتہد کی اتباع کا حکم قرآن جسے اولی الامر کہتا ہے، جسے قرآن اہل استنباط کہتا ہے، اور فرمایا۔ (۱)

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾

لوگو تم دو قسم کے ہو ایک وہ جو اہل ذکر ہیں، ذکر کے معنی ہیں یاد، جس کو دین کے تمام اصول و فروع سارے مسائل اچھی طرح یاد ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جو لا تعلمون۔

تم اچھی طرح جانتے نہیں ہو اس قرآن میں نماز کا حکم ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور زکوۃ کا حکم اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتے ہیں۔

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

(۱)۔ سورۃ النحل آیت ۴۳

اور پوچھو تم اہل ذکر سے اور یہاں بالکل یہ قید قرآن میں موجود نہیں ہے کہ جب تک اہل ذکر دلیل بیان نہ کریں تم بات نہ کرنا۔ صحابہ ؓ اور تابعین کے فتاوٰی موجود ہیں۔ بہت سے فتاوٰی آپ کو حدیث کی کتابوں میں ملیں گے۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ استفتاء متواتر چلا آ رہا ہے۔[1] مفتی سے فتویٰ پوچھا جاتا ہے، وہ بغیر دلیل کے فتویٰ لکھا کرتا تھا۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں تقلید صحابہ ؓ کے دور سے آج تک متواتر چلی آ رہی ہے۔[2]

اور جو میں نے حدیث معاذ ؓ [3] پڑھی تھی قرآن کے بالکل موافق ہے۔ کہ سب سے پہلے اللہ کی بات، اس کے بعد سنت رسول ﷺ۔ یاد رکھئے حضور ﷺ کے زمانہ میں حضور ﷺ کے حکم سے پورے یمن میں حضرت معاذ ؓ کی شخصی تقلید ہوتی رہی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے ان کو یمن میں بھیجا اور کہا کہ یمنی جب بھی مسئلہ پوچھیں گے فتویٰ کون دیں گے؟۔ اکیلے حضرت معاذ ؓ حضور ﷺ کی دور میں پورے صوبہ یمن میں لوگ حضرت معاذ ؓ کی تقلید

(۱). فهذا كيف ينكره احد مع ان الاستفتاء لم يزل بين المسلمين من عهد النبي ﷺ. (عقد الجيد ص ۳۹)

(۲). ان الناس لم يزالوا عن زمن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب الاربعة يقلدون من اتفق من العلماء من غير تقييد من احد يعتبر انكاره ولو كان ذالک باطلا لانكروه. (عقد الجيد ص ۳۶)

(۳). حدثنا حفص بن عمر عن شعبة عن ابی عون عن الحارث بن عمرو بن اخی المغيرة بن شعبة عن اناس من اهل الحمص من اصحاب معاذ بن جبل ان رسول الله ﷺ لما اراد ان يبعث

کرتے تھے۔ اور پوری تاریخ میں ایک غیر مقلد بھی یمن میں نہیں تھا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

مولانا نے بہت سی آیتیں پڑھیں۔ لیکن ایک آیت میں بھی نہیں ہے کہ تقلید کریں، یا تقلید کرنی چاہئے۔ آپ نے کہیں تقلید کا لفظ سنا؟۔ قیامت تک خدا کی قسم ایک آیت نہیں دکھا سکتے۔ ایک حدیث نہیں دکھا سکتے جس میں تقلید کا لفظ ہو۔

جس لفظ کا نام خدا نے نہیں لیا اس کو مولانا واجب کہتے ہیں۔ آیت پڑھی ہے۔[1]

أَطِيعُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ

خود کہتے ہیں اس کا معنی ہے حاکم۔ حاکم تو حاکم کا معنی ہے۔ وہ حاکم ہے مولانا مجتہد کی تقلید کس طرح ثابت کرتے ہیں۔ حاکم وہ ہے جو بادشاہ ہے۔ مولانا نے ابو حنیفہؒ کا نام لیا ابو حنیفہؒ بادشاہ نہیں تھا۔

کہتا ہے حاکم کی اطاعت کرو۔ حاکم کیسے بنا؟۔ خود کہتا ہے کہ مجتہد حاکم ہے۔ یہ دوسری

معاذ الى اليمن قال كيف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بكتاب الله قال فان لم تجد فی كتاب الله قال فبسنة رسول الله ﷺ قال فان لم تجد فی سنة رسول الله ﷺ ولا فی كتاب الله قال اجتهد برائی ولا الو فضرب رسول الله ﷺ صدره فقال الحمد لله الذی وفق رسول رسول الله ﷺ لما يرضیٰ رسول الله (ابو داؤد ص ۵۰۵)

(۱)۔ سورۃ النساء آیت ۵۹

دلیل چاہئے یہ مقدمہ ناقص ہے ایک مقدمہ ہے **اولی الامر** کی اطاعت کرو۔ **اولی الامر** حاکم ہے۔ اب تیسری چیز مجتہد بھی حاکم ہے۔ یہ کہاں ہے؟۔ اس کی دلیل بھی لاؤ۔ اس کے بعد استنباط کی آیت کیا پیش کی۔ (۱)

لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ

یہ آیت انہوں نے پوری نہیں پڑھی پوری آیت ہے۔

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ ٱلْأَمْنِ أَوِ ٱلْخَوْفِ أَذَاعُوا۟ بِهِۦ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنْهُمْ

کوئی ڈر کی بات، کوئی بہانے کی بات، کوئی عمل کی بات آتی تھی تو وہ اس کو پھیلا دیتے تھے۔ تو یہ تو جھگڑے کی بات ہے۔ مسائل کی بات نہیں۔

بات چل رہی ہے مسائل میں، دینی احکام میں، تقلید کی جائے اس کے لئے مولانا کے پاس کوئی کتاب نہیں ہے، کوئی دلیل نہیں ہے، ایک آیت نہیں پڑھی۔

آگے کہتے ہیں۔ (۲)

ٱتَّبِعُوا۟ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ

حالانکہ پوری آیت مولانا نے نہیں پڑھی تم کافروں کی آیتوں کو پڑھو گے۔

ٱتَّبِعُوا۟ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ

اولیاء کی آیت بتاؤ یہ پوری آیت پڑھو۔ تابعدار بن جاؤ اس چیز کے جس کو اللہ نے اتارا

(۱)۔ سورۃ النساء آیت ۸۳

(۲)۔ الاعراف ۳

اس کے سوا کسی اولیاء کے پیچھے نہ لگو۔ بتاؤ امام ابوحنیفہؒ اولیاء تھے یا نہیں؟۔ یہاں اولیاء کی تابعداری سے منع فرما رہا ہے۔ تم کہتے ہو نہیں تقلید کرو۔ تقلید کا لفظ دکھاؤ اگر تمہارے پاس ہمت ہے تو دکھاؤ۔

آگے کہتے ہیں۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ

ٹھیک ہے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنی چاہئے مسلمان اس کو خوب جانتے ہیں۔

آگے کہتے ہیں یہاں بھی تقلید۔

وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ

یہاں پر تقلید کا لفظ غلط ہے اتباع کا لفظ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ترجمہ کریں۔ تابعدار ہو جاؤ اس کے راستہ کے جو میرے پیچھے لوٹا ہے۔ میری طرف رجوع کرنے والا ہے۔ اس کا تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ یہ تقلید کا لفظ ہے؟۔ تم تو ہو مقلد تمہیں کیا خبر کہ یہ مجتہد کے لئے ہے۔ عالم ہے، یہ افضل ہے، یہ اعلیٰ ہے، **مسلم الثبوت بشرح فواتح الرحموت**۔ تمہارے حنفیہ لکھتے ہیں کہ مجتہد میں عالم کو شامل کہنا کہ یہ عالم ہے یہ خود اجتہاد ہے۔ پہلے تو تم مجتہد بنو پھر کسی کو بناؤ۔ جب تم خود ہی مقلد ہو تو تمہیں کیا خبر کہ یہ اہل استنباط ہے یا نہیں۔ یہ بھی تمہیں معلوم نہیں ہے۔

پھر وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ کا معنی کیا ہے تقلید کرو۔ یہ قرآن میں صرف تحریف نہیں ہے۔ قرآن کا ترجمہ یہ کیا پہلے کسی نے کیا ہے؟۔ یہ کیا ہے کہ تقلید کرو؟۔ تقلید کا لغت میں اور معنی ہے، اتباع کا اور معنی ہے۔

آگے کہتے ہیں۔ **حتی یحکمک** ہمارا کیا ہے علماء کا اختلاف ہے۔ آیت ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

کہ رب کی قسم یہ مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک ہر جھگڑے میں تجھے اپنا حکم نہ بنالیں۔

آئمہ میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ اس پر ہمیں کیا حکم ہے؟۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم قرآن وحدیث کی طرف لوٹیں۔ مختلف ہیں تو ایسی صورت میں۔

فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ

جہاں کہیں اختلاف ہو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو اس کے بعد کہتے ہیں۔

فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

بات یہ ہے کہ اهل الذکر کون ہیں؟۔ ذکر ہے وحی الٰہی۔ تو وحی الٰہی والوں سے سوال کرو۔ اور لکھا ہے کہ جو قول وحی سے ثابت ہو اس کو لینا تقلید نہیں ہے۔ مولانا خود کہتے ہیں۔ جن کو اصول وفروع یاد ہوں اور انہیں یاد نہ ہوں۔ جب آپ کو اصول فروع ہی یاد نہیں ہیں تو پھر آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مجتہد ہے۔

اور خود کہتے ہو آگے آیت ہے لایعلمون. آپ سے پوچھیں کہ آپ عالم ہیں یا لایعلمون. پہلے آپ کہ چکے ہیں مقلد اب یہ کہتے ہیں کہ لایعلمون.

اب آپ ہی بتائیں کہ عالم کسے کہتے ہیں؟۔ یا کہو میں عالم نہیں ہوں یا کہو میں مقلد نہیں ہوں۔ ایک بات کہیں۔ اب آیت نے واضح کر دیا کہ اس آیت کا تعلق تقلید کے ساتھ ہے۔ آپ نے خود اس آیت کو تقلید پر چسپاں کیا ہے۔ پھر آپ یہ ثابت کریں کہ عالم تقلید نہیں کرتے۔

اور یہ آیت یہاں بہ کا معنی مولانا نے نہیں کیا کہ علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ ربانی فقہاء ہیں۔ لیکن بہ کا معنی نہیں کیا اسی کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں۔

[...]انزلنا التَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّٰنِيُّونَ

اسی تورات پر وحی الٰہی پر۔ تو کیا وحی الٰہی کو ماننا بھی تقلید ہے؟۔ اس کا ماننا بھی تقلید ہے۔ [...] وحی الٰہی کو ماننا تو تقلید نہیں ہے۔

پھر کہتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تقلید۔ ہم پوچھتے ہیں آپ نے خود حدیث پڑھی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں قرآن سے فیصلہ کروں گا، حدیث سے فیصلہ کروں گا۔ قرآن [...] اصلاح کروں گا پہلے، اگر یہی بات ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا قرآن سے لوگوں نے مانا قرآن کو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا حدیث کا تو لوگوں نے مانا حدیث کو یہ تقلید تو نہیں ہے۔

مؤید بالوحی کو ماننا تو تقلید نہیں ہے۔ اب آپ نے یہ خود سوال کہا ہے کہ سوال بلا دلیل ہوتا ہے اس کا معنی ہوا کہ تقلید بلا دلیل ہوتی ہے اور یہاں دلیل موجود ہے۔

اب سنیں میرے تین سوال۔

پہلا سوال۔

میرا یہ ہے کہ آپ تقلید کی جامع مانع تعریف کریں جو فقہاء نے کی۔ واضح لفظوں میں [...] ئیں کہ تقلید ہے کیا یہ چیز کیا ہے؟۔ واضح لفظوں میں، مختصر لفظوں میں بتائیں ہر کوئی سمجھ تو جائے کہ تقلید ہے کیا؟۔

دوسرا سوال۔

کہ تقلید کا لفظ، تقلید کا حکم یہ میرا سوال آخر تک رہے گا پورے قرآن مجید میں بسم اللہ سے لے کر والناس تک احادیث کی کتاب ہو کسی ایک میں لفظ دکھائیں کہ تقلید کا حکم ہے؟۔ یا کہا گیا ہو کہ تقلید کریں۔ حدیث کی کتاب ہو کسی نے تقلید کی ہے، یا کسی نے کرنے کا حکم دیا ہو، یا کوئی تقلید کرتا تھا، یا کسی نے حکم دیا ہو۔ ایک آیت پیش کر دیں جس میں تقلید کا لفظ ہو کہ تقلید لازم ہے،

واجب ہے۔ کسی چیز کو واجب کرنا ہو تو اس کا حکم قرآن یا حدیث سے چاہیئے۔

تیسرا سوال۔

یہ ہے کہ آپ کے نزدیک تقلید کا حکم کیا ہے؟۔ فرض، واجب، سنت، مستحب یا مباح یا حرام۔

آپ لکھ سکتے ہیں واجب ہے، واجب کس کو کہتے ہیں اور واجب کس چیز سے ثابت ہوتا ہے، واجب کی تعریف فقہاء نے کی وہ بیان کریں۔ اور واجب کے لئے حکم کیا ہے؟۔ واجب کے تارک کے لئے حکم کیا ہے؟۔ جو واجب کا منکر ہو اس کے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟۔ یہ تینوں باتیں واضح کر دیں۔ پھر آگے چلیں گے۔

بات واضح ہو گی پھر میں مختصر عرض کرتا ہوں مولانا نے جتنی بھی آیتیں پیش کیں کسی میں بھی تقلید کا لفظ نہیں ہے۔ خدا کے لئے غور کریں۔ کہ کسی آیت سے تقلید کا لفظ دکھائیں۔ سرے سے قرآن میں تقلید کا نام ہی نہیں ہے۔ امام شافعیؒ غیر مقلد، امام مالکؒ غیر مقلد اگر مقلد تھے تو مجتہد کیسے بنے۔

اگر مجتہد تھے تو وہ غیر مقلد ہوئے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی و الصلوٰۃ و السلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میں نے جو قرآن پاک کی آیتیں تلاوت کی تھیں حضرت نے صرف اس میں سے بنیادی طور پر ایک بات مجھ سے پوچھی ہے کہ سارے قرآن میں تقلید کا لفظ نہیں ہے۔ یہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے سب سے پہلے یہ اعتراض کیا تھا۔ اور وہی اعتراض پنجاب میں جناب

[illegible] اللہ اور روپڑی نے مجھ پر کیا تھا۔ وہ بھی کہتے تھے کہ سارے قرآن میں لفظ تقلید دکھادو میں مان جاؤں گا۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس سوال میں کیا بات ہے صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ یہ جو لفظ ہیں ت، ق، ل، ی، د۔ قرآن میں نہیں ہیں کیا؟۔ اگر لفظ قرآن میں نہ ہو اس کا مفہوم قرآن میں موجود ہو آپ نہیں مانیں گے؟۔

الیکشن کمپین میں سنا تھا کہ جناب وزیر اعظم نے یہ کہا تھا کہ قرآن میں خمر کا لفظ، شراب کا، خمر کا لفظ ہے۔ لیکن خمر کے آگے لفظ حرام قرآن میں لکھا ہوا نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ لفظ حرام قرآن میں نہیں ہے۔ اگر مجھے دکھا دیا جائے تو میں مانوں گا کہ شراب حرام ہے۔

اب لفظ حرام قرآن میں واقعی نہیں ہے تو اب یہ دھوکہ تھا اس شخص کا۔ کیا قرآن میں یہ لفظ موجود نہیں ہے جن کا مطلب حرام ہے تو جب لفظ کا مطلب موجود ہو تو لفظ کا مطالبہ کرنا یہ ایک دھوکہ ہوتا ہے۔ اور میں نے روپڑی صاحب سے یہ کہا تھا اور میں حضرت صاحب سے بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ قرآن پاک میں بسم اللہ کی با سے لے کر والناس کی سین تک جنازہ کا لفظ دکھا دیں۔ کیا جنازہ یہاں نہیں ہوتا ہے جب کوئی مر جاتا ہے؟۔ پورے قرآن میں لفظ جنازہ موجود نہیں ہے۔ لیکن کیا آپ جنازہ پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ اور آج کے بعد اپنے مردوں کو بغیر جنازے کے دفن کرنا شروع کر دو گے۔

حضرت جب تقلید کا معنی پیروی ہے اور حضرت نے مجھ سے یہ بھی پوچھا ہے کہ اتباع کا معنی تقلید کب سے بنا ہے۔ حضرت جتنی آیتیں مشرکین کے متعلق آتی ہیں کہ وہ اپنے باپ دادا کی تقلید کرتے تھے قرآن میں لفظ اتباع آتا ہے یا کوئی اور آتا ہے۔ وہاں آپ کے تمام مولوی حضرات نے اتباع کا معنی تقلید کیا ہے۔ اور آج آپ اس کا انکار کر رہے ہیں۔

یہ تو مشترکہ جواب ہو گیا کہ تقلید کے لفظ پر کوئی بات نہیں اس کا معنی مفہوم اطاعت میں موجود ہے، اتباع میں موجود ہے اور رجوع کے لفظ بھی موجود ہے، سوال کے لفظ میں موجود ہے۔ اس کے معنی کے بہت سے لفظ اللہ تعالٰی نے استعمال کر دیئے ہیں۔ میں پیر صاحب سے عرض

کروں گا کہ اگر آپ اصطلاحی لفظوں کے متعلق اس طرح لفظوں کی ضد پر آ گئے تو کیا مجھے بھی حق حاصل ہوگا کہ محدثین نے اصول حدیث میں حدیث کی جتنی قسمیں یہ شاذ ہے،، یہ معلول ہے، یہ محفوظ ہے، یہ منکر ہے، یہ لفظ بھی مجھے قرآن سے دکھا سکتے ہیں۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی دنیا کا شخص نہیں پیش کر سکتا۔ تو کیا اب سارے اصول حدیث کو دریا برد کر دیا جائے؟

مولانا یہ بات نہیں ہے۔ اس کے بعد مولانا نے ایک بڑی علمی تحقیق بیان کی ہے کہ آپ تو عالم نہیں ہیں اس لئے آپ مجتہد کو کس طرح پہچانیں گے۔ یہ بالکل ایسی بات ہے کہ کوئی آدمی بیمار سے یہ کہے کہ بھائی آپ بیمار ہیں آپ نے ڈاکٹری نہیں پڑھی آپ بالکل علاج نہیں کروائے جائیں علاج تو کسی تندرست کا ہونا چاہئے تھا۔

یہ کوئی بات ہے؟۔ قرآن کہتا ہے کہ جو نہیں جانتا وہی تو جائے گا مولانا مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں عالم ہوں کہ نہیں؟۔ میں کہتا ہوں کہ۔

آسمان نسبت بعرش آمد بردو
نیک بخت عالی پیش بخاک تو

یہ آسمان عرش سے تو بہت نیچا ہے لیکن اس خاک سے تو بہت اونچا ہے۔

میں امام ابوحنیفہؒ کے سامنے اپنی جہالت کا اعتراف کر چکا ہوں لیکن آپ حضرات کے سامنے جاہل نہیں ہوں۔ الحمدللہ آپ حضرات کے سامنے میری وہی پوزیشن ہے جو آسمان کی ہے، عرش کے سامنے تو یہ نیچا ہے لیکن یہ اپنے آپ کو زمین کے سامنے کبھی نیچا نہیں مانے گا۔

اس کے بعد مولانا نے یہ فرمایا کہ آپ تقلید کی تعریف کریں۔ ایک بات یہ کہ مولانا نے یہ الزام میرے اوپر لگایا کہ پوری آیت نہیں پڑھی۔

وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ

میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ حضرت قرآن پاک کے متعلق اس قسم کی بات کریں گے۔ سنو جس تقلید کا یہاں رد ہے وہ ولی من دون اللہ کی ہے اور جس کا میں اعتبار کر رہا ہوں وہ ولی اللہ کی

ولی من دو ن اللہ میں اور ولی اللہ میں کفر اور اسلام کا فرق ہوتا ہے۔ ولی من دون اللہ کہتے ہیں کہ آپ کسی کو خدا اور اپنے درمیان کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیں۔ وہ ولی من دون اللہ ہوتا ہے۔

اور جس کی تقلید کی طرف میں بلا رہا ہوں وہ ولی اللہ ہے۔ میں حیران ہوں کہ مولانا صاحب نے اتنی واضح بات کے متعلق بھی آپ لوگوں کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور اس کے بعد حضرت مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ تقلید کی واضح تعریف کرو۔

یہ شاہ ولی اللہؒ کی کتاب ہے انہوں نے پوچھا ہے کہ اس میں لکھا ہے تقلید کسے کہتے ہیں؟۔ تقلید کہتے ہیں اتباع الروایة دلالة کتاب وسنت پر کسی ماہر سے پوچھ کر اس کی راہنمائی میں عمل کرنا۔

کیوں بھئی کتاب وسنت پر عمل کرنا شرک ہے، بدعت ہے، حرام ہے، ناجائز ہے، کسی سے پوچھنا جرم ہے، قطعاً نہیں۔ اب میری ساری آیتیں جو ہیں اس کا مولانا نے مشترکہ جواب دیا کہ لفظ تقلید نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ تقلید کے ہم معنی پانچ لفظ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیئے۔

اور سنیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (1)

وَمَا كَانَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَآفَّةٗۚ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرۡقَةٖ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٞ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوۡمَهُمۡ إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُونَ

دیکھئے جہاد کے لئے لوگ جا رہے ہیں۔ وہ جہاد جہاں کی خاک بھی اگر پڑ جائے تو دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔ اس جہاد پر جانے والوں کو ہٹا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فقہ حاصل کرو۔ اور فقہ پر تم فقیہ بن جاؤ۔ یہ لوگ جو فقیہ نہیں ہیں یہ کیا کریں گے۔

(1)۔ سورة التوبہ آیت ۱۲۲

إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُونَ

یہ تمہارے پاس آ کر مسئلے پوچھیں گے تمہاری تقلید کریں گے اور تم ان کو مسئلے بتانا یہ اس پر عمل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں تقلید کے لئے لفظ رجوع استعمال فرمایا ہے۔ اور سنئے یہ فقہ جس کی تعریف قرآن پاک میں ہے، یہ فقہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا پوچھا گیا امام کسے بنائیں فرمایا۔ افقه فی الدین. (۱)

---

(۱). حدثنا ابو حامد محمد بن هارون الحضرمی ثنا المنذر بن الولید نا یحیٰ بن زکریا بن دینار الانصاری نا الحجاج عن اسماعیل بن رجاء عن انس بن ضمعج عن عقبة بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ یؤم لناس اقدمهم هجرة وان کانوا فی الهجرة سواء فافقههم فی الدین وان کانوا فی الدین سواء فاقرأهم للقرآن ویؤم الرجل فی سلطانه ولایقعد علی تکرمته الا باذنه وکان یسوی منا کبنا فی الصلوة و یقول ان تخفوا فتختلف قلوبکم ولیلنی منکم اولو الاحلام والنهی ثم الذین یلونهم

حدثنا علی بن محمد المصری نا ابو الزنباع نا یحیٰ بن بکیر نا اللیث عن جریر بن حازم عن الاعمش عن اسماعیل بن رجاء عن عوس بن ضمعج عن ابی مسعود قال قال رسول الله ﷺ یؤم القوم اکثرهم قرآنا فان کانوا فی القرآن واحدا فاقدمهم هجرة فان کانوا فی الهجرة واحدا فافقههم فقها فان کان الفقه واحدا فاکبرهم سنا. (دار قطنی ص ۲۸۰ ج ۱)

اور میرے سامنے جو بیٹھے ہیں یہ اپنا امام اس کو بناتے ہیں جو فقہ کا سب سے بڑا دشمن اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من یرد الله به خیراً یفقه فی الدین (۱)

اخبرنا ابو جعفر محمد بن محمد بن عبدالله البغدادی ثنا یحیٰ بن عثمان بن صالح السهمی ثنا یحیٰ بن عبدالله بن بکیر ثنااللیث عن جریر عن الاعمش عن اسماعیل بن رجاء عن اوس بن ضمعج عن ابی مسعود قال قال رسول الله ﷺ یؤم القوم اکثرهم قرآنا فان کانوا فی القرآن واحدا فاقدمهم هجرة فان کانوا فی الهجرة واحدا فافقههم فقها فان کانوا فی الفقه واحد فاکبرهم سنا قد اخرج مسلم حدیث اسماعیل بن رجاء هذا ولم یذکر فیه افقههم فقها وهذه لفظة غریبة عزیزة بهذاالاسناد الصحیح. وله شاهد من حدیث الحجاج بن ارطاة حدثنا ابو احمد الحسین بن علی التمیمی ثنا ابو حامد محمد بن هارون الحضرمی ثنا المنذر بن الولید الجارودی ثنا یحیٰ بن زکریا بن دینار الانصاری ثنا الحجاج عن اسماعیل بن رجاء عن اوس بن ضمعج عن عقبة بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ یؤم القوم اقدمهم هجرة فان کانوا فی الهجرة سواء فافقههم فی الدین فان کانوا فی الدین سواء فاقرأهم للقرآن ولا یؤم الرجل فی سلطانه. (مستدرک حاکم)

(۱). حدثنا سعید بن عفیر قال ثنا ابن وهب عن یونس عن ابن

سب سے زیادہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ دینا چاہیں اس کو فقیہ بناتے ہیں۔ میں جرأت سے کہتا ہوں یہ بات قرآن میں ایک بھی آیت فقہ کی تردید میں نہیں ہے۔ حدیث میں ایک حدیث بھی فقہ کی تردید میں نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (۱)

فَمَالِ هَـٰٓؤُلَآءِ ٱلْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا

ہائے ان کو کیا ہو گیا ہے یہ فقہ کی طرف آتے نہیں یہ لوگ فقہ سے بھاگ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب میں ان پر ملامت کر رہے ہیں لیکن میں پوری ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ خدا نے اپنی کتاب میں فقہ کو ماننے والے پر کبھی ملامت نہیں کی۔ اور فقیہ کی تقلید کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پورے قرآن میں فقیہ کی تقلید کرنے والے کو کبھی کافر نہیں کہا گیا۔ کبھی مشرک نہیں کہا گیا، کبھی بدعتی نہیں کہا گیا۔ کبھی بے دین نہیں کہا گیا۔ میں پوری جرأت سے یہ بات بیان کر رہا ہوں۔

اب اس کے بعد رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے چند لوگوں کو بھیجا جہاد میں تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کے سر پر زخم آ گیا۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہے۔ (۲) زخم گہرا تھا رات کو اس کو نہانے کی حاجت ہو گئی کسی خواب کی وجہ سے۔ وہ صبح اٹھ کر ایک

شهاب قال قال حميد بن عبدالرحمن سمعت معاوية خطيبا يقول من يرد الله به خيرا يفقه فی الدين و انما ان قاسم والله يعطی ولن تزال هذه الامة قائمة علی امر الله لا ضرهم من خالفهم حتی يأتی الله امر الله. (بخاری ص ۱۶ ج ۱، مسلم ص ۱۴۴ ج ۲)

(۱)۔ النساء آیت ۷۸

(۲). حدثنا هشام بن عمار ثنا عبدالحميد بن حبيب بن ابی العشرين ثنا الاوزاعی عن عطاء بن ابی رباح قال سمعت ابن

شخص سے پوچھتا ہے کہ میں نہاؤں یا نہ نہاؤں؟۔

آپ اندازہ لگائیں قرآن کے لفظی ترجمہ کے موافق فتویٰ ملتا ہے کہ آپ نہائیں کیونکہ پانی موجود ہے اور پانی موجود ہوتے ہوئے آپ تیمم نہیں کر سکتے۔ اس نے غسل کیا زخم میں پانی آ گیا اور وہ فوت ہو گیا۔

یہ واقعہ جب آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا قتلوہ قاتلهم اللہ اس کا برا حال کرے اس نے غلط فتویٰ دے کر اس شخص کی موت کا یہ باعث بنا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا جو درجہ اجتہاد نہیں رکھتا وہ اگر فتویٰ دیتا ہے غیر مقلد تو وہ اللہ کے نبی ﷺ کی بددعا کے تحت ہے۔

دعا کرو خدا ہمیں نبی ﷺ کی بددعاؤں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

اور فرماتے ہیں۔

انما شفاء العی السوال.

دیکھو جہالت ایک بیماری ہے، جہالت ایک روگ ہے۔ اگر شفاء چاہتے ہو تو تقلید کرو سوال کرو جا کر۔

فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

میں نے قرآن پاک کی چودہ آیات اس وقت تک پیش کیں۔ اور دو حدیثیں۔ مولانا نے

عباس يخبر ان رجلا اصابه جرح فی راسه علی عهد رسول الله ﷺ ثم اصابه احتلام فامر بالاغتسال فاغتسل فمات فبلغ ذالک النبی ﷺ فقال قتلوه قتلهم الله اولم يكن شفا العی السوال قال عطاء وبلغنا ان رسول الله ﷺ قال لو غسل جسده و ترک راسه حيث اصابه الجراح. (ابن ماجه ص ۴۳، ابو داؤد ص ۳۶ ج ۱)

یہ بتایا کہ حضرت معاذ ؓ قرآن بتاتے تھے وہ قرآن کو مانتے تھے، وہ حدیث کو مانتے تھے لیکن اگلا لفظ حدیث کا لکھا ہوا چھوڑ گئے کہ وہ اجتہاد سے فتویٰ دیتے تھے اور سارے یمن کے لوگ حضرت معاذ ؓ کے اجتہاد کی تقلید کرتے تھے۔ اور میں نے یہ دعویٰ سے یہ بات کہی تھی کہ نبی ﷺ کے زمانے میں پورے یمن میں ایک غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا صاحب نے کہا ابو حنیفہؒ غیر مقلد ہیں (معاذ اللہ)۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

مولانا نے خود مان لیا کہ تقلید کا لفظ قرآن میں نہیں ہے۔ مسئلہ ختم ہو گیا۔ بات ختم ہو گئی۔

کون کہتا ہے ہم تم میں جدائی ہوگی

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

باقی یہ کہتا ہے کہ اتباع جو ہے وہی تقلید ہے۔ [1] اور پھر مضمون پیش کیا انہوں نے۔

---

(۱)۔ کشاف اصطلاحات فنون میں ہے۔

التقلید اتباع الانسان غیره . ص ۱۱۷۸ .

یہی بات ابن ملک اور علامہ ابن عینیؒ نے شرح منار مصری۔ ص ۲۵۲ پر اور نامی شرح حسامی ص ۱۹۰ پر بھی ہے۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں اتباع اور تقلید کے معنی واحد ہیں۔ (سبیل الرشاد ص ۲۷)۔ حضرت مولانا خیر محمدؒ جالندھری (بانی جامعہ خیر المدارس ملتان) فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اتباع اور تقلید میں فرق کیا ہے وہ ان کی خاص اصطلاح ہے، جو ہم پر حجت نہیں۔ لا مناقشۃ فی الاصطلاح (خیر التقلید ص ۲۲) (بحوالہ تجلیات صفدر ج ۳ ص ۴۵۷ مطبوعہ ملتان)

وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ

یہاں اس کا مرجع کیا ہے وہ ہے۔

اتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ

ضمیر ما کی طرف راجع ہے اللہ تعالیٰ نے جو وحی بھیجی ہے اس وحی کے علاوہ اولیاء کی اتباع سے لگی ہے۔ تم یہ کہتے ہو آیت نہیں ہے۔ آیت کے الفاظ ہیں من دونہ اولیاء کہ جو میں نے نازل کیا اس کے علاوہ کی اتباع کرتے ہیں وہی مشرکین ہیں۔ انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ اتباع کا معنی تقلید کرتے ہیں۔ تو میں نے تو آیتیں پیش ہی نہیں کیں جنہوں نے کی ہیں انہیں جا کر پکڑو۔

آپ نے جو پیش کیا میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ میں مدعی نہیں ہوں۔ میں مدعی جب ہوں گا پھر میں پیش کروں گا۔ تو پھر مجھے یاد دلا دینا۔

پھر کہتے ہیں کہ جنازہ کا لفظ قرآن میں کہاں ہے؟۔ بھئی قرآن میں نہیں ہے تو حدیث میں تو ہے۔ ہم صرف قرآن کو نہیں مانتے حدیث کو بھی مانتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ تقلید کا معنی اصل میں پیروی ہی ہے۔ علماء کی بات مانو، جو حدیث و قرآن کے ماہر ہوں ان کی بات مانو۔ یہ جو فقہاء نے جو تعریف کی ہے وہ نہیں ہے۔ جو عام کتابیں ہوتی ہیں فواتح الرحموت، مسلم الثبوت رکھی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کتابیں فقہ کی رکھی ہوئی ہیں ان میں نہیں ہے۔ لیکن مولانا نے کہا ہے کہ قرآن و حدیث کا ماہر وہ ہے جس کو قرآن کی بھی مہارت ہو اور حدیث کی بھی مہارت ہو۔ وہ فتویٰ قرآن و حدیث سے دے گا یا کسی اور چیز سے؟۔

فقہاء لکھتے ہیں کہ القول المؤید بالوحی تقلید نہیں ہے۔ یہ تو تقلید نہیں ہوئی۔ تقلید اتباع الرائے کو کہتے ہیں جو فقہاء نے بیان کیا ہے، جو اصولیوں نے بیان کیا ہے، جو علماء نے بیان کیا ہے، وہ پیش کریں۔ پہلے یہ بات ثابت کریں پھر آگے دوسری بات کریں۔

پھر کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کی بات ہے کہ بیمار جو ہے اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ اس مثال کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی میں نے آپ سے کہا کہ جناب والا

جب آپ لایعلمون والی آیات پیش کرتے ہیں تو یہاں دو مسئلے ہیں لا یعلمون کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر تقلید مان لیا جائے۔ پہلے کہ تقلید کی تو کوئی آیت ہی نہیں ہے۔ اگر ہے تو یہ لا یعلمون کی ہے مولانا جو لایعلم ہے وہ مقلد ہے جو مقلد ہے وہ عالم نہیں ہے۔ یہ فیصلہ واضح ہے۔

اب آپ ایک ہی آیت پڑھ دیں آپ بے شک بہت بڑے عالم ہیں۔ ہم معاذ اللہ آپ کو جاہل نہیں کہتے ہم آپ کو عالم سمجھتے ہیں۔ اگر جاہل نہیں تو جاہل سے بات کیوں کر رہے ہیں ہم بھائی سمجھ کر آپ سے بات کرنے آئے ہیں آپ بھائی ہیں وہ اپنے مقام پر ہیں۔

لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ آپ دو دعوے متضاد کر بیٹھے ہیں۔ ایک آپ کہتے ہیں کہ آپ مقلد ہیں دوسرا آیت پیش کی ہے لایعلمون تو ان میں سے ایک بات ہوگی نہ کہ دو۔

پھر کہتے ہیں آیتیں پیش کیں قرآن پیش کیا۔ لیتفقھوا فی الدین اب آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ تمہاری تقلید کریں گے۔ خدا کے واسطے بتاؤ کہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟۔ قرآن میں یہ کتنا بڑا گناہ ہے لفظ بڑھانا۔ لفظ یہ ہے کہ۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ

لِّيَتَفَقَّهُواْ فِى ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ

یعنی تمہیں اجازت دین کو سیکھنے کے لئے تفقھوا کے معنی ہیں سمجھنا۔ یہ تمہاری فقہ کے لئے یہ الفاظ ہیں کہ فقہ کو پڑھے فقہ کو سمجھے اس وقت جب قرآن نازل ہوتا تھا ہوتا ہے۔

وہ صحابہ، وہ تابعین، وہ تبع تابعین اس آیت پر عامل تھے یا نہیں۔ خدا کے لئے یہ تمہاری فقہ پڑھے ہوئے تھے؟ کہاں کی مثال ہے یہ پھر کہتے ہیں کہ آیت ہے۔

فَمَالِ هَٰٓؤُلَآءِ ٱلْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾

وہ ایک تقریر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ بات کو سمجھتے ہی نہیں۔

یہاں فقہ کا مسئلہ کہاں ہے اگر ہے مسئلہ تو لفظ حدیث سے لے لیں کہ یہ حدیث کو نہیں سمجھتے۔ یہ تو سمجھنے کی بات ہے یہ بات کو سمجھتے ہی نہیں قرآن کی تاویل کر کے اپنا مطلب ثابت کرنا یہ مولانا دیانتداری نہیں ہے۔ مولانا صاحب! اللہ تعالیٰ ہم کو آپ لوگوں سے بچائے۔

میں نے تین سوال کئے کہ۔

پہلا سوال۔

تقلید کی تعریف کریں، کہ وہ تقلید ہے کیا؟۔ فقہاء نے کیا تعریف کی ہے؟۔ کس کو مقلد کہتے ہیں؟۔ مقلد کی دلیل کیا ہوتی ہے؟۔ اما المقلد قلد کی تعریف کرو۔ تقلید کیا ہے اس پر دلائل قائم کرو۔ کہتے ہیں کہ لفظ تو نہیں ہے۔ لیکن اس کا مفہوم ہے۔

ٹھیک ہے کہ مفہوم قرآن کا ہے لیکن پہلے متعین کریں۔

دوسرا سوال۔

ہمارا یہ تھا کہ تقلید کا کیا حکم ہے؟۔ اگر واجب ہے تو اس واجب کی تعریف کریں، اس کے بعد بتائیں کہ واجب آپ کے امام نے کہا ہے یا آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں؟۔ امام صاحب نے اس کو واجب کہا ہے یا صرف آپ ہی کہتے ہیں؟۔

تیسری بات۔

یہ کہ واجب کے تارک کا حکم آپ کے پاس کیا ہے؟۔ یہ تیسرا آپ نے نہیں بتایا۔ یہ سوال آپ کے ذمہ اب تک باقی ہے۔ لہذا یہ سوالات ہیں ان کے جوابات دیں۔ آپ جو دعویٰ کرتے ہیں اس کو آپ ثابت نہیں کر سکتے۔

آپ تقلید کا مفہوم صحیح پیش کر کے اس کے مطابق کسی آیت کو یا حدیث کو پیش کریں معاذ ﷺ کی روایت پیش کی معاذ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ آدھی روایت چھوڑ گیا۔ وہ آپ نے خود پیش نہیں کیا تھا آپ نے دو چیزیں پیش کیں لہذا میں آگے نہیں گیا۔ کیونکہ میں آپ کے سوالات کے پیچھے جا رہا تھا۔ اب تیسری چیز ہے اجتہاد کا لفظ اب بتائیں کہ وہ اجتہاد کس چیز

سے کرتے تھے؟۔قرآن وحدیث سے یا کسی اور چیز سے۔دو چیزیں منقول ہیں قرآن وحدیث۔ تیسری کوئی چیز ہے اس حدیث میں نہیں ہے۔دو ہی چیزیں ہیں قرآن کا فیصلہ بتانا، حدیث کا فیصلہ بتانا۔اور اس چیز کو قبول کرنا مولانا یہ تقلید نہیں ہے۔تمہارے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ یہ تقلید نہیں ہے۔جس چیز کو تقلید کہا جاتا ہے اس کو ثابت کریں۔

میں نے آپ سے کہا ہے کہ تقلید کی تعریف کریں آپ تقلید کی تعریف نہیں کرتے بات ادھر ادھر لے جاتے ہیں اس طرح معاملہ کچھ نہیں بنے گا۔لہذا آخری بات پھر عرض کرتا ہوں کہ مولانا آیتیں تو قرآن کی پڑھتے گئے۔لیکن کسی سے تقلید کو ثابت تو نہیں کیا ہے۔

ثابت کرنے کی دو صورتیں ہیں یا تو تقلید کرنے کا حکم ہو یا کوئی ایسا مفہوم ہو کہ تقلید کی تعریف پر چسپاں ہو سکے۔یہ بھی نہیں معلوم ہوگا۔تب کیسے ثابت کریں گے حدیث کہ حضور ﷺ نے ایک صحابی ؓ کو بھیجا انہوں نے غسل کیا اور وہ قتل ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا۔قتلوہ قاتلهم الله ٹھیک ہے وہاں ہے انما شفاء العی السوال.

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله و كفٰى والصلوٰة والسلام علٰى عباده الذين اصطفٰى. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

میرے دوستو اور بزرگو پیر صاحب مجھ سے یہ شکایت کر رہے ہیں کہ میں قرآن پاک بار بار پڑھتا چلا جا رہا ہوں۔حالانکہ یہ شکایت مجھے کرنی چاہئے تھی کہ حضرت ایک آیت قرآن سے نہیں پڑھتے اور میں حدیثیں پڑھ رہا ہوں۔حضرت ایک حدیث نہیں پڑھ سکے۔

شکایت کا موقع مجھے تھا لیکن مولانا مجھ سے ہی شکایت کر رہے ہیں کہ آپ قرآن و حدیث کیوں پڑھتے جا رہے ہیں۔یہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے سوال پوچھا تقلید کی تعریف کا۔ میں نے شاہ ولی اللہؒ جو فقیہ بھی ہیں، ولی بھی ہیں، محدث بھی ہیں ان سے میں نے بتا دیا ہے۔

اتباع الرواية دلالة.

کتاب وسنت کے ماہر کی راہنمائی میں اتباع کرنا، اس کی تابعداری کرنا۔میں نے تقلید کا مفہوم بتا دیا لیکن حضرت نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور یہی فرماتے رہے ہیں کہ بتایا نہیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ قرآن میں تحریف کر دی رجعوا کا معنی میں نے تقلید کیا تھا رجعوا کا معنی پیچھے آنا ہے۔اس کو پیروی کہتے ہیں۔

پیر صاحب نے آپ کو ابھی تک تقلید کا معنی بھی نہیں بتایا کہ کیا ہے تقلید؟۔تقلید کا معنی پیروی ہوتا ہے۔تابعداری ہوتا ہے کسی کا حکم ماننا ہوتا ہے۔یہی اطاعت کا معنی ہے اور یہی اتباع کا معنی ہے۔یہی رجوع کا معنی ہے۔جب یہ سارے معنی چسپاں ہیں۔

اب میں نے فقہ کے متعلق جو کہا تو پیر صاحب نے بڑی عجیب بات آپ لوگوں سے کہی ہے کہ فقہ کا لفظ قرآن میں ہے۔جب قرآن میں یہ لفظ آیا صحابہ فقہ سیکھتے تھے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ فقہ تو اس وقت نہیں تھی۔حضرت نے سمجھا ہے کہ یہ اتنا بڑا اعتراض ہے۔لیکن میں حضرت سے عرض کروں گا کہ میں بتا دوں گا کہ یہ اعتراض کہاں سے لیا ہے۔

منکرین حدیث یہ کہتے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ آپ حدیث کا لفظ جو غلط استعمال کرتے ہیں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُۥ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾ [1] اس لئے جہاں بھی حدیث کا لفظ آتا ہے تو اس سے قرآن مراد ہے۔حدیث مراد نہیں ہے اس کی دلیل وہ یہی دیتے ہیں جو حضرت نے دی ہے۔اس وقت وہ کہتے ہیں کہ جب یہ قرآن نازل ہوا تھا کہیں حدیث کا لفظ آیا۔تو اس وقت بخاری تھی کوئی دنیا میں، مشکوٰۃ تھی، بلوغ المرام تھی، صحیح مسلم تھی، ابوداؤد تھی ترمذی تھی؟۔حضرت اگر ان کی دلیل صحیح تھی تو پھر آپ کی بھی صحیح تھی۔

لیکن میں تو حیران ہوں کہ آپ ان لوگوں کی دلیل چرا کر میرے سامنے پیش کر رہے

(۱)۔المرسلات آیت ۵۰

ہیں۔ ہم صاف یہ کہتے ہیں کہ اگر چہ اس وقت ہدایہ، شامی نہیں تھی لیکن فقہ موجود تھی حدیث بخاری، مسلم نہیں تھی لیکن حدیث موجود تھی۔

اور اسی فقہ کے متعلق میں مولانا سے یہ پوچھتا ہوں کہ فقہ کے لفظ کا آپ معنی بتائیں کہ کیا ہے؟۔ فقہ کا تعلق روایت سے ہے یا درایت سے ہے۔

اور حضرت فرماتے ہیں کہ حدیث معاذ ؓ میں دو چیزیں ہیں میں نے کئی دفعہ پڑھی ہے اس میں تین چیزیں ہیں کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور حضرت معاذ ؓ کا شخصی اجتہاد۔

میں نے اجتہاد کی تقلید کی ہے۔ اور اجتہاد کی تقلید اس حدیث سے ثابت ہے حضور ﷺ کے زمانے میں ثابت ہے۔ میرا سوال ابھی حضرت کے ذمہ ہے۔ میں نے یہ ان سے پوچھا ہے کہ ایک نام کسی حدیث یا تاریخی کتاب سے دے دیں جس میں پورے صوبہ یمن میں کسی ایک نے کھڑے ہو کر کہا ہو کہ معاذ ؓ میں تیری تقلید شخصی نہیں کروں گا۔ ایک کا نام بھی نہیں ہے۔ پورے کا پورا صوبہ مقلدین کا تھا۔ ایک شخص کا نام آپ غیر مقلد پیش نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد حضرت یہ فرمار ہے ہیں کہ آپ جب جانتے نہیں ہیں **لا یعلمون** حضرت یہ جو علم ہے اس کے متعلق سمجھیں میں نے پہلے بھی کہا ہے اب بھی وضاحت کرتا ہوں امام ابو حنیفہؒ مجتہد اجتہاد اور استنباط ہیں میں جاہل ہوں امام کے سامنے۔ میں نے اقرار کر لیا وہ مسائل نکالیں گے۔ میرے عالم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو مسائل انہوں نے استنباط کئے ہیں میں ان کا عالم ہوں۔

علم مسائل کا بھی ہوتا ہے، علم دلائل کا بھی ہوتا ہے، علم فضائل کا بھی ہوتا ہے۔ میں نے دلائل استنباط اور اجتہاد کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کے سامنے اپنی جہالت کا اقرار کر لیا ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ میں طعنہ اگر دوں جہالت کا تو آپ ناراض نہ ہو جائیں آپ طعنہ دیں مجھے کیا ناراضگی ؟۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرما دیا ہے کہ مقلد جاہل نہیں ہوتا بلکہ تقلید جہالت سے شفاء کا نام

ہے۔

انما شفاء العی السوال. (۱)

تو اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے شفایاب قرار دے رہے ہیں تو اگر آپ مجھے بیمار سمجھ رہے ہیں تو میں نبی ﷺ کی بات پر خوش ہوں آپ کا طعنہ مجھ پر کیا اثر کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری پچھلی آیات بھی آپ کے ذمہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (۲)

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَهْدُونَ بِاَمْرِنَا

اور ہم نے، اللہ نے اپنا ذکر بھی فرمایا اور رسول ﷺ اور نبیوں کا ذکر بھی فرمایا۔ اسی قرآن میں امام کا ذکر ہے۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَهْدُونَ بِاَمْرِنَا

اور یہ بتا دیا وہ جو امام ہیں وہ اپنی نہیں کہتے۔ یھدون بامرنا. اور یہ بتا دیا کہ وہ جو امام ہیں وہ اپنی نہیں کہتے۔ یھدون بامرنا وہ تو ہماری باتیں ہیں۔ ان کو اجتہاد کر کے آپ لوگوں کو بتاتے ہیں۔ جیسے آپ امام کا مفہوم جانتے ہیں۔ کیونکہ پیر صاحب کہیں گے کہ امام کا مفہوم بھی واضح کرو۔

جماعت ہو رہی ہے آگے امام کھڑا ہے۔ کیوں بھئی امام کس کی عبادت کرتا ہے؟۔ اللہ کی۔ مقتدی کس کی عبادت کرتا ہے؟۔ اللہ کی۔ امام کے پیچھے کرتا ہے یا آگے بڑھ کر؟۔ امام رکوع میں ہو تو مقتدی سجدے میں چلا جاتا ہے؟۔ نہیں جاتا ہے۔

(۱)۔ ابن ماجہ ص ۴۳، ابوداؤد ص ۳۶ ج ۱)

(۲)۔ السجدۃ آیت ۲۴

تو تقلید کا بھی معنی یہی ہے۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ واضح کرو۔ جیسے یہاں امام بھی اور مقتدی بھی دونوں اللہ کی عبادت کرتے ہیں، لیکن مقتدی اس کے پیچھے رہ کر۔

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں اور ہم ان کے مقلد بھی کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں، لیکن ان کے پیچھے رہ کر۔

کیوں؟۔

اب غیر مقلد کا معنی پھر سمجھیں۔ ایک امام ہے، ایک مقتدی ہے، اور ایک وہاں ناراض ہو کر کھڑا ہے کہ میں نہ امام بنتا ہوں نہ میں مقتدی بنتا ہوں وہ غیر مقلد ہے۔ نہ تو اتباع کر رہا ہے۔ اب یہ مقتدی ہے یہ اس کے شکر گذار ہیں۔ یعنی امام کے اور اللہ کے نبی ﷺ کہتے ہیں کہ اگر آپ امام سے آگے بڑھ گئے تو ڈرو، مسلم شریف میں حدیث ہے تمہارا چہرہ گدھے کا چہرہ نہ بن جائے۔ (۱) تلخیص الحبیر میں ابن حجرؒ نے کلب اور شیطان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیوں یہ خدا کی مخالفت یا رسول ﷺ کی۔ نہیں امام کی مخالفت سے نبی ﷺ ڈرا رہے ہیں۔ کہ اگر امام کی مخالفت کی تو یاد رکھو

(۱). حدثنا خلف بن هشام وابو الربيع الزهراني وقتيبه بن سعيد كلهم عن حماد قال خلف نا حمام بن زيد عن محمد بن زياد قال نا ابو هريرة قال قال محمد ﷺ اما يخشى الذى يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار.

حدثنا عمرو الناقد و زهير بن حرب قالا نا اسمعيل بن ابراهيم عن يونس عن محمد بن زياد عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ اما يامن الذى يرفع راسه فى صلوته قبل الامام ان يحول الله صورته فى صورة حمار. (مسلم ص ۱۸۱ ج ۱)

اللہ تعالیٰ اتنے ناراض ہوں گے کہ تمہاری شکلیں مسخ ہو جائیں گی۔ میں نے یہ آیت بھی بیان کی۔ مولانا صرف لفظی ترجمے کے چکر میں ہیں۔ حضرت قرآن پاک کا مفہوم جو موجود ہے اور تقلید میں مولانا فرماتے ہیں حکم نہیں بتایا۔ کیوں بھئی اللہ تعالیٰ جس بات کا حکم دیں وہ ضروری ہوتی ہے یا غیر ضروری ہوتی ہے؟۔ واجب کے معنی ضروری ہوتا ہے۔

أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ

حکم ہے یا نہیں؟۔

وَٱتَّبِعۡ سَبِيلَ مَنۡ أَنَابَ إِلَيَّ

حکم ہے یا نہیں؟۔

فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ

حکم ہے یا نہیں؟ اور۔

إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيۡهِمۡ

حکم ہے یا نہیں؟۔ جب اللہ نے حکم دیا تو وجوب ثابت ہو گیا یا نہیں؟۔ ہوا۔

تو اس لئے حضرت بار بار یہ فرماتے ہیں کہ میرے سوالوں کا جواب نہیں دیا میں نے تعریف تقلید بیان کر دی۔ مثالوں سے سمجھا دی میں نے تقلید کا حکم بتا دیا اور کہتے ہیں کس نے واجب کیا۔ بھئی یہ قرآن کس کا ہے؟۔ اللہ کا ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو تقلید نہ جاننے والے پر واجب قرار دی کہ وہ جاننے والے کی تقلید کرے۔

اس بات کو میں پھر واضح کر دوں کہ پیر صاحب کہیں کہ آپ نادان ہیں۔ ہم نادان ہیں اجتہادی قوت میں، مسائل میں عالم ہیں۔ الحمدللہ۔

مولانا نے یہ عبارت پڑھی مسلم الثبوت کی کہ مقلد کے لئے اس کے امام کا قول حجت ہے۔ میں نے کب انکار کیا لیکن غیر مقلد کے لئے تو دلیل بیان کی جا سکتی ہے۔ اب دیکھیں

کہ مسلمان کے لئے تو قرآن کی آیت حجت ہے، لیکن غیر مسلم کے لئے اگر کوئی دلیل بیان کر دی جائے تو بھی گنجائش ہے انکار کی؟۔ حضرت میں مقلد ہوں میں کہتا ہوں میرے امام کا مفتی بہ قول میرے لئے حجت ہے۔

لیکن اس وقت بات غیر مقلد پر ہو رہی ہے اس کے سامنے میں کتاب وسنت سے دلائل پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں مجھے امام نے منع نہیں کیا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے فرمایا۔ مولوی صاحب میری بات کا مطلب ہی نہیں سمجھے میں نے کہا تھا کہ مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ہے اس سے وہ اپنا مطلب ثابت کریں۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ آیتیں کیوں پڑھیں؟۔ یہ ہے مولانا کا مغالطہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ مولانا نے یہ آیتیں کیوں پڑھیں؟۔ میں نے اس لئے نہیں کہا کہ آپ نے یہ آیت کیوں پڑھی؟۔ آیتیں تو ہماری جان ہیں آیتیں تو ہم بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن آپ صحیح بات پیش کریں یہ آپ کی دیانتداری کے خلاف ہے اتباع الخلف یہ آپ کے فقہاء نے تعریف لکھی ہے اگر لکھی ہے۔ نہیں تو پھر غلط ہے۔ اگر ہے تو میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ روایت اور درایت کا معنی ہے جو سمجھا جائے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو وہ تو تقلید ہے ہی نہیں۔ وہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ آپ کے فقہاء لکھتے ہیں کہ مؤید بالوحی کو لینا تقلید نہیں ہے۔

آپ پھر اس چیز کو سامنے لاتے ہیں جو چیز طے ہو چکی ہے۔ مولانا نے آیت کا ترجمہ صحیح نہیں کیا آیت یہ پڑھی ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا۟ فِى ٱلدِّينِ

مقلد وہ ہوئے یا مجتہد ہوئے۔ آپ خود پیش کریں آیت اب الٹا لفظ پیش کریں آپ تو تجاہل عارفانہ کیوں کرتے ہیں۔ خدا کا خوف کرو۔ اتنے اندھے ہم بھی نہیں ہیں اللہ آپ کو علم دے۔ ہم خدا کی قسم آپ کو جاہل نہیں کہتے اگر آپ جاہل ہوتے تو کیسے بولتے۔

مولانا نے فرمایا تقلید کے معنی مطلق پیروی ہے۔ نہیں پیروی وہ ہے جو بلا دلیل کے ہو آپ کے فقہاء یہی لکھتے ہیں۔ بلا دلیل کے پیروی کے لئے آپ حدیث یا قرآن سے ایک لفظ دکھا دیں۔ آپ وہ تقلید ثابت نہیں کرتے جسے فقہاء تقلید کہتے ہیں آپ پیروی جو کہتے ہیں اسی پیروی پر دلائل دیں۔ پھر ہم مانیں گے اپنی طرف سے مفہوم بنا کر پھر آپ اس کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

اچھا پھر کہتے ہیں حدیث کے نزول کے وقت کتب حدیث کہاں تھیں؟ بھئی کتب حدیث نہیں تھیں لیکن حدیث تو موجود تھی صحابہؓ کے پاس، تابعین کے پاس۔ یہ کتاب نہیں تھی وہ تو تھی۔

آپ کا فقہ کو حدیث پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب اس وقت فقہ تھی تو آپ نے فقہ چھوڑ کر یہ کیوں لے لی۔ جب آپ خود مانتے ہیں کہ فقہ اس وقت موجود تھی تو جو موجود تھی اس کو لے لو۔

جب ہدایہ تو اس وقت نہیں تھی تو اس کو چھوڑ دو، پھر فرماتے ہیں معاذؓ کا شخصی اجتہاد یہ آپ پہلے فرما چکے ہیں۔ میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ وہ اجتہاد کس چیز سے کیا؟۔ چیزیں دو تھیں۔ قرآن وحدیث۔ ان سے اجتہاد کیا تو جو بات قرآن وحدیث سے اجتہاد کر کے مسئلہ آئے اس کی تابعداری تقلید نہیں ہے۔

جو بات صحیح ہے اس کو تسلیم کرے۔ پھر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے نکالے ہوئے مسائل کے ہم مقلد ہیں تو مسائل کے مقلد ہوں گے۔ کئی فقہاء نے ان مسائل سے رجوع کر لیا۔ کئی فقہاء نے ان کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ ہدایہ نکالو بہت سے مسائل صاحب ہدایہ نقل کرتا ہے

امام صاحبؒ سے، پھر کہتا ہے کہ فتویٰ اس پر نہیں اس پر ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ صاحب ہدایہ خود لکھتے ہیں کہ امام صاحب کہتے ہیں اذان وغیرہ پر اجرت لینا یہ ناجائز ہے۔ پھر کہتا ہے کہ فتوی ہے کہ جائز ہے۔

اب ہدایہ کا قول ہے فتوی پر ادھر امام صاحب کا قول جو ہے وہ ان کے خلاف ہے ہم اس قول کے خلاف کسی اصول کو نہیں مانیں گے۔ اب دیکھئے امام صاحب کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ آپ خود کہتے ہیں لہذا امام صاحب کے نکالے ہوئے مسائل۔ آپ کے امامؒ نے خود لکھا ہوا ہے۔ میرے پاس فواتح الرحموت میں موجود ہے۔

آپ نے دلائل معلوم کر کے اس کی بات مانی ہے یا نہیں؟۔ وہ کہتے ہیں تو بتائیں اس سے کیا سمجھیں؟۔ امام صاحب تو یہ کہتے ہیں ہمارے پاس تو دلائل کے بغیر معلوم کئے ہوئے مانا۔ تو بتائیں کہ یہ کون سی حدیث ہے، کون سی آیت ہے۔

دلیل معلوم کرنے کے بعد اگر مان لیا آپ نے تو آپ بتائیں کہ امام صاحب کے اقوال دلیل کے مانے ہوئے بغیر مانتے ہو یا دلیل کے ساتھ۔ اگر بغیر دلیل مانتے ہو تو امام صاحب کے قول کے خلاف ہو۔ اگر دلیل کے بعد مانتے ہو تو پھر آپ مقلد نہیں رہے۔ کیونکہ یہ تقلید نہیں ہے۔

لہذا یہ مسئلہ بھی آپ کے سامنے آگیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ حدیث پیش کی۔

انما شفاء العی السوال (۱)

(۱). حدثنا هشام بن عمار ثنا عبدالحميد بن حبيب بن ابی العشرين ثنا الاوزاعی عن عطاء ابن ابی رباح قال سمعت ابن عباس يخبران رجلا اصابه جرح فی راسه علی عهد رسول الله ﷺ ثم اصابه احتلام فامر بالاغتسال فاغتسل فكز فمات فبلغ ذالک النبی ﷺ فقال قتلوه قتلهم الله او لم يكن شفاء العی السوال. (ابن ماجه ص ۴۳ ج ۱)

جو بے علم ہے، اسے علم نہ ہو، بیمار ہے تو اس کے سوال میں اس کا علاج ہے۔ ہم بھی یہ بات مانتے ہیں۔ ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا یہ سوال بلا دلیل ہے یا با دلیل۔

آپ کا دعویٰ بنتا ہے دو دلیلوں سے۔

نمبر ا۔

سوال بلا دلیل ہو تب بنے گی تقلید۔ یہاں ایک مقدمہ ہے تقریب نام نہیں ہے۔ لہذا آپ کا یہ دعویٰ پورا نہیں اور اس کو ذہن میں رکھیں۔ آیت پیش کرتے ہیں۔

وَجَعَلْنَـٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا

یہ سورۃ سجدہ کی آیت ہے۔ (۱)

وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَـٰبَ فَلَا تَكُن فِى مِرْيَةٍ مِّن لِّقَآئِهِۦ ۖ وَجَعَلْنَـٰهُ هُدًى لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا۟ ۖ وَكَانُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾

ہم نے ان کو امام بنایا جو ہمارے حکم سے جن کو ہم نے حکم دیا بامرنا۔ ہمارے حکم سے۔ آپ جس کو امام مانتے ہیں اس کے لئے حکم دکھائیں اگر اس کا معنی بھیجنا ہو تو یہ تقلید نہ رہی بلکہ وحی ہو گئی۔

یہ ساری باتیں با دلیل کی ہیں بلا دلیل کوئی آیت نہیں یہ آیت دوسری جگہ آئی ہے سورۃ انبیاء میں۔ (۲)

(۱)۔ السجدۃ آیت ۲۴۔

(۲)۔ الانبیاء آیت ۷۳۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

یہ کن کی بات ہے؟ یہ انبیاء کی بات ہے۔ تو معلوم ہوا یہ تو بات نبیوں کی ہے۔ آپ تقلید ثابت کریں۔

کیونکہ نبیوں کی بات یقیناً تقلید نہیں ہے۔ ہم نے جو سمجھا وہ آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ ہم اس لحاظ سے پیش کرتے ہیں کہ آپ ایسی دلیل پیش کریں جو میرا مطالبہ ہے کہ یا تو تقلید کا لفظ ہو یا ایسا مفہوم ہو کہ جیسی تقلید کی فقہاء نے تعریف کی ہے۔ اگر یہ نہیں تو اس بات کو بار بار گھماتے رہنا اس سے کچھ نہیں بنے گا۔ اگر دلیل ہے تو لاؤ میدان میں۔ لاؤ ہم آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ دعویٰ اگر کیا ہے تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

آپ نے ابھی تک تقلید کا حکم نہیں دکھایا۔ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے۔ اللہ نے تقلید کا کہاں کہا ہے۔ میں پہلے ہی آپ سے کہتا ہوں کہ آیت پڑھیں اور آیت سے تقلید دکھائیں۔

یہ دو چیزیں اگر نہیں ہیں تو اللہ نے کہاں حکم دیا ہے کہ اگر واجب کہتا ہے تو پھر اس کا حکم کیا ہے؟۔ آپ نے کیوں نہیں بتایا؟۔

بات یہ ہے کہ آپ نے جن تین چیزوں کو پیش کیا ان سے تقلید ثابت نہیں ہوئی۔ پھر ہمارا آپ سے مطالبہ قائم ہے بتائیں تقلید کی تعریف جو فقہاء نے کی اس سے ثابت کریں۔ تقلید کا حکم کیا ہے؟۔ جو اس کے وجوب کا مخالف ہے اس کا حکم کیا ہے؟۔ وہ آپ بتاتے نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خود کہتے ہیں آپ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اتارا۔ نبی ﷺ کو اللہ نے بھیجا خود اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی ہے۔ یہ چیزیں محفوظ ہیں۔ اس وقت اگر صحابہ ﷺ کی فقہ تھی تو وہ کہاں ہے؟ تم اس پر عمل کرتے ہو جو اس وقت

...وں تھی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلٰوۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

پیر صاحب نے اس دفعہ دو تین باتیں مجھ سے اور پوچھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے امام کا نام قرآن سے دکھا دو۔ پہلے لفظ تقلید پوچھتے تھے اب کہتے ہیں کہ اس ... اگر امام کی تقلید کرنی ہے تو اس کا نام قرآن میں دکھا دو۔ میں حیران ہوں کہ نماز کا قرآن میں حکم ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ اب پیر صاحب اٹھ کر کہیں کہ میرا نام بھی دکھائیں کہ قرآن نے مجھے حکم دیا ہو۔ تو آپ دکھا سکیں گے؟۔

تو جب حکم دے دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ جو نہیں جانتا تو جتنے بھی نہ جاننے والے ہیں وہ سارے اس کے مخاطب ہوں گے۔ حج کی آیت میں آپ کس کا حکم دکھا سکیں گے؟ کیا آپ صحیح بخاری پڑھنے سے پہلے امام بخاریؒ کا نام قرآن وحدیث سے دکھا دیں گے؟۔ آپ اندازہ لگا لیں کہ پیر صاحب ایسی باتوں کو دلیل سمجھ رہے ہیں جو میں نے نہیں سمجھتا حضرت کس لئے باتیں پیش کر رہے ہیں۔

آپ نے یہ فرمایا کہ فقہ کا تعلق درایت سے ہے۔ میں نے پوچھا تھا آپ نے مجھے جواب دیا یہ بالکل ٹھیک بات ہے اور آپ یہ کہ چکے ہیں کہ روایت کی تقلید نہیں ہوتی تو درایت کی تقلید تو ہوتی ہے۔

قرآن میں فقہ کا لفظ ہے۔ اب درایت کی طرف رجوع کو تقلید مان لیا۔

اس کے بعد پیر صاحب نے مجھ سے پوچھا ہے کہ آپ کس فتوے کو مانتے ہیں۔ شروع میں پون گھنٹہ بحث ہوتی رہی ہے کہ فقہ حنفی کا مفتی بہ قول مجھ پر حجت ہے۔ آج فتوی اس بات پر

ہے کہ تنخواہ کے ساتھ پڑھانا جائز ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مؤذن نہ رکھنا جو تنخواہ لیتا ہو۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری اور نذیر حسین دہلوی نے فتوی دیا کہ مؤذن کو تنخواہ لینا جائز ہے اور اکثر مسجدوں میں آج تنخواہ دار مؤذن موجود ہیں تو کیا اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کے خلاف جن لوگوں نے فتوی دیا ہے ان کے متعلق میں پیر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپ کیا حکم لگاتے ہیں۔

اس کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ تقلید کا مسئلہ اتنا واضح ہے تقلید کا مفہوم میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری ماہر کی راہنمائی میں کرنا اتباع الروایۃ دلالۃ. مولانا نے درایت پڑھا تھا میں نے دلالۃ پڑھا ہے اجتہاد سے تعلق رکھتی ہے، فقہ سے تعلق رکھتی ہے۔

میں عرض کرتا ہوں جو شخص آج فقہ کا انکار بھی کر رہا ہے۔ بغیر فقہ کے وہ بھی عمل نہیں کرتا۔ وہ انکار بھی کرتا ہے اور ساری زندگی اس کی رسول ﷺ کی فقہ پر گزرتی ہے۔ سنئے میں واضح الفاظ میں کہتا ہوں کہ دو رکعت نماز میں کتنی شرائط ہیں؟۔ اس کے رکن کتنے ہیں؟۔ اس کے واجبات کتنے ہیں؟۔ اس کی سنتیں کتنی ہیں؟۔ اس کے مستحبات کتنے ہیں؟۔ کتنی باتوں سے نماز مکروہ ہوتی ہے؟۔ کتنی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟۔ نماز پڑھنے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں یا نہیں؟۔

میں پورے دعویٰ سے یہ کہتا ہوں کہ صرف فقہ کی کتاب میں یہ آپ کو ملیں گی۔ میں حضرت سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ تقلید کے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں، اگر تقلید کے بغیر آپ کو پتا ہے تو آپ مجھے نماز کی شرطیں حدیث کی کسی ایک کتاب سے دکھادیں۔ نمازوں کے رکن کسی ایک کتاب سے دکھادیں۔ نماز کے مستحبات کسی ایک کتاب سے دکھادیں۔ نماز کے مکروہات کسی ایک کتاب سے دکھادیں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ کسی ایک کتاب کا نام لکھ کر میرے پاس بھیج دیں کہ مولوی امین یہ بخاری ہے، یہ مشکوٰۃ ہے جس میں ایک ہی صفحہ پر فقہ کی کتابوں کی

طرح نماز کے سارے رکن دکھا سکتا ہوں۔ میں نماز کے سارے مستحبات دکھا سکتا ہوں۔

لیکن آپ یقین جانیں کہ یہ قطعاً نہیں دکھا سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ نماز شروع ہی فقہ سے ہوتی ہے۔ آپ نماز پڑھتے ہیں آپ کے امام اللہ اکبر کہہ رہے ہیں اونچی آواز سے۔ امام اللہ اکبر اونچی آواز سے کہتا ہے یا آہستہ آواز سے؟۔ اور مقتدی آہستہ آواز سے کہتا ہے۔

میں پیر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ اس کو فقہ کا مسئلہ نہیں مانتے تو ایک حدیث پڑھ کر سنا دیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہو کہ تمہارا امام تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہا کرے اور تمہارا مقتدی تکبیر تحریمہ آہستہ آواز سے پڑھا کرے۔ میں کم از کم اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ باوجود وسیع مطالعہ کرنے کے ایسی حدیث مجھے نہیں ملی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میں اس مسئلہ میں فقہ پر عمل کر رہا ہوں۔ عمل پیر صاحب کا بھی اس مسئلہ پر ہے۔ اگر پیر صاحب آج مجھے وہ حدیث دکھا دیں اور وہ اعلان کریں کہ میں اس مسئلہ پر فقہ کا عامل نہیں ہوں۔ میں حدیث پر عمل کرتا ہوں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس مجمع میں میں حضرت کا شکریہ ادا کروں گا۔ میں نے بھی سنا ہے پنجاب میں کہ حضرت ایک بہت بڑے کتب خانہ کے مالک ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی سب کو دے۔ آمین۔

اور حضرت کا وسیع مطالعہ ہے آج میں چاہتا ہوں کہ حضرت کے وسیع مطالعہ سے کچھ میں بھی استفادہ حاصل کروں۔ نماز کے مکروہات، مستحبات حدیث کی کتاب سے پڑھ کر سنا دیں۔ حضرت بھی نماز پڑھتے ہیں یہ کہ امام بلند آواز سے اللہ اکبر کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے۔ اگر یہ حدیث مجھے پیر صاحب سنا دیں تو میں پیر صاحب کے مطالعہ کا قائل ہو جاؤں گا۔ اور حضرت کا شکر گذار ہو جاؤں گا۔

میرا ابھی دعوی ہے اور میں اس دعویٰ پر قائم ہوں! الحمد للہ بغیر فقہ پر عمل کئے آپ نماز کی بھی ایک رکعت نہیں پڑھ سکتے۔ میں نے ایک مسئلہ پوچھا ہے۔ مجھ سے تو آپ پوچھتے ہیں کہ تقلید کا حکم بتائیں سورج کی طرح آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ عمل حضرت کا بھی فقہ کا ہے ویسے یہ

دوسری بات ہے کہ وہ فقہاء کے شکر گذار نہیں ہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

الحمد للہ وکفٰی والصلٰوۃ والسلام علٰی النبی

المصطفٰی. اما بعد.

مولانا نے یہ فرمایا ہے کہ بخاری کا نام قرآن میں دکھاؤ۔ ہم بخاری کے مقلد نہیں ہیں جس کے ہم مقلد ہیں اس کا نام دکھا سکتے ہیں۔

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَءَامَنُواْ بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ (۱)

ہمارے امام کا نام موجود ہے۔ پھر کہا کہ مفتٰی بہ قول کو مانتے ہیں۔ اب امام کے خلاف مفتٰی بہ قول کو مان لیا پھر کہا کہ حدیث میں اجرت لینے کو منع کیا ہے۔ لیکن فلاں فلاں مولویوں نے فتوی دیا اس پر ہمارے مسئلہ کو آپ نے پیش کر دیا کہ قادیانی یوں کہتا ہے۔ قادیانی تو اپنے آپ کو حنفی لکھتا ہے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ہے۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ میں کیا فتوی لگاؤں۔

پھر کہا کہ بخاری کے ترجمہ میں یہ لکھا ہے یہ ہمارا کوئی مسلک نہیں ہے۔ آپ دلائل سے بات کریں۔ آپ کا یہ کہنا کہ فلاں قادیانی نے یہ کہا، سر سید نے یہ کہا تقلید چھوڑ دی۔ ہمارا اس سے کیا واسطہ اس نے جو کچھ کیا خدا سے پالے گا مجھے اس سے بحث نہیں جو میں کہہ رہا ہوں اس کا جواب دو۔

کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھائیں جس میں تقلید کا ذکر ہو۔ یا تو ایسی آیت یا حدیث دکھاؤ جس میں تقلید کا لفظ ہو۔ حکم ہو، ثبوت ہو۔ یہاں جو اس کی تعریف فقہاء نے کی ہے۔ یہ غیر نبی کی بات بغیر دلیل کے ماننا قرآن وحدیث، قیاس، اجماع کے علاوہ ماننا تقلید ہے۔

اس تعریف کے مطابق آپ تقلید کو قرآن کی آیت پڑھ کر ثابت کریں۔ باقی آپ آیت

(۱)۔ سورۃ محمد آیت ۲۔

...ر تقلید کریں۔ کہتے ہیں کہ فقہ کے بغیر یہ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ جب یہ فقہ کی کتابیں بنی نہیں تھیں تو اس وقت لوگ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟۔

پہلا مسئلہ دوسری بات جب اس وقت ان لوگوں کی فقہ تھی تو آپ لوگوں نے اس کو کیوں چھوڑ دیا کیا وہ دوسری تھی یہ دوسری ہے۔ لیکن آپ نے نماز کا مسئلہ پوچھا ہے اگر مسئلہ آپ نے کہنا ہے تو میرے پاس آ کر پڑھیں۔ میں سب مسئلے آپ کو بتا دوں گا تمام مسائل احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

آپ نے ایک تکبیر تحریمہ کا مسئلہ پوچھا ہے۔ جب یہ ہے کہ اگر مقتدیوں تک امام کی آواز نہ پہنچے تو دوسرا مقتدی اس آواز کو پہنچائے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اونچی آواز سے نہیں کہتے تھے۔ اگر سب کہیں تو پھر ان کے سنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر کہتا ہے کہ اگر مقتدیوں تک آواز نہ جائے تو دوسرے کو ضرورت پڑتی ہے۔ یہ مسئلہ احادیث میں واضح ہے آپ پڑھیں۔

ہاں ہم فقہ کی تائید کرتے ہیں اور مانتے ہیں فقہ کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن دلائل کے ساتھ۔ ہم فقہ مانتے ہیں دلائل کے بغیر ہم فقہ نہیں مانتے۔ لیکن سن لیں مولانا مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے۔

آئینہ دیکھ لیا جب دیکھ آئینہ

آپ لوگوں کو حدیث کے بغیر فقہ کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ ہم اپنا مذہب بچا سکتے جو تم لوگوں کو فقہی رعایتیں دے کر اپنا مذہب نہیں بچا سکتے اپنے آپ کو پناہ نہیں دے سکتے جب تک حدیث نہ پڑھیں جب حدیث پڑھیں تو پناہ ملتی ہے۔ حدیث کے محتاج آپ ہیں فقہ کے محتاج ہم نہیں۔ ہاں یہ ضرور کہ ہم علماء سے استفادہ کرتے ہیں۔ لیکن تقلید نہیں۔ استفادہ اور چیز ہے۔ تقلید اور چیز ہے۔

جہاں دلائل کے موافق بات ہو اور ہم اس کو دلائل سے صحیح سمجھتے ہیں چاہے کسی امام کی ہو لیکن آپ فقہ، فقہ کہتے ہیں جب ان کا وجود نہیں تھا لیکن ساری حدیثیں موجود تھیں۔

حدیث کی لایتبع فیھا عالم عالم کی تابعداری نہیں جائے گی۔ مولانا کہتے ہیں تقلید نہیں کی جائے گی۔ تقلید کس کا معنی ہے خدا کا خوف ہے، اللہ سے ڈرتے ہو، اتنے بھرے مجمع میں حدیث کا ترجمہ غلط کیا ہے، آیت کا ترجمہ غلط کیا۔ اس طرح کرنا جائز ہے؟۔ کہا لا یتبع فیھا عالم کا معنی یہ ہے کہ تقلید نہیں کی جائے گی۔ خدا کے واسطے بتاؤ یہ معنی ہے کیا؟۔ کسی مترجم نے یہ معنی کیا ہے؟۔ کیا کسی لغوی نے یہ معنی کیا ہے؟۔

کہتے ہیں سر سید نے جو ہے تقلید کا انکار کیا ہے۔ وہ اس پر ہے کہ وہ مصیب یا مخطی اللہ تعالیٰ کے پاس گیا۔ جس چیز کا وہ مستحق تھا وہ اس نے جا کر پالیا۔ ہم اس چیز کے لئے نہیں بیٹھے۔ ہم اس چیز کے لئے بیٹھے ہیں کہ تقلید کیا ہے؟۔ تقلید کیا چیز ہے اس کو پہلے سمجھاؤ۔

آپ نے آدھا وقت تو ختم کر دیا ہے۔ وقت ختم ہونے کو ہے آپ سمجھائیں کہ تقلید ہے کیا چیز۔ تقلید کی تعریف جو فقہاء نے کی ہے علماء نے کی ہے یہ وہ چیز ہے۔ لغت کی کتابوں میں تقلید کی تعریف کی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کسی کی بات ماننا۔

اور علماء وفقہاء سب یہ لکھتے ہیں کہ ابن ہمام کی میں نے یہ تحریر پڑھی ہے اس میں بھی یہ لکھا ہے کہ تقلید کا معنی ہے بلا دلیل کسی کی بات کا ماننا۔ یہ میرے پاس ابن ہمام کی کتاب موجود ہے۔ یہ سب کتابیں موجود ہیں تقلید کا معنی یہی ہے کہ کسی کی بات بغیر دلیل کے ماننا اور پھر دلیل بھی بتاتے ہیں قرآن وحدیث اجماع قیاس ان چیزوں کے جانے ہوئے بغیر اس بات کو ماننا یہ ہے تقلید۔

اس تقلید کا کسی آیت سے آپ اثبات فرمائیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے نہ آگے ہو نہ پیچھے۔ رکوع گئے رکوع سے اٹھے۔ یہ تقلید ہے۔ یہ اس امام کے کہنے پر عمل کر رہے ہیں۔ تمہارے کہنے پر کسی عالم کے کہنے پر چل رہے ہیں۔ نہیں۔ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جس کا امام ہو اس کی تابعداری کرو۔ دلیل کے ساتھ امام کی تابعداری کرتے ہیں۔

امام کی مخالفت تم کرتے ہو تمہارے مذہب میں اگر امام پانچویں رکعت میں بھول کر اٹھ

تو تم نہیں اٹھو گے کیوں امام کی بات نہیں مانتے ہو۔ کیوں امام کو چھوڑ دیا ہے۔ مثالوں سے مولانا کا کام نہیں بنتا اب ہم بھائی بن کر بیٹھیں لوگوں کو برا نہ ہم کو کہنا چاہئے نہ آپ کو کہنا چاہئے ایسی بات کہنی ہے کہ جس سے لوگوں کو فائدہ ہو۔ جس سے لوگوں کو ھدایت ہو جس سے لوگوں کو راہنمائی ہو۔ مسئلہ معلوم ہو۔ لوگ تو جان گئے جس چیز کا مطالبہ میں سب سے کر رہا ہوں وہ ابھی تک نہیں آئی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے فرمایا میں نے قرآن پاک کی آیات اور احادیث پڑھیں آپ کے سامنے مجھے اس پر فخر ہے کہ میں نے قرآن پڑھا ہے میں نے نبی ﷺ کی حدیثیں پڑھی ہیں حضرت کو اس بات پر فخر ہے کہ میں نے چار شعر پڑھے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت نے بار بار آپکو کہا ہے کہ مولانا نے قرآن کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے، حدیث کا ترجمہ غلط کیا ہے اگر میں نے یہاں ترجمہ غلط کیا ہے تو پیر صاحب کا فرض ہے کہ ترجمہ صحیح کریں۔

اتباع کا ترجمہ وہ بھی پیروی کریں اور تقلید کا ترجمہ بھی پیروی ہی ہوتا ہے۔ آخر بات کیا ہے اگر میں نے ترجمہ غلط کیا تو مولانا فرماتے ہیں کہ یہ دھوکہ ہے یہ فریب ہے۔

تو حضرت آپ یہاں صحیح ترجمہ کر کے دکھائیں لوگوں کو تبھی بات سمجھ میں آئے گی۔ اور میں نے بات کہی تھی اور مولانا نے بات مان لی کہ ہم بھی فقہ کو مانتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ مانتے اپنے ذہن کو اس میں دخل دیتے ہیں۔ اگر ہماری عقل کہہ دے کہ یہ بات صحیح ہے تو ہم مانتے ہیں، عقل نہ مانے تو نہیں مانتے۔ تو یہ فقہ میں اپنی عقل دوڑاتے ہیں۔

دیکھیں میں نے یہ بات کہی تھی کہ حضرت نے کہا کہ تم ایک فقہ کہتے ہو ہم تو چاروں پڑھتے ہیں۔لیکن چاروں فقہ پڑھنے والے حدیث سے نماز کے واجبات فرائض نہیں دکھا سکتے۔ میں نے کہا تھا کہ دوپہر کی طرح روشن ہو جائے گا میں نے کہا تھا امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا اور مقتدی کا آہستہ آواز سے اللہ اکبر کہنا یہ حدیث کے لفظوں میں نہیں ہے۔

اس میں سے سمجھا جائے گا تو اس کو فقہ کہتے ہیں تو مولانا نے بھی مقتدیوں کے لئے اخفاء کا لفظ مجھے نہیں دکھایا۔کوئی پڑھی ہے حدیث کہ مقتدیوں کے لئے لفظ اخفاء کا موجود ہو؟۔جو میں نے دعوٰی کیا تھا باوجود بڑا کتب خانہ ہونے کے مجھے اخفاء کا لفظ نہیں دکھا سکے۔آپ نے بھی سمجھنے کی کوشش کی ہے۔جس کو فقہ کہتے ہیں تو میرا یہ دعوٰی صحیح ہے کہ نہیں؟۔کہ نماز شروع ہی فقہ سے ہوتی ہے۔

اور حضرت سنئے آپ بار بار یہ فرماتے ہیں کہ فلاں نے تقلید کی یہ تعریف کی ہے اور میں نے جو تعریف کی ہے سنو ایک فرق ہے اس میں۔ایک ہے مقلد تقلید کسی کی کرتے پھر وہ زیر بحث نہیں ہے۔یہاں پر یہاں مجتہد کی تقلید زیر بحث ہے۔مجتہد کی تقلید کی تعریف میں نے یہ کی ہے۔ **اتباع الروایۃ دلالۃ.** کتاب وسنت پر اس ماہر شریعت کی راہنمائی میں عمل کرنا۔جو ہم روز سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں اس میں کیا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

اے اللہ ہمیں صراط مستقیم دکھا۔دعا ختم ہوگئی؟۔نہیں۔بلکہ **﴿صراط الذین انعمت علیھم﴾** ان لوگوں کے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ان کی تقلید کریں ہم جن پر تیرا انعام ہوا ہے۔کسی کے پیچھے چلنا تقلید ہوتا ہے ناں۔حضرت فرمارہے ہیں کہ صرف نبی ﷺ۔قرآن کہتا ہے نبی ﷺ،صدیق،شہداء،اور صالحین۔

آگے ہے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ اے اللہ ہمیں رہبروں کی تقلید پر رکھنا اور رہزنوں کی تقلید سے بچانا۔سورۃ فاتحہ نے فیصلہ کردیا ہے کہ جس تقلید کا ہم کہہ رہے

ہیں وہ رہبروں کی تقلید ہے اور جس کا رد ہے قرآن وحدیث میں وہ رہزنوں کی تقلید ہے۔

میں نے قرآن کی جتنی آیتیں پڑھی ہیں اس کا مولانا ایک ہی جواب دیتے ہیں کہ ترجمہ اطاعت ہے۔میں کہتا ہوں کہ اطاعت کا ترجمہ بھی تابعداری ہے۔تقلید کا ترجمہ بھی پیروی اور تابعداری،اتباع کا ترجمہ بھی تابعداری ہے۔میں نے جو دعا بتائی تھی حضور ﷺ کی کہ اللہ کا نبی ناراض ہے ان لوگوں سے جو اہل علم کی تقلید نہیں کرتے اللہ کے نبی ﷺ دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ مجھے وہ زمانہ نہ دکھانا جب انکار تقلید کا فتنہ اٹھ کھڑا ہو۔[1] تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کا نبی آپ کا چہرہ نہ دیکھنا چاہے۔کیا آپ میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اللہ کا نبی ناراض ہو ان لوگوں پر جو اہل علم کی تقلید نہیں کرتے اور ان کے مسلک کی بنیاد اس بات پر ہوگی کہ سلف کی شرم وہاں نہیں ہوگی۔

مولانا نے صرف اتنا جواب دیا ہے کہ اس کا ترجمہ تقلید نہیں ہے۔اتباع کا تو ترجمہ ہی وہی ہوتا ہے۔حضرت!تقلید کے سر پر سینگ نہیں ہوتے کہ میں آپ کو پکڑ کر دے دوں تقلید کے معنی ہی ہیں پیروی کرنا،کسی کے پیچھے چلنا،کسی کا حکم ماننا،جتنی میں نے آیتیں قرآن کی پڑھی ہیں،جتنی میں نے حدیثیں پیش کی ہیں اور یہ میں نے پوچھا تھا کہ آپ جانتے ہیں کہ اصل سے پہچانا درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

تقلید کے پھل کون ہیں امام بخاریؒ ہیں،امام مسلمؒ ہیں،ابن حجرؒ ہیں،علامہ عینیؒ ہیں،مجدد الف ثانیؒ ہیں،شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی ہیں۔اور میں نے جو کہا تھا کہ ترک تقلید کے پھل کون

---

(۱). اللھم لا یدر کنی زمان لا یتبع فیہ العلیم ولا یستحی فیہ من الحلیم قلوبھم قلوب الاعاجم والسنتھم السنۃ العرب. (رواہ احمد وفیہ ابن لھیعۃ وھو ضعیف (مجمع الزوائد ص ۱۸۳ ج ۱)

ہیں سر سید ہے، غلام احمد قادیانی ہے، منکر حدیث عبد اللہ چکڑالوی ہے، غلام احمد پرویز اپنی کتاب نوادرات کے صفحہ آٹھ پر لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے ہمارا سارا خاندان اہل حدیث تھا کیوں یہ کہنا کوئی ظلم تو نہیں ہے۔

آپ پھلوں سے پہچانتے ہیں کہ کسی درخت کا پھل کڑوا ہے اور کسی کا میٹھا تو دیکھئے مولانا نے کیسے تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے تو اگر ہمارا کوئی مسئلہ حدیث کے خلاف ایسا ہوتا تو کیا مولانا ہمیں آپ معاف کرتے۔ لیکن مولانا نے پوچھا مولانا ثناء اللہ صاحب اور نذیر حسین نے فتوی دیا ہے۔ صاف حدیث کے خلاف دیا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مؤذن تنخواہ نہ لے لیکن یہ کہتے ہیں کہ تنخواہ لے لیا کریں تو یہ جائز ہے۔ یہ صاف حدیث کے خلاف ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ جانے اور وہ جانیں۔ کیوں جو فیصلہ کتاب وسنت کے خلاف دے اس کا حکم کتاب وسنت میں موجود نہیں ہے کیا؟ وہ حضرت دکھا نہیں سکتے تھے مجھے؟۔

لیکن بات وہی ہے کہ حنفیوں کے خلاف بات کرنے میں حضرت سب کچھ کہہ دیں گے لیکن نذیر حسین اور مولانا ثناء اللہ امرتسری جو ان کی اکثر مسجدیں ہیں ان میں اب بھی امام تنخواہ دار ہیں تو کیا آپ نے ان سب کے خلاف کوئی فتوی لگایا ہے؟۔ کیا آپ نے نبی ﷺ کی حدیث کو چھوڑا ہے؟۔ آپ اس بات کو واضح کریں یہ کوئی جواب نہیں ہے کہ ان کو تو اللہ جانتا ہے وہ اللہ کے پاس چلے گئے ہیں قرآن وحدیث کے امام کیا ابو حنیفہؒ اللہ کے پاس نہیں پہنچ گئے ہیں؟۔ علامہ عینیؒ نہیں پہنچ گئے؟۔ ان کو معاف نہیں کیا جاتا اور میاں صاحب کو بڑی جلدی معاف کر دیا جاتا ہے کہ بھئی وہ اللہ کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ان کے متعلق ہم سے فتویٰ نہ پوچھو۔ کیوں نہ پوچھیں؟۔ ہم نے قرآن کی آیتیں اور حدیثیں آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ اس کے بعد میں نے عقلی دلائل بھی بیان کئے۔

میں نے مشاہدہ کروادیا کہ جو فقہ کا انکار کرتا ہے وہ نماز کے فرائض بھی مجھے نہیں دکھا سکتا۔ نماز کے مسائل نہیں دکھا سکتا۔ کیا اب ان مسائل کی ضرورت ہے یا نہیں؟۔ اب بات صاف ہے

کہ اگر حضرت مجھے یہ کہتے ہیں کہ فقہ میں ترتیب وار شرطیں نہیں لکھی ہوئیں۔ لیکن میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ کسی حدیث کی ایک کتاب سے دکھادیں۔

حضرت فرماتے ہیں آپ میرے کتب خانہ میں چلیں یہ جو کتابیں لائے ہیں یہ کس لئے لائے ہیں۔ اتنی ساری کتابوں میں نماز کی ایک رکعت کے فرض ہی نہیں ہیں تو کیا ان کتابوں کو لانے کا فائدہ ہے؟۔ ان کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی ایسی نہیں ہے جس میں نماز کی ساری سنتیں اور مکروہات کسی ایک صفحہ پر لکھے ہوں اب کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں کتب خانہ میں۔ کیا صحاح ستہ یہاں موجود نہیں ہے؟۔ اگر نہیں ہے تو میرے پاس یہاں صحاح ستہ ہے۔ مجھ سے آکر طلب کریں کہ بخاری دو تو میں بخاری کے ایک ہی صفحہ سے نماز کے سارے واجبات، سارے مکروہات، سارے ارکان وفرائض دکھاتا ہوں۔

میں نے دوپہر کے سورج کی طرح یہ بات دنیا پر واضح کردی ہے کہ حضرت کبھی بھی مجھے نہیں کہیں گے۔ نہ خود اپنے پاس سے بخاری اٹھائیں گے نہ مجھے کہیں گے کہ بخاری لاؤ میں نماز کا مکمل طریقہ آپ کو بتاتا ہوں اس کے فرائض بتاتا ہوں۔ میں نے یہ دعوی کیا تھا کہ نماز شروع فقہ سے ہوتی ہے، پہلا مسئلہ فقہ کا محتاج ہے۔ حضرت نے استنباط کر کے مسئلہ بتایا حدیث سے نہیں بتایا میرا دعویٰ الحمدللہ صحیح ہے۔ کہ جو نماز شروع ہی فقہ سے ہو اور پھر فقہ سے انکار کر دیا جائے کہ ہم فقہ کو نہیں مانتے۔ حضرت بار بار یہ فرماتے ہیں کہ یہ فقہ جو ہماری ہے یہ کتاب وسنت سے اخذ ہوئی ہے۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے ہمارے ہاں امام ابو حنیفہؒ اور مجتہد کا مقام وہی ہے جو آپ کے ہاں ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کا ہوتا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے فرمایا کہ اتباع اور تقلید ایک چیز ہے آگے پھر فرماتے ہیں کہ تقلید دو قسم کی ہے

مطلق اور مقید۔ ہمارے درمیان جو تقلید زیر بحث ہے اس پر تو آپ بات ہی نہیں کرتے باقی کہتے ہیں پیروی، پیروی۔ پیروی کس کی ہو پھر آپ کہتے ہیں کہ رجوع مجتہد کی طرف ہو۔ میرے بھائی مجتہد کی طرف رجوع کرنے کو آپ بھی تقلید نہیں کہتے۔

دیکھیں میرے ہاتھ میں مسلم الثبوت ہے مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت ہے۔ جلد اول صفحہ چار سو پر امام غزالی کی المستصفیٰ سے لکھتے ہیں۔

التقليد العمل بقول الغير من غير حجة و اخذ المجتهد بمثله و رسول النبی ﷺ.

صاف کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی بات ماننا بھی تقلید نہیں، اجماع کی بات کی طرف رجوع کرنا یہ بھی تقلید نہیں ہے، مفتی اور قاضی کی بات کو ماننا یہ بھی تقلید نہیں ہے، گواہ کی بات کو ماننا بھی تقلید نہیں ہے۔

جس کو آپ تقلید فرما رہے ہیں حالانکہ اس کی بات ماننا تقلید نہیں ہے۔ اب یا آپ فقہاء کو مانیے یا اس بات کو مانئے کہ تقلید اس کا معنی ہے۔ یہ مجتہد رجوع کرنا یہ تقلید نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں اگر میں نے ترجمہ غلط کیا ہے تو پھر صحیح کر کے دکھاؤ۔ یہاں ہے حکم پیروی کا اتباع، اطاعت میں پیروی کا حکم ہے۔

لفظ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ بلا دلیل یا با دلیل۔ جب دلیل آپ ثابت نہیں کر سکتے بلا دلیل تو پھر آپ کا دعوی صحیح نہیں ہے جب آپ دلیل پیش کریں گے تو تب آپ کا دعوی صحیح ہوگا۔ جس دلیل میں اتباع ثابت اتباع کا حکم ہو، جس اتباع میں دلیل نہ ہو بغیر دلیل کے بات مانی جائے، اگر دلیل کے ساتھ مانی جائے تو پھر وہ تقلید نہیں ہوگی۔

پھر کہتے ہیں میں نے یہ کہا تھا کہ ہم فقہ کو دیکھتے جو بات صحیح پاتے ہوں کہتے ہیں آپ عقل کو دخل دیتے ہیں۔ یہ کس نے کہا۔ کیا میں نے الفاظ کہا تھا کہ جتنی عقل دی ہے اس کو دخل دو جو دلیل صحیح ہو اب مولانا کہتے ہیں یہ بھی فقہ ہے۔ یہ دوسری چیز ہے فقہ دوسری چیز ہے۔ ہر ایک کو اللہ

نے فہم دیا ہے۔ یہی اجتہاد ہے۔ یہی فہم تمہاری تقلید کے منافی ہے۔ اگر یہ فہم حاصل ہے تو تقلید نہیں رہے گی۔ باقی آپ نے جو کہا کتب مدونہ ان کو ہم من وعن قبول کریں۔ نہیں ہو سکتا۔ ہم اس کے خلاف ہیں۔ ہم کہتے ہیں باقی جتنی کتابیں ہیں ان کے اندر بھی صحیح باتیں ہیں یہی وجہ ہے کہ آئمہ نے کئی مسائل میں رجوع بھی کیا ہے۔ اس لئے کہا ہے کہ اللہ تعالی کا کلام اور رسول ﷺ کے کلام میں غلطی نہیں ہے۔ لہذا اسے من وعن ماننا ہے باقی فقہاء کا قول جو صحیح ہو قرآن وحدیث کے موافق ہو، اس کو مانا جائے۔ کیونکہ وہ تقلید نہیں ہے۔ جو قرآن وحدیث کو دیکھے بغیر مانا جائے وہ تقلید ہے۔ اسی میں ہمارا اختلاف ہے۔

پھر کہتے ہیں تقلید کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مطلق دوسری وہ جو کسی خاص مجتہد کی پیروی ہو۔ میں کہتا ہوں پیروی کو تقلید نہیں کہتے۔ جیسے میں نے آپ کو دکھایا ہے پھر کہتے ہیں سلف صالحین، سلف صالحین کون ہیں؟۔ صحابہ یا تابعین۔ پھر اس وقت ہدایہ نہیں تھی تو سلف کو تو آپ نے چھوڑا۔

مجھے الزام دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

پھر کہتے ہیں کہ فلاں کے خلاف آپ نے فتوی نہیں دیا۔ بھئی ہم شخصی فتوی کے قائل نہیں۔ ہم تو مطلق فتوی کے قائل ہیں جو بھی آدمی حدیث کے خلاف فتوی دے وہ غلط ہے۔ چاہے وہ اہل حدیث ہو چاہے وہ حنفی ہو، خواہ کوئی بھی ہو۔ ہمارا فیصلہ حدیث سے ثابت ہے۔

آپ جو کہتے ہو ہمارا مفتی بہ قول چاہے کسی کے خلاف ہو، امام کے خلاف ہو ہم چھوڑ دیں۔ اس سے ہم نہیں ہٹیں گے ہمارے ہاں یہ جمود نہیں ہے۔

خواہ اہل حدیث کا قول ہو یا حنفی کا قول ہو۔ اگر اس کا قول صحیح ہے موافق حدیث ہے قوانین کے لحاظ سے۔ تو ہم مان لیں گے۔

درخت کی مثال دی۔ یہ کوئی آیت پڑھی، قرآن پڑھا، اپنی طرف سے مثل کر دیا کہ یہ ایک درخت ہے یہ اچھا ہے، یہ برا ہے۔ برے کا پھل برا ہوگا، اچھے کا پھل اچھا ہوگا۔ میں اگر

کہوں کہ تمہارے سارے احناف اس میں سے ہیں۔

تو میری بات مانو گے مجھے کہنے کا حق ہے۔ خواہ مخواہ کہ فلاں فلاں درخت کے پھل ہیں۔ بخاریؒ، مسلم فلاں درخت کے پھل ہیں، کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا لے کر آپ بیٹھے ہیں۔ جو مسئلہ ہے آپ ثابت نہیں کرتے۔

یہ ثابت کرو کہ آپ کے فقہاء نے جو تعریف کی ہے کہ چار دلیلوں میں سے کتاب وسنت اجماع قیاس کے جانے ہوئے بغیر کسی کی بات ماننا یہ ہے تقلید۔ اس تقلید کے ثبوت میں کوئی آیت پیش کرو۔ اس تقلید کے ثبوت میں کوئی حدیث پیش کرو۔ اگر ہے آپ کے پاس تو پیش کرو۔ تم پیش نہیں کر سکتے مجھے پتا ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا

انصاف کی بات کہو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا

آپکو جتنا بھی غصہ آئے وہ آپ کا حق ہے لیکن سوال اپنی جگہ پر ہے۔ جس چیز پر میں قائم ہوں۔ ایک لحہ سوچیں جتنی تقریریں کیں کچھ نہیں بنا۔ یہ بات کہ حدیث دکھا دیں آپ کے پاس کتابیں موجود ہیں۔ آپ مجھے موضوع سے نکالنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کتب خانے میں آؤ میں آپ کو بتاؤں حدیث پڑھتے نہیں ہیں۔ حدیث والوں کے پاس تو جاتے ہی نہیں ہیں۔ اب تمیں مار خاں بن گئے۔

آپ میں اگر ہمت ہے تو آؤ خود مطالعہ کرو ان شاء اللہ بڑے چھوٹے سب مسئلے آپ کو

مل جائیں گے۔ محدثین نے بیان کی ہیں۔ طہارت سے لے کر میراث تک الحمد للہ ایک ایک مسئلہ آپ کو ملے گا۔ آپ اس میدان میں آیئے کچھ محنت کیجئے پتا چل جائے گا آپ کو ابھی تو باتوں سے کچھ نہیں بنے گا، بس اللہ تعالیٰ ہم کو سمجھ عطا فرمائے ٹھیک ہے ہم سمجھ کے قائل ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے۔ سمجھو قرآن وحدیث کو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے ہر ایک کو سمجھنے کا حق ہے جو بات جس کی قرآن وحدیث کے موافق ہو جائے لے لو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے فرمایا حضرت نے اپنی تقریر اس فرق پر کی ہے کہ ہر شخص کو بات سمجھنے کا حق ہے۔ بس یہی ہمارا اختلاف ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اس قرآن سے یہ سمجھا کہ نبی آ سکتا ہے۔ حضرت نے حق دے دیا ہے اس کو کہ ہر شخص کو آپ میں سے حق ہے غلام احمد پرویز نے یہ سمجھا اس قرآن سے کہ نبی ﷺ کی حدیث حجت نہیں۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ

اسے حق دے رہے ہیں ایک شخص قرآن ہاتھ میں لے کر کہ رہا تھا۔ مجھ پر ایمان لاؤ مجھ کو نہیں مانو گے تو تم مسلمان نہیں ہو گے۔ میرا نام نعیم ہے۔ اور اس میں ہے۔

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٨﴾

اب وہ بھی کہتا تھا اپنی سمجھ کے مطابق۔ اب اس میں کسی آنے والے نبی نعیم کا ذکر ہے۔ اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر ہر شخص کو آپ اجازت دے دیں کہ جو چاہے قرآن و حدیث کو سمجھے۔ تو آپ ہم سے بحث کیوں کر رہے ہیں ہم سمجھے ہیں تقلید کرنی چاہے آپ ہمیں

جب تین طلاق آجاتی ہے تو کہتے ہیں حلالہ کرواؤ۔ حلالہ پتا ہے کیا ہے؟۔ کہ ایک کی بیوی دوسرے کے پاس جائے۔ وہ حلالہ ہوگیا اس عورت نے کیا گناہ کیا جس کو حلالہ کروایا جارہا ہے۔ حلالہ کرواؤ طلاق دینے والے کو یا جو مولوی فتوی دیتا ہو اس کو حلالہ کرواؤ اب بے چارے مجبور ہو کر ہمارے پاس آتے ہیں ہزاروں حنفی فتوے لکھوانے ہمارے پاس آتے ہیں کہ ہم بیوی سے رجوع کرلیں۔ بتاؤ یہ ذو وجھین ہمارا کام ہے یا تمہارا۔

خدا کے واسطے ڈرو اللہ سے کسی پر اعتراض نہ کرو اور سب کی باتوں کو جانو۔ ہم سب کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان سب کی باتوں کو جو قرآن کے موافق ہوں مانتے ہیں اور علماء نے یہ فرق بتایا ہے۔ یہ عینیؒ کی کتاب ہے انہوں نے تقلید کا فرق بتایا ہے کہ اتباع دلیل کے ساتھ ہوتی ہے اور تقلید دلیل کے بغیر ہوتی ہے۔

ہم اتباع کے خلاف نہیں ہیں، ہم تقلید کے خلاف ہیں۔ اس کے بعد آخری بات وہ ہوگی لوگوں نے سن لیا۔ مولانا نے فرمایا تقلید واجب ہے۔ واجب اس کو کہتے ہیں جو ضروری ہو اور اس کا تارک گناہ گار ہو۔ لیکن مولانا نے اس کے لئے کوئی دلیل پیش نہیں کی، نہ کوئی قرآن کی آیت نہ حدیث پیش کی۔

پھر آپ سوچئے کہ اگر واجب ہے تو واجب کا تارک گناہ گار ہے۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کو گناہ گار کہو۔ امام شافعیؒ کو اور امام مالکؒ کو گناہ گار کہو، آئمہ اربعہ کو معاذ اللہ گناہ گار کہو، کیونکہ وہ تو مقلد نہیں تھے۔

تبصرہ

آپ حضرات نے مناظرہ ملاحظہ فرمالیا اور اس کے بعد مندرجہ ذیل امور روز روشن کی طرح واضح ہوگئے ہونگے۔

نمبر ۱۔

جو فرقہ دن رات تقلید کو شرک اور مقلدین کو مشرک کہتا ہے اس مناظرہ میں ان کا شیخ العرب والعجم تقلید کے شرک ہونے پر ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکا۔ جبکہ مناظر احناف نے ۱۸ آیات سے تقلید کو ثابت کیا ہے۔

نمبر ۲۔

پیر صاحب یہ مان گئے کہ فقہ کے بغیر گذارہ نہیں، لیکن اس پر مصرر ہے کہ جو ہماری سمجھ میں آئے گا مان لیں گے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ کیا پیر بدیع الدین کی سمجھ اس قدر ہے کہ تمام مسائل کے مستدلات کو سمجھ سکے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو ان کا یہ فرمان بالکل بے جا ہے اور جس مرض میں پیر صاحب مبتلا ہیں اس مرض میں ہر غیر مقلد مبتلا ہے۔

نمبر ۳۔

حضرت نے فرمایا کہ پیر صاحب کی ساری عمر گذر چکی ہے ایک نماز کے مسائل ہی ثابت کردیں جو انہوں نے اپنی تحقیق سے نکالے ہوں۔ پیر صاحب نے یہ بہانہ بنا کر کہ آپ پہلے ایک سال میرے ساتھ بیٹھیں پھر معلوم ہوں گے، جان چھڑائی۔

سوال یہ ہے کہ اس ایک سال کی نمازیں جو تقلید میں پڑھی جائیں گی انکا کیا بنے گا؟ نیز پیر صاحب جواب تک بغیر تحقیق کے نماز پڑھ رہے ہیں تو اس احناف سے 90% چوری کی ہوئی نماز کا کیا بنے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ اس مناظرے نے ثابت کر دیا کہ تقلید کے بغیر چارہ کار نہیں۔ ایک نماز کے مسائل بھی یہ لوگ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کر سکتے وہ بھی چوری کرنے پڑتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلد مناظر

پیر بدیع الدین راشدی

مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

موضوع

قرأت خلف الامام

مسئلہ قرأت خلف الامام

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو الحمدللہ پڑھنی چاہئے اسکے لئے دلائل آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ سب سے پہلے صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۰۴ عبادہ بن صامت ؓ فرماتے ہیں کہ۔

ان رسول الله قال لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب.

یعنی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا نہیں ہے کوئی نماز لمن اس شخص کے لئے جس نے فاتحہ الکتاب نہ پڑھی۔ اکیلے کی ہو، امام کی ہو یا مقتدی کی ہو۔ جس کو نماز کہا جاتا ہے آپ کے فرمان کے مطابق وہ نماز نہیں ہے۔ جب وہ نماز نہیں ہے تو وہ چیز واجب ہوئی۔ یہ مسلم شریف میں حدیث ہے۔ ابو ہریرہ ؓ کی روایت ہے صفحہ ۱۷۴ میں۔

قال لمن صلى صلوٰة ولم يقرأ فيها بام القرآن فهى خداج غير تمام.

ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص امام ہو، مقتدی ہو،
ہواس نے نماز پڑھی اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھی فھی خداج. فرمایا اس کی نماز نہیں ہوئی۔ نماز
چیز سے پوری ہوتی ہے وہی نماز کے فرائض اور ارکان ہیں۔ جو چیز اس میں سے نکل جاتی
پوری نہیں ہوتی۔ پوری نہ ہونے کا معنی ہے کہ انکار کن نکل گیا۔ لہذا یہ دونوں دلالت کرتی ہیں کہ
سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اب اس کے بعد تیسری حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں
میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے صفحہ نمبر ۱۱۱۔ اس روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ رسول
اقدس ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں قرآت جہری کی جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ
میں جہر کروں تو میرے پیچھے نہ پڑھو مگر فاتحہ۔ آپ نے فرمایا۔

فانه لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب

اس شخص کی نماز نہیں ہے جو بغیر فاتحہ پڑھے۔ جس شخص نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز
نہیں ہوئی۔ یہ تیسری روایت تھی۔ اب چوتھی روایت پیش کرتا ہوں یہ روایت امام بیہقیؒ نے کی
جو بہت بڑے محدث گذرے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ پر مستقل کتاب لکھی ہے کہ فاتحہ کے بغیر
نماز نہیں ہے۔ انہوں نے صفحہ ۴۵ میں یہ حدیث نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں۔

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب خلف الامام وقال اسنادہ صحیح.

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے
فاتحہ نہیں پڑھی اس میں امام کے پیچھے کا لفظ ہے، فاتحہ کا لفظ ہے۔ جس نے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں
پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ یہ اب صحیح الفاظ آپ کے سامنے آ گئے۔ فاتحہ کا لفظ بھی ہے، امام کے
پیچھے ہونے کا لفظ بھی ہے۔ اب مولانا کا فرض ہے کہ ان کے مقابلے میں کوئی ایسی دلیل پیش کریں
جس میں فاتحہ سے منع ہو۔ مطلق الصلوٰۃ کا مسئلہ نہیں چلے گا۔ اگر مطلق روایت کی مطلق حدیث

جس میں قرأت کا لفظ ہے۔ وہ یہاں کام نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ فقہاء کا مسلمہ اصول
اس پر قائم ہیں کہ عام اور خاص جب آپس میں آئیں تو اس صورت میں خاص مقدم
ی۔ لہذا یہ کوئی تعارض نہیں۔
مولانا جانتے ہیں کہ تعارض کے لئے آٹھ چیزوں کی وحدت شرط ہے یعنی دونوں فعلی
ایک ہی چیز ہو، یہاں فاتحہ سے منع کا حکم ہو، وہاں فاتحہ کا حکم ہو۔ یہ دو باتیں ہو گئیں آپس
الف۔ پھر دیکھا جائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غیر صحیح، کون راجح ہے اور کون مرجوح، کون ناسخ
اور کون منسوخ، یہاں پہلے سامنے آپ آئیں ہمارے دوست بزرگ آئیں اس مسئلہ میں۔
آپ ایک روایت پیش کر دیں جس میں یہ الفاظ ہوں کہ فاتحہ نہ پڑھو۔ تب مقابلہ بنے گا اب
کی قوت ہی نہیں۔ آپ کہیں گے کہ قرأت نہ کرو خاموش رہو۔ قرأت نہ کرو یہ عام ہے جس
میں فاتحہ وغیرہ سب آ جاتے ہیں لیکن یہاں فاتحہ کا لفظ آیا وہ خاص ہو جائے گا بات واضح ہو گئی ہے
مولانا کو چاہئے کہ کوئی ایک دلیل پیش کر دیں حدیث سے، قرآن سے، کوئی ایک روایت پیش کر
دیں جس میں آپ ﷺ نے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا منع فرمایا ہو یا اس کو ناپسند فرمایا ہو آپ
ثابت کریں میں بھی ثابت کروں گا۔
اصول یہ ہے جہاں عام اور خاص ہوتا ہے وہاں خاص عام سے مقدم ہوتا ہے۔ جتنی بھی
روایتیں آپ پڑھیں کوئی بھی کام نہیں آئے گی۔ لہذا تین چار حدیثوں پر میں اکتفا کرتا ہوں ابھی
اور بھی آپ کے سامنے آئیں گی مسلمان کو چاہئے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کو قبول کر لے۔ یہ
اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

خلاصہ کلام۔

خلاصہ کلام آپ کے سامنے یہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز
نہیں ہے خواہ امام کے پیچھے نماز ہے یا کوئی اور چیز ہے میرا مطالبہ ہے کہ آپ ایک روایت پیش کر
دیں جہاں فاتحہ منع ہو قرأت کا مسئلہ میں نے پیش نہیں کیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

حضرت نے آپ لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ رکھا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہے۔ فرض ثابت کرنے کے لئے اللہ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کو فرض فرماتے ہیں۔ نماز میں رکوع فرض ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وارکعوا رکوع کرو۔ نماز میں سجدہ فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واسجدوا سجدہ کرو۔ نماز میں قیام فرض ہے قرآن میں ہے قوموا.

اس طرح بہتر تو یہ تھا کہ حضرت صاحب یہ فرض بھی قرآن سے ثابت کرتے۔ یہ ایک عجیب فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی فرائض تو قرآن میں بیان فرمائے ہیں لیکن اس فرض کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو قرآن پاک میں جگہ نہیں ملی۔ اور آپ نے قرآن پاک کا نام نہیں لیا۔

دوسری بار آپ نے بخاری شریف اٹھائی ہے۔ اس سے آپ نے ایک حدیث پڑھی ہے۔ کہ جو شخص فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی طرف سے تشریح کی ہے۔ کہ اس میں مقتدی بھی شامل ہے، اس میں امام بھی شامل ہے، اس میں اکیلا بھی شامل ہے۔ حدیث میں یہ الفاظ اللہ کے نبی ﷺ کے نہیں ہیں۔ مقتدی کا لفظ اس حدیث میں نہیں ہے۔

یہی حدیث ابوداؤد شریف میں ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ وہاں یہ ہے وزاد فصاعدا (۱) جو سورت فاتحہ اور اس سے زیادہ قرآن نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ حضرت نے یہ لفظ نہیں

(۱)۔ یہی حدیث حضرت عبادہؓ سے ابوداؤد ص ۱۱۹ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱، مصنف

اس کے بعد ابوداؤد شریف میں ہی ہے کہ جو شخص سورۃ اور اس سے زیادہ نہ پڑھے اس کی ... ہوتی۔ لکھا ہے یہی بخاری کا راوی سفیان بن عیینہ محدث جو ہے یہ کہتا ہے، یہ حدیث اس ... کے متعلق ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (۱)

ترمذی شریف میں بھی یہی حدیث موجود ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اس حدیث کے ساتھ ... ۔ واذا کان وحدہ یہ اس آدمی کے لئے حدیث ہے جو اکیلا نماز پڑھے۔ اور پھر امام ... اس بحث کو ختم کرتے ہیں اس بات پر کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ... ۔ من صلی صلوٰۃ اس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر امام کے پیچھے ہو تو ... ہے۔ (۲) امام ترمذیؒ نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کا معنی نبی ﷺ کے صحابی سے بیان کیا ...

...الرزاق ص ۱۶۹ ج ۱ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کامل ابن عدی ص ۳۲ ج ۴، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نصب الرایہ ص ۳۶۵ ج ۱، حضرت ابوہریرہؓ سے مستدرک حاکم ص ۲۳۹ ج ۱ پر ہے۔ اور فصاعداً کے ساتھ ہے۔

(۱). قال سفیان لمن یصلی وحدہ. (ابو داؤد ص ۱۱۹)

(۲). اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد المالینی انا ابو احمد عبداللہ بن عدی الحافظ نا جعفر بن احمد الحجاج و جماعة قالوا نا بحر بن نصر نا یحیٰ بن سلام نا مالک بن انس نا وھب بن کیسان قال سمعت جابر بن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من صلی صلوة لم یقرأ فیھا بفاتحة الکتاب فلم یصل الا وراء الامام. (کتاب القرأت ص ۱۳۶)

لیکن حضرت نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث آدھی پڑھی ہے آدھی چھوڑ دی
فصاعداً کا لفظ چھوڑا ہے۔ اور چھوڑنے کے بعد خواہ مخواہ مقتدی پر چسپاں کر دیا ہے۔ ورنہ
میں اس اگلی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو تین مرتبہ نماز دہرانے کا حکم دیا۔
نماز کا طریقہ خود بتایا تو فرمایا۔

ثم اقرأ بها ما تیسر معک من القرآن. (۱)

روایت میں فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ حضور ﷺ نماز سکھا رہے ہیں فاتحہ کو فرض بھی نہیں
رہے اس صحیح بخاری کی اگلی روایت میں ہے۔ اس لئے یہ روایت جو ہے اس مسئلہ میں غیر متعلق
ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

---

(۱). حدثنا مسدد قال ثنا یحیٰ بن سعید عن عبید اللہ قال حدثنی سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ہریرہ ان النبی ﷺ دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فرد علیہ النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلیٰ ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلاثاً فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتیٰ تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم افعل ذالک فی صلاتک کلھا. (بخاری ص ۱۰۹ ج ۱)

صحیح مسلم سے جو روایت پڑھی ہے اس میں بھی یہی ہے، کہ جس شخص نے نماز پڑھی اس
کی نماز ناقص ہوتی ہے۔ اس میں مقتدی کی نماز کا بالکل ذکر نہیں۔ اس میں صرف یہ واضح ہے اس
میں مقتدی کا ذکر نہیں۔

اس کے بعد آپ نے ایک روایت پڑھی ہے نسائی سے، کہاں ہے نسائی، کھولیں ذرا

سوال۔ آپ نے صحیح مسلم سے وہ حدیث پڑھی نبی ﷺ کی جس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔
اسی صحیح مسلم میں صفحہ نمبر ۱۷۴ پر صحیح حدیث موجود ہے اللہ کے نبی ﷺ صاف مقتدی کو
خطاب کر کے کہتے ہیں۔ کہ جب تمہارا امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔ جب تمہارا امام قرأت
کرے تم خاموش ہو جاؤ۔ اور یہ پوری روایت اس میں موجود ہے۔

صحیح ابی عوانہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اس میں الفاظ یہ ہیں کہ جب قرأت کرو تو
خاموش ہو جاؤ۔ اور جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم اس وقت
آمین کہو۔ یہ روایت ابو عوانہ میں ہے اس متن کے ساتھ امام مسلمؒ نے نقل کر کے لکھا ہے۔ انما
وضعت ھا ھنا ما اجمعوا علیہ (۱) میں نے جو حدیث یہ لکھی ہے اس کے صحیح ہونے پر محدثین
کا اتفاق ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
کس سورۃ میں آتا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں آتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر مقرر کر دی سورۃ
فاتحہ، کہ جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں۔ اور اس میں آمین کا ذکر آیا ہے۔
آمین سے پہلے امام کون سی سورۃ پڑھتا ہے۔ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔

---

(۱). قال مسلم ھو عندی صحیح فقال لم لم تصنع ھا ھنا قال لیس کل شئی عندی صحیح و ضعتہ ھا ھنا انما وضعت ھاھنا ما اجمعوا علیہ (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱)

کوئی شخص فتویٰ دے سکتا ہے میری بیوی موجود ہے میں اپنی سالی سے چاہوں تو نکاح کر سکتا ہوں۔ لوگوں نے کہا قرآن میں تو صاف ہے دو بہنوں کو جمع نہ کرو۔ ایک صاحب آنے لگے میں دیتا ہوں قرآن سے فتویٰ۔ وہ کہتا ہے۔ فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ قرآن میں آتا ہے جو عورت تمہیں اچھی لگے اس سے نکاح کرلو۔ کیونکہ آپ کو سالی اچھی لگتی اس لئے آپ نکاح کرلیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اس کا یہ طریقہ غلط تھا۔ جس میں سالی کا ذکر ہے وہ قرآن کی آیت اس نے چھوڑ دی۔ جس میں نہیں ہے وہ لفظ پڑھ کہ اس نے عام مراد لے لیا۔

اب دیکھیں کوئی آیت۔ فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ کا ترجمہ کرے نکاح کرو جس عورت سے چاہو۔ ماں سے، بیٹی سے، بہن سے، خالہ سے، تو کوئی مسلمان اس کو آیت کا ترجمہ نہیں سمجھے گا۔ حضرت نے یہ کہا ہے کہ جہاں مقتدی کا ذکر نہیں ہے اس کو پڑھا ہے اور جس میں مقتدی کا ذکر ہے وہ نہیں پڑھا۔

یہی حال صحیح نسائی میں ہوا۔ سنن نسائی میں آپ نے یہ جو حدیث پڑھی ہے اس کا راوی جو ہے نافع بن محمود بن ربیعہ مجہول ہے (1) اور پہلے آپ حضرت سے یہ سنتے رہے ہیں کہ مجہول کی روایت مقبول نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد روایت میں صرف اتنا موجود ہے کہ رسول ﷺ نے بعض نمازیں پڑھیں جن میں آپ نے اونچی قرآن پڑھا۔

یہ یاد رکھیں آپ دن رات میں امام کے پیچھے ۱۷ رکعتیں پڑھتے ہیں ان میں امام صرف چھ رکعتوں میں اونچی آواز سے پڑھتا ہے۔ دو فجر کی، دو مغرب کی اور عشاء کی دو رکعتوں میں۔ تو اس حدیث میں چھ رکعتوں کا مسئلہ ہے۔ باقی گیارہ کا اس میں بھی نہیں ہے۔ اور اس میں سند بھی

(۱). قال ابن عبدالبر نافع مجهول. (تهذيب التهذيب ص ۴۱۰ ج ۱۰)

ہے۔ اس میں صرف یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

لا يقرأن احد منكم اذا جهرت بالقرأت الا بام القرآن.

یہ صرف استثناء پر ختم ہوا ہے۔ اور اس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ میں قرآن سے مثال پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَن تَقُولُواْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

(۲:۲۳۴)

جو عورت عدت میں ہو اس سے آپ جا کر نہ کہا کریں کہ مجھ سے نکاح کرنا۔ اگر کوئی پہلے سے بات کہنا چاہے تو اسے اجازت ہے یا فرض ہے؟ کہ جو عورت آپ کے محلہ میں عدت گزار رہی ہے۔ کوئی شخص نہیں سمجھے گا کہ محلے سے ہر آدمی پر فرض ہو گیا ہے کہ اسے جا کر ضرور اشارۃً کہے کہ عدت کے بعد میرا بھی خیال کرنا۔ یہ فرض نہیں ہے۔ تو اس میں صرف جملہ استثنائیہ ہے۔

اس کے بعد اس کو آپ نے ترمذی سے بیان کیا ہے۔ اس میں مکحول راوی مدلس ہے۔ (۱) اور اس کی تحدیث مذکور نہیں۔ اور مکحول وہ راوی ہے اس کا شاگرد محمد بن اسحاق ہے جو مدینہ کا رہنے والا تھا امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کان دجال من دجاجلة کہ بڑے فریبیوں میں سے ایک

(۱). قال ابن سعد ضعفه جماعة قلت هو صاحب تدليس وقدرمی بالقدر فالله اعلم يروی بالارسال عن ابی وعبادة بن الصامت و عائشة وابی هريرة.

(میزان الاعتدال ص ۱۷۷ ج ۴)

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔ میں (ذھبی) کہتا ہوں کہ وہ مدلس تھا اور اس پر قدری ہونے کا بھی الزام تھا۔ ابی۔ عبادہ بن الصامت عائشہ وابوہریرہ (رضی اللہ عنھم اجمعین) سے واسطہ چھوڑ کر روایت کرتا تھا۔

فریبی تھا۔

علامہ یحیٰی بن قطان فرماتے ہیں اشھد ان محمد بن اسحق کذ اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق جھوٹا تھا۔ علامہ ابن مبارک فرماتے ہیں وہ سچے آدمیوں کے ا... جھوٹی روایتیں لگایا کرتا تھا وہ کون تھا جو تقدیر کا منکر تھا[1]۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے قرآن کی آیت تلاوت کی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

یہ آیت ہے اس میں امام کا نام ہے؟۔ سورۃ فاتحہ کا نام ہے؟۔ نہیں ہے۔ یہ میرا مطالبہ ہے جو اپنی جگہ قائم ہے میں نے ذکر کیا میں نے جو روایتیں پیش کیں ہیں ان میں فاتحہ کا لفظ ہے؟۔

ایسی حدیث پیش کرو جس میں فاتحہ کا لفظ موجود ہو تا کہ مقابلہ بنے۔ ابھی مقابلہ کی صورت ہی نہیں تھی اس آیت کے متعلق آپ کے علماء کا یہ فیصلہ ہے وہ سن لیجئے۔ یہاں ایک قانون بیان کرتا ہے نور الانوار میرے ہاتھ میں ہے۔ کہتا ہے کہ جب دلائل میں تعارض ہو جائے تو وہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جہاں دو آیتیں متعارض ہو جائیں گی تو وہاں ان کے لئے ان کو چھوڑ کر حدیث کو دیکھنا پڑے گا۔

---

(۱)۔ میزان ص ۴۶۹ ج ۳۔ تہذیب جلد ۹

لان الآیتین اذا تعارضا تساقطا.

دو آیتیں جب آپس میں متعارض ہو گئیں تو وہ گر گئیں۔ نہ وہ ہے نہ وہ ہے۔ دونوں ختم۔ اب اس کے بعد دونوں کو چھوڑ کر دوسرے نمبر پر حدیث کو ماننا پڑے گا۔

اگر تیسری آیت کی طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بحث چھڑ جائے گی ترجیح کی۔ مسئلہ چلے گا اس لئے جائز نہیں۔ لہذا جب دو آیتوں میں تعارض ہو جائے۔ اس کی مثال کیا ہے قولہ تعالٰی۔

فاقرؤا ماتیسر من القرآن وقولہ تعالٰی واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا.

جو مولانا نے پڑھی ہے یہ دونوں آیتیں آپس میں متعارض ہیں۔

فان الاول بعمومہ یوجب القرأت علی المقتدی.

پہلی آیت عموم کے لحاظ سے مقتدی پر قرأت فرض کرتی ہے۔ اور ثانی اس سے منع کرتی ہے۔ جب یہ دونوں آیتیں نماز میں ہیں تساقطا دونوں گر گئیں۔ دونوں میں سے کسی کو نہیں لیا جائے گا۔ یہ ہے آپ کا ضابطہ۔

یہی بات کل بھی میرے سامنے پڑھی اس کے اندر بھی یہی بات تھی۔ یہ آپ کا اصول ہے اس لحاظ سے آپ اس آیت کو پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے قاعدے کے لحاظ سے ہم نے صاف کہا کہ ہم قرآن کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ اور اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں ہے۔ لہذا یہ آیت حدیث کے معارض نہیں ہے۔ جہاں فاتحہ ہے وہ ظاہر ہے وہاں مسئلہ واضح ہے۔

قرآن نبی ﷺ پر نازل ہوا اور آپ سب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فاتحہ کا حکم دیا۔ اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ فرض وہ ہے جو قرآن سے ثابت ہو مولانا پھر آپ کی فقہ ختم ہو گئی۔ آپ کے مسائل جو ہیں وہ قرآن میں نہیں ہیں۔ آپ آخری تشہد کو فرض کہتے ہیں۔ کیا وہ قرآن میں ہے؟۔

نماز فرض ہے اگر تین رکعتیں پڑھیں تو فرض ادا ہوگا۔ نماز میں چار رکعتیں ہیں کیا یہ
قرآن میں ہے؟۔ اگر نہیں تو تم اسے فرض کیوں کہتے ہو؟۔ پیغمبر ﷺ جس کے لئے کہیں کہ اس
کے بغیر نماز نہیں ہے وہ فرض ہے۔ فصاعدا کا ترجمہ یہ کیا کہ آپ ﷺ نے جس شخص نے نماز
پڑھی اور اس نے الحمد للہ اور کچھ اور نہیں پڑھا تو نماز نہیں ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ الحمد للہ مان گئے
ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

فصاعداً کا مسئلہ آپ پہلے مسئلہ کو ختم کریں۔ ہم فصاعدا کا مسئلہ بیان کریں گے کہ وہ کیا
ہے؟۔ فاتحہ آپ مان چکے ہیں میں کہتا ہوں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ فاتحہ اور
کچھ زائد کے بغیر نماز نہیں۔

اب رہا سفیان بن عیینہؒ کا قول اور احمد بن حنبلؒ کا قول کہ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو
اکیلا ہے۔ جو پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہم حدیث نبوی کے علاوہ اور کسی کا قول پیش نہیں کریں گے۔

پھر کہتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں الا وراء الامام میں خود ان سے پوچھتا ہوں کہ اس
حدیث کے پہلے جملے کو آپ مانتے ہیں؟ داگر نہیں مانتے تو اس کو آدھی کو کیوں پیش کیا۔ لفظ یہ
ہے۔

من صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل.

جس نے نماز پڑھی لیکن فاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں۔

حالانکہ آپ کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ فاتحہ کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی اور پھر آپ کی
ہدایہ میں لکھا ہوا ہے کہ پچھلی دو رکعتوں میں چاہے قرأت پڑھیں، چاہے تسبیح پڑھیں، سورۃ
پڑھیں، چاہے چپ رہے۔ آدمی اکیلا نماز چار رکعت پڑھے اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ نہ
پڑھے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ آپ کے نزدیک ہو جائے گی۔

جب اس کو آپ خود نہیں مانتے ہیں آدھا تیتر آدھا بٹیر نہ بنائیں۔ جس چیز پر آپ کو خود

اعتبار نہیں اس کو آگے کیوں بیان کرتے ہیں۔ پھر کہا الا وراء الامام یہ روایت نہ مرفوع حقیقی
ہے نہ حکمی ہے۔ اگر آپ حکمی بنائیں گے تو یہ مرفوع حقیقی کے خلاف ہوگی۔

ابن ہمام میرے سامنے رکھا ہے یہ فتح القدیر رکھا ہے اس میں کہا ہے کہ صحابی کا قول اس
وقت معتبر ہے جب حدیث رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو۔ آپ نے خود لکھا ہے اگر یہ صحابیؓ کی
بات لیتے ہو تو آپ کی مسلم میں روایت موجود ہے۔ اس روایت کے اندر جہاں خداج کی بات
آئی تو ابو ہریرہؓ سے پوچھتا ہے ایک شخص احیانا نکون وراء الامام. کہتا ہے ہم کبھی کبھی
امام کے پیچھے ہوتے ہیں فرمایا اپنے دل میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

کیا میں نے یہ اس لئے پیش نہیں کیا کہ یہ میرے ذہن میں نہیں تھی۔ آپ بہت دور چلے
گئے۔ پھر حدیث پیش کی مسلم کے حوالہ سے حالانکہ مسلم نے اس کو مسند نقل نہیں کیا معلق نقل کیا
ہے۔ جب امام پڑھے چپ ہو جاؤ۔ اب اس میں فاتحہ کا نام ہے میں پہلے مولانا سے عرض کر چکا
ہوں۔

میرے محترم اگر مناظرہ کرنا ہے تو فاتحہ کی روایت لاؤ جب بات بنے گی۔ اس کے بغیر
بات کی کوئی قوت ہی نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ وہاں ہے کہ آپ نے کہا آمین کہو۔ اس کا بھلا کیا
مطلب ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ فاتحہ کے وقت میں چپ رہو۔ باقی میں چپ نہ رہو۔ آپ کے
قول کے مطابق آپ نے استدلال کیا ہے کہ۔

واذا قال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین. فقولوا آمین.

ے جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو آمین کہو۔

تو مانا کہ یہ حکم فاتحہ کے وقت کے لئے خاص ہوا ہے اذا جو ہے وہ اپنے مظروف کو مقید
کرتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ جب فاتحہ امام پڑھے تو اس وقت نہ پڑھو پھر پڑھ سکتے ہو۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود دامن پاک ماہ کنعان کا

اذا قرأ فانصتوا اس سے مراد آپ کہتے ہیں فاتحہ جب پڑھے فاتحہ تو نتیجہ یہ ہوا کہ فاتحہ کے بعد منع نہیں ہے۔ فاتحہ سے پہلے منع ہے۔ مولانا صاحب کہتے ہیں امام کے پیچھے جتنی دیر امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اتنی دیر نہ پڑھو بعد میں پڑھ لینا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

حضرت نے پہلی ٹرن میں چار روایات پیش کی تھیں۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں مقتدی کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ حضرت نے جس حدیث میں مقتدی کا لفظ نہیں وہ تو پڑھی اور جس میں حضور ﷺ نے مقتدی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

واذا قرأ فانصتوا.

وہ حدیث آپ نے نہیں پڑھی۔ اس کے متعلق ایک بات تو حضرت نے یہ فرمائی کہ یہ مسلم میں سند کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کسی زمانے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے یہ بات کہی تھی تو اس پر سید سلیمان ندوی کو حکم مانا گیا۔ انہوں نے فیصلہ میں لکھا تھا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب غلطی پر ہیں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے۔ اور امرتسر کے مولانا ثناء اللہ کے خاص مرید مولوی روشن دین نے اعلان کیا تھا کہ یہ بات صحیح ہے۔

اور یہ دیکھئے مسلم میں اس کی باقاعدہ سند موجود ہے۔ اس کے بعد حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ جب مان لیا کہ امام فاتحہ پڑھے اس وقت مقتدی نہ پڑھے تو بعد میں پڑھ لے۔ تو کیوں جب امام فاتحہ پڑھتا ہے تو یہ لوگ انکے ساتھ پڑھتے ہیں یا بعد میں۔

اب دیکھیں نبی ﷺ کی حدیث کا انکار کرنے کے لئے کیسا عجیب طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ مان لیا گیا کہ اسی سورۃ کے متعلق ہے جس میں غیر المغضوب علیہم

ولا الضالین آیا ہے۔ یہ اسی سورۃ کے متعلق حضور ﷺ نے خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔ تو جو سورۃ امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے وہ فاتحہ ہے۔ اور یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ امام مسلمؒ اس کی صحت پر اجماع نقل کر رہے ہیں۔

اور حضرت نے مجھ سے یہ پوچھا ہے کہ میں نے جو بات کی تھی کہ حضرت عبادہ ؓ کی دو حدیثیں پڑھی تھیں ایک حدیث پڑھی تھی آدھی اور اس میں مقتدی کا نام نہیں تھا۔ یہ تھا جو فاتحہ اور کچھ زیادہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک آپ نے پڑھی محمد بن اسحٰق والی حدیث جس پر میں نے جرح کی ہے۔ کہ وہ ایک دجال کذاب راوی ہے، مسلک اس کا شیعہ تھا، تقدیر کا منکر تھا۔ اور حنفیہ نے کسی فرض میں اس پر استدلال نہیں کیا۔ اس حدیث کے لفظ آپ نے یہ پڑھے تھے کہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھیں اب دیکھیں دونوں حدیثیں جو انہوں نے پڑھیں آپس میں ٹکرا گئیں۔ ایک میں تھا فاتحہ اور کچھ اور بھی پڑھے دوسری میں یہ ہے کہ فاتحہ کے علاوہ اور نہ پڑھے۔

حضرت نے یہ دونوں حدیثوں سے استدلال کرنے کے لئے طریقہ یہ اختیار کیا کہ پہلی حدیث آدھی پڑھی پوری نہیں پڑھی۔ تاکہ میری دونوں دلیلیں آپس میں ٹکرا نہ جائیں۔ لیکن میں نے تو صاف بات بتائی تھی کہ حضرت نے یہ کام کیا ہے۔ میں نے نسائی کے متعلق یہ عرض کیا تھا کہ وہاں بھی حضرت نے وہی کیا ہے کہ پہلی روایت پڑھی ہے کہ جس میں نافع مجہول ہے۔ اس کے بعد آگے آیت ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

حضرت کا یہ فرض تھا کہ ایک صفحہ سے ایک حدیث پڑھی تھی تو اس سے اگلی بھی پڑھ دیتے۔ فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں۔

قال قال رسول اللہ ﷺ.

اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فرمایا۔

اذا کبر الامام فکبروا۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔

واذا قرأ فانصتوا.

اور جب امام قرات پڑھے تو تم خاموش رہو۔ میں اس حدیث کے آگے لفظ۔

اذقال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. (۱)

تو بات صاف ثابت ہوگئی امام نسائی نے یہ بات بالکل واضح کر دی حضرت فرمار ہے تھے۔ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ میں نماز کا ذکر نہیں۔ ٹھیک ہے اس میں قری کا فاعل معلوم نہیں کون ہے فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ کے مخاطب قرآن نے متعین نہیں کئے اللہ کے نبی ﷺ فرمار ہے ہیں۔ واذا قری کا فاعل امام وَأَنصِتُواْ کے مخاطب مقتدی ہیں۔

قرآن کی آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ جب امام قرآن پڑھے۔ فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ اے مقتدیو تم خاموش رہو۔ اے اللہ کے نبی ﷺ قرآن کی کس

---

(۱). حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه ثنا ابو خالد الاحمر عن ابی عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین. واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لک الحمد واذا سجد فاسجدوا واذا صلی جالساً فصلوا جلوساً اجمعین. ابن ماجہ ص ۶۱۔ اس کے علاوہ نسائی ص ۱۰۷ ج ۱ طحاوی شریف ص ۱۲۸ پر بھی موجود ہے۔

...کے متعلق یہ حکم ہے؟۔ فرمایا وہ سورۃ جس میں۔ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ...۔ وہ سورۃ جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔
حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حدیث کے متعلق امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کے صفحہ ۱۷۴ پر لکھا ...عندی صحیح. یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس طرح حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں (۱) حضور ﷺ نے فرمایا لا تفعلوا جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں۔ کتاب القرأت کی روایت ہے۔ فرمایا حضور ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے قرآن پڑھا۔ قرأ فی نفسه اپنے دل میں آہستہ آہستہ پڑھا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا سنو اذا قرأ فانصتوا اے میرے ...یو خاموش رہو۔ (۲)

---

(۱). حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا یوسف بن عدی قال ثنا عبیدالله بن عمرو عن ایوب عن ابی قلابه عن انسؓ قال صلی رسول الله ﷺ ثم اقبل وجهه فقال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسألهم ثلثاً فقالوا انا لنفعل هذا قال لا تفعلوا . طحاوی ص ۱۵۹، کتاب القرأت ص ۱۵۱.

(۲). وروی بعض الناس باسناده عن عبدالمنعم بن بشیر عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه عن جده عن عمر بن الخطابؓ قال صلی رسول الله ﷺ یوم صلوة الظهر فقرأ معه رجل من الناس فی نفسه فلما قضی صلوته قال هل قرأ معی منکم احد قال ذالک ثلثا فقال له الرجل نعم یا رسول الله انا کنت اقرأ بسبح اسم ربک الاعلی قال ما لی انازع القرآن اما

حضرت عثمانؓ کے بارے میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں لکھا ہے۔ کہ آپ آرڈیننس
تھے۔

اذا قمتم الی الصلوة فلیقوموا صفوفکم.

جب نماز کھڑی ہو تو تم صفیں سیدھی کرلیا کرو۔ واذا قـرأ الامـام اور جب امام قرآن
پڑھنا شروع کردے فانصتوا تم خاموش ہوجایا کرو (۱)۔

حضرت علیؓ کی روایت ہے کتاب القرأت بیہقیؒ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں جب امام
نماز پڑھ رہا ہو انصتوا تم خاموش رہو (۲)۔

یکفی احدکم قرأة امامه انما جعل الامام لیؤتم به فاذا قرأ
فانصتوا . کتاب القرأت ص ۱۱۴ .

(۱). عن عطاء الخراسانی قال کتب عثمانؓ الی معاویةؓ اذا قمتم
الی الصلوة فاستمعوا له وانصتوا فانی سمعت رسول الله یقول
للمنصت الذی لا یسمع مثل اجر السامع المنصت وفی روایة
اخری ان امر قبلک فلیقوموا صفوفهم ولیحاذوا بین المناکب
ولینصتوا ولیسمعوا. کتاب القرأت ص ۱۱۶

(۲). اخبرنا ابو عبدالله الحافظ نا ابو احمد علی بن محمد بن
عبدالله المروزی نا احمد بن یوسف التغلبی ثنا غسان الموصلی
واخبرنا ابو سعد الصالین انا ابو احمد بن عدی الحافظ نا علی
بن احمد بن مروان نا علی بن حرب نا غسان بن الربیع نا قیس
بن الربیع عن محمد بن سالم عن الشعبی عن الحارث عن علیؓ
قال سال رجل النبی اقرأ خلف الامام ام انصت قال لا بل

آیتیں نازل ہوئی ہیں صحابہ اس کا شان نزول کیا بیان کرتے ہیں؟۔ یہ میرے ہاتھ
ہے عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

کانت بنوا اسرائیل اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم. (۱)

اسرائیل یہودیوں عیسائیوں کا مذہب یہ تھا کہ جب ان کی جماعت ہوتی تو ان کا امام
پڑھتا تھا۔ زبور پڑھتا تورات پڑھتا تو ان کے مقتدی بھی پیچھے پڑھتے تھے۔

فکره الله لهذه الامة.

اللہ نے اس امت کے لئے یہودیوں کی یہ تشبیہ پسند نہیں کی۔

فنزلت واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا

لعلکم ترحمون.

اللہ نے فرمایا جب تک میں نے حکم نہیں بھیجا تھا اس وقت تک تم دوسرے مذہب کی طرح
کے پیچھے پڑھتے رہے ہو۔ لیکن آج کے بعد تمہارا امام پڑھے گا اے مقتدیو تم خاموش رہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کون عبداللہ بن مسعودؓ صحیح بخاری میں حضور ﷺ کی حدیث
کہ اگر قرآن سیکھنا چاہو تو پہلے عبداللہ بن مسعودؓ سے سیکھو (۲) آپ فرماتے ہیں۔ کتاب

انصت فانه یکفیک . کتاب القرأت ص ۱۶۳ .

(۱). واخرج ابو الشیخ عن ابن عمر قال کانت بنو اسرائیل
اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم فکره الله ذالک لهذه الامة قال
واذا قریٔ القرآن فاستمعوا له وانصتوا . (تفسیر دو منثور
ص ۱۵۶ ج ۳)

(۲). حدثنا سلیمان بن حرب لنا شعبة عن عمرو بن مره عن
ابراهیم عن مسروق قال ذکر عبدالله عند عبدالله بن عمرو

القرأت بیہقی میں یہ روایت موجود ہے۔

اما ان لکم ان تفهموا اما ان لکم ان تعقلوا

فقال ذاک رجل لا ازال احبه بعد ما سمعت رسول الله يقول استقرؤا القرآن من اربعة من عبدالله بن مسعود فبدأ به وسالم مولى ابى حذيفة وابى بن كعب و معاذ بن جبل قال ولا ادرى بدأ بابى او بمعاذ بن جبل.

مسروق سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرو کے پاس عبداللہ بن مسعود کا تذکرہ کیا گیا پس فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ ہمیشہ میں اسی سے محبت کرتا رہا۔ بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے چار آمیوں سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود سے، ابتداء آپ ﷺ نے یہیں سے کی اور سالم جو ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور ابی بن کعب، اور معاذ بن جبل سے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے پہلے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نام لیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔ بخاری شریف ص ۵۳۱ ج ۱۔ یہی روایت ترمذی شریف ص ۲۲۲ ج ۲ پر بھی ہے۔ ح ۲۰۱۷۔

حدثنا على بن محمد ثنا وكيع ثنا سفين عن ابى اسحق عن الحرث عن على قال قال رسول الله ﷺ لو كنت مستخلفا احدا عن غير مشورة لا ستخلفت ابن ام عبد.

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں علی بن محمد نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں وکیع نے کہ بیان کیا ہمیں سفیان نے ابو اسحٰق سے وہ حارث سے وہ علی سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے خلیفہ بناتا تو میں ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود کو خلیفہ بناتا) ابن ماجہ ص ۱۳۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

کہ کیا تمہیں عقل وفہم نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عقل دی ہے۔ سوچو امام کے ے کیوں پڑھا ہے۔ (۱)

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کتاب القرات بیہقیؒ میں روایت ہے جس نے ں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ لیکن اگر مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو تو پھر جب امام پڑھے قرآن مقتدی سنے۔

کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

(کتاب القرأت بیہقیؒ)

چوتھے صحابی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ اور میرا بھی قول ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارہ میں نازل ہوئی ہے (۲)۔

---

(۱). صلى ابن مسعود فسمع اناسا يقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما ان لكم ان تفهموا اما آن لكم ان تعقلوا واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون. (تفسير ابن جرير ص ۱۰۳ ج ۹)

(۲). اخبرنا ابو عبدالله الحافظ انا ابو على الحافظ نا محمد بن على بن الحسن بن الحرب الرقى ثنا محمد بن عمرو بن عباس نا زكريا بن يحى بن عمارة الذارع نا هشام بن زياد عن الحسن

اس کتاب القرأت میں حضرت عائذ ؓ جو حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول مسئلہ قرأت خلف الامام ہے[1] اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات واضح کر دی کہ خاص وہ سورۃ مراد ہے جس میں غیر المغضوب علیھم آتا ہے خاص وہ سورۃ مراد ہے جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کی سات حدیثیں اور اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ ؓ کی پانچ حدیثیں بیان کر دیں۔

امام احمدؒ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کتاب القرأت میں اٹھارہ تابعین جو کہ مفسرین ہیں مدینہ کے مفسرین ہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلى على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ

عن عبدالله بن المغفل فى هذه الآية واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا قال فى الصلوة

(کتاب القرأت ص ۸۷)

(۱). اخبرنا احمد بن الحسين بن احمد الحيرى نا ابو العباس الاموى نا يحي بن ابى طالب انا كثير بن هشام انا هشام ابو المقدام عن معاوية ابن قرة قال قلنا لعبدالله بن مغفل او لعائذ بن عمرو كل من استمع القرآن يقرأ به وجب عليه الاستماع والانصات قال انما انزلت هذه الآيه واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا فى قراة الامام فاذا قرأ فاستمعوا له وانصتوا .

(کتاب القرأت ص ۸۸)

بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

مولانا نے دو باتیں کی ہیں بات لمبی ہو جائے گی۔ مولانا نے نافع بن محمود کو مجہول کہا ہے حالانکہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے کئی شاگرد موجود ہیں پھر کہتے ہیں کہ مکحول مدلس ہے۔ حالانکہ اس نے حدثنا سے بیہقیؒ میں روایت کیا ہے۔

پھر کہا کہ ابن اسحٰق پر جرح کی گئی ہے۔ ان کو چھوڑیے مولانا آپ کے مذہب کا بڑا عالم ابن ہمام میرے سامنے ہے فتح القدیر میرے سامنے ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟۔ ابن اسحٰق کے بارے میں چلو آپ اپنے گھر کا فیصلہ لے لیجئے۔ غیروں کی بات چھوڑ دیجئے۔ فتح القدیر جلد اول صفحہ نمبر فرماتے ہیں۔

وما نقل عن مالک فيه لا يثبت.

ابن ہمام جو بہت بڑا مجتہد مانا جاتا ہے ہدایہ کی شرح میں لکھتا ہے صحیح یہ ہے کہ ابن اسحٰق معتبر ہے، ثقہ ہے۔

اور جو امام مالکؒ کی طرف نسبت کی جاتی ہے، کہ یہ دجال ہے، جھوٹا ہے، کذاب ہے، لا یثبت ثابت نہیں ہے۔ اگر آپ مان لیں ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ کیونکہ سب علماء اس کو ثقہ کہتے ہیں۔ اس کی روایت کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ کہتے ہیں امام شعبہ بہت بڑے محدث ہیں امیر المؤمنین فی الحدیث اور کہتا ہے کہ امام مالکؒ نے اس کے ساتھ صلح کی دشمنی کی بنیاد پر اگر کہا ہے تو پھر اس کے ساتھ صلح کی دوستی کی۔ معاملہ سارا ختم ہو گیا۔

اب یہ دوسری جگہ پر لکھتا ہے صفحہ ۳۰۱ پر۔

امام ابن اسحق فثقة ثقة لا شبهة عندنا فى ذالک ولا عند المحدثين.

امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق جو ہے وہ ثقہ ہے، معتبر ہے، لا شبة عندنا فى ذالک ہمارے نزدیک اس میں کوئی شبہ نہیں۔ ولا عند المحدثين اور نہ محدثین کے

نزدیک شبہ ہے۔

لہذا آپ کا یہ اعتراض ختم ہے۔ کہتے ہیں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں مسلم نے مسند روایت نقل نہیں کی۔ پھر کہا مولانا نذیر صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تو وہ بات گذر چکی ہے۔ اب مسلم کو نکالو یہاں اگر نہ ملے تو غیر مسند ہوگی۔

آگے کہتا ہے کہ آدھی حدیث پڑھی۔ میں نے یہ کہا کہ مسئلہ کے ساتھ تعلق تھا۔ میں نے کہا آپ نے پوری پڑھی تو اس میں بھی آپ کو پکڑا ہے۔ پھر کہتے ہیں میں نے اتنے اقوال پیش کئے۔ جتنے آپ نے اقوال پیش کئے، روایتیں پیش کیں کسی میں بھی مولانا نے یہ ترجمہ کیا کہ فاتحہ نہ پڑھو؟۔

مولانا نے فرمایا کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو۔ جب امام پڑھے تو خاموش رہو۔ کہتے ہیں کہ یہاں سورۃ فاتحہ مراد ہے تو پھر حدیث کا ترجمہ مولانا کے کہنے کے مطابق کیا ہوا؟۔ کہ جب امام غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ اس سے یہ سورۃ فاتحہ میں ہے، اس سے دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہاں فاتحہ مراد ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے کہ جب فاتحہ پڑھے۔ تو جب فاتحہ پڑھے تو اس وقت تو روکو، بعد میں کیوں روکتے ہو۔

بہرحال سوال یہ ہے کہ مولانا نے اس روایت کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے آگے روایت پیش کی کہتے ہیں کہ اس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔ اپنی طرف سے بنایا ہے۔ اس میں ہے لا صلوٰۃ. جو شخص اس میں ہے کوئی ہو جس طرح لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کسی قسم کی نبوت نہیں۔ لا صلوٰۃ کسی قسم کی نماز نہیں۔ نبی کے الفاظ یہی ہیں۔ لہذا فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے۔

ہاں یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آپ نے مقتدی کو فاتحہ منع کی ہو۔ پھر تو مقابلہ ہوگا اس کے بغیر مقابلہ کی صورت ہی نہیں ہے۔ پھر آپ نے اقوال پیش کئے انہی صحابہ کے اقوال عبد اللہ بن مغفل ؓ کا قول، علی ابن ابی طالب ؓ کا قول انس بن مالک ؓ کا قول اسی طرح جن کا

آپ نے نام لیا۔ آپ کیا کہتے ہیں کہ یہاں فاتحہ پڑھنے سے منع ہے۔ اگر مراد فاتحہ ہے تو کہاں ہے؟۔ آپ نے روایات پیش کیں کہ اس میں وہ الفاظ ہیں کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بھی غلط کہا آپ نے۔ اجماع فی الصلوٰۃ ہے صرف فاتحہ نہیں ہے۔

پھر آپ نزول بتاتے ہیں آپ کے فقہاء اس سے دو مسئلے نکالتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ نکالتے ہیں خطبہ کا۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

کہتے ہیں خطبہ میں خاموش رہو۔ اس آیت سے استدلال کیا ہے اور ساتھ یہ بھی مانتے ہیں۔ اور خطبہ کے لئے بھی مانتے ہیں۔ اس آیت میں تین چار اقوال ہیں، صرف ایک قول نہیں ہے۔ آپ نے باقی قول چھوڑ دیئے اور آپ کے فقہاء خطبہ کے لئے بھی کہتے ہیں اور نماز کے لئے بھی کہتے ہیں، اور ساتھ خطبہ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کا نام بھی آجائے فیصلی السامع. جب خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کا نام لے تو درود شریف پڑھ لے۔ یہ آپ نے پڑھنا کیوں شروع کیا۔

اگر اسی آیت سے استدلال کیا ہے تو اس میں ایسا حکم کیوں داخل کرتے ہو جو خود اس کے خلاف ہو۔ آپ اس آیت کی کئی مخالفتیں کریں گے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو مدرسے میں کتنے طلباء بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ایک کو حکم کیوں نہیں دیتے۔ جب ختموں پر جاتے ہو، درود دینے کے لئے، ختم دینے کے لئے تو کتنے مل کر پڑھتے ہو۔

پھر امام کے پیچھے قرآن کیوں نہیں پڑھتے ہو، ثناء کیوں پڑھتے ہو؟ کہتے ہو امام جب پڑھے تو چپ ہو جاؤ۔ حکم تو خود توڑتے ہو فجر کی نماز ہو رہی ہے پھر یہ سنت کیوں پڑھتے ہو۔ تو خود اس کے خلاف ہو گئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں نماز شروع ہے تکبیر ہو گئی ہے۔ امام قرأت کر رہا ہے۔ اب میں باہر سے آیا ہوں نماز میں داخل ہو جاؤں یا ناں۔ کیسے نہ داخل ہو جاؤں۔ داخل

ہونے کی کیا صورت ہے۔

اللہ اکبر کہہ کر اب اللہ اکبر کہوں گا۔ جب کہوں گا تو چپ میں تو نہیں ہوا۔ جب چپ ہوا تو مخالفت ہوئی۔ تو میں کیسے داخل ہو جاؤں۔ آپ خود اس آیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جب آپ مان چکے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اسے لکھا ہے متعارض ہے تو پھر آپ اس کو دلیل کس طرح بناتے ہیں۔ آپ کا قاعدہ اس کو نہیں مانتا۔ پھر اس کے بعد میں نے آپ کے قواعد پیش کئے نورالانوار، توضیح وہ سب لکھتے ہیں کہ یہ آیتیں آپس میں معارض ہیں۔ لہذا یہ ساقط ہیں۔

اب کیا سمجھیں۔

جسے نواسہ سمجھا وہ نانا نکلا

آپ کے بڑے کہتے ہیں کہ یہ روایت معتبر نہیں ہے۔ یہ آیت حجت نہیں ہے۔ آپ اس کو دلیل بناتے ہیں۔ اس لئے میرے دوست میرا مطالبہ جو میں نے روایتیں پیش کیں ان کے متعلق مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے صحیح روایت پیش کی ہے کہ۔

لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام.

نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

اب مجھے بتاؤ اس کے سوا اور مولانا کو کیا چاہئے؟۔ ایک اور روایت پڑھ دوں حدیث ہے۔

ان رسول اللہ قال من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحۃ الکتاب.

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے اب یہ رسول ﷺ کا حکم صحیح ہے یہ اس کا جواب مولانا آپ کے ذمہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین

اصطفی. اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی تھی، اور سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی، اور پانچ صحابہ سے اس کی تفسیر اور اٹھارہ تابعین جو مکہ کے تابعین ہیں، مدینہ کے تابعین ہیں، کوفہ کے تابعین ہیں، بصرہ کے تابعین ہیں اور پانچ صحابہ ؓ نے کہا کہ یہ قرأت کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت نے اجماع کے متعلق مجھے یہ جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ امام احمدؒ نے صرف یہ فرمایا کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہی ہے اس کا مطلب قرأت کے بارہ میں نہیں ہے۔ حضرت آیت کے لفظ ہیں۔ واذا قری القرآن جب نماز میں قرآن پڑھا جائے۔ تو مطلب وہی نکلے گا۔ مطلب تو یہی ہے ساری نماز کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب امام نماز میں قرآن پڑھے گا اس وقت تم خاموش ہو جاؤ۔ یہ بات حضرت نے تسلیم کر لی کہ آیت بھی اسی بارہ میں ہے۔ یہ سات حدیثیں ہیں۔

حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ ترجمہ میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے وضاحت کر دی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ والی آیت پڑھ کر سورۃ فاتحہ متعین کر دی ہے۔ آمین کا لفظ بیان کر کے متعین کر دی ہے۔ کہ امام جو سورۃ آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔ وہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے میرے اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

کتاب القرأت میں مکحول نے حدثنا کہا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ اس حدیث کی سند میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں حدثنا نہیں ہے۔ حضرت نشان لگا کر میرے پاس بھیج دیں۔ کتاب القرأت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

دوسرا آپ نے کہا ہے کہ نافع کے متعلق۔ میں نے نافع کے متعلق مجہول کہا تھا۔ ابن

حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اس کے آگے ابن حبان نے کیا کہا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ حضرت نے وہ بات بیان ہی نہیں کی یہ نافع وہ شخص تھا جس کی دنیا میں یہی ایک حدیث ہے۔ اور ابن حبان کہتے ہیں حدیثه معلل (۱) اس کی یہ حدیث بیمار ہے صحیح نہیں ہے۔

حضرت نے اتنا تو بیان کر دیا لیکن ابن حبان نے اس کی حدیث کے متعلق نافع پر جو جرح کی ہے وہ آپ کو نہیں بتائی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق کے متعلق امام ابن ہمام نے یہ لکھ دیا ہے کہ امام نے رجوع کر لیا تھا، صلح کر لی تھی، میں کہتا ہوں کہ امام مالکؒ کے رجوع کا جو آپ ذکر کر رہے ہیں۔ میں نے امام مالکؒ کے علاوہ ابن نمیرؒ، ہشام بن عروہؒ بہت سے محدثین سے بیان کیا ہے سب نے رجوع کر لیا ہے؟۔ ابن اسحٰق کے متعلق جب باقی سب کی جرح مقبول ہے تو آخر آپ نے ایک فرض ثابت کرنا ہے۔ آپ ایسے آدمی کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں جس کو بہت سے محدثین دجال کہتے ہیں۔ کوئی اس کو شیعہ کہتا ہے۔ کوئی اسے تقدیر کا منکر کہتا ہے۔

اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ منکر تقدیر کا اسلام بھی صحابہ نے نہیں مانا۔ (۲) آپ تقدیر کے منکر کی حدیث میرے سامنے پڑھ رہے ہیں۔ اگر تقدیر کے منکر کی بات ماننی ہے تو پہلے ایمان مفصل سے یہ نکالو گے والقدر خیرہ و شرہ من اللہ. یہ محمد بن اسحٰق وہی ہے جو معراج جسمانی کا منکر ہے۔ اور مرزائی اس کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ وہی ہے جس نے یہودیوں عیسائیوں کی باتیں اسلام میں شامل کیں۔ اور آج تک عیسائی اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں ان باتوں کی وجہ سے جو اس محمد بن اسحٰق نے اسلام کی کتابوں میں شامل کیں۔ وہ محمد بن اسحٰق جس کی

(۱)۔ میزان الاعتدال ص ۲۴۲ ج ۴

(۲)۔ اسی طرح ابن ماجہ میں روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله . کہ اس امت کے مجوسی منکرین تقدیر ہیں
(ابن ماجہ ص ۱۰)

روایت آپ قرآن کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں، صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کر رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شعبہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔ حضرت اس کی سند مجھے دکھائیں۔ اس کی سند میں اعمش بن عمیر ابن جعفہ ہے۔ یہ منکر حدیث ہے یہ بات شعبہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ اذا قرأ فانصتوا کا معنی ہے کہ جب امام فاتحہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہو۔ تو مقتدی تم فاتحہ نہ پڑھو تم خاموش رہو۔ تو یہ ثابت ہو گیا اب اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ مقتدی پڑھے۔ تو آپ اس حدیث میں آگے اللہ کے نبی ﷺ سے یہ اضافہ دکھا دیں کہ

واذا قرأ الامام السورة فاقرؤا الفاتحة.

جب امام سورۃ پڑھے اے مقتدیو فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

میں پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ حضرت آپ بار بار مجھے فرما رہے ہیں کہ محمد ابن اسحٰق کو ابن ہمام نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا۔

پھر فرماتے ہیں کہ حنفی فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ یہ آیت دونوں کے بارے میں ہے۔ نماز کے بارے میں بھی ہے، خطبہ کے بارے میں بھی۔ تو کیا یہ بات میرے خلاف ہو گئی؟ نماز کے بارے میں حضرت نے مان لیا تو میرا دعویٰ بالکل ثابت ہو گیا۔ میں نے کب کہا کہ خطبہ کے بارے میں آپ خاموش نہ رہیں۔ خطبہ کے بارے میں ہے کہ آپ بے شک پڑھیں اس بات کو پیش کریں۔ یہ اس کے مخالف نہیں اب ان سات حدیثوں کے بعد اور سنیں۔

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی رکعتا ولم یقرأ بام القرآن فلم یصل.

جس نے ایک رکعت بھی پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

الا ان یکون وراء الامام.

﴿طحاوی شریف صفحہ نمبر ۱۲۸﴾

اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

عن انس قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ثم اقبل علینا بوجهه فقال أتقرؤن و الامام یقرأ فسکتوا فسألهم ثلثاً فقالوا انا نفعل قال فلا تفعلوا.

عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ کل صلوٰة لا یقرأ فیها بام القرآن.

ہر وہ نماز جائز نہیں ہوتی جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

الا ان یکون وراء الامام

مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو (۱)۔

اور پھر عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے۔

من لم یقرأ بفاتحة الکتاب فلا صلوٰة له الا وراء الامام. (۲)

(۱)۔ طحاوی شریف جلد ا صفحہ ۱۰۷

(۲). اخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ اخبرنی بالویه بن محمد بن بالویه ابو العباس المرزبانی ثنا ابو العباس محمد بن شادل بن علی ثنا عمر بن زرارة ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن علی بن قیسان عن ابن ابی ملیکة عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ کل

فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں یہ فرمایا اے صحابہ یہ بات سن لو یاد کرو وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

(کتاب القرأت بیہقیؒ صفحہ ۱۷۳)

عن ابی هریرة قال. حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل صلوٰة لا یقرأ فیها بام الکتاب ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔ الا ان یکون وراء الامام مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ یہ بھی کتاب القرأت میں ہے (۱)۔

بیہقیؒ کی روایت ہے کہ حضرت ابودرداء ؓ فرماتے ہیں۔

سئل رسول اللہ ﷺ أفی کل صلوٰة قرأة؟

حضور ﷺ بیٹھے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر پوچھا کہ حضرت ہر نماز میں قرأت پڑھنی

صلوة لا یقرأ فیها بفاتحة الکتاب فلا صلوة الا وراء الامام.

(کتاب القرأت ص ۱۷۳)

(۱). اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو بکر بن اسحق الفقیه انان احمد بن بشر بن سعد المرثدی نا فضیل بن عبدالوهاب نا خالد یعنی الطحان ح قال ابو عبداللہ واخبرنی ابو بکر بن عبداللہ نا الحسن بن سفیان نا محمد بن خالد بن عبداللہ الواسطی نا ابی عن عبدالرحمن بن اسحق عن سعید المقبری عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ کل صلوة لا یقرأ فیها بام الکتاب فهی خداج الا صلوة خلف الامام. (کتاب القرأت ص ۱۷۱)

چاہئے۔قال نعم فرمایاہاں۔ سننے والا کہتا ہے۔وجبت ھذہ یہ واجب ہوگئی۔حضرت فرماتے ہیں۔

ما اری الامام اذا ام القوم وقد کفی به. (۱)

نہیں کہیں غلطی میں نہ آجانا۔جب امام نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔مقتدی کو نہیں پڑھنا چاہئے۔یہی بات حضورﷺ کی مجلس میں حضرت ابودرداءؓ نے پھر آکر لوگوں کو بتائی۔فرماتے ہیں۔

کنت اقرب القوم من رسول الله ﷺ

میں حضورﷺ کے قریب بیٹھا تھا تو حضورﷺ نے فرمایا مقتدی کو امام کے پیچھے نہیں پڑھنی چاہئے۔تو پھر میں نے اس کا اعلان کیا۔یہ میں نے سات حدیثیں اور پڑھی ہیں اور ان حدیثوں میں صاف فاتحہ کا لفظ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمن الرحیم.

(۱). اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب نا العباس بن محمد الدوری نا زید بن الحباب عن معاویة ابن صالح حدثنی ابوالزاهریة حدثنی کثیر بن مرة عن ابی الدرداء قال سئل رسول الله ﷺ افی الصلوة قرأت فقال نعم فقال رجل من الانصار وجبت هذه وکنت ادنی القوم الیه فقال رسول الله ﷺ ما اری الرجل اذا ام القوم الا قد کفاهم.
(کتاب القرأت ص ۱۴۷)

مولانا نے فرمایا پھر جو روایتیں پیش کیں طحاوی کے حوالے سے مولانا کی اس روایت میں یحیی بن سلام ہے جو ضعیف ہے۔سب سے بڑھ کر یہ کہا کہ یہ روایت موطا میں موجود ہے۔حالانکہ موطا میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یحیی بن سلام کا ترجمہ آپ میزان میں دکھا سکتے ہیں؟۔وہاں نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

میزان میں اگر نہیں ہے تو تہذیب میں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

تہذیب میں بھی نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

لسان میں ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہاں لسان میں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کہیں تو ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کیا لسان میں لکھا ہے کہ ضعیف ہے؟۔یہاں یہ کہتے ہیں کہ امام المفسرین والمحدثین۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس میں نہیں لکھا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ لسان سے یحیٰی بن سلام کا ترجمہ نکالیں میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

پیربدیع الدین راشدی۔

یہ ضعیف ہے۔(۱) نیز موطا میں یہ رسول اللہ ﷺ کی روایت ہی نہیں ہے۔(۲) بلکہ جابر ؓ کا قول ہے۔اس کے بعد آپ نے دوسری حدیث آپ نے بیہقی کی پیش کی ہے۔اس کی ایک ایک روایت پر جرح کی ہے۔

آپ نے کہا دار قطنی میں روایت ہے۔وہ کہاں ہے نکال کر دکھائیں۔آپ وہ روایت پیش کریں جس کو بیہقی نے پیش کیا ہو لیکن جرح نہ کی ہو۔

پھر فرماتے ہیں ابن اسحٰق پر جرح ہے وہ بھی آپ نے کی ہے۔یہ تو آپ کے بڑوں نے کی ہے۔ہمارے نزدیک وہ ثقہ ہے **لا شبهة عندنا** ہمارے نزدیک کوئی شبہ نہیں ہے۔

آپ نہ حنفی ہیں اور نہ اور کچھ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کوئی ایک طریقہ تو اختیار کرو۔یا اپنے بڑوں کی بات مانو یا اور کسی کی بات مانو۔

پھر کہتے ہیں ابن جعفہ جو ہے وہ منکر ہے۔اس کو کس نے منکر کہا ہے؟۔کیا اس کا نام جانتے ہو؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس کا نام احمد بن عمیر ابن جعفہ ہے۔

(۱)۔پیر صاحب بلا دلیل زور لگا رہے ہیں کہ یہ ضعیف ہے کیا ہی خوب ہوتا کہ اس پر ایک حوالہ پیش فرما دیتے۔

(۲)۔اس کا جواب بھی آگے آ رہا ہے۔

پیربدیع الدین راشدی۔

اس کو کیا لکھا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

لسان المیزان میں لکھا ہے۔

له رواية من مناكير.

تو جو روایت اس کی منکر ہوگی وہ نہیں مانی جائے گی۔تو یہ نہیں کہ ساری مانی جائیں گی لیکن منکر روایت نہیں مانی جائے گی۔

پیربدیع الدین راشدی۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ابن حبان اس کے تابع میں نافع کو لایا ہے ابن حبان کی کتاب کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے اس میں یہ بات نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

خلاصہ میں یہ بات موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اصل کتاب موجود ہے اس میں نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نسخوں میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ابن حبان کی کتاب موجود ہے اللہ اس پر گواہ ہے اس میں یہ جملہ قطعاً نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ذكر ابن حبان فى كتابه وقال حديث معلل.

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب میں یہ لفظ موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جنہوں نے نقل کیا ہے انہوں نے بھی تو کتابوں سے نقل کیا ہے اگر آپ کے نسخہ میں موجود نہیں ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے دوسری میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کسی نسخہ میں موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ کے پاس نہ ہو لیکن خلاصہ میں تہذیب الکمال والے نے سب نے یہ جملہ لکھا ہے کیا ان کے سامنے یہ نسخہ نہیں تھا۔ آپ خلاصہ دیکھ لیں میرے پاس موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ایک ہے نقل کتاب، نقل میں تو غلطی ہو سکتی ہے اصل کتاب میں غلطی نہیں ہو سکتی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کسی نسخہ میں بات ہوتی ہے کسی میں نہیں ہوتی اور کیا کسی نے آپ سے پہلے اس کی تردید کی ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

عبدالرحمٰن مبارکپوری نے کی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

صرف عبدالرحمٰن مبارکپوری نے کی ہے کیا ابن حجر نے کی ہے، تلخیص الحبیر میں کی ہے، لسان المیزان والے نے کی ہے، عبدالرحمٰن مبارکپوری کوئی بین الاقوامی شخصیت تو نہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

جھگڑے کا حل یہی ہے کہ اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے اب کتاب چھپ کر آئی ہے اس میں موجود ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پیش کریں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب اس وقت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پہلے فیصلہ ہوا تھا کہ جو کتاب یہاں موجود نہ ہو اس کی بات نہیں کی جائے گی۔ اور جو یہاں ہے اس کو آپ مان لیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله و كفٰى والصلوٰة والسلام علٰى عباده الذين اصطفٰى. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

میں ایک قرآن پاک کی آیت پیش کر چکا ہوں۔ حضرت نے قرآن کی کوئی آیت اپنے مسلک کے ثبوت کے لئے پیش نہیں کی۔ اس کے بعد سات حدیثیں، جس میں فاذا قرأ فانصتوا یا اس کے ہم معنی الفاظ آرہے ہیں۔ وہ پیش کی ہیں۔

حضرت نے ان کو تسلیم کر کے یہ بات کہی ہے کہ اس کا یہی معنی ہے کہ جب امام فاتحہ نہ پڑھے تو مقتدی نہ پڑھے۔ لیکن حضرت اس کے بعد یہ فرماتے ہیں لیکن اس میں یہ بات نہیں ہے کہ بعد میں بھی نہ پڑھے۔ یہ تو حضرت کے ذمے ہے کہ یہ دکھائیں کہ بعد میں پڑھ لے۔

اصل مسئلہ تو یہی تھا کہ فاتحہ امام پڑھے تو مقتدی خاموش رہے۔ وہ سات احادیث سے نکلا۔

اس کے بعد میں نے سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے بیان کیں، اس پر حضرت نے فرمارہے ہیں کہ اس میں ایک شخص یحییٰ بن سلام ہے، دار قطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور اس کے بعد لسان المیزان جو اسماء الرجال کی کتاب ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ وہ امام المفسرین والمحدثین ہے۔

اور دار قطنی کی جرح جو ہے یہ بغیر سبب کے ہے۔ اصول حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ جو جرح بغیر سبب کے ہے وہ مقبول نہیں ہوتی۔ (1) جب تک سبب جرح ثابت نہ ہو جائے۔ تو دار قطنی کی جرح بغیر سبب جرح ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ رہا یہ کہ موطا میں امام مالکؒ نے اس کو جابرؓ کا قول نقل کیا۔ تو اس سے میری بات رد نہیں ہوتی۔ حضرت جابرؓ نے یہ حضور ﷺ سے بھی سنا، اور اس کے بعد اس کے موافق خود بھی فتویٰ دیا۔ تو یہ بات اور بھی مضبوط ہو گئی۔

حضرت جابرؓ نے اس حدیث کو دو طرح بیان کیا۔ ایک تو مرفوع حقیقی اور دوسرا مرفوع حکمی۔ کیونکہ حضرت جابرؓ اس کتاب القراءۃ بیہقیؒ میں خود اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ اور اس سے زیادہ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی (2) تو اب اپنی طرف سے تو وہ کسی کو روک نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے جو فتویٰ دیا ہے اس

(1)۔ اسی طرح ہماری اصول فقہ کی کتاب نورالانوار میں بھی یہ لکھا ہے والطعن المبہم من ایمۃ الحدیث لا یجرح الراوی۔ (نورالانوار ص ۱۹۶)

(2)۔ اخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ نا محمد بن عبداللہ الشعیری نا محمد بن اشرس نا ابراہیم بن رستم وعلی بن جارود ابن یزید قال ثنا مالک بن انس عن ابی نعیم وھب بن

حدیث کے بعد اس کا تو مطلب یہی ہوا کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ اس کو مرفوع حکمی کہا کرتے ہیں۔

میں نے سات حدیثیں پڑھی تھیں لیکن حضرت نے ایک کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ جہاں سے بھی پڑھی ہے وہاں اس پر اعتراض کیا ہے۔ اور آپ نے خیانت کی ہے۔ میں اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث پیش کر رہا ہوں۔ بیہقیؒ اور دار قطنی نے اگر کوئی معقول جرح ان حدیثوں پر کی ہے تو وہ حضرت پیش کریں، جیسے یحییٰ بن سلام کی جرح کو میں نے رد کر دیا ہے۔ اسی طرح ان شاء اللہ باقی کا بھی جواب ہوگا۔

میرا یہ دعوٰی ہے کہ کوئی شخص ان روایات پر اصول حدیث کے موافق کوئی ایسی جرح نہیں کر سکا جو مضر ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ان ساتوں حدیثوں میں محمد بن اسحٰق کذاب دجال جیسا ایک راوی بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کتاب کا جو نسخہ ہے اس میں حدیث معلل نہیں ہے۔ میں خلاصہ اور میزان سے یہ دکھا رہا ہوں کہ اس کے بعض نسخوں میں یہ ہے جس کو محققین نے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد دوسری بات عرض کرتا ہوں اسکے بعد دار قطنی وغیرہ نے یہ قاعدہ نقل کیا ہے کہ ابن حبان کا قاعدہ ہی سارے محدثین سے الگ ہے۔

جس راوی کو کسی اور نے ضعیف نہ کہا ہو اگرچہ وہ مجہول ہو وہ اس کو ثقہ کہہ دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے ثقہ کہنے سے ثقاہت ثابت نہیں ہوتی۔ بہر حال نافع کی مجہول روایت، محمد بن اسحٰق کی جھوٹی روایت میں نے مکحول کا حدثنا پوچھا حضرت سے کہ وہ پیش کریں وہ ابھی تک حضرت نے پیش نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد احمد بن عمیر ابن جعفہ کا میں نے کہا کہ لہ مناکیر۔ حضرت نے

کیسان عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجزی الصلوۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب الا ان یکون وراء الامام

(کتاب القرأت ص ۱۳۸)

اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت آپ تو بار بار یہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ اور قرأت میں فرق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت کی یہ بات صحیح حدیثوں کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مشکوۃ میں روایت ہے۔

کان النبی یستفتح القرأت بالحمد للہ رب العلمین. (۱)

اللہ کے نبی ﷺ قرأت کہاں سے شروع کیا کرتے تھے؟ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے۔

ان النبی و ابا بکر وعمر وعثمان کانوا یفتتحون القرأت بالحمدللہ رب العلمین.

اللہ کے نبی ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرأت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے شروع کرتے تھے۔ (۲)

---

(۱). حدثنا اسحق بن ابراهیم واللفظ له قال انا عیسٰی بن یونس قال نا حسین المعلم عن بدیل بن میسرہ عن ابی الجوزاء عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر والقرأت بالحمدللہ رب العلمین. (مسلم شریف ص ۱۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث ابوداؤد ص ۱۱۴ ج ۱، طحاوی ص ۹۹ ج ۱، مسند احمد بن حنبل ص ۳۱ ج ۶، ابن ماجہ ص ۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۰۱ ج ۱ پر بھی ہے۔

(۲). عن انس ابن مالک انه حدثه قال صلیت خلف النبی ﷺ وابی بکر، وعمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمدللہ رب

صحیح بخاری میں موجود ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ حضرت آپ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان خاموش رہتے ہیں کیا پڑھتے ہیں؟۔ حضرت ﷺ نے دعا بتائی پڑھنے کے لئے۔ اللھم باعد بینی. الخ۔

تو یہ لوگ پڑھتے ہیں یہ قل ھو اللہ سے پہلے پڑھتے ہیں یا سورۃ فاتحہ سے سے پہلے پڑھتے ہیں؟۔ سورۃ فاتحہ سے پہلے۔ ثناء کی جگہ پڑھتے ہیں۔ سبحانک اللھم آپ پڑھتے ہیں۔ سبحانک اللہ آپ قل اعوذ سے پہلے پڑھتے ہیں یا بعد میں پڑھتے ہیں؟۔ بخاری کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ فاتحہ قرأت ہے۔

حضرت شروع سے کہہ رہے ہیں کہ جھگڑا فاتحہ کا ہے قرأت کا نہیں ہے۔ میں حدیثیں پڑھ کر سنا رہا ہوں کہ فاتحہ قرأت ہے۔ میں حضرت سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ صرف ایک حدیث حضرت پڑھ کر سنا دیں جس میں یہ ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔

جب فاتحہ قرأت ہے تو لفظ قرأت سے بھی جو روایتیں پیش کروں گا وہ بھی میرے لئے حجت ہیں۔ کیونکہ حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔ اگر صرف ایک حدیث حضرت دنیا کے کسی کتب خانے کی کتاب سے پڑھ دیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ اور اگلی سورۃ قرأت ہوتی ہے۔ یہ نبی ﷺ کے الفاظ ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک صحابی کا قول بیان کر دیں، میں مان جاؤں گا۔ ایسے ہی روایتیں نہیں پڑھوں گا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ نسائی شریف سے بھی حضرت نے یہی بات کی کہ ایک روایت جو بھول تھی وہ تو پڑھی اور اس سے آگے قرآن پاک کی آیت، اور صحیح حدیث جو قرآن کے موافق تھی وہ آپ نے نہیں پڑھی۔ میں نے وہ پڑھ کر سنائی، اس سے اگلی روایت سنن نسائی میں یہ ہے کہ

العلمین لا یذکرون باسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول القرأت ولا فی آخرھا. (مسلم شریف ص ۱۷۲)

حضورﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرتﷺ کیا ہر جہری نماز میں قرأت ہے۔ اب دیکھئے ایک اس حدیث کی کتاب سے حضرت نے ایک روایت پڑھی۔ اور اس سے اگلی تین روایتیں اس صفحہ پر چھوڑ دیں۔

مجھ پر حضرت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ میں نے حدیث تو پڑھی پوری لیکن اس کے آخر میں دار قطنی نے جو اپنی رائے لکھی تھی وہ نہیں پڑھی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے خیانت کی ہے۔ دار قطنی کی رائے چونکہ غلط تھی، وہ ثابت ہی نہیں ہے، اس نے کوئی سبب بیان کیا ہی نہیں ہے یحیی بن سلام کے ضعیف ہونے کا، اس لئے وہ بے فائدہ ہوتی۔ اگر میں دار قطنی کی بے فائدہ جرح نہ پڑھوں تو میرے اوپر تو خیانت کا الزام لگاتے ہیں اور اسی کتاب سے سنن نسائی سے اسی صفحہ سے اگلی تین حدیثیں نہ پڑھیں تو اس کو کیا دیانت داری کہا جائے گا؟۔

اس سے اگلی روایت یہ ہے حضرت ابو درداءؓ والی الا وقد کفا والی۔ یہ میں پہلے اپنی سات روایتوں میں پیش کر چکا ہوں میں نے جو تفسیر بیان کی اس میں صحابہ اور تابعین نے ایک بات واضح کر دی ہے کہ پہلے لوگ پڑھتے تھے امام کے پیچھے۔ تو جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس آیت نے منع فرما دیا۔ جس طرح لوگ پہلے شراب پیتے تھے لیکن شراب کی منع والی آیت نازل ہوئی تو اس طرح منع ہو گئی۔

اگر کسی حدیث میں کسی کے شراب پینے کا ذکر ہو تو یہ پہلے زمانہ کی ہو گی یا پچھلے زمانہ کی ہو گی؟۔ جب تک قرآن میں یہ حکم نہیں نازل ہوا تھا۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

بیت اللہ کی طرف منہ کر لو۔

مسلمان کس طرف منہ کیا کرتے تھے؟۔ بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرتے تھے۔ کیا بیت المقدس کا ذکر تھا قرآن میں؟۔ نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے تھے کہ پہلے نبیوں کا طریقہ تھا۔ اب کسی حدیث میں آپ کو مل جائے کہ فلاں آدمی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا

تو وہ پہلے زمانہ کی حدیث ہو گی۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے یہ کہا تھا کہ یحیی بن سلام کا میزان میں ترجمہ نہیں ہے۔ یہ آپ کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ اب یہ لسان المیزان میرے سامنے ہے ترجمہ اس میں موجود ہے۔ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۰۰ پر۔ آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ ترجمہ نہیں ہے؟۔ امام ذہبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ منکر روایت ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

آپ نے فرمایا تھا کہ تقریب میں اس کو ثقہ لکھا ہے حالانکہ اس کو مشہور لکھا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

میں نے یہ نہیں کہا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ٹیپ میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

آپ نے فرمایا صحابہ جو تھے وہ پہلے پڑھتے تھے لیکن جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے اب میں مولانا سے یہ کہتا ہوں کہ ایک بھی روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔ میں مولانا کو کھلے میدان میں کہتا ہوں میں خدا کے واسطے ایک روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔

جب وہاں فاتحہ کی بات ہی نہیں ہے تو کس طرح کہتے ہیں۔ اس آیت میں موجود ہو کہ صحابی فاتحہ پڑھتے تھے۔ جب آیت نازل ہوئی تو پھر چھوڑ دی فاتحہ پڑھنا۔

اس کے بعد ابوداؤد کی روایت پیش کرتے ہیں۔ یہ میرے سامنے دار قطنی ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت میں کہتے ہیں یہ حضورﷺ کا کلام نہیں ہے یہ راوی کا وہم ہے۔ امام دار قطنیؒ نے واضح کر دیا کہ یہ رسولﷺ کا کلام نہیں ہے۔

اب کہتے ہیں کہ حضورﷺ سورۃ فاتحہ سے پہلے چپ رہتے تھے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے تھے اور کیا پڑھتے تھے۔ یہ آپ کے الفاظ ہیں۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے اور کیا پڑھتے چپ رہنا کا معنی پڑھنا نہ ہوا۔ آپ کی دلیل ضعیف ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

وہاں انصتوا ہے ہی نہیں جس کا معنی چپ رہنا ہو۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

چپ رہنے کا معنی آپ کہتے ہیں خاموش ہو جاؤ۔ تو چپ ہونا اور پڑھنا آپ کا قول ہے۔ لہذا یہ دلیل گئی۔ اب اس کو گھر میں رکھئے۔ اب اس کو بار بار پیش نہ کیجئے۔ روایت وہ لائیے جو کاملہ ہو۔ میرا قصور نہیں ہے آپ خود پیش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی مکحول نہیں ہے، اس میں نہ کوئی محمود ہے، الفاظ یہ ہیں۔

لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام۔

امام کے پیچھے جو الحمد للہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے یہ طبرانی کی روایت پیش کی۔

من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحۃ الکتاب۔

امام کے پیچھے جو نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔

یہ حکم ہے حضورﷺ کا اس میں بھی نہ نافع ہے، نہ محمود ہے، نہ ابن اسحٰق ہے، نہ مکحول۔ آپ نے جو اعتراضات کئے ان کو میں نے ختم کر دیا۔ مکحول کے سماع کی تشریح ہو گئی۔ محمود پر آپ جرح ثابت نہ کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ جو آپ نے کیا حضورﷺ کی بات مانیں یا آپ کی بات

مانیں؟۔

آپ نے کہا کہ یہ سب صحابہؓ کہتے ہیں کہ نماز میں قرأت ہوتی ہے اور وہ لوگ پڑھتے تھے۔ اور اس کے بعد آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد وہ رک گئے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ایک روایت دکھائیں کسی حدیث کی کتاب سے کہ صحابہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر یہ آیت نازل ہوئی تو وہ رک گئے۔ اس طرح یہ مسئلہ سارا ختم ہو جائے گا۔

لیکن قیامت تک آپ یہ پیش نہیں کر سکتے۔ لوگوں کو کہتے ہو کہ ہم یہ کہیں گے، وہ کہیں گے۔ اور پھر فقہاء کا اصول و قاعدہ ہے جنہوں نے آپ کو اس آیت کے پیش کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ آپ نے اپنے قاعدہ کو توڑ دیا۔

دوسری بات پھر آپ مجھے یہ کہتے ہیں کہ اپنے مسلک کی رو سے پیش نہیں کر سکے۔ سرتاج مانتے ہیں، امیر المؤمنین مانتے ہیں، کہا کہ سند لاؤ۔ میں اس کی سند لاؤں کہاں سے؟۔ سند لاؤں تمہارے گھر کی کتاب ہے۔

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آپ اپنے آپ کو جھوٹا کہیں، اپنے امام کو، اپنے بزرگ کو جھوٹا کہیں۔ اس کے بعد باقی جو روایتیں میری آپ کے ذمے ہیں اس کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا۔ ناقص نماز ہے پوری نہیں۔ جب پوری ایک آیت بھی پیش نہیں کی میں نے آیت وہ پیش کی جو آپ کے بڑوں نے پیش کی ہے۔ ابھی میں نے نور الانوار کی عبارت پڑھی انہوں نے کہا کہ فاقرأو ماتیسر من القرآن۔ یہ آیت مقتدی کو پڑھنے کا حکم دیتی ہے۔ میں نے آیت پیش کی اور استدلال بھی آپ کے بڑوں کا۔ اب آپ کے گھر کی بات ہے مانیں یا ان کو جواب دے دیں۔

دو باتیں ہیں یا حدیث کو مانیں یا فقہ کو مانیں۔ ایک چیز کو تو مانیں پہلے کہتے تھے کہ نہیں فقہ سے باہر نہیں جائیں گے۔ اب تو فقہ بھی چھوڑ دی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

قرآن پاک کی آیت کی تفسیر کا جو حق ہوتا ہے اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ ؓ سے میں نے بیان کردیں اور سات حدیثیں واذا قرأ فانصتوا کی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے حضور ﷺ سے ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین﴾ کا لفظ دکھا دیا آپ ابھی تک یہ نہیں دکھا سکے۔ تفسیر سنئے ابن حاتم نے نقل کی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا قرأ فی الصلوٰۃ.

رسول ﷺ۔ نماز میں جب قرأت پڑھتے تھے تو کیا ہوتا تھا۔ اجابہ من ورائہ جو پیچھے پڑھتے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ کیا پڑھتے تھے؟۔

اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا مثل مایقول.

جب اللہ کے نبی ﷺ بسم اللہ پڑھتے مقتدی بھی بسم اللہ پڑھتے۔

حتٰی انقض فاتحۃ الکتاب والسورۃ.

یہاں تک کہ فاتحہ نبی ﷺ ختم کر لیتے سورۃ فاتحہ کا لفظ ہے۔ ویسے میں نے بتا دیا ہے کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔ میں نے حدیثیں پڑھی تھیں ان کو رد کرنے کے لئے۔ میں نے حضرت کو کہا کہ ایک حدیث پیش کردو حدیث کی کتاب سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے لیکن آپ اب تک ثابت نہیں کر سکے۔ اور یہ دیکھئے میں نے حضور ﷺ کی نماز کے متعلق فرمایا۔

فلبث ما شاء اللہ ان یلبث.

جتنی دیر اللہ نے چاہا یہی طریقہ رہا۔ پس جب آیت نازل ہوئی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

تو فقرأ وانصتوا

کہ حضور ﷺ تو پڑھتے رہے لیکن صحابہ خاموش رہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ بھی وضاحت چاہتے ہیں۔ اور حضرت مجھے بھی دکھا دیں کسی صحابی نے یا تابعی نے کہا ہو کہ آیت سے فاتحہ مراد نہیں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھا دیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہوتی۔

آپ نے میری طرف یہ کتاب القرأت بھیجی ہے۔ میں نے بات کر دی تھی اور وہ بات بالکل صحیح نکلی آپ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے متن میں مکحول کا سماع ہے۔ یہ نہیں ہے۔ وہ علیحدہ سند ہے، جس کا راوی وہی اعمش بن عمیر ابو حفصہ ہے۔ وہی لہ مناکیر ہے، منکر حدیث۔ تو سماع کیسے ثابت ہوا۔ اور اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اصل حدیث میں مدلس کا سماع ثابت نہیں ہوا کرتا۔

اس کے بعد اس نے یہ کہا ہے کہ جس پر میں یہ کہہ سکتا ہوں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

آپ محدثین کا اصول چھوڑ رہے ہیں۔ کیونکہ محدثین کے اصول کو مانتے ہوئے نافع کی روایت آپ پیش نہیں کر سکتے۔ اب آپ مجھے کہتے ہیں کہ فقہاء احناف۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ یہاں فقہاء احناف کی طرف آ گئے اللہ کرے سارے مسائل میں آ جائیں تو ہمارا جھگڑا ختم ہو جائے۔

اس کے بعد یہ میزان بھیجی تھی آپ نے میرے پاس۔ یحیٰی بن سلام کے متعلق آپ کو لوگو یاد ہوگا کہ حضرت نے اصول بیان کیا تھا کہ جس کے متعلق منکر کا لفظ آ جائے اس کے متعلق ہی اس کی وہ حدیث منکر ہوتی ہے۔ جس کو منکر میں درج کیا ہو۔ اور جو حدیث میں نے جابر ؓ کی پیش کی ہے وہ حدیثیں منکر درج ہیں وہ حدیث اس میں درج نہیں ہے۔ اس لئے آپ اس کو میرے

سامنے پیش نہیں کر سکتے۔

حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے دو حدیثیں اور پڑھیں جن کا مولانا نے جواب نہیں دیا۔ ایک تو یہ ہے کتاب القرأت بیہقیؒ کی، بیہقیؒ میں جس کا میں راوی یہ ہے محمد بن سلیمان بن فارس ابواسحق ابراھیم بن یحییٰ ان دونوں کا ترجمہ مجھے اسماء الرجال سے دکھا دیں۔ ایک ہے ابواسحق ابراھیم بن محمد یحییٰ دوسرا ہے ابوطیب محمد بن اعمش تیسرا ہے محمد بن سلیمان بن فارس ان تینوں کا ترجمہ اسماء الرجال کی کتابوں سے نہیں ملا۔

اب جو راوی ہیں اس کے وہ کون ہیں؟۔ عثمان بن عمر ہے [1] جس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ اس کو وہم ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد اگلا راوی یونس بن یزید ہے، اس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ خاص زہری کی روایت میں اس کو وہم ہو جاتا تھا [2] اور یہ روایت بھی اس کی زہری سے ہے۔ اس کے بعد اس کو زہری عن سے اس کو روایت کر رہا ہے۔

مبارک پوری صاحب جن کا بار بار آپ نام لیتے ہیں انہوں نے ابکار المنن میں ایک جگہ نہیں بلکہ بار بار لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے زہری کو طبقات المدلسین کے اس طبقہ میں شمار کیا ہے کہ جب یہ روایت عن سے بیان کرے تو وہ روایت حجت نہیں ہوا کرتی۔ اس کی روایت کو نقل کیا ہے اور یہ کہنا کہ اس کی سند صحیح ہے، جس کو نہ راویوں کی ثقاہت کا پتا ہے۔

جو آپ نے طبرانی سے پڑھی ہیں۔ اس میں سعید جو ہے اس کی ثقاہت ثابت نہیں اس

(۱)۔ تقریب ص ۲۳۵

(۲)۔ یونس بن یزید بن ابی نجار الایلی ابویزید مولی ابی سفیان ثقة الا ان فی روایته عن الزهری وهما قلیلا وفی غیر الزهری خطأ۔ (تقریب ص ۳۹۱)

لئے وہ روایت بھی ضعیف ہے۔ قرآن پاک آپ کے پاس نہیں، صحیح بخاری کی حدیث آپ کے پاس نہیں، صحیح مسلم کی صحیح حدیث آپ کے پاس نہیں، یہ تین چار کھوٹے سکے جیب میں ڈال کر آپ حنفیوں سے مناظرہ کرنے تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت ان میں سے آپ کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے میں نے حدیث واذا قرأ فانصتوا پیش کی تھی صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہے انما وضعت ههنا ما اجمعوا علیه. اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ کیا ہے آپ کے پاس بھی کوئی روایت؟۔ کہ جس کے متعلق صحیح بخاری یا صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہو کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ لہٰذا آپ کے پاس ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔

اب میں اگلی روایت، حدیث کی اور پیش کرتا ہوں۔ موطا امام مالک، موطا امام محمد میں روایت موجود ہے۔ اب آپ کی روایات کا میں نے جواب دے دیا، ایک بات رہ گئی کہ میں نے جو سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے پڑھی تھیں ان میں سے ایک پر تو آپ نے یحییٰ بن سلام کا اعتراض کیا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ یحییٰ بن سلام پر کوئی مفسر جرح نہیں ہے۔ کسی کتاب میں دکھا دیں۔

دوسرا ابودرداءؓ کی روایت کہ متعلق آپ نے دارقطنی سے پڑھ کر مجھے یہ سنایا کہ اس میں دارقطنیؒ کہتے ہیں کہ زید بن حباب کا وہم ہے۔ تہذیب التہذیب میں صراحت ہے کہ زید بن حباب کو اگر وہم ہوتا تھا صرف سفیان ثوریؒ کی روایت سے ہوتا تھا اور یہ حدیث ثوری سے بیان نہیں ہے۔ یعنی کہ سفیان ثوریؒ جو زید بن حباب کے پاس اس زمانہ میں پہنچا ہے جب وہ اتنا بوڑھا ہو چکا ہے، کہ اس کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا۔ اس لئے اس سے پہلے وہ ثقہ تھا۔ یہ بات واضح ہے کہ [1] جو حدیث میں نے پیش کی ہے یہ سفیان ثوری کے طریقے سے نہیں ہے۔

(۱)۔ قال علی بن المدینی والعجلی ثقة وکذا قال عثمان عن

دار قطنیؒ نے آدھی بات نقل کی ہے۔اس کی جرح نامکمل ہے اور جرح مکمل نہیں ہے اور

ابن معین وقال ابو حاتم صدوق صالح وقال ابو داؤد سمعت احمد يقول زيد بن حباب كان صدوقا ليضبط الالفاظ عن معاوية بن صالح لكن كان كثير الخطاء وقال المفضل بن غسان الغلابی عن ابن معين كا يقلب حديث ثوری ولم يكن به بأس قال ابو هشام الرفاعی وغيره مات سنة ثلاث و مائتين . قلت وقال ابن زكريا فی تاريخ الموصل حدثنی الحمانی عن عبيدالله القواريری قال كان ابو الحسن العكلی زكيا حافظا عالما لما يسمع وذكره ابن حبان فی الثقات وقال يخطیء يعتبر حديثه اذا روى عن المشاهير و اما روايته عن المجاهد ففيها المناكير وقال ابن خلفون وثقه ابو جعفر السبتی . حمد بن صالح داؤد كان معروفاً بالحديث صدوقا وقال ابن قانع كوفی صالح وقال الدارقطنی وابن ماكول ثقة وقال ابن شاهين وثقه عثمان بن ابی شيبه وقال ابن يونس فی تاريخ الغرباء كان جوالا فی البلاد فی طلب الحديث وكان حسن الحديث وقال ابن عدی له حديث كثير وهو منی اثبات مشائخ الكوفه ممن لا يشک فی صدقه والذی قاله ابن معين عن احاديثه عن الثوری انما له احاديث عن الثوری يستغرب بذالک الاسناد وبعضها ينفرد برفعه والباقی عن الثوری وغير الثوری مستقيمة كلها (تهذيب التهذيب ص ۴۰۴ ج ۳) قال محمود بن اشرف خرج حديثه مسلم فی صحيحه فی فضائل ام سليم ام انس بن مالک وفی باب الذكر

ہے۔اس کی معقول وجہ بیان کریں کیونکہ جرح کرنے والے نے وجہ یہ بتائی ہے کہ زید بن حباب کی باقی ساری حدیثیں صحیح ہیں صرف وہ حدیث اس کے وہم کی نظر ہوگئی ہے جو اس نے سفیان ثوری سے روایت کی ہے۔ اور جو حدیث میں نے پیش کی ہے۔ حضرت دار قطنی میں بھی نہیں اس میں سفیان ثوری راوی نہیں ہے۔

میں نے قرآن کی تفسیر میں پانچ صحابہ، اٹھارہ تابعین کے اقوال نقل کئے ہیں۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ پہلے زمانے میں پڑھتے تھے اور بعد میں نہیں پڑھتے تھے۔اگر یہ آپ کی پیش کردہ حدیثیں چار، پانچ جن کو آپ صحیح ثابت نہیں کر سکے اگر یہ صحیح بھی ہوتیں تو یہ پہلے زمانے کے متعلق ہی ہوتیں۔ چونکہ ان صحابہ اور تابعین نے قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے امام کے پیچھے قرات پڑھی جاتی تھی اور بعد میں منع ہوگئی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ ان کو صحیح ثابت کر ہی نہیں سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔ قرآن آپ کے پاس نہیں ہے، بخاری کی روایت آپ کے پاس نہیں ہے، اور اگر وہ بالفرض والمحال صحیح بھی ہوں، حضرت عبادہ بن صامت ﷺ مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں یہ روایت منسوخ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

المستحب عقب الوضوء وفی باب النهی عن المسئلة وفی باب بيان وجوه الاحرام وانه يجوز افراد الحج والتمتع والقران وجواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه وفی باب جهنم اعاذنا الله منها وفی باب جواز النافلة قائماً وقاعداً وفعل بعض الركعة قائماً وبعضها قاعداً.

مولانا نے کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر منع ہوگئی۔ اگر آ
معلوم ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے تو کوئی حدیث دکھا دیں۔ کسی کتاب سے کہ وہ فاتحہ پڑھتے
پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ جو روایتیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں
غلط ہے۔ کہتے ہیں کہ قرآن پیش نہیں کیا قرآن کی آیت پیش کی اور وہ بھی تمہارے علماء کی
سے، وہ بھی اصول کی کتاب سے، جو مدرسے میں پڑھ کر مولوی بنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آ
مقتدی پر فاتحہ کو واجب کرتی ہے۔

کہتے ہیں بخاری سے نہیں پیش کیا۔ بخاری سے وہ حدیث میں نے پیش کی ہے جس کا
کوئی جواب قیامت تک تم نہیں دے سکتے۔ کیونکہ لفظ ہیں کہ جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز
نہیں ہے۔ جو بھی ہو مقتدی ہو یا امام ہو جو بھی فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پیش کرتے کہ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے تو ٹھیک ہے۔ فاتحہ
پڑھنے کا حکم ہے۔ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ جب نماز نہیں تو مقتدی بھی پڑھ سکتا ہے۔ پھر آپ نے
اعتراض کیا کہ فلاں فلاں راویوں کے ترجمے ہمیں نہیں ملتے۔ اب اس چیز کا ترجمہ ہمیں نہیں ملتا
ہے ابو اسحق کا ترجمہ نہیں ملتا ہے۔ ابوطیب کا ترجمہ نہیں ملتا ہے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ نہیں ملتا
ہے، تو مولانا آپ ان کے لئے جرح ثابت کریں۔ آپ ان کو ضعیف کہیں گے یا مستور؟۔ ضعیف
کہیں۔ اگر ضعیف کہیں گے تو اس کے لئے آپ کو ثبوت دینا پڑے گا۔ اگر مستور کہیں گے تو تم اس
پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ تمہارا قاعدہ اس کو مانتا ہے پھر اس کو لیجئے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ بھی مل
جائے گا، ابو اسحق کا ترجمہ بھی مل جائے گا، ابوطیب کا ترجمہ بھی آپ کو مل جائے گا، اس کے بعد
سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امام بیہقیؒ نے جب یہ کہہ دیا ہے اسنادہ صحیح۔ میں نے پڑھ کر آپ کو
سنایا۔ اسنادہ صحیح تب ہوتی ہے جب اس کے راوی سچے ہوں، عادل ہوں، تام الضبط ہوں، اور ان
کے اندر اسناد متصل ہو، علت نہ ہو، شذوذ نہ ہو، بیہقیؒ اس کو صحیح کہتا ہے۔ اب آپ اس کو ضعیف

کسی راوی پر جرح ثابت کریں یا اس کی علت ثابت کریں یا شذوذ ثابت کریں۔ اس کے
نہ صاحب فن ہیں، نہ آپ اصلاح کے مالک ہیں، کہ اگر آپ کو نہ ملے تو روایت ضعیف
۔ ایسا نہیں ہوگا۔

ایک بیہقیؒ کہتا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔ بیہقیؒ نے صحیح کہہ کر راوی کو ثقہ کر دیا۔ یا کیونکہ
ہے، راوی ثقہ ہوگیا۔ اب اس کے مقابلہ میں جرح مفسر کریں تو پھر بات بنے گی۔
روایت صحیح ہوگئی تو آپ کا جھگڑا نہیں رہا۔ رہی طبرانی کی بات تو مجمع الزوائد میں امام ہیثمی نے
رواہ موثقون.

اب آپ راوی طبرانی والی روایت پر جرح صحیح پیش کریں۔ رہا یحیٰی بن سلام کا مسئلہ تو
نہیں کہ انہوں نے کہا له مناکیر یہاں یہ ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ من انکر ماله یعنی اس
کی روایتیں جو منکر ہیں ان میں سے ایک ہے۔ جب اس کی ساری روایتیں منکر ہوگئیں تو اس پر
نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا آنکھوں کے سامنے جو بات کی جائے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ روایت یحیٰی
سلام مالک سے نقل ہے۔ مؤطا میں موجود ہے۔ مؤطا میں موقوف ہے۔ لہذا یہ مالک پر جھوٹ
۔ معاملہ ختم ہوگیا۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ زہری جو ہے وہ مدلس ہے۔ یہ بھی غلط ہے اب راوی جو بیان کیا ہے
اس کو زہری سے ہمیشہ وہم نہیں ہوتا ہے۔ جب امام بیہقیؒ نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے تو اس کو غلط کہنا
اصول کے خلاف ہے۔ قانون کے بھی خلاف ہے۔ جرح کے بھی خلاف ہے۔ آپ اس پر صحیح
جرح کہیں سے ثابت کریں۔ جب تک آپ جرح ثابت نہ کریں یہ روایت اپنی جگہ قائم رہے
گی۔

پھر آپ نے کہا کہ امام دار قطنی نے جو کہا ہے وہ انہوں نے ناقص کہا ہے۔ ہم نہیں مانتے
امام دار قطنی محدث ہیں۔ صاحب معلل ہیں۔ انہوں نے یہ تعلیل کی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ

چوتھی روایت جو آپ نے پیش کی وہ طبرانی سے ہے اور میں نے کہا تھا کہ اس میں سعید بن کثیر راوی ہے۔ اس پر فیض القدیر شرح جامع صغیر میں جرح موجود ہے۔ اور حضرت نے جو مجمع الزوائد کا حوالہ دیا ہے میں بڑا حیران ہو کر کہتا ہوں کہ ہیثمی نے جو آگے لکھا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ لیکن اس کا متن صحیح کے خلاف ہے۔ اور یہ آپ تے مانا ہے کہ بعض اوقات سند صحیح ہوتی ہے لیکن حدیث معلول ہو جایا کرتی ہے۔

تو یہ چار کھوٹے سکے تھے چاروں کے متعلق حضرت کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے۔ الحمد للہ میں نے قرآن کی آیت پیش کی۔ سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی واذا قرا فانصتوا والی سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی فاتحہ کے لفظ سے پیش کیں۔ چودہ روایات پانچ صحابہ سے اشارہ ہوئیں۔

تابعین سے امت کا اجماع میں نے پیش کیا۔ اور اس کے بعد سنئے میں عرض کرتا ہوں کہ مسائل اللہ کے نبی ﷺ کے قول سے بھی ثابت ہوتے ہیں اور فعل سے بھی ثابت ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے دس نمازیں جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے پڑھیں ہیں مقتدی بن کر کسی حدیث میں کوئی مائی کا لال نہیں دکھا سکتا کہ جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟۔

حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔

فاستفتح النبی ﷺ من السورة.

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے [1] ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابو بکر سورۃ

(1)۔ ابن ماجہ نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ واخذ رسول اللہ ﷺ من القرأت من حیث کان بلغ ابو بکر . (ابن ماجه ص ۸۸)

اور طحاوی شریف میں ان الفاظ سے ہے۔

پڑھ رہے تھے۔ جب نماز میں ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

جب نماز میں سورۃ کا ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے۔ تو اس وقت حضور ﷺ تشریف لائے وہاں سے سورۃ پڑھنی شروع کی ابو بکر فانتھٰی رک گئے۔ اب دیکھئے اللہ کے نبی ﷺ کا آخری فعل اور آپ کی آخری نماز۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اللہ کے نبی ﷺ دنیا سے بانماز گئے یا معاذ اللہ بے نماز گئے۔

علامہ شوکانی مشہور غیر مقلد نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ساری فاتحہ رہ گئی تھی۔ حدیث میں لفظ سورۃ کا ہے اور اس میں لفظ قرأت کا بھی موجود ہے۔ فاستفتح النبی ﷺ یہ وہ روایت ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہؓ دونوں نے بیان فرمایا ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جب بہت سے لوگ عرب کے کونہ کونہ میں جا پہنچے تھے۔ تاریخ دان جانتے ہیں اور یہ ایسی صحیح حدیث سے ثابت ہے جس کو ساری دنیا صحیح مانتی ہے۔ لیکن آپ ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ جس پر کوئی جرح نہ ہو۔

اور جیسے میں نے مسلم سے پیش کیا تھا حدیث کے متعلق انما وضعت ھھنا ما اجمعوا علیہ کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے آپ ایک حدیث بھی نہیں پیش کر سکے۔ جس میں مقتدی کا لفظ صریح ہو، اور کسی محدث نے یہ بات کہہ دی ہو کہ مسلم اور بخاری میں یہ درج ہے کہ اس کے صحیح ہونے پر امت کا جماع ہے۔ کوئی مجہول تلاش کر لیا کوئی دجال تلاش کر لیا۔ اس کے راوی ہیں اور کچھ اس طرح کے ہیں جن کا نام پتا معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں۔ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر آپ میرے ساتھ گھر چلیں تو وہاں کتابیں پڑی ہیں۔

حضرت بات یہ ہے کہ آپ یہاں آئے ہیں کتابوں کے بھروسے پر آئے ہیں۔

فاستفتح رسول اللہ ﷺ من حیث انتھی ابوبکر من القرأت.

(طحاوی ص ۱۹۷ ج ۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ آمین بالجہر

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اما بعد، میرے دوستو اور بزرگو اللہ کا شکر ہے کہ ہماری بحث کی تیسری نشست شروع ہو رہی ہے۔ اس میں زیر بحث مسئلہ آمین کا ہے۔ اس بارہ میں میں پھر وضاحت کر دیتا ہوں اس میں ہمارا اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ آمین دعا ہے۔ اور ہر دعا آہستہ ہوتی ہے۔ خواہ کوئی اکیلے نماز پڑھے، ہم آمین آہستہ کہتے ہیں۔ امام ہو، تب بھی آمین آہستہ کہتے ہیں۔ مقتدی ہوں، تب بھی آمین آہستہ کہتے ہیں۔

لیکن ہمارے دوست جن کی آج ہمارے ساتھ بحث ہے، ان کی اس مسئلہ کے بارے میں رائے مختلف ہے۔ جب یہ اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین آہستہ پڑھتے ہیں۔ جب امام کے پیچھے مقتدی بنتے ہیں، تو سترہ رکعتوں میں سے چھ رکعتوں میں وہ آمین اونچی آواز سے کہتے ہیں۔ دو فجر کی، دو مغرب کی، دو عشاء کی، اور گیارہ رکعتوں میں وہ امام کے پیچھے بھی آمین آہستہ آواز

سے کہتے ہیں۔

ان چھ رکعتوں میں بھی ان کا اختلاف ہے۔ یہ واضح اس لئے کر رہا ہوں تاکہ ہر مسئلہ پر ایک ایک حدیث آتی جائے۔ جب ہی یہ مسئلہ واضح ہوگا۔ اگر ان چھ رکعتوں میں مقتدی امام کی فاتحہ کے بعد میں آکر ملا ہے، تو اپنی فاتحہ کے بعد اگرچہ امام نے اس رکعت میں اونچی آواز میں آمین کہی تھی، لیکن پھر بھی مقتدی آہستہ کہے گا۔

ان چھ رکعتوں میں اور امام کے متعلق بھی ان کا مسئلہ یہی ہے۔ امام سترہ رکعتوں کی جماعت کرواتا ہے۔ ان سترہ رکعتوں میں سے امام چھ رکعتوں میں اونچی آواز سے آمین کہے، اور باقی گیارہ رکعتوں میں امام بھی آہستہ آواز سے آمین کہے۔ تو ہم تو ایک قسم کی دلیل بیان کریں گے۔ کیونکہ ہمارا دعویٰ ایک ہی قسم کا ہے۔ کہ آمین ہر جگہ آہستہ ہے۔ ہمارے ہاں کوئی تقسیم نہیں ہے کہ اس جگہ آمین آہستہ ہے۔

جب حضرت اپنے دلائل شروع کریں گے تو ان کے نزدیک یہ اکیلے نمازی کے متعلق حدیث پیش کریں گے، کہ جب اکیلا آدمی نماز پڑھے تو وہ آمین آہستہ کہے۔ کیونکہ اس وقت یہ بھی آہستہ کہنا سمجھتے ہیں، اور یہ مسئلہ دلیل کے ساتھ ثابت کرنا چاہئے۔ اسی طرح مقتدی کے متعلق جب یہ مسئلہ ثابت کریں گے تو اس میں چھ اور گیارہ کی تشریح حدیث میں دکھائیں گے۔ کہ نبی ﷺ کی حدیث میں وضاحت ہے کہ مقتدی چھ رکعتوں میں آمین اونچی آواز سے کہے اور باقی گیارہ رکعتوں میں مقتدی آمین آہستہ آواز سے کہے۔

اور جب یہ امام کے متعلق مسئلہ ثابت کریں گے تو اس میں یہ بھی ثابت کریں گے کہ امام چھ رکعتوں میں آمین اونچی آواز سے کہے، اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے کہے۔

جب تک یہ تفصیل حدیث سے ثابت نہ ہوگی ہم نہیں مانیں گے کہ حضرت کا مسلک حدیث کے موافق ہے۔

اب میں اپنی بات شروع کرتا ہوں۔ یہ قرآن پاک ہے ہم مسئلہ پر پہلے قرآن پاک

پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَآ إِنَّكَ ءَاتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُۥ زِينَةً وَأَمْوَٰلًا فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا۟ عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا ٱطْمِسْ عَلَىٰٓ أَمْوَٰلِهِمْ وَٱشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا۟ حَتَّىٰ يَرَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا

یہاں دعا کا ذکر ہے دعا شروع ہوتی ہے **قال موسیٰ** آیا ہے۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں، لیکن دعا کے خاتمے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت دعا کی قبولیت نازل ہوگئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان دونوں کی دعا قبول ہوگئی ہے۔ سوچنے کی بات ہے دعا کرنے والا ایک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قبولیت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں کی قبول ہوگئی ہے۔

اب اس بارہ میں درمنثور میں یہ روایت موجود ہے (1) اس کے تحت احادیث نبوی اور تمام تفاسیر میں یہ لکھا ہے، اس پر مفسرین اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جو دوسرے دعا کرنے والے تھے وہ حضرت ھارون علیہ السلام تھے۔ تو ہوا یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کے سارے لفظ پڑھے۔ اور حضرت ھارون علیہ السلام نے آمین کہہ دیا۔

رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ آمین مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھی۔ صرف حضرت ھارون علیہ السلام کو دی گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ہے، حضرت ھارون نے آمین کہی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دونوں کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

موسیٰ کی دعا میں یہ لفظ ہے جو تین سطروں میں ہے۔ حضرت ھارون علیہ السلام کی دعا کیا تھی؟۔ آمین تھی۔

قرآن پاک کی اس آیت اور اس کی تفسیر جو حدیث اور مفسرین اہل سنت والجماعت نے

(1)۔ درمنثور ص ۳۵ ج ۳۔

بیان کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ آمین دعا ہے۔ صحیح بخاری میں یہ بھی عطا کا قول موجود ہے۔ قال عطا آمین دعا عطاؒ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے [1] ایک بات ثابت ہوگئی۔

اب سنیں کہ دعا کے متعلق قرآن پاک نے ہمیں کیا قاعدہ کلیہ بتایا ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۵۵﴾

دعا کرو اللہ تعالٰی سے عاجزی سے اور خفیہ، اللہ تعالٰی حد سے بڑھنے والے کو پسند نہیں فرماتے۔

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ کی روایت مجمع الزوائد میں موجود ہے۔ فرماتی ہیں کہ جو آدمی مسواک کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو دوسرے آدمی سے ستر گنا زیادہ ثواب ملتا ہے [2]۔ اسی طرح جو آدمی آہستہ دعا کرتا ہے اس کو اونچی دعا کرنے والے سے ستر گنا زیادہ ثواب اللہ تعالٰی عطا فرماتے ہیں۔

قرآن پاک کی دوسری آیت ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿۳﴾

اللہ تعالٰی کی رحمتیں نازل ہوئیں اللہ کے بندے زکریا علیہ السلام پر اس لئے کہ اس نے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا آہستہ کی تھی۔

تو دونوں باتیں کتاب وسنت سے ثابت ہوگئیں ہیں آمین دعا ہے۔ اور دعا میں اصل یہی

(۱)۔ قال عطا آمین دعاء۔ (بخاری ص ۱۰۷ ج ۱)

(۲)۔ مجمع الزوائد ص ۸۱ ج ۱۰

ہے کہ اسے آہستہ کہا جائے۔ اور رسول اکرم ﷺ کا اپنا عمل مبارک بھی یہی رہا ہے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ دو صحابی ہیں۔ ان کا مذاکرہ ہوا اس مسئلہ پر تو کہتے ہیں۔

انه حفظ عن النبی ﷺ سکتتین.

میں اللہ تعالٰی کے نبی ﷺ سے دو سکتے محفوظ کئے ہیں [1] وہ کیا تھے۔

سکتة اذا کبر.

ایک جب اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس کے بعد وہ چپ سے نظر آتے تھے۔ وہ کس لئے ہے؟۔ سبحانک اللھم پڑھنے کے لئے۔

و سکتة اذا فرغ من القرأت غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. فحفظ سمرة.

اور دوسرا جب آپ ﷺ ﴿غیر المغضوب علیهم ولا الضالین﴾ کہتے تھے تو آپ ﷺ سکتہ فرماتے تھے۔ پہلے سکتہ خاموش ہے آہستہ پڑھتے تھے سبحانک اللھم تو پہلا سکتہ ثنا کے لئے ہے۔ یہ دوسرا سکتہ ولا الضالین کے بعد آمین کے لئے ہے۔

(۱)۔ حدثنا مسدد نا یزید نا سعید نا قتادة عن الحسن ان سمرة بن جندب وعمران بن حصین تذاکرا فحدث ان سمرة بن جندب انه حفظ عن رسول الله ﷺ سکتتین سکتة اذا کبر وسکتة اذا فرغ من القرأت غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. فحفظ ذالک سمرة وانکر علیه عمران بن حصین فکتب ذالک الی ابی بن کعب فکان فی کتابه الیه ما او فی رده علیهما ان سمرة قد حفظ (ابو داؤد ص ۱۱۳ امیر محمد کتب خانه کراچی ص ۷۹ مطبعه مکتبه امدادیه ص ۱۲۰)

اسی لئے شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں۔

والاظهر ان السكتة الاولى للثناء والثانية للتامين.

کہ پہلا سکتہ جو ہے جہاں آپ ﷺ نے اونچی آواز نہیں سنی وہ حضور ﷺ نے سبحانک اللہ پڑھا تھا۔اور دوسرا سکتہ یعنی جب آواز نہیں سنی تو حضور ﷺ نے آمین آہستہ آواز سے کہی تھی۔

ہمارے دوست بھی ثنا تو آہستہ پڑھتے ہیں لیکن گویا اس حدیث کے نصف حصے پر تو یہ بھی عمل کر رہے ہیں اب میں یہی درخواست کروں گا کہ باقی نصف حصہ جو ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آمین بھی آہستہ ہونی چاہئے۔اگر پوری حدیث پر عمل کر لیں تو صحیح ہے۔

حضرت ابی بن کعب ؓ یہ روایت ابوداؤد میں ہے۔اور حضرت ابی بن کعب ؓ نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے تین صحابہ ؓ اس کو روایت کر رہے ہیں۔حضرت ابی بن کعب ؓ، حضرت عمران بن حصین ؓ، سمرہ بن جندب ؓ۔

اور چوتھی روایت سنئے (۱)۔

عن وائل بن حجر قال صلى بنا رسول ﷺ

حضرت وائل ؓ یہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔

فلما قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين.

(۱). عن علقمة بن وائل عن ابيه انه صلى مع رسول الله ﷺ فلما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين واخفى به صوته . رواه احمد وابوداؤد طيالسي وابويعلى والدار قطني والحاكم. وقال صحيح الاسناد ولم يخرجاه . (زيلعي ص ۱۹۴ ج ۱)

جب آپ نے یہ پڑھا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت وائل ؓ نے سن لیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اونچی پڑھ رہے تھے۔لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟۔فرمایا آپ ﷺ نے آمین کہی **واخفا بها صوته** آپ ﷺ نے آمین کہی۔لیکن آمین میں نے نہیں سنی۔آپ اپنی آواز کو چھپا کر نیچے لے گئے۔

اس روایت کو امام احمد، ترمذی، ابوداؤد طیالسی، دار قطنی، حاتم نے روایت کیا ہے۔اور اس کی سند بھی صحیح ہے۔

پانچویں روایت یہ ہے۔

عن ابى وائل قال كان عمرو علي لا يجهران ببسم الله ولا بالتعوذ ولا بالتامين.

(رواہ الطحاوی وابن جریج واسنادہ صحیح)

حضرت علی ؓ نے تئیس سال تک حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔حضرت عمر ؓ جنہوں نے تئیس سال تک حضور ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں ہیں۔وہ نماز میں بسم اللہ اور آمین اونچا نہیں کہتے تھے (۱)۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

(۱). عن ابى وائل قال لم يكن عمر وعلي يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بآمين . (طحاوى ص ۱۵۰، رواه ابن جرير الطبرى فى تهذيب الآثار الجواهر النقى ص ۱۳۰ ج ۱)

مولانا نے فرمایا کہ آمین دعا ہے اس پر قرآن کی آیتیں پیش کیں اور عطاؒ کا قول نقل کیا ہے کہ آمین دعا ہے۔ ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ ہمیں یہ بتائیں کہ آمین مستقل دعا ہے، یا بالتبع دعا ہے۔ اگر یہی بات ہے کہ آمین مستقل دعا ہے۔ جب یہ دونوں مسئلے ثابت ہوں تو تب یہ دعا بنے گی۔

پہلا مسئلہ یہ کہ آمین اگر دعا ہے تو فاتحہ کے پیچھے ہے، بالتبع اور فاتحہ بھی دعا ہے، آمین بھی دعا ہے۔ اگر فاتحہ بالجہر ہوگی تو آمین بھی بالجہر ہوگی۔ اگر فاتحہ آہستہ ہوگی تو آمین بھی آہستہ ہوگی۔

مولانا نے فرمایا کہ تفصیل بتاؤ کہ فلاں میں جہراً ہوگی، فلاں میں آہستہ۔ تفصیل آپ نے جو بیان کی آپ نے خود پیش کردی۔ پہلے مناظرہ میں کہا۔

اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين

فقولوا آمين.

امام جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ تو ثابت ہوا کہ فاتحہ اگر جہراً ہوگی، تو آمین بھی جہراً ہوگی۔ جب فاتحہ آہستہ ہوگی، تو آمین بھی آہستہ ہوگی۔

رہی یہ بات کہ یہ دعا ہے اور دعا کو آہستہ پڑھنا چاہئے۔ دعا کو آہستہ پڑھنا یہ بھی قاعدہ کلیہ نہیں۔ کئی دعائیں جہراً ثابت ہیں، کئی دعائیں حضور ﷺ سے جہراً سنی گئی ہیں۔ حتی کہ نماز میں دعا جہراً ہے کیا فاتحہ دعا نہیں ہے؟۔ اس کو حدیث میں دعا نہیں کہا گیا ہے؟۔ یہ دعا ہے۔ اس میں دعا کے الفاظ بھی ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ پھر یہ دعا ہے یا نہیں ہے؟۔

پھر آپ اس کو جہراً کیوں پڑھتے ہیں؟۔ جب آپ نے جہراً پڑھا تو آپ کا کلیہ ٹوٹ گیا۔ جب کلیہ ہی نہ رہا تو مقدمہ ختم ہوگیا۔ جب مقدمہ ختم ہوتا ہے، تو دلیل تام نہیں ہوتی۔ اور تقریب تام نہیں ہے۔

دوسری بات کہ عطاؒ کا قول آپ نے پیش کیا۔ عطاؒ کا قول کوئی معصوم نہیں۔ حالانکہ عطاؒ خود یہاں بیہقیؒ میں موجود ہے۔ روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے مسجد حرام میں نماز ادا کی دوسو صحابی رضی اللہ عنہم کی نماز سنی۔

اذا قال ولا الضالين ورفعوا اصواتهم بآمين.

تو دوسو صحابہ نے بلند آواز سے آمین کہی۔ یہ عطاؒ خود نقل کرتا ہے۔ جس کا آپ سہارا لیتے ہیں، وہ یہی کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول آپ نے پیش کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بھی آپ کے سامنے آ گیا۔

اب رہا یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ زکریا علیہ السلام نے اللہ سے دعا خفی کی۔ ٹھیک ہے اللہ کو آپ خفیہ بلائیں۔ آپ کو کوئی منع نہیں ہے۔ لیکن آپ اس کو قاعدہ کلیہ نہیں بنا سکتے۔ جو اونچی دعا کرے اس کی دعا نہیں ہے؟۔ کیا آپ کا کوئی عالم کہے گا۔

ایک صحابی کا آپ ﷺ نے جنازہ پڑھایا یہ مسلم کی روایت ہے۔ نورالانوار میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا پڑھی صحابی کہتا ہے کہ میں نے وہ دعا سنی۔

حتى تمنيت ان اكون ذالك الميت.

کہ کاش یہ میت میں ہوتا۔

اگر آپ نے اونچی آواز سے پڑھی نہیں تھیں تو صحابی نے کیسے سن لی۔ میرے دوستو یہ بات صحیح ہے کہ دعا سراً بھی ہوتی ہے اور جہراً بھی۔ اور یہ قاعدہ کلیہ بنا لینا کہ ہر دعا سراً ہی ہوتی ہے جہراً جائز نہیں ہے۔ خود تم بڑی لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہو تو آپ کا کلیہ نہیں رہا۔ لہذا یہ آپ کی دلیل تو ختم ہوگئی ہے۔ باقی آپ نے پیش کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت۔

سکتہ میں آمین کہنے یا نہ کہنے کا کیا ثبوت ہے؟۔ جب سکتہ ہوا پہلے سکتے کا تو بیان ہے۔ لیکن اس سکتے کا بیان کہاں ہے؟۔ اپنی طرف سے کہہ دیا ہے کہ یہ آمین ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان جائیں۔ آپ

ﷺ سکوت میں کیا پڑھتے ہیں؟۔ آپ درمیان میں خاموش رہتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں؟۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھتا ہوں۔ یہاں آمین بنادیا مولانا نے۔ یہ مولانا نے اپنی طرف سے بنادیا ہے۔

آپ یہ ثابت کریں کہ یہ سکتہ آمین کے لئے تھا۔ اس کے لئے حدیث لائیں۔ پھر یہ آپ کی دلیل بنے گی۔ پھر کہتے ہیں وائل ؓ کی روایت تو اس میں بھی وائل پڑا ہے اور کہتے ہیں حضور ﷺ نے ولا الضالین کہا۔ تو پھر کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ یہ آپ نے سنا۔ یہ تو نہیں کہا اس میں جہر کی۔

تو آگے کہتے ہیں آمین، آمین کہی تو میں نے کہا اس کا معنی ہے آپ نے سنی۔ رہا اخفی بھا صوته اس کا آپ نے ترجمہ کیا کہ میں نے نہیں سنی۔

اس کا یہ ترجمہ نہیں ہے اس نے صوت کا اخفاء کیا ہے۔ پہلے صوت کو تسلیم کرو صوت وہ ہے جو باہر نکلے۔ تو اس کا معنی بھی یہ ہے کہ آواز سے کہی۔ اس کے بعد بحث ہوگی روایت پر۔ یہ روایت جو ہے اس میں اخفی بھا صوته صحیح نہیں ہے۔ صحیح جو ہے رفع بھا صوته ہے مد بھا صوته ہے۔

یہ امام مسلمؒ کی کتاب میرے پاس ہے۔ ترمذی میں امام بخاریؒ کا قول میرے موافق ہے۔ اس کے بعد دار قطنی کا قول۔ اس کے بعد بیہقیؒ کا قول یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ یہ روایت جو ہے یہ غلط ہے۔ اور صحیح روایت رفع بھا صوته ہے۔

اور شعبہ کی روایت بیہقیؒ میں موجود ہے کہ شعبہؒ نے رفع بھا صوته نقل کیا ہے۔ اور امام مسلمؒ تو یہاں تک کہتے ہیں، مسلم صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔ امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ یہ شعبہ کی خطا ہے۔ شعبہ نے صحیح روایت جو نقل کی ہے اس میں جہر کا لفظ ہے۔ یہ لفظ غلط ہے یہ روایتیں متواتر ہیں کہ آپ ﷺ نے اونچی آمین کہی ہے۔ یہ روایت بھی آپ کی ختم ہوگئی۔

اور پھر آپ نے ابو وائل کی روایت پیش کی ہے۔ اس روایت کی مولانا اگلی تقریر میں سند

پیش کریں گے۔ پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ چلو اس کے بعد تیسرا جواب اجمالی میں یہ دیتا ہوں کہ آپ کے ابن ھمام وغیرہ لکھتے ہیں کہ صحابہ ؓ کا فعل جب ثابت ہو جائے تو کسی کا قول نہیں لیا جائے گا۔

سنو ترمذی میرے ہاتھ میں ہے۔

عن وائل بن حجر قال سمعت النبی ﷺ.

سنا میں نے نبی کریم ﷺ کو۔ سنی کونسی بات جاتی ہے۔ جو جہر ہو۔

قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین وقال آمین

اور آمین فرمایا۔

ومد بها صوته.

اور اپنی آواز کو لمبا کر دیا۔

یہی روایت ابوداؤد میں موجود ہے بعض میں لفظ ہے جھر بھا صوته بعض میں ہے رفع بھا صوته جب یہ صحیح روایت موجود ہے تو اس کے مقابلہ میں ہم کس چیز کو ترجیح دیں؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وکفٰی والصلٰوة والسلام علٰی عباده الذین اصطفٰی. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

میں نے کتاب اللہ سے دو باتیں آپ کے سامنے رکھ دی تھیں۔ ایک تو یہ کہ آمین دعا ہے۔ حضرت یہ پوچھتے ہیں کہ یہ آمین مستقل دعا ہے یا بالتبع دعا۔ اللہ تعالٰی نے قرآن میں جب **قد اجیبت دعوتکما** فرمادیا تو اللہ کے دعا کہہ دینے کے بعد اب اس میں ادھر ادھر کی باتیں نکالنا یہ بات صحیح نہیں ہے۔

کیا آپ کا اللہ پر ایمان ہے؟۔ (عوام نے کہا) ہے۔

دوسری بات یہ آپ نے فرمائی کہ بعض دعائیں حضور ﷺ نے اونچی آواز میں پڑھی ہیں۔ یہ بات علیحدہ ہے دیکھئے جس طرح رکوع کی دعائیں، سجدہ کی دعائیں، ثناء کی دعائیں، بلکہ قرأت ظہر اور عصر کی نماز میں حضور ﷺ نے اونچی آواز میں پڑھی ہے۔ (۱) لیکن اب اونچی پڑھنا سنت نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی پڑھتا ہے۔

میں نے جو قاعدہ جو بیان کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا آہستہ ہو۔ ہاں اگر کسی عارضے کی وجہ سے مثلاً تعلیم کے لئے نماز سکھانے کے لئے کوئی ساری نماز اونچی پڑھ لے۔ تو حضور اقدس ﷺ بعض دعائیں اس لئے سنا دیا کرتے تھے، بعض اوقات ظہر کی نماز میں قرأت اس لئے اونچی آواز میں پڑھ لیا کرتے تھے کہ پچھلے لوگوں کو پتا چل جائے کہ فلاں سورۃ پڑھی ہے۔

(۱). حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة قال حدثنا یزید بن هارون قال انا همام و ابان بن یزید عن یحیٰ بن ابی کثیر عن عبدالله بن ابی قتادة عن ابیه ان النبی ﷺ کان یقرأ فی الرکعتین الاولیین من الظهر والعصر بفاتحة الکتاب و سورة و یسمعنا الآیة احیانا و یقرأ فی الرکعتین الآخرین بفاتحة الکتاب۔
حدثنا محمد مثنیٰ العنزی قال نا ابن ابی عدی عن الحجاج یعنی الصواف عن یحیٰ وهو ابن کثیر عن عبدالله بن بی قتادة قال کان رسول الله ﷺ یصلی بنا فیقرأ فی الظهر والعصر فی الرکعتین الاولیین بفاتحة الکتاب و سورتین و یسمعنا الآیة احیانا و کان یطول الرکعة الاولیٰ من الظهر و یقصر الثانیة وکذالک فی الصبح (مسلم ص ۱۸۵ باب القرأة فی الظهر والعصر)

آپ ﷺ نماز میں قرأت پڑھ رہے ہیں یا آپ رکوع میں یہ چیز پڑھ رہے۔ لیکن وہ ایک تعلیم کا عارضہ تھا اصل مسئلہ یہ نہیں تھا۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک امت نہ رکوع میں دعائیں اونچی پڑھتی ہے نہ سجدہ میں دعائیں اونچی پڑھتی ہے اور نہ اور دعائیں اونچی پڑھتی ہے۔

اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا کہ فاتحہ جہر ہوگی۔ میں نے کتنی واضح بات کی تھی کہ آپ کے نمازی جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین آہستہ آواز سے کہتے ہیں۔ حضرت کے ذمہ حدیث تھی کہ اس پر حدیث پڑھتے۔ جس میں یہ لفظ ہوتا ہے کہ جب اکیلے پڑھو تو آمین آہستہ کہا کرو اور مقتدی کیلئے۔

میں نے چھ اور گیارہ کا فرق پوچھا تھا اس کے متعلق حضرت نے حدیث بیان نہیں کی تھی اور یہ قیاس بیان کیا ہے کہ یہ بالتبع ہے۔ اللہ کے نبی نے نہیں فرمایا کہ آمین لکھا ہوا ہے یا تو یہ جملہ آپ حدیث سے بیان کر دیں۔ جب آپ صحابہ کے اقوال کو حجت نہیں مان رہے تو آپ کی یہ بات میں حجت کس طرح مان لوں کہ آمین جو ہے یہ بالتبع دعا ہے۔

یہ صحیح حدیث سے ثابت کریں۔ دوسری بات یہ کہ آمین بالتبع دعا ہے۔ یہ قیاس بھی غلط ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جیسی فاتحہ ویسے ہی آمین۔ ان کے مقتدی فاتحہ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں یا کہ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں؟۔ آہستہ پڑھتے ہیں۔ تو پھر وہ آمین کیوں اونچی آواز سے کہتے ہیں؟۔ اس لئے جو قیاس آپ نے کیا پہلے تو اس قیاس کی بنیاد اس پر ہے کہ آمین مستقل دعا نہیں یہ بالتبع دعا ہے۔ یہ نہ قرآن کی آیت میں ہے نہ نبی ﷺ کی حدیث میں یہ بات ہے؟۔ اس لئے آپ کی یہ بات میرے لئے کوئی حجت نہیں ہے۔ آپ کا یہ قیاس بھی غلط ہے۔ آپ کے سارے مقتدی آپ کے پیچھے آہستہ آواز سے فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ لیکن وہ آمین اونچی آواز سے کہہ رہے ہیں۔

حدیث میں چھ گیارہ کا فرق نہیں ملا۔ حضرت نے قیاس کیا ہے اور وہ قیاس بھی آپ کا

غلط ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اصل روایت رفع بھا صوتہ ہے یامد بھا صوتہ ہے۔مد بھا صوتہ ایسی نہیں کہ ان کی دلیل بن سکے۔ کیونکہ مد کا معنی ہے لفظ کو کھینچ کر پڑھنا جیسے امین نہ پڑھو آمین پڑھو۔تو جب آپ آہستہ قرآن پڑھتے ہیں تو مدیں پڑھ لیتے ہیں یا نہیں پڑھتے ؟۔اس لئے مد کا لفظ مد کے لفظ سے تو کچھ بھی نہیں نکلتا۔ جو ترمذی وغیرہ میں ہے۔

رہا جو ابوداؤد کے حوالہ سے حضرت نے بیان کیا ہے اس کے متعلق میں حضرت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس میں ایک محمد بن کثیر راوی ہے۔ وہ دو ہیں ایک ثقفی ہے ایک عبدی ہے۔ایک پرلے درجے کا کذاب ہے، اور ایک وہمی ہے۔اس طرح حضرت نے فرمایا کہ جو حدیث آپ نے پڑھی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت یہ طریقہ صحیح نہیں ہے مجھے اس کا راوی بتائیں کہ کون ہے اس کا جھوٹا راوی جو ہے۔

اور حضرت نے کہا کہ شعبہ نے اس میں غلطی کی ہے۔ یہ وہی شعبہ ہے جس سے محمد بن اسحٰق کو امیر المؤمنین فی الحدیث ثابت کیا جا رہا تھا۔لیکن اب وہی شعبہ کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ ایک نبی کی حدیث بیان کرتے ہوئے چار غلطیاں کیسے کر گئے۔آپ اندازہ لگائیں اور اپنی قوت فیصلہ سے کام لیں۔

اس کے بعد حضرت یہ فرماتے ہیں کہ امام مسلمؒ کا قول ہے کہ متواتر احادیث جہر کی ہیں۔ امام مسلمؒ کا قول تو مرفوع حدیث نہیں ہے۔ جہاں عبداللہ بن عمرؓ کا قول آپ نے نہیں مانا عبداللہ بن مسعودؓ کا قول آپ نے نہیں مانا۔

ابھی اسی تقریر میں کہا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا قول میں نہیں مانتا۔تو آپ امام مسلمؒ کا یہ قول کیسے پیش کر رہے ہیں؟۔وہ روایت متواتر پیش کریں۔دوسری روایت جس میں جھر بھا کا لفظ ابوداؤد میں ہے۔اس کا راوی علی بن صالح اور ایک علاء بن صالح دونوں شیعہ راوی ہیں۔اصل حدیث شعبہ جو اہل سنت والجماعت ہے اس نے اخفی بھا صوتہ بیان کی تھی۔لیکن شیعہ راویوں نے اس کو رفع بھا صوتہ کر دیا اور جھر بھا صوتہ کر دیا۔

حضرت اہل سنت والجماعت محقق کی بات چھوڑ کر ایک شیعہ راوی کا قول میرے سامنے پیش کر رہے ہیں۔جس نے حدیث کو بگاڑ کر پیش کیا ہے۔میں نے آپ سے کہا کہ حضرت عمرؓ آمین آہستہ کہتے تھے۔تو شیعہ نے حضرت عمرؓ کو جھوٹا بنانے کے لئے ایک روایت گھڑ دی تاکہ ہم لوگوں کو کہہ سکیں کہ دیکھو اللہ کے نبی ﷺ تو آمین اونچی آواز سے کہتے تھے، اور یہ عمرؓ آہستہ آواز میں کہتے ہیں۔

تو حضرت میں یہاں شیعہ راویوں کی روایات سننے کے لئے نہیں آیا ہوں۔دوسرا مطالبہ میں حضرت سے یہ کرتا ہوں کہ جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اس کے سارے راوی کوفی محدث ہیں سفیان بھی کوفی ہے، سلمہ بن زہیر بھی کوفی ہے، سارے کوفی محدث ہیں اور اہل کوفہ کا مسلک مشہور ہے کہ ان میں سے کوئی آمین اونچی آواز سے نہیں کہتا تھا۔

اب بات واضح ہے کہ جن راویوں نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا یا تو آپ ان راویوں کو فاسق کہیں تو پھر آپ کی حدیث صحیح ہے۔اور اگر آپ ان سارے سند کے محدثین کو فاسق نہیں کہتے تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا کہ ان کا بھی مطلب یہ تھا کہ آمین کی وہ حدیث۔

میں نے وہ حدیث پڑھی تھی جو قرآن کے موافق تھی۔ میں نے حضور ﷺ کی وہ حدیث پڑھی جس پر میں نے خلفائے راشدین کا عمل ثابت کیا۔حدیث وہ صحیح ہوتی ہے جس پر عمل ہو۔ آپ نے اس شیعہ کی روایت کو نہ تو قرآن کے موافق ثابت کیا نہ خلفائے راشدین کے موافق ثابت کیا۔

مولانا۔نے کہا کہ عطا نے کہا میں نے دو سو صحابہ کو دیکھا کہ وہ اونچی آواز میں آمین کہتے تھے۔مولانا پہلا راوی اس کا ابو یعلی حمزہ بن عبدالعزیز ہے۔اس کا ترجمہ دکھائیں کہاں ہے؟۔دنیا کی کسی کتاب میں ہے۔دوسرا راوی ابوبکر محمد ابن حسین القطان ہے تیسرا راوی خالد بن ابی ایوب ہے ان تینوں راویوں کا کوئی اتا پتا موجود نہیں۔ کہ یہ تینوں کس قسم کے راوی ہیں۔اندازہ لگائیں کہ جس راوی کے نام و نسب کا ہی کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کون ہے؟۔

کیا ہمارا دین اتنا نازک ہے کہ ایسے لوگوں سے کوئی جن کو جانتا ہی نہیں ہے ان کے کہنے
سے ہم قرآن چھوڑیں۔ اس کے کہنے پر ہم صحیح حدیث کو چھوڑ دیں۔ اس کے کہنے پر ہم خلفاء
راشدین کو چھوڑ دیں۔ حضرت ہم اہل سنت یہ نہیں کر سکتے۔

حضرت آپ نے کہا کہ شعبہ نے خطا کی فلاں نے کہا فلاں نے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ
سب سے بڑی تائید جب قرآن سے ہوگئی اس حدیث کی قرآن سے دعا آہستہ ہونا ثابت ہو گیا۔
خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہوگئی۔ اب اس میں کسی کا بے دلیل یہ کہنا۔ اگر آپ کہتے
ہیں تو آپ راوی کو بیان کریں۔ اور اگر آپ چاہتے ہوں تو روات پر جرح کریں اور میں نے یہ
بھی کہا کہ آپ کی حدیث کے سارے راوی سلمہ بن زہیر وغیرہ آمین آہستہ کہتے تھے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ
بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

لیکن میں نے کہا تھا کہ آپ کا کلیہ یہ قائم نہیں ہے۔ بعض دعائیں جہراً ثابت ہیں۔ لہٰذا
یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ جو دعا ہوتی ہے وہ تعلیم ہوتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ یہ
نہیں بلکہ اس کے بغیر بھی آپ ﷺ نے جہراً دعا پڑھی۔ کہ جو چیز آپ ﷺ نے جہری پڑھی وہ
آپ کی جہری ہی رہے گی جو آپ ﷺ نے سری پڑھی وہ سری ہی رہے گی۔ آپ کہتے ہیں کہ جو
آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ کسی حدیث میں دکھاؤ ابھی میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

یہ دیکھیں صحابی کہتا ہے کہ جب دعا پڑھو تو آمین کہو تو یہ تابع ہوا۔ اب جو حکم دعا کا ہوگا وہی
آمین کا ہوگا۔ پھر کہا کہ شعبہ کی ابن اسحٰق والی بات لے لی۔ جناب عالی وہ آپ کے بڑوں نے لی
ہے، باقی وہاں محدثین مخالفت کرتے ہیں۔ ادھر بخاری ہے، مسلم ہے، ترمذی ہے، امام رازی
ہے، امام بیہقی ہے، سارے کہتے ہیں کہ یہاں مد بها صوته ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ مد بها
صوته سے مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ مد بها صوته کا معنی بتاتے ہیں کھینچا۔

کھینچا کیسے جب سنا ہی نہیں یہاں سمعت کا لفظ ہے۔ میں نے سنا، جب سنا، پھر کہتے
ہیں علاء بن صالح کی روایت موجود ہے وہ فلاں شیعہ ہے۔ لمبی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں
ہے۔ جب مد بها صوته والی روایت ثابت ہوگئی تو وہ اس کی تائید میں ہے۔ یا تو آپ کہہ دیں
کہ تائید میں آپ نہیں لے سکتے۔ پس یہ راویت ثابت ہے۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ سلمہ بن زہیر اور سفیان وہ کوفہ کے ہیں۔ وہ کوفہ والے سارے آمین
آہستہ کہتے ہیں۔ آپ کسی ایک کتاب سے دکھائیں کہ سلمہ بن زہیر آمین آہستہ کہتا تھا۔ سفیان
آمین آہستہ کہتا تھا۔ آپ ثبوت پیش کریں اس بات کا مفروضہ بنا کر اسی بات پر بنیاد نہ رکھیں۔

پھر یہ کہ سفیان اور سلمہ بن زہیر ثقہ راوی ہیں اور ثقہ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مد بها
صوته. پھر اخبار احاد کیوں لئے پھرتے ہیں۔ پھر آپ کے بڑے کہ گئے مولانا عبدالحی لکھنوی کہ
گئے کہ آمین آہستہ کہنے پر کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ سعایہ والا لکھتا ہے کہ ہم نے سالہا سال چکر
کاٹے کہ ہمیں آمین آہستہ کہنے کا ثبوت ملے لیکن نہیں ملا پھر کہتے ہیں کہ جو روایات آپ ﷺ کے
آہستہ کہنے کی ہیں وہ ضعیف ہیں۔ جہراً کہنے والی روایت کے مقابلے میں نہیں ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی تعلیق الممجد میں لکھتے ہیں والانصاف عبدالحی لکھنوی حنفی ہے۔
ہندوستان کا مایہ ناز عالم ہے۔

والانصاف ان الجهر قوی من حيث الدليل.

انصاف کی بات یہ ہے کہ جہر جو ہے وہ قوی ہے دلیل کے لحاظ سے۔

یہ آپ کے علماء کا فیصلہ ہے وہ روایت کہ محدثین جس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔
محدثین بھی چوٹی کے۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ کی بات نہیں مانی جائے گی۔ مسلم کہتا ہے کہ ساری
روایات متواتر ہیں۔ کہ آپ نے آمین بالجہر کہی ہے۔ کیا آپ اپنوں کی نہیں مانیں گے؟۔ جو
اپنوں کو نہیں مانتے وہ اوروں کو کیا مانیں گے؟۔ جو اپنے بزرگوں کا احترام نہیں کرتا دوسروں کا
کیا کرے گا۔

آپ نے دوسو صحابہ والی روایت پر اعتراض کیا۔ پہلے جو آپ نے اعتراض کیا ہے کہ اس روایت کی سند ترمذی میں نہیں ہے۔ یہی روایت دوسری سند کے ساتھ آپ کو کتاب الثقات میں ملے گی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

کتاب پیش کرو۔

پیر بدیع الدین راشدی

کتاب یہاں نہیں ہے۔ لیکن اس میں روایت موجود ہے سند بھی اس کی موجود ہے۔ لہذا آپ نہ کریں۔ باقی کہتے ہیں کہ آپ خلفائے راشدین کی بات کو نہیں مانتے۔ یہ آپ نے الزام دیا ہے، طعن کیا ہے۔ ہم نے کب انکار کیا ہے۔

میں نے آپ سے دو باتیں کہی تھیں کہ فقہاء کہتے ہیں کہ جہاں صحابہ ؓ کا اختلاف ہو جائے۔ دوسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ اس روایت کی سند پیش کریں تا کہ ہم کلام کریں۔ آپ نے سند پیش نہیں کی تو ہم کیا کلام کریں۔ یہ آپ کے ذمہ ہے کہ اس کی سند پیش کریں اور آمین کے لئے مدبھا صوتہ۔ جہر بھا صوتہ، رفع بھا صوتہ ہے۔ صحابی کہتا ہے سنی ہے۔ جب سنی پھر جہر موجود ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ جہراً پڑھی تھی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میری روایت میں کوئی دجال کذاب راوی بھی نہیں ملے گا، میں پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کے مقتدی جو اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ حضرت آپ نے ابھی

ہماری طرف توجہ کیوں نہیں فرمائی۔ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ تیئس سالوں میں اللہ کے نبی ﷺ کا ایک مقتدی بھی آمین اونچی آواز سے نہیں کہتا۔

آپ ہمیں کیوں کہتے ہیں۔ میں پھر چھ اور گیارہ کا فرق پوچھ رہا ہوں کہ کسی حدیث میں خواہ وہ شیعہ کی ہو، اس میں نہیں ہے۔ یہ جب تک ہمیں نہیں دکھائیں گے۔ آپ کے پاس سے تو کچھ بھی نہیں نکلا۔

قرآن اہل سنت والجماعت حنفیوں کے پاس صحیح حدیثیں اہل سنت والجماعت حنفیوں کے پاس، تیئس سالہ دور نبوت حنفیوں کے پاس، تیس سالہ دور خلافت حنفیوں کے پاس۔ اور آپ نے اگر کسی شیعہ سے روایت پوچھی تھی تو وہ کیا صرف یہ کہ تعلیم کے لئے اونچی آمین کہی تھی۔ نماز سکھانے کے لئے۔

پھر کہتے ہیں کہ آپ کیوں نہیں کہتے؟۔ جو تعلیم کے لئے کہی جاتی ہے وہ مستقل سنت نہیں ہوتی۔ اس لئے ابھی تک حضرت نہ امام کی آمین کے متعلق چھ اور گیارہ کا فرق دکھا سکے ہیں۔ اور نہ کوئی صحیح حدیث پیش کر سکے ہیں۔ مقتدیوں کو حضرت دیکھتے ہی نہیں کہ میرے یہ مقتدی مجھے کیا کہیں گے۔ اور منفرد کے مسئلہ پر حضرت بالکل غور نہیں فرما رہے ہیں۔ مناظرہ ختم ہو جائے گا اور منفرد حضرات (اکیلے نماز پڑھنے والے) کہتے رہیں گے کہ حضرت ہمارا کیا گناہ تھا کہ آپ نے ہمیں بالکل نظر انداز کر دیا ہے؟۔

لیکن میں یہ کہتا ہوں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ نسائی والی روایت تین راوی دکھاتے ہیں۔ ان پر بھی غور فرما لیں۔ کیا صحیح حافظے والا راوی آپ کو نہیں ملتا جو (1) قرآن کے موافق، احادیث کے موافق، خلفائے راشدین کے دور

(1). اخبرنا عبدالحمید بن محمد حدثنا مخلد حدثنا یونس بن

کے موافق ہو۔

میں نے کھلے طور پر ثابت کر دیا الحمدللہ حنفی مذہب قرآن کے موافق ہے۔ حنفی مسلک صحیح احادیث کے موافق ہے۔ کوئی راوی ہمارا شیعہ ثابت نہیں ہوسکا۔ کوئی کذاب، دجال ثابت نہیں ہوسکا۔ خلفائے راشدین اوران کے تیس سالہ دور کے سارے فتوے موجود ہیں۔ ان کا مسلک، مسلک احناف کی تائید کررہا ہے۔

لیکن حضرت نے ابھی تک چھ اور گیارہ کا چکر ہی ختم نہیں کیا ہے۔ چہ جائیکہ حضرت کسی اور طرف توجہ فرماتے۔ مقتدی اور منفرد حضرات ان کو دیکھ رہے ہیں۔ میں حضرت سے التجا کروں گا کہ ان لوگوں کا انتظار ختم کریں۔ یہ تو بڑی امیدیں لے کر آئے تھے۔ کہ حضرت آج ہمیں حدیث

ابی اسحق عن ابیه عن عبدالجبار بن وائل عن ابیه قال صلیت خلف رسول الله ﷺ فلما کبر رفع یدیه اسفل من اذنیه فلما قرا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال آمین فسمعته وانا خلفه (نسائی ص ۱۴۷)

اس روایت میں جبار اپنے والد وائل بن حجر ؓ سے روایت کررہا ہے، حالانکہ وائل بن حجر ؓ سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے، چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں۔

سمعت محمد یقول عبدالجبار بن وائل بن حجر لم یسمع من ابیه ولا ادرکه یقال انه ولد بعد موت ابیه باشهر (ترمذی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ص ۲۶۹، و مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب ص ۲۲۹)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عبدالجبار بن وائل بن حجر نے اپنے باپ وائل بن حجر ؓ سے کچھ نہیں سنا، اور نہ ہی اس کو پایا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ تو اپنے باپ کی موت کے کئی ماہ بعد پیدا ہوئے عبدلجبار سے پہلے اس کا جو راوی ابو اسحٰق سبیعی ہے اس کا حافظہ آخری زمانے میں صحیح نہیں رہا تھا (نووی ص ۷ التقریب)

سنا کر جائیں گے جس میں چھ اور گیارہ کا فرق ہوگا۔ حضرت حدیث سنا کر جائیں گے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے ایک مقتدی نے ایک دفعہ آمین حضور ﷺ کے پیچھے اونچی کہی ہے۔ حضرت سنا کر جائیں گے کہ تیس سالہ دور میں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک نے ایک دفعہ آمین اونچی کہی ہو۔ یا ان کے کسی مقتدی نے اونچی آواز میں آمین کہی ہو۔ حضرت یہ سارے لوگ بیچارے پریشان ہیں۔ میں بھی آپ سے ان لوگوں کی سفارش کرتا ہوں کہ آپ یہ بات واضح کر کے جائیں۔

اور چوتھی بات جو میں بار بار واضح کر رہا ہوں کہ مقتدی تو چھ رکعتوں میں بھی آمین آہستہ آواز سے کہہ لیتے ہیں۔ کیا یہ کہیں حکم ہے؟۔ وہی چھ رکعتیں جب اٹھ کر امام کے بعد قضا کرتے ہیں، تو اس میں بھی آمین آہستہ کہتے ہیں۔ کیا یہ حدیث میں حجت ہے کہ اے میرے مقتدیو جب میرے پیچھے کھڑے ہوں تو جب میں اونچی کہوں تو اس وقت تو تم آمین اونچی آواز میں کہنا۔ اور اگر وہ رکعت بعد میں اٹھ کر قضا کرنی پڑے تو آمین آہستہ کہنا۔ میں علی الاعلان یہ بات کہتا ہوں کہ خدا کی قسم کسی حدیث میں یہ بات نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے پھر وہی بات کہی کہ کن نمازوں میں آہستہ آمین کہے، کن میں اونچی۔ فرق بتائیں میں نے پہلے بھی یہ بات کہی ہے کہ جن رکعتوں میں فاتحہ اونچی، آمین بھی اونچی، جن رکعتوں میں فاتحہ آہستہ، آمین بھی آہستہ۔ اس کی دلیل میں نے حدیث سے پیش کی تھی۔ کیا مولانا کو بھول جاتا ہے۔ یا خواہ مخواہ کی طبع آزمائی کرتے ہیں۔

آپ نے خود پیش کیا تھا۔

واذ قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین

فقولوا آمين.

جب امام غیر المغضوب علیهم کہے تو اس کے بعد تم آمین کہو۔ جب امام ولا الضالین کہے اس کے بعد تم آمین کہو۔ ثابت ہے جہری نماز میں۔

مقتدیوں کو پتا کیسے لگے گا کہ جب امام جہراً آمین کہے تو وہ آمین کہے۔ اور قاعدہ ہے۔

القول اذا وقع مطلقا حمل على الجهر.

الا یہ کہ کوئی دلیل واقع ہو۔

کہتے ہیں کہ یہ تعلیم کے لئے ہوا۔ صحابہ نے کہا کیا وہ بھی تعلیم کے لئے ہے؟۔ اور جو تعلیم کے لئے ہو وہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے کہا کہ ان صحابہ نے آمین کیوں کہی۔ وہ سکھانے کے لئے۔ اب حضور بھی سکھانے کے لئے اونچی آواز میں آمین کہیں اور صحابہ بھی سکھانے کے لئے اونچی آواز میں آمین کہیں۔ آپ کہیں کہ اونچی آواز میں نہ کہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سیکھ رہے ہیں یا اس کو رد کر رہے ہیں۔ کیا سکھانے میں اگر جہر نہیں ہے تو پھر آپ بیان کر دیتے کہ میں نے سکھانے کے لئے جہر کی ہے۔ تم جہر نہ کرنا۔

کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ السکوت عند الحاجة بیان. جہاں بیان کی ضرورت ہے وہاں اگر سکوت کیا جائے بیان اگر نہ کیا جائے تو وہ بھی ایک قسم کا بیان ہے۔ جب آپ ﷺ نے بیان نہیں کیا تو جہر ثابت ہو چکا۔

اور آپ یہ کہتے ہیں کہ حدیث آپ نے کوئی پیش نہیں کی۔ آپ نے نسائی کی جس روایت پر کلام کیا ہے، اس میں لیث پر کلام کیا ہے، لیث کو کون مجروح کہتا ہے۔ لیث بن سعد امام مشہور ہے۔ دنیا اس کو ثقہ کہتی ہے تم مجروح کہہ رہے ہو۔ نیز اس کو تمہارے علماء بھی صحیح مانتے ہیں دار قطنی اس روایت کو صحیح کہتا ہے۔ اور اس کے علاوہ بیہقیؒ اور دوسرے علماء اس روایت کو صحیح مان چکے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

سعید بن ابی ہلال کا اختلاط ہے ان کا ذہن خراب تھا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

لیث خود امام ہے نقاد ہے وہ اس کو لے رہا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس کا راوی یہاں لیث نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کہتے ہیں کہ اس میں بسم اللہ میں جہر کا لفظ ہے۔ آمین کے ساتھ جہر کا لفظ نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں قرأ کا لفظ ہے۔ جب قرأ کہا تو جہر ہو گیا۔ صحابی کہتا ہے قال آمین اونچی آمین کہی۔ جب سنی نہیں تو کیسے کہا قال آمین.

پھر کہتے ہیں کہ تعلیم کے لئے اونچی آمین کہی۔ کیا سارے صحابہ تعلیم کے لئے کہتے تھے؟۔ اگر یہ بات ہوتی تو بسم اللہ بھی سکھاتے اور اونچی پڑھتے۔ اللہ اکبر بھی اونچی کہتے۔ کیا کسی صحابی سے یہ سنا ہے کہ لوگوں نے فاتحہ پڑھی؟۔ لوگوں نے بسم اللہ کہا؟۔ لوگوں نے اللہ اکبر کہا؟۔ اگر آپ کی بات ہوتی تو ہر ایک ہر لفظ اونچی کہتا۔ حالانکہ یہ کسی نے نہیں کہا۔ پس یہ ثابت ہو گیا کہ آمین انہوں نے کہی۔ پیچھے لوگوں نے کہی۔

آپ نے تاویل کی کہ یہ قنوت نازلہ کے بارے میں ہے۔ قیامت تک آپ کو چیلنج ہے کہ قنوت نازلہ ثابت کرو۔ محدثین اس کو آمین کے باب میں لائے ہیں۔ آپ کسی کی بات بھی نہیں مانتے۔ اور نہ ہی اپنے مولوی کی مانتے ہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ خلفاء کے زمانے میں نہیں تھی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دو سو صحابہ جو تھے ان میں سے کوئی بھی خلفاء کے زمانے میں نہیں تھا؟۔ انہوں نے کہا تھا کہ دو سو صحابہ نے امام کے پیچھے آمین کہی تھی ان دو سو صحابہ کے بارے میں بتاؤ کہ وہ خلفاء کے زمانے میں تھے یا نہیں؟۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے وہاں

سے حاصل کیا۔اس زمانے سے کہتے چلے آرہے تھے۔تو اس زمانے میں کہا۔

کوئی ابوبکرؓ کے زمانے میں،کوئی عمرؓ کے زمانے میں،کوئی حضرت عثمانؓ کے زمانے میں،کوئی حضرت علیؓ کے زمانے میں تھا۔

اب عطاؒ کی بات آپ کو ماننی پڑے گی۔آپ کے امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔عطاؒ کون ہے؟۔امام ابوحنیفہؒ کا استاد ہے۔امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں میں نے جن لوگوں سے ملاقات کی ہے ان میں عطاؒ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

وہ عطاؒ کہتا ہے کہ دو سو صحابہؓ نے اونچی آمین کہی عطاؒ صحابہؓ کے زمانے کے تھے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرتے آئے۔معلوم ہوا کہ یہ عمل جاری رہا اور عطاؒ نے سنا۔اب اتنی صاف بات کا مولانا انکار کر رہے ہیں تو پھر ہم کیا کریں؟۔پھر قسم کھا کر کہا کہ کسی ایک صحابیؓ سے خلفاء کے زمانے میں ثابت نہیں ہے۔

مولانا آپ فقہ کے متعلق حانث ہو گئے آپ کو قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔میں نے ثابت کر دیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے نماز پڑھائی اس میں آمین کہی۔ان کے پیچھے لوگوں نے بھی آمین کہی۔یہ وہ حدیث ہے جس کو محدثین اور فقہاء صحیح مانتے ہیں۔آپ پہلے قسم کا کفارہ ادا کریں۔جو علماء نے بیان کیا ہے۔فقہاء نے بیان کیا ہے۔قرآن میں لکھا ہوا ہے۔آئندہ قسم نہ کھائیں۔سنبھل سنبھل کر قدم رکھیں جلد بازی نہ کریں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلٰوۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

پورا زور اس بات پر لگا دیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کے مقتدیوں نے آمین کہی۔میں نے بخاری کے متعلق کہا تھا کہ بخاری میں فاتحہ کا ذکر نہیں ہے کہ فاتحہ کے بعد آمین کہی جائے۔حضرت

[فرم]اتے ہیں کہ بیہقیؒ میں ہے۔بیہقیؒ کی سند کا ایک راوی مسلم بن خالد ہے وہ کون ہے؟۔ [کثی]ر الاوھام ہے۔

دوسرا راوی ہے ابن جریج یہ وہ ہے کہ میزان میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں [نو]ے عورتوں سے متعہ کیا۔میں حیران ہوں کہ حضرت کے پاس ایسے راوی رکھے ہیں اور حضرت اس کی روایت سنا کر مجھے کہ رہے ہیں کہ کفارہ ادا کر دینا۔اندازہ لگائیں کہ وہ نوے عورتوں سے [متع]ہ کرنے والا کفارہ ادا کرے یا نہ کرے؟۔یا ان کی روایت پیش کرنے والے چاہیں تو کفارہ [ادا کر]یں۔میری بات واضح ہے کہ حضرت نے اس وقت تک جو کچھ پیش کیا ہے حضرت فرماتے [ہی]ں کہ میں چھ،گیارہ کا کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔یہ کہہ چکا ہوں کہ قرأت اونچی ہو تو وہاں آمین [بھ]ی اونچی آواز سے پڑھی جائے۔اور جہاں قرأت آہستہ ہو وہاں آمین بھی آہستہ آواز سے کہی [ج]ائے۔میں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ حضرت کا فرمان ہے۔آپ نبیﷺ کی حدیث مجھے [نہی]ں سنا سکتے ہیں۔حضورﷺ نے فرمایا ہو کہ جہاں قرأت اونچی آواز میں ہو وہاں آمین بھی اونچی آواز میں کہی جائے۔اور جہاں قرأت آہستہ آواز سے ہو وہاں آمین بھی آہستہ آواز سے کہی [ج]ائے۔

اور پھر میں نے حضرت سے یہ بھی پوچھا تھا کہ آپ کے سارے مقتدی فاتحہ آہستہ آواز [سے] پڑھتے ہیں،آمین اونچی آواز سے کہتے ہیں۔آپ ان کو سمجھائیں سارے مناظرہ کا خلاصہ یہ [نک]ل رہا ہے کہ صرف امام کی آمین کے بارہ میں آپ کے پاس شیعہ حضرات کی ایک روایت تھی یا اس عبدالجبار کی روایت تھی جو اپنے باپ سے چھ مہینے بعد پیدا ہوا۔

مقتدی کے متعلق میں نے عرض کیا کہ وہ نماز سکھانے کا ہے۔حضرت فرماتے ہیں کہ اس [م]یں ساری نماز کا ذکر نہیں ہے۔ایسی حدیث جہاں تعلیم کا ذکر ہو جو بات خاص طور پر سکھانی مقصود [ہ]و اس کو بلند آواز سے کہا جاتا ہے۔

مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے سبحانک اللہ اونچی آواز سے پڑھا۔باقی کچھ

اونچی آواز سے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اور یہی کہا کہ میں تمہیں نماز سکھا رہا ہوں۔ آپ حیران ہوں گے کہ کیوں بسم اللہ اور آمین اونچی آواز میں کہی۔ کیونکہ لوگ اونچی آواز سے نہیں کہتے تھے۔ پریس کا زمانہ تھا نہیں، نہ چھپی ہوئی نماز ملتی تھی۔ لوگ ویسے ہی چھوڑ جاتے کہ شاید آمین ہوتی ہے یا نہیں۔

اس لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی ایک نماز میں اونچی پڑھ دوں۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز میں آمین بھی کہی جایا کرتی ہے۔ اگر پہلے سے آمین اونچی آواز سے کہتے آ رہے تھے تو پھر کیوں سکھانے کی ضرورت محسوس ہوئی؟۔

جو ہر مسجد میں ہر پانچ وقت سنی جائے اونچی آواز سے اس کے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہیں کہ دیکھیں میں نے آپ کو سکھا دیا۔ وہ کہیں کہ حضرت یہ تو ہم روز سنتے آ رہے ہیں۔ تو یہی حدیث جس کو حضرت اپنی دلیل سمجھ رہے تھے وہ ہماری دلیل بن گئی۔ اس کی یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ضرورت کیوں پڑی؟۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ سعید بن ابی ہلال جو تھا اس کا حافظہ اتنا خراب نہیں تھا۔ میں حضرت سے درخواست کرتا ہوں کہ خراب حافظے والا پیش ہی نہ کریں۔ اور میں نے کہا کہ حضرت وہ کتاب بھیج دیں جس میں لکھا ہو کہ اس کا حافظہ اتنا خراب نہیں تھا۔ دلیل مناظرہ میں وہ ہونی چاہیے جس پر جرح ہو ہی نہ سکے۔ آپ دیکھیں پہلے بھی بحث ہوتی رہی ہے کہ یہ دجال ہے، یا کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ صحیح حدیثیں پیش کیوں نہیں کرتے ہیں تا کہ میں اس پر جرح کر ہی نہ سکوں۔ اور بعد میں یہ کہنا کہ زیادہ دماغ خراب تو نہیں تھا تھوڑا خراب تھا۔ تو حضرت ایسی حدیثوں کو حجت ماننے کے لئے ہم بالکل تیار نہیں ہیں۔ کہ جو قرآن وحدیث کے بھی خلاف ہو، صحیح احادیث کے بھی خلاف ہو، اور خلفائے راشدین کے عمل کے بھی خلاف ہو، اور حضرت تھوڑی سی بات کر دیں کہ تھوڑا سا حافظہ خراب تھا۔ قرآن کے خلاف ہے۔ حافظہ تھوڑا سا خراب ہے، خلفائے راشدین کے تیس سالہ دور کے خلاف ہے۔ اور حضرت کہتے ہیں کہ حافظہ تھوڑا سا خراب

ہے۔ خدا جانے اگر زیادہ خراب ہوتا تو وہ کیا کرتا۔

پھر یہ کہنا کہ فاتحہ اگر اونچی ہو تو اونچی اور اگر آہستہ ہو تو آہستہ آمین کہے، یہ قیاس ہے ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ اگر آپ نبی ﷺ کی حدیث کا ترجمہ ثابت کر دیں ٹھیک ہے۔ میں اپنے مطالبے واپس لے لیتا ہوں۔ ورنہ ابھی تک مقتدیوں کے لئے بھی آپ نے کچھ بیان نہیں کیا۔ امام کے لئے شیعہ کی روایت بیان کی۔ دو سو صحابہ کے لئے آپ نے نوے عورتوں سے متعہ کرنے والے کی روایت بیان کی۔ اور مسلم بن خالد زنگی کثیر الاوہام اس کی روایت آپ نے میرے سامنے پڑھی ہے۔

جبکہ میں نے قرآن پیش کیا آپ کے سامنے صحیح احادیث پیش کیں۔ اور میں نے بار بار چیلنج دیا کہ آپ میری پیش کردہ چار حدیثوں میں سے کسی ایک شیعہ کی نشاندہی کر دیں، کسی ایک ایسے راوی کی نشاندہی کر دیں جس نے ایک ہی مرتبہ متعہ کیا ہو۔

قطعاً میری روایت میں یہ چیز نہیں ہے۔ تو جب میری حدیثیں اتنی پختہ ہیں کہ باوجود بار بار چیلنج کرنے کے آپ اس میں ایک راوی پر بھی جرح نہیں کر سکتے وہ قرآن پاک کے بھی موافق ہیں، وہ خلفائے راشدین کے بھی موافق ہیں، تو پھر کیا ہم مجبور ہیں کہ کسی شیعہ اور متعہ کرنے والے کے پیچھے لگ کر قرآن کو چھوڑ دیں۔ ہرگز نہیں۔ نبی ﷺ کی صحیح احادیث کو چھوڑیں گے، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے منہ موڑیں گے، ہرگز نہیں۔

یہ بات آپ پر دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ حضرت نے اس مسئلہ میں قرآن کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ حضرت نے اس مسئلہ میں صحیح بخاری کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔۔ صحیح مسلم کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ کوئی روایت پڑھی ہے تو وہ بھی شیعہ کی اور وہ صرف امام کے لئے، وہ صرف تعلیم کے لئے۔ یہ صراحت میں نے حدیث میں دکھا دی۔ جو کچھ پڑھا تھا تعلیم کے لئے تھا۔ اصل سنت اونچی آواز میں آمین کہنا ہے۔ یہ کسی ضعیف روایت سے بھی آپ ثابت نہیں کر سکے ہیں۔ صرف امام کے لئے نہیں کر سکے چہ جائیکہ مقتدی اور منفرد کے لئے حضرت کوئی دلیل ثابت کرتے۔

تو بہرحال میں نے اپنے مسلک کو واضح کر دیا ہے قرآن ہمارے ساتھ ہے، حدیث ہمارے ساتھ۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

فرماتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد آمین نہیں ہے۔ بخاری میں اگر فاتحہ کے بعد نہیں تو کہاں آمین ہوتی ہے۔ میں نے بخاری سے مسئلہ آپ کے سامنے پیش کیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس میں فاتحہ نہیں دکھا سکے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

پھر فرماتے ہیں کہ یہ جو روایت ہے آپ نے پیش کی ہے ابو ہریرہؓ اس میں خود تو بسم اللہ کا جہر کرتے ہیں۔ لیکن آمین کا جہر نہیں مانتے۔ آدھی کو مانتے ہو آدھی کو نہیں مانتے۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ سکھانے کے لئے ہے۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ سکھانے کے لئے نہیں تھا۔

پھر سعید بن ابی ہلال، یہ میرے سامنے تہذیب ہے ابن حبان، عجلی، دار قطنی، بیہقی، ابن عبدالبر، ابن خزیمہ یہ سب اس کو ثقہ کہتے ہیں اب کیسے آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اختلط کا لفظ موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

قرآن کا مسئلہ مولوی صاحب نے پیش کیا۔ میں نے کہا قرآن میں یہ نہیں ہے۔ قرآن تو یہ حکم دیتا ہے کہ۔

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟

رسول جس کا کہیں اس پر عمل کرو جس سے رکنے کا کہیں اس سے رک جاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آپ کے لئے بہترین نمونہ حضور ﷺ کا نمونہ ہے۔

رسول اللہ تو آمین اونچی کہتے تھے۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ کوئی روایت پیش نہیں کی ہے۔ واللہ یہ فراڈ ہے۔ نہ اس میں کوئی ضعیف راوی ہے، نہ اس میں کوئی عبدالجبار ہے، نہ اس میں کوئی شیعہ ہے، اس روایت پر رکتے نہیں بلکہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ ابوداؤد کی روایت اور دار قطنی کی روایت ہے کہ میں نے سنا حضور ﷺ سے کہ اپنی آواز کو اونچا کرتے تھے، اور آمین کہتے ہیں۔ یہ کتنے کھلے الفاظ ہیں۔ اس کے باوجود مولانا اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

اختلاط میں بھی آپ نے دھوکہ کیا۔ یا تو آپ اصطلاحات سے واقف نہیں ہیں، یا پھر تجاہل عارفانہ ہے۔ اختلاط کا یہ معنی ہے کہ راوی کا حافظہ پہلے اچھا تھا بعد میں حافظہ خراب ہو گیا۔ اب معلوم نہیں کہ یہ روایت پہلے کی ہے یا بعد کی ہے۔ اگر پہلے کی ہے تو معتبر ہے اگر بعد کی ہے تو معتبر نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

قال احمد اختلط امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اختلط کا معنی ہی یہ ہے کہ حافظہ صحیح نہیں رہا تھا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس جگہ اختلاط کا وہ معنی مراد نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آخر ان الفاظ کا مقصد کیا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

آخر میں اختلاط ہوا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ساری عمر اختلاط تھا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

پھر کہتے ہیں کہ یہ کسی صحابی ؓ سے ثابت نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ صحابی ؓ سے بھی ثابت ہوا، رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہوا، ساری چیزیں میں بیان کر چکا ہوں۔ مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے شعبہ کی روایت پر جرح کی، مولانا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ محدثین نے اس کو ضعیف کہا، آپ کے حنفیوں نے اس کو ضعیف کہا، آپ کے بڑوں نے اس کو ضعیف کہا، لیکن مولانا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

میں نے قرآن کو چھوڑا نہ بخاری کو چھوڑا، نہ مسلم کو چھوڑا۔ مسلم کی عبارت بھی پیش کی، بخاری کی عبارت بھی پیش کی ہے۔ رہا قرآن کا مسئلہ تو قرآن نے ہمیں یہ بھی کہا کہ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

وہ آپ ہیں جب چاہیں حدیث کو چھوڑ دیں، جب چاہیں امام کو چھوڑ دیں، جب چاہیں اپنے مولویوں کو چھوڑ دیں۔ رسول ﷺ کو چھوڑ دیں، اپنے بزرگوں کو چھوڑ دیں۔ بھئی ہمارے پاس متعہ کرنے والے راوی کی کوئی روایت نہیں ہے، نہ اس میں کوئی متعہ کرنے والا ہے، نہ کوئی حلالہ کرنے والا ہے۔ نہ کوئی شیعہ ہے، وہ سچے ہیں، صحیح ہیں، ان کی روایتیں صحیح ہیں۔

آپ اگر دعا نہیں مانتے تو یہ مستقل قانون آپ کے لئے صحیح نہیں ہے، کہ مستقل دعا اگر مانتے ہیں تو بھی اس کے لئے بھی پڑھنا یہ کسی کا مذہب نہیں ہے۔ نہ آپ کا۔ لہذا جو آپ ﷺ نے اونچی آواز سے کہی ہے اونچی آواز سے ہوگی اور جو آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے کہی آہستہ آواز

سے ہوگی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میرے دوستو اور بزرگو حضرت یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ۔ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا سے آمین کا دعا ہونا نکل رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح میں نے قرآن وحدیث سے ثابت کیا اس طرح آپ نبی ﷺ کی ایک حدیث پیش کر دیتے کہ آمین دعا نہیں ہے۔ تو پھر میری بات جھوٹی ثابت ہو جاتی۔ آپ انشاء اللہ قیامت تک ایسی حدیث بیان نہیں کر سکیں گے۔ میں نے قرآن پاک کی آیت کہ دعا آہستہ ہونی چاہئے پیش کی۔ حضرت کا فرض تھا کہ ایک آیت ہی پڑھ دیتے دعا (آمین) اونچی کہنی چاہئے۔ لیکن آپ کے سامنے حضرت نے ایک آیت نہیں پڑھی کہ دعا اونچی آواز سے کہنی چاہئے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ حضرت نے دو باتیں میرے سامنے رکھی تھیں ایک حضرت وائل ؓ کی روایت، جس کا راوی شیعہ ہے۔ میں نے اس پر جرح کی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جرح نہ کرو۔ جب وہ شیعہ ہے، وہ قرآن کے خلاف بیان دے رہے ہیں، وہ حضور ﷺ کے اپنے عمل کے خلاف بتا رہے ہیں، وہ خلفائے راشدین کے خلاف بیان دے رہے ہیں، میں کیوں نہ کہوں کہ یہ شیعہ ہیں۔ میں ان پر جرح کیوں نہ کروں؟۔

وہ حضرت نے مان لی کہ یہ سند جو ہے اس کے تین راویوں کا حال میں بیان نہیں کر سکتا؟۔ ہاں ایک کتاب گھر میں پڑی ہے اس میں دوسری سند ہے۔ تو یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب تو فیصلہ یہاں کرنا ہے گھر والی بات بعد میں ہوگی۔

تو بہرحال حضرت نے دو چیزیں پیش کی تھیں تو دونوں کھوٹی نکلیں۔

اب حضرت کے پاس صرف قیاس ہے۔ قیاس میں آپ یہ فرماتے ہیں کہ تابع جو ہوتا

ہے وہ مطبوع کے مطابق کام کرتا ہے۔ پہلی تو یہ بات کہ حضرت کا اپنا قول ہے یہ حدیث نہیں ہے قرآن کی آیت نہیں ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ امام متبوع ہوتا ہے، مقتدی تابع ہوتا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ تابع کو مطبوع کا ساتھ دینا چاہئے۔ جہر میں امام ساری تکبیریں اونچی آواز سے کہتا ہے۔ مقتدی تابع ہے اسے بھی ساری اونچی آواز سے کہنی چاہئیں۔

حضرت کے قیاس کے موافق امام فاتحہ اور سورۃ اونچی آواز سے پڑھتا ہے، اور مقتدی اس کا تابع ہے۔ حضرت قیاس یہ پیش کر رہے ہیں کہ جو تابع ہے وہ متبوع کے ساتھ ساتھ رہے۔ تو جب امام نے فاتحہ اور سورۃ اونچی پڑھی ہے تو اس قیاس کے موافق مقتدی کو بھی اونچی پڑھنی چاہئے۔ امام سمع الله لمن حمده اونچی کہتا ہے۔ مقتدی جو کہ تابع ہے وہ آہستہ کہتا ہے۔ امام السلام علیکم ورحمة الله اونچی کہتا ہے۔ مقتدی تابع ہے، لیکن وہ آہستہ کہتا ہے۔ حضرت بھی جب مقتدی بنتے ہیں تو آہستہ ہی کہتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ یہ قاعدہ جو حضرت نے بنا دیا ہے جو صرف ایک اپنے بنائے ہوئے قاعدہ سے حضرت قرآن کو چھوڑ رہے ہیں، حضرت صحیح حدیث کو چھوڑ رہے ہیں، حضرت خلفائے راشدین ؓ کے عمل کو چھوڑ رہے ہیں۔ اس قاعدے پر حضرت کا اپنا عمل کیوں نہیں ہوتا۔ باقی آپ نے جو لوگوں سے کہا ہے کہ مدبہا صوته نہیں تو سمعت تو ہے۔ میں واضح کہتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے۔ سمعت کا تعلق تو صرف غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ سے ہے۔ آمین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب میری باری آتی ہے تو مولانا فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کے سوا میں بات نہیں مانتا ہوں۔ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ قرآن میں پڑھتا ہوں اور حدیثیں بھی پڑھتا ہوں۔ حضرت عبدالحی لکھنوی کا قول پڑھنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ میں جب آ کر بیٹھا تھا میں نے یہ کہا تھا کہ فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے خلاف کسی حنفی کی ذاتی رائے مجھ پر پیش نہ کی جاسکے گی۔

اگر حضرت الزاما مجھے کچھ جواب دینا چاہتے ہیں تو آپ ہماری فقہ سے مفتی بہ قول مجھے دکھا دیں کہ آمین اونچی آواز سے پڑھنی چاہئے میں انشاءاللہ اونچی آواز سے پڑھنا شروع کر دوں

گا۔ لیکن مفتی بہ قول کے خلاف میں کسی کی بات نہیں مانتا۔

اب یہ دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ حدیثیں کس کے پاس ہیں اور قرآن کس کا ساتھ دے رہا ہے۔ اور اقوال کون پڑھ کر سنا رہا ہے۔

اور آپ نے جو شیعہ کی روایت پڑھی تھی اس میں بھی صرف امام کی آمین کا ذکر تھا۔ لیکن حضور ﷺ کی پوری تیئس سالہ زندگی میں میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ کسی صحابی نے آپ کے پیچھے ایک دن، ایک نماز کی کسی ایک رکعت میں بھی آمین اونچی آواز سے کہی ہو تو وہ صحیح حدیث میرے سامنے پیش کریں۔ ایسی کوئی صحیح حدیث دنیا کی کسی صحیح حدیث کی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ کہ حضور ﷺ کے تیئس سالہ دور نبوت میں کسی ایک صحابی ؓ نے آپ کے پیچھے ایک نماز میں، کسی ایک رکعت میں اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر آمین اونچی کہی ہو۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ ایسی صحیح حدیث دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

اسی طرح خلفائے راشدین کا تیس سالہ دور ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المھدیین.

پورے تیس سالہ دور میں کسی ایک دن میں، کسی ایک نماز میں، کسی خلیفہ راشد نے، امام یا مقتدی ہونے کی حالت میں آمین اونچی کہی ہو۔ یا تیس سالہ دور میں ابوبکر صدیق ؓ کے ایک مقتدی نے، حضرت عمر ؓ کے ایک مقتدی نے، حضرت عثمان ؓ کے ایک مقتدی نے، حضرت علی ؓ کے ایک مقتدی نے کبھی آمین اونچی آواز سے کہی ہو۔

میں تو پڑھ رہا ہوں۔

کان عمر وعلی لا یجھران بسم اللہ ولا بتعوذ ولا بالتامین.

حضرت نے کہا اس کی سند پڑھو، میں سند پڑھوں گا پہلے میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت نے دو سو صحابہ والی حدیث کی سند نہیں پیش کی تھی۔ لیکن الحمدللہ میں نے مطالعہ کیا اور یہاں بیٹھے ہی

سند بیان کی ہے کہ اس کے فلاں فلاں راوی ایسے ہیں جن کا اتا پتا دنیا میں نہیں ہے۔

حضرت آپ اس بات کا اقرار کریں۔ کہ اس روایت کی سند مجھے معلوم نہیں ہے۔ ان شاء اللہ میں پڑھ کر سناؤں گا۔ آپ فرماتے ہیں سکتہ جو ہے اس کی آپ نے وضاحت نہیں کی۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ جب غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ کہتے تھے تو کیا کہتے تھے۔ آمین کہتے تھے۔

ہاں میں ایک بات اور عرض کر دوں۔ حضرت نے کہا تھا کہ **قولوا آمین** کا معنی ہے اونچی آواز سے آمین کہا۔ یہ بات غلط ہے بخاری میں ہے۔ **قولوا التحیات للہ** تو اس کا کیا یہ معنی ہے کہ التحیات کو اونچی آواز سے پڑھو؟۔ بخاری میں ہے **قولوا ربنا لک الحمد** کیا آپ سب **ربنا لک الحمد** اونچی آواز سے پڑھتے ہیں۔

تو حضرت اس طرح مسئلے ثابت نہیں ہوا کرتے۔ **قولوا** کا معنی یہاں آہستہ ہوگا وہاں اونچی ہو گیا ہے۔ یہ عجیب مسلک ہے۔ جب آپ نے مسئلہ ثابت کرنا ہے تو اس کو اس طرح ثابت کریں کہ کسی کو وہاں بات کرنے کی گنجائش نہ ہو۔

بہر حال میں نے جو چار حدیثیں پڑھی ہیں آپ بھی کہہ دیں کہ ان میں فلاں راوی شیعہ ہے، اس میں فلاں راوی دجال اور کذاب ہے۔ یہ کہہ دینا کہ عبدالحی نے یہ کہا ہے وہ کہا ہے، فلاں نے یہ کہا ہے، حضرت یہ بات مناظروں کے کام کی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کسی وعظ میں آپ کسی ساتھیوں کو سنا کر مطمئن کر سکتے ہیں۔ لیکن میدان مناظرہ میں وہ بات ہوتی ہے جس طرح کہتے ہیں کہ مناظرہ کا اصول تو یہ ہے کہ۔

ایسا وار ہو جو جگر کے پار ہو

میں جو آپ کی روایتوں میں سے شیعہ راوی بتا رہا ہوں کہ آپکے راوی شیعہ ہیں آپ شیعوں کے کھوٹے سکے میرے سامنے لے آئے۔ یہ میری چاروں حدیثوں میں سے کوئی شیعہ راوی نکال کر لائیں۔ میری چاروں حدیثوں میں سے کوئی دجال، کذاب راوی نکال کر لائیں۔ یہ

طریقہ ہے حدیث پر جرح کرنے کا۔

یہ طریقہ نہیں ہوتا کہ فلاں آدمی نے یہ کہا ہے، یہ اصول نہیں ہے۔ آپ تو فرما رہے تھے کہ میں اصولوں سے کبھی باہر نہیں جاؤں گا۔ اب اس وقت آپ کو اصول کیوں یاد نہیں رہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

میں نے یہ کہا کہ میں یہ مانتا ہوں کہ آمین دعا ہے۔ اور دعا کے تابع ہے۔ اس پر مولانا چپ ہو گئے لیکن میں نے کہا کہ آپ کے قول کے مطابق اگر آپ اس کو مستقل دعا مانتے ہیں۔ اب آپ کہتے ہیں کہ بعض اوقات جب مقتدی امام کے تابع ہے تو امام جب جہر کہے تو مقتدی جہر کہے۔ یہ تو میں نے کہا ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا تھا کہ یہ تابع ہے۔ لہذا اس کے حکم میں ہے۔ یہ امام اور مقتدی والا مسئلہ کہاں ہے؟۔ آپ نے کہا کہ شیعہ راوی ہے، میں نے جس حدیث کو پیش کیا اس میں شیعہ راوی ہے؟۔ کیوں آپ بار بار شیعہ کا نام لیتے ہیں۔ جو میں نے روایت پیش کی اس کا راوی شیعہ نہیں ہے۔ اگر آپ کے بقول شیعہ راوی ہے تو پھر پیش کیجئے۔

پھر کہتے ہیں کہ سمعت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سمعت کا تعلق **ولا الضالین** سے ہے اس کا تعلق آمین سے نہیں ہے۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کتاب کا نام پیش کریں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

الفاظ یہ ہیں۔

سمعت النبی ﷺ اذا قال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین. قال آمین.

اب یہاں کیسے بچو گے۔

سمعت النبی اذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ومدبها صوته.

میں نے سنا کہ جب آپ نے سورۃ فاتحہ ختم کی تو ولا الضالین کہا اور آواز کو کھینچا۔ آپ کہتے ہیں بیہقیؒ بیہقیؒ کے جتنے استاد ہیں ان سب کے ترجمے کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ اس کے کسی راوی پر جرح کریں۔ اگر آپ کو ترجمہ نہیں ملتا تو آپ کا قصور ہے۔ میں کتاب کا حوالہ بھی دے سکتا ہوں، لیکن آپ کہیں گے کہ وہ کتاب ابھی لائیں۔ آپ مہربانی کر کے کسی راوی پر جرح کریں کہ فلاں راوی ایسا ہے جب آپ نہیں کہتے تو زیادہ سے زیادہ آپ کے مذہب کے مطابق نہیں ہوگی۔ یہ آپ کے مذہب کے مطابق آپ پر حجت ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ آپ اس کو بھی ان شاء اللہ رد نہیں کر سکتے۔

پھر کہتے ہیں کہ علیؓ کی روایت کی سند پیش نہیں کرتے۔ طحاوی کا نام پیش کرتے ہیں۔ طحاوی میں موجود ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ روایت آپ مجھے دکھائیں۔

مجھے روایت دکھائیں تب میں اس کا جواب دوں۔ قرآن آپ نے پڑھا لیکن دلیل نہیں دی، رسول اللہ ﷺ قرآن کے خلاف نہیں تھے۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی قرآن کے موافق تھی، قرآن کا یہ دعویٰ ہے۔

﴿ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیهم ﴾.

حدثنا سلیمان حدثنا علی بن معبد حدثنا ابو بکر بن عیاش علی ابن سعد ابو سعد.

کا ترجمہ نکالیں یہ آپ پر حجت ہے۔ ہم پر حجت نہیں ہو سکتا۔ بتائیں کہ ابو بکر بن عیاش ثقہ ہے اس کا ترجمہ نکالیں تقریب میں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

ثقہ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

سلیمان کا ترجمہ نکالیں۔ اس روایت کے تین راوی ہیں سلیمان طحاوی کا استاد، ابو بکر بن عیاش اور ابو سعید ان تینوں کا ترجمہ نکالیں۔ اس کی توثیق نکالیں۔ اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ روایت کے صاف الفاظ ہیں سمعت النبی سنو غور سے صحابی کہتا ہے۔

سمعت النبی اذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین.

جب آپ نے پڑھا ولا الضالین تو پھر آپ نے آمین کہا۔ اور مدبها صوته اپنی آواز کو لمبا کیا اور کھینچا۔ لمبا تب ہو جب سنے۔

یہ ساری باتیں یہاں موجود ہیں۔ مجھے کہتا ہے اصول تم خود پیش کرتے ہو میں نے دلیل پیش کی۔ مولانا عبدالحی صاحب کے قول سے مولانا ناراض ہوئے۔ مولانا عبدالحی صاحب کی بات سے استدلال نہیں کیا مولانا کا فتویٰ بھی نقل کیا ہے کہ میں نے تو یہ کہا کہ روایات کے اندر تمہارے عالموں کا بھی وہی فیصلہ ہے جو فیصلہ ہمارا ہے۔

اور یہ دکھانا تھا کہ آپ محدثین کے فیصلوں کو مانتے ہو یا اور بزرگوں کے فیصلے کو مانتے ہو۔ محدثین کا فیصلہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ امام مسلمؒ امام ترمذیؒ امام بیہقیؒ یہ متفق ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ مدبها صوته والی روایت صحیح ہے۔ یہ ہے محدثین کا فیصلہ یہ آپ کے حنفیوں کا فیصلہ ہے۔

جو میں نے حدیثوں کے مطابق آپ کو سنایا ہے۔ آپ نہ ان کو مانتے ہیں، نہ ان کو مانتے ہیں۔

اپنے آپ کو مقلد کہتے ہو پھر مجتہد بن جاتے ہیں۔

جسے نواسا سمجھا وہ نانا نکلا

اللہ کے بندو کسی کی بات تو مانو۔ یہ محدثین کا فیصلہ ہے، یہ آپ کے عالموں کا فیصلہ ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ آپ امام کے پیچھے اونچی آواز میں سورۃ کیوں نہیں پڑھتے، میں نے یہ نہیں کہا کہ ہر بات اونچی ہو۔ آپ نے جہر کے لئے کہا مشکوٰۃ میں روایت موجود ہے کہ جہر ہوا۔

لہذا آپ یہ نہیں کہ سکتے بات یہ ہے کہ قاعدہ ہی ہے کہ دعا جہر بھی ہو سکتی ہے سر بھی ہو سکتی ہے۔ رسول ﷺ سے کئی دعائیں جہراً منقول ہیں۔ لہذا یہ قانون کلیہ نہیں ہے۔ جس کی بنا پر آپ کوئی فیصلہ کر سکیں اور جس کی بنا پر آپ دلائل دیں۔ کلیہ قانون نہیں ہے جیسے سر ثابت ہے ویسے جہر بھی ثابت ہے۔ جس دعا کے لئے جہر ثابت ہے اس کو آپ رد نہیں کر سکتے، اس آمین کو اگر دعا بھی مانتے ہیں تو حضور ﷺ نے جہر کہی ہے۔ رفع صوته کا لفظ ہے یہ آپ کے سامنے روایتیں موجود ہیں۔ اس میں بھی یہ موجود ہے۔

قال فلما قال ولا الضالين قال آمين مدبها صوته

اسناده صحيح.

اسکا اسناد صحیح ہے۔ اب اتنی روایات کے باوجود آپ کہتے ہیں کہ کوئی حدیث نہیں ہے؟۔

اب رہا آپ کا ایک سوال کہ کوئی ایک حدیث پیش کریں کہ حضور ﷺ کے پیچھے کسی نے آمین کہی ہو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم۔۔۔

میں نے کتنی دفعہ یہ بات کہی تھی کہ تیئس سال میں نبی ﷺ کے کسی ایک مقتدی کا، ایک دن میں، ایک رکعت میں، ایک دفعہ بھی اونچی آمین کہنا ثابت کر دیں۔ میں نے چیلنج دیا ہے تو حضرت کا کام تھا کہ چیلنج کو توڑ دیتے۔ اور وہ حدیث پڑھ دیتے۔

اگر آج بھی وہ حدیث نہیں پڑھنی تھی تو پھر وہ کس دن کے لئے لکھی ہوئی ہے۔ مولانا نے یہ بول مارا ہے کہ دار قطنی میں یہ لفظ ہے۔ لیکن دار قطنی کی جو سند ہے وہ عبد الجبار بن وائل، حضرت عبد الجبار جو ہیں یہ اپنے باپ کے فوت ہونے کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔ تو آپ نے وہ

حدیث کیسے سنی ہوگی؟۔

مولانا نے کہا تھا کہ میں مرسل روایت کو حجت نہیں مانتا ہوں۔ تو آپ حیران ہوں گے کہ جو بیٹا اپنے باپ کے فوت ہونے کے چھ مہینے بعد پیدا ہوا کیا وہ اپنے باپ کی روایت سن سکتا ہے؟۔ مولانا کہتے ہیں کہ آپ نے غلط کہا ہے کہ وہ راوی شیعہ ہے، میں نے کہا کہ علاء بن صالح ابوداؤد میں موجود نہیں ہیں۔ ترمذی نے اس کا حوالہ دیا ہے۔

قال ابو حاتم كان من عتق الشيعه.

(میزان صفحہ نمبر ۱۰۱)

وہ شیعہ تھا۔

قال ابن المديني روى احايث مناكير.

وہ منکر احادیث بیان کرتا تھا کہتا تھا کہ جو ابو بکرؓ کو صدیق کہے وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ کیا آپ ابو بکرؓ کو صدیق کہتے ہو؟۔ کیا کوئی سنی یہ بات کہہ سکتا ہے؟۔ میزان الاعتدال میں ہے یہ تو اس کا عقیدہ تھا۔ اور حافظ کیا تھا تقریب میں لکھا ہے له اوهم وہمی آدمی تھا۔ اس کو وہم ہو جایا کرتا تھا۔

یہ روایت ہے جس کے متعلق حضرت بار بار مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف سہی، یہ حدیث کے خلاف سہی، خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف سہی، کسی شیعہ نے بیان کی لیکن آپ مناظرہ میں مان تو لیں۔ لیکن میں کیسے مان لوں۔ اور دار قطنی کی روایت کے متعلق میں نے عرض کر دیا تھا کہ حضرت اس قسم کے کھوٹے سکے میدان مناظرہ میں کام نہیں آیا کرتے۔ چھ مہینے بعد میں پیدا ہونے والا بچہ کس طرح اپنے باپ سے حدیث سن سکتا ہے؟۔

حضرت مجھے بتائیں کہ حدیث کا کوئی ایسا قاعدہ ہے؟۔ یہی قول حضرت نے پیش کیا۔ میں نے کہا تھا کہ حضرت ﷺ کے تیئس سالہ دور میں حضرت ﷺ کے پیچھے اونچی آواز سے کہنا ثابت کر دیں۔ تیس سالہ دور خلافت میں ثابت کر دیں۔ حضرت صدیقؓ کا، حضرت عمرؓ کا،

حضرت عثمان ﷺ کا، حضرت علی ﷺ کا یا ان کے کسی مقتدی کا ایک دن بھی، ایک رکعت میں بھی، ایک دفعہ اونچی آواز میں آمین کہنا دنیا کی کسی بھی صحیح حدیث کی کتاب میں ثابت نہیں ہے۔

میں نے جو روایات پیش کی تھیں حضرت اس کی سند مجھ سے مانگتے تھے۔ وہ جب طحاوی پیش کر دی ہے تو حضرت ابو سعد کے متعلق مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ابو سعد کا ترجمہ کیا ہے؟۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس کی اکثر روایتیں نقل کی ہیں۔ اور لکھا ہے رجالہ ثقات میں یہ نہیں کہتا کہ حضرت اس سند کا راوی مجھے معلوم نہیں ہے۔

اسی طرح آپ باقی دو روایتوں پر تو جرح کریں۔ میں دیکھوں میں نے یہ کہا تھا کہ چاروں حدیثوں میں ایک بھی شیعہ راوی نہیں ہے، چاروں حدیثوں میں ایک بھی راوی ایسا نہیں ہے جو اپنے استاد کی وفات کے چھ مہینے بعد پیدا ہوا ہو، بھئی دیکھئے میں نے حدیث پڑھی ہے وہ قرآن پاک کے موافق ہے۔ حضرت مانتے ہیں کہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ دعا آہستہ بھی جائز ہے اور اونچی آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے۔

تو اب آہستہ آمین حضرت نے بھی مان لی ہے۔ اب ایک شیعہ کی روایت پیش کر رہے ہیں۔ تو انہی کی روایت کتاب الاسماء والکنی میں ابو مسلم نے روایت کی ہے۔ حضرت وائل ﷺ خود یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ جو اونچی آواز سے آمین حضرت ﷺ نے کیوں کہی۔

ما اراہ الا لیعلمنا.

یہ روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اونچی آواز سے آمین کہنا کوئی سنت نہیں ہے، اور پھر میں آپ کو یاد دلاتا ہوں اگر امام ایک بار اونچی آواز سے کہہ دے تو مقتدی کے لئے ثابت نہیں ہوتا کہ اونچی آواز میں کہے۔

دیکھئے امام تکبیریں بھی اونچی آواز سے کہتا ہے، امام سلام بھی اونچی آواز سے کہتا ہے، امام سمع اللہ لمن حمدہ بھی اونچی آواز سے کہتا ہے۔

لیکن کیا مقتدیوں کا اونچی کہنا ثابت ہے؟۔ اگر آپ اس روایت کو بھی مانیں جو کہ ضعیف

ہے۔ تو مقتدیوں کے مسئلہ کی طرف آپ بالکل آ ہی نہیں رہے ہیں۔ آپ امام تو ایک ہوتے ہیں اور یہ ہزاروں آپ کے مقتدی ہیں۔ ان مقتدیوں کو آپ ابھی تک مسئلہ نہیں بتا رہے ہیں۔ یہ لوگ آپ کے منہ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ حضرت کو تئیس سالہ دور نبوت میں اللہ کے نبی ﷺ کے ایک صحابی سے، ایک ہی دفعہ، ایک ہی رکعت میں، اگر آپ صحیح حدیث سے اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت کر دیں تو چلو ہماری لاج رہ جائے گی۔ ہم حنفیوں کو منہ دکھا سکیں گے کہ حضرت نے ایک مقتدی کا حضور ﷺ کے ایک صحابی کا اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت کر دیا تھا۔ لیکن یہ پریشان ہیں کہ آج ہمارا کیا بن رہا ہے؟۔ ہم مقتدیوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔

پھر میں کہہ رہا ہوں کہ حضرت جو اکثر اکیلے نماز پڑھتے ہیں ان کو آپ بھی کہتے ہیں آمین آہستہ آواز سے کہا کرو، ان کے لئے آپ نے کون سی حدیث تلاش کر کے رکھی ہے۔ کیا وہ بغیر دلیل کے آمین آہستہ آواز سے کہتے ہیں؟۔ میں کہتا ہوں کہ آپ ایک حدیث تو بیان کریں یہ جو اکیلے نماز پڑھنے والے بیٹھے ہیں یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم جب آہستہ آمین کہتے ہیں یہ حنفی ہم سے پوچھتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنے کا مسئلہ کیا ہے؟۔ ہمیں ایک حدیث ہی بتا دیں میں کہتا ہوں کہ ایسی حدیث جو اکیلے کے متعلق ہو وہ تو کسی شیعہ سے بھی نہیں ملتی۔ کسی شیعہ سے کیا ایسے راوی سے بھی نہیں ملتی جس کو محدثین نے کذاب جھوٹا اور دجال کہا ہو۔ آپ حیران ہوں گے کہ پھر اس مسئلہ پر کیسے عمل کیا جاتا ہے؟۔ اپنے آپ کو اہل حدیث کہا جاتا ہے۔ لیکن مسئلہ کے لئے ایک بھی حدیث پیش نہیں کی جا رہی ہے۔

پھر جس مسئلہ کو حضرت نے چھیڑا تھا مسئلہ کیا ہے کہ مقتدی ان چھ رکعتوں میں بھی جن میں امام نے اونچی آمین کہی ہے وہ مقتدی آتا ہے آ کر اپنی فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین آہستہ کہتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہاں وہ بھی تابع نہیں رہا۔ امام نے تو اس رکعت میں آمین اونچی آواز سے کہی تھی۔ اب اس کو کس نے کہا کہ تو آمین آہستہ کہہ۔ جب کہ اس کے ساتھی مقتدیوں نے جو اسی قطار میں کھڑے ہیں آمین اونچی آواز سے کہی ہے۔ کیا کسی حدیث میں یہ وضاحت ہے؟۔ میں

حضرت سے پوچھ رہا ہوں بار بار کہ جو آپ نے چھ اور گیارہ کا فرق کر رکھا ہے۔ چھ رکعتوں میں آمین اونچی آواز سے کہی جائے، اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ کہی جائے اور یہ چھ اور گیارہ کا لفظ آپ دنیا کی کسی حدیث سے مجھے دکھا سکتے ہیں؟۔

میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ آپ کو کوئی شیعہ بھی نہیں ملے گا جو چھ اور گیارہ کا فرق آپ کو بتا دے۔ آپ کو کوئی راوی ایسا دنیا میں نہیں ملے گا جو چھ اور گیارہ کا فرق کسی حدیث سے نکال کر آپ کو دکھا دے تو آپ کے مسلک کا کون سا حصہ ثابت ہو رہا ہے؟۔ ابھی آپ امام کے لئے بھی شیعہ کی روایت پیش کر چکے ہیں اور مقتدی کا مسئلہ آپ بالکل چھیڑ ہی نہیں رہے ہیں۔ اور منفرد بیچارے آپ کا منہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم اکیلے نماز پڑھتے ہیں۔ ہم آہستہ آمین کہتے ہیں یا اکیلے کا لفظ آہستہ آمین کے ساتھ حضرت کوئی حدیث پڑھ کر سنائیں یہ ہی کہ کر چلے جائیں۔

ماتا کہ تم حسین ہو پر دل کے تخی نہیں
عاشق کے اک سوال کو تم پورا نہ کر سکے

حضرت یہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ ہمیں آج حدیث سنائی جائے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے مقتدی آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے۔ یہ آپ کا راہ تک رہے ہیں۔ حضرت یہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ ان کو کوئی حدیث سنائیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے سارا غصہ عبدالجبار پر نکالا ہے کہ یہ بچہ باپ کے مرنے کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ اول نہ اس میں شیعہ راوی ہے، نہ علاء شیعہ ہے، ایمان سے اللہ شاہد ہے اس میں کوئی شیعہ نہیں ہے۔ [1] جب سلام پھیرا۔

(۱)۔ پیر صاحب قسم اٹھا کر جھوٹ بول رہے ہیں کہ علاء بن صالح شیعہ نہیں۔ حالانکہ

پھر کہتے ہیں کہ مرسل روایت حجت نہیں ہے۔ مرسل روایت ہمارے نزدیک حجت نہیں ہے آپ کے نزدیک تو ہے۔ نورالانوار میں تو لکھا ہے **المرسل فوق المسند.** کہ مرسل روایت مسند سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور ہماری اصل روایت نہ مرسل ہے، نہ اس میں کوئی شیعہ راوی ہے معاملہ ختم ہو گیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ ایک روایت ہو کہ نبی ﷺ نے، یا ان کے کسی مقتدی نے، یا خلافت کے دور میں، یا فلاں دور میں ایک روایت کا ثبوت ہو۔ پہلے یہ روایت رہ گئی اب پیش کرتا ہوں۔

صحابی کہتا ہے میں نے ابو ہریرہ ؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس میں بسم اللہ پڑھی، سورۃ فاتحہ پڑھی اور آمین کہی۔ **فقال الناس آمین** لوگوں نے بھی آمین کہی۔ آگے فرماتے ہیں کہ جب سلام پھیرا تو ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا۔ **والذی نفسی بیده** قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نماز پڑھائی۔

اب صحابی ؓ قسم کھا کر کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ یہ ہے۔ اب مجھے بتاؤ میرے عزیزو! خدا کو دیکھ کر فیصلہ کرنا اس کے علاوہ کیا میں آپ کو بتاؤں باقی یہ جو کہا کہ تم جب اکیلے نماز پڑھتے ہو تو آمین اونچی آواز سے کیوں نہیں کہتے ہو۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا اس کا تعلق ہے فاتحہ سے۔ جہاں فاتحہ جہراً ہو گی آمین بھی جہراً ہو گی۔ جہاں فاتحہ سراً ہو گی آمین بھی سراً ہو گی۔

ہم جب قرأت جہراً کرتے ہیں تو آمین بھی جہراً کہتے ہیں۔ یہ کہاں ہے کہ ہم قرأت تو جہراً کریں اور آمین آہستہ کہیں۔ جب ہم فرق ہی نہیں کرتے تو ہم سے مطالبہ کس چیز کا کرتے ہو؟۔ ہم سے مطالبہ اس چیز کا کریں جس کے ہم مدعی ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ صحابہ ؓ کا عمل۔ میں نے دو سو صحابہ ؓ کا عمل عطاءؒ سے پیش کیا ہے۔ کیا یہ خلفاء کا دور نہیں تھا؟۔ کیا یہ صحابہ کا دور نہیں تھا؟۔ یہ صحابہ کا دور تھا۔ صحابہ ؓ نے اونچی آواز

حضرت اوکاڑوی نے پیچھے میزان الاعتدال کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ ابو حاتم نے کہا کان من عتق الشیعه۔

سے آمین کہی امام کے پیچھے۔ایسی ہی روایت بخاری میں معلقاً موجود ہے۔

امن الزبیر و من خلفه.

یہ روایت ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ کتاب الکنی کی روایت ہے، یہاں ہے کیا اس کی سند ہے۔ سکھانے کے لئے کہا تو جب سکھا دیا کہ آمین اونچی آواز سے کہو تو تم کیوں مخالفت کرتے ہو۔ خدا کا رسول سکھا رہا ہے کہ آمین اونچی کہو تم مخالفت کرتے ہو۔ خدا کا رسول ﷺ سکھائے تم مخالفت کرنے آئے ہو۔تم سے بڑا ظالم کون ہوگا۔

خود کہتے ہو سکھانے کے لئے کیا۔کیا سکھایا؟۔خاک سکھایا؟۔تم عمل اس کے خلاف کرو تمہیں خاک سکھایا؟۔ابھی آپ نے روایت سنی کہ اللہ کبر کہا۔کہاں ہے کہ کسی نے اللہ اکبر کہا ہو؟۔تو جب آمین کی بات آئی تو۔

قال آمین قال الناس آمین.

اس نے بھی آمین کہی اور لوگوں نے بھی آمین کہی۔وما اراه الا لیعلمنا وہ ہمیں سکھاتے تھے (۱) یہ رسول اللہ ﷺ نے تو سکھا دیا اور صحابہ نے لے لیا اور وہ عمل بھی کرتے رہے۔

حدیثیں بھی آتی رہیں۔لیکن آپ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے۔آپ نے صرف یہ سکھایا ہے ہم کیوں مانیں۔یہ ہمارا مفتیٰ بہ قول نہیں ہے۔اور کہا کہ مفتیٰ بہ قول اصول کے خلاف نہیں مانیں گے۔

پھر امام کے قول کو بھی چھوڑ دیا۔اب رسول اللہ ﷺ کے قول کو بھی چھوڑ دیا میں نے تین راویوں کا جو روایت آپ نے پڑھی ہے پر اعتراض کیا تھا۔آپ نے ان میں سے کسی کا ترجمہ پیش نہیں کیا۔خالد کے لئے آپ نے کہا کہ ہیثمی کہتا ہے رجاله ثقات پچھلی تقریر میں آپ نے کہا تھا کہ ہیثمی کی روایت معتبر نہیں ہے۔اب کیوں پیش کرتے ہو؟

(۱). رواه الدولابی (التعلیق الحسن حاشیہ آثار السنن ج ۱ ص ۹۲)

ایسا نہ کرو مولانا خدا کے واسطے۔ پھر کہتے ہیں کہ امام کے لئے۔امام کے لئے صرف شیعہ کی روایت۔ میں نے جو روایت پیش کی اس میں علاء بن صالح ہے۔اس میں ہے نہیں ہے۔اس میں عبدالجبار ہے؟ نہیں ہے۔

پھر آپ نے کہا کہ یہ شیعہ ہے،شیعہ کی وہ روایت معتبر نہیں جس میں وہ اپنی شیعت کی طرف دعوت دے۔وہ تو صحیح حدیث کے موافق ہے۔ پھر کہا له مناکیر اس کی روایت تو ثقہ کے موافق ہے۔یہ ساری باتیں آپ کے سامنے واضح ہو چکی ہیں۔

تو آپ کا مسئلہ آپ کی دلیل سے رہ گیا۔ مقدمے دونوں ناقص۔تقریب تام نہیں۔ حدیث جو آپ نے پیش کی ہے اخفی بها صوته محدثین کا اور علماء حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔اور مسلم نے تو صاف کر دیا ہے کہ یہ روایت متواتر ہے۔ واحد بھی نہیں ہے متواتر ہے،اور متواتر کو یقین بھی کہتے ہیں۔ جو متواتر کو نہ مانے جو یقین کو نہ مانے وہ کون ہے؟۔ اپنی شرح عقائد عقود رسم المفتی میں دیکھئے کہ تواتر کا منکر کون ہے؟۔

اگر آپ اس قاعدے کو لیں گے تو آپ کی کئی دعائیں ختم ہو جائیں گی۔ خاص طور پر جہاں آپ اجتماع کرتے ہو اور دعائیں کرتے ہو اور نماز کے بعد دعائیں اونچی پڑھتے ہو۔اگر آپ کو معلوم نہیں ہے تو معاملہ ختم ہو گیا۔اور وہاں جس راوی کا ترجمہ میں نے آپ سے پوچھا اگر آپ کو پتہ ہے تو بتا دیجے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله و کفی و الصلوة و السلام علی عباده الذین اصطفی. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمن الرحیم.

حضرت نے سنن نسائی سے ایک روایت پیش کی ہے اس میں بسم اللہ کے ساتھ تو لفظ جہر ہے۔ جہر کا معنی اونچا پڑھنا ہوتا ہے آمین کے ساتھ اس میں جہر کا لفظ بالکل نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ اس کا ایک راوی لیث ہے۔ جس کو یہ صحیح نہیں مانتے۔ دوسرا راوی خالد ہے یہ وہ ہی خالد ہے جس کے متعلق یہ کہا کرتے ہیں کہ اس کا حافظہ صحیح نہیں ہے۔ تیسرا راوی اس کی سند سعید بن ابی ہلال ہے۔ تقریب میں لکھا ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں قد اختلط. اس کا حافظہ صحیح نہیں رہا تھا۔

تین باتیں یہ ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ اگر بالفرض والمحال وہ حدیث صحیح بھی ہوتی اس میں حضرت ابو ہریرہؓ نماز کا طریقہ لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے تو سبحانک اللہ بھی اونچی آواز سے پڑھا جاتا ہے، التحیات بھی اونچی آواز سے پڑھا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں روایت موجود ہے کہ حضرت عمرؓ نے سبحانک اللہ اونچی آواز سے پڑھی تھی۔ تا کہ لوگوں کو نماز کا صحیح طریقہ آجائے تو بحث اس وقت اس بات کی نہیں ہے۔ ہماری مسجدوں میں آپ عصر کے بعد چلے جائیں تو سب کچھ رکوع کی تسبیح اونچی بھی پڑھتے ہیں تا کہ بچوں کو نماز آجائے۔

اس لیے ایسی روایت پیش کرنا جس میں نماز سکھانے کا دن ہو سکھانے کا موقع ہو، اس سے سنت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ چونکہ ابو ہریرہ ﷛ نے مقتدیوں کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے بسم اللہ بھی اونچی آواز سے پڑھی اور آمین اونچی کا لفظ ہی نہیں ہے۔ جہر کا لفظ ہی نہیں ہے۔ جہر کا لفظ وہاں بالکل موجود نہیں ہے۔ نہ ابو ہریرہ ﷛ کی آمین کے ساتھ نہ لوگوں کی آمین کے ساتھ ہے۔ لیکن وہ نماز سکھانے کا دن تھا۔ ہم سکھاتے ہیں تو سب کچھ اونچی پڑھتے ہیں کیا اس سے سنت ثابت ہو جا۔ ۔گی۔

اب حضرت نے وہی روایت جس کے تین راویوں کا حضرت کو معلوم نہیں تھا اور حضرت گھر کی کتاب مجھے بتا رہے ہیں۔ میں نے چیلنج کیا کہ دور خلفائے راشدین میں ایک مقتدی کا بھی صدیق ﷛، عمر ﷛، عثمان ﷛، اور علی ﷛ کے پیچھے آمین اونچی آواز سے کہنا ثابت نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دو سو صحابہ تھے۔ اول تو یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے۔ اگر صحیح بھی ہوتی یہ مسئلہ

ثابت نہیں ہوتا حضرت عطاؒ کی ملاقات خلفائے راشدین سے نہیں ہے۔ اس کا راوی عطاؒ ہے، اور عطاؒ کی ملاقات نہ ابو بکر صدیق ﷛ سے آپ ثابت کر سکتے ہیں، نہ عمر ﷛ سے آپ ثابت کر سکتے ہیں، نہ حضرت عثمان ﷛ سے عطا کی ملاقات آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا انہوں نے حضرت عثمان ﷛ کے مقتدیوں کا حال بیان کیا؟۔ اور نہ حضرت علی ﷛ سے ثابت کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ بخاری میں بھی ہے کہ ابن زبیر نے آمین اونچی آواز سے کہی تھی اور ان کے مقتدیوں نے بھی اونچی آواز سے کہی تھی۔ یہاں ۔ا کا ذکر ہے ابن زبیر کی خلافت خلافت راشدہ سے پہلے کی ہے یا کہ بعد میں ہے۔ بعد میں ہے۔ تو یہ اس زمانے کا واقعہ ہے کہ اس میں بھی یہ بالکل ذکر نہیں کہ آمین فاتحہ کے بعد تھی۔ عبداللہ بن زبیر، حجاج کے ساتھ لڑتے تھے اور آپ قنوت نازلہ بھی پڑھتے تھے۔ اور ان دنوں میں بعض روایات میں آتا ہے کہ اعوذ باللہ بھی اونچی آواز سے پڑھ لیتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
غیر مقلد مناظر
شمشاد سلفی
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ
موضوع
قرأت خلف الامام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد.

حضرات کس قدر خوشی کا موقع ہے ایک عرصہ سے ایک مسئلہ متنازع چلا آرہا تھا۔لیکن ہم سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے اس قدر مشکور ہیں کہ آج انہوں نے تمام احناف کی طرف سے یہ لکھ کر دے دیا کہ اگر امام یا منفرد نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو ان کی نماز خداج ہے۔خداج کا معنی انہوں نے خود فرمایا کہ غیر تمام ہے یعنی وہ نماز مکمل نہیں۔

میں شاہ صاحب کو مبارک دیتا ہوں کہ انہوں نے آج ایک حق قبول کرنے کا اعلان کر دیا کیونکہ احناف کے نزدیک جنازے کی نماز میں امام سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا (اس پر عنایت اللہ شاہ نے کہا آپ غلط مطلب نہ لیں اور ان کے حضرات سے کہا کہ آپ ان کو روکیں) دیکھئے حضرات میرے خیال میں حضرت شاہ صاحب کے متعلق ایسا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا جس سے شاہ صاحب کی ذرا سی بھی تنقیص ہو ہم ان کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں۔لیکن چونکہ عوام کو ایک مسئلہ سمجھانا ہے عوام یہاں اس لئے بیٹھے ہیں کہ ہم لوگ یہ مسئلہ سمجھ کر جائیں۔اگر میں لوگوں کو مسئلہ سمجھا رہا ہوں اور حضرت شاہ صاحب کا اسم گرامی نہایت ادب و احترام سے لوں چونکہ یہ بزرگ ہیں اس میں بتائیے کہ کوئی گستاخی تو نہیں۔اگر شاہ صاحب کسی چیز کو تسلیم کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے حق تسلیم کیا اور جو لوگ حق تسلیم کرنے والے ہوتے ہیں ان کی تنقیص نہیں ہوتی بلکہ وہ بلند و بالا ہوا کرتے ہیں، وہ صاحب عزت ہوتے ہیں، وہ صاحب شرف ہوتے ہیں۔

شاہ صاحب آپ یہ خیال میں بھی نہ لائیں کہ میں آپ کی ذات کے بارے میں نازیبا لفظ استعمال کروں گا بلکہ میں تو جناب کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ تسلیم کرلیا کہ تمام احناف کی طرف سے آپ نے یہ لکھ کر دے دیا کہ اگر امام اور منفرد سورۃ فاتحہ نہ پڑھے ان کی نماز خداج ہے۔خداج کا معنی بھی آپ نے خود کیا کہ لکھا ہوا ہے غیر تمام۔

میں نے جناب سے گذارش یہ کی کیونکہ حنفی لوگ جنازے کی نماز میں نہ امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور نہ مقتدی پڑھتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ آپ کا مناظر مجھے یہ چیز بتائے کہ ہمارے ہاں جنازے کی نماز میں سورۃ فاتحہ امام پر فرض ہے۔وہ پڑھتا ہے یا نہیں پڑھتا؟۔وہ اگر پہلے نہیں پڑھتا تھا اگر اب شاہ صاحب نے تسلیم کرلیا تو اس میں کون سی غلط بات ہے۔کہ میں نے ان کو یہ کہا کہ انہوں نے ایک حق بات قبول کرلی۔اگر وہ پڑھتے تھے تو وہ اعتراف کریں کہ ہمارے ہاں جنازے کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لا صلوۃ** کوئی نماز نہیں خواہ جنازے کی نماز ہو، نفل ہوں، صلوۃ استسقاء ہو، صلوۃ خسوف ہو۔دنیا میں جو بھی نماز پڑھی جاتی ہے میرے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں **لا صلوۃ** کوئی نماز نہیں ہے۔جس عبادت پر نماز کا لفظ بولا جائے گا صلوۃ کا لفظ بولا جائے گا وہ خواہ کوئی مقتدی پڑھے یا کوئی منفرد پڑھے یا امام پڑھے۔اگر اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے میرے آقا ارشاد فرماتے ہیں **لا صلوۃ** کوئی نماز نہیں قطعی طور پر کوئی نماز نہیں ہوگی خواہ جنازے کی نماز ہو یا کوئی اور نماز ہو۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **لا صلوۃ** کوئی نماز نہیں۔کس کے لئے فرمایا **لمن لم یقرأ** اس شخص کی نماز نہیں جس نے بالکل سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔

لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب.

جناب یہ ایک حدیث ہے جو حضرت محمد ﷺ سے صحابہ کرام نے روایت کی محدثین نے لکھی اور حدیث کی تمام کتابوں میں آپ کو یہ حدیث ملے گی۔یہ حدیث صحیح ہے۔اللہ کے رسول

ﷺ کی اس حدیث میں کسی قسم کی کوئی کمزوری نہیں۔ میرے رسول ﷺ نے فرمایا لا صلوۃ کوئی نماز نہیں جس طرح لا الہ میں کوئی الہ نہیں خواہ وہ کوئی نماز ہو فرض ہو، نفل ہو، مقتدی کی ہو، منفرد کی ہو، امام کی ہو لا الـہ کوئی الہ نہیں نہ کوئی چھوٹا نہ کوئی بڑا نہ کوئی جن نہ فرشتہ نہ کوئی انسان کوئی الہ نہیں الا اللہ مگر اللہ۔

اسی طرح میرے آقا محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ چونکہ جنس نبی کی آپ ﷺ نے نفی کی اس لئے کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد اس دنیا میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ ہم سب کا مشترکہ عقیدہ ہے میرے رسول ﷺ نے اس چیز کی نفی کی۔

اب بحث طلب بات یہ ہے کہ آپ ایسی کوئی حدیث پیش کریں کہ جس میں یہ لکھا ہو کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے، تیسری مرتبہ لفظ دہراتا ہوں جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ اگر آپ نے یہ لفظ کسی صحیح حدیث سے نہ دکھائے تو ہم سمجھیں گے کہ آپ بات کو طول دینا چاہتے ہیں، آپ خلط مبحث کرنا چاہتے ہیں، آپ راہ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

میں بار بار اپنے دوستوں عزیزوں کی اسی بات کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ ہمارے فریق مخالف ماسٹر امین صاحب، کیونکہ مدمقابل ماسٹر امین صاحب ہیں۔ میں ضمناً ایک بات کہتا ہوں کہ میرے پاس ان کی کچھ تحریریں ہیں کچھ کیسٹیں ہیں۔ میں آپ کے سامنے مناسب وقت پر پیش کروں گا اب آپ سننے والوں کا حق یہ ہے کہ آپ ان سے ایسی حدیث کا مطالبہ کریں جو صحیح ہو، مرفوع ہو، متصل ہو اور اس میں یہ ہو کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہیں آگے پیچھے بھاگنے کی کوشش کریں گے تو ہم ان کو بھاگنے نہیں دیں گے۔

میرے لفظ پھر سن لیں کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا وہ جس قسم کی بھی نماز پڑھے گا اکیلا پڑھے، مقتدی ہو یا منفرد ہو جس حال میں بھی نماز پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اب ماسٹر امین صاحب اوکاڑہ والے مجھے یہ بتائیں اور ایسی حدیث دکھائیں جو حدیث صحیح سند

سے آپ ﷺ تک پہنچتی ہو جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ میں اپنی بات دہراتا ہوں۔ اگر ماسٹر امین نے فاتحہ نہ پڑھنے کے لفظ امام کے پیچھے یا منفرد یا جو بھی سورۃ ہو اگر انہوں نے یہ لفظ نہ دکھائے تو میں سمجھوں گا یہ مناظرہ کو طول دینا چاہتے ہیں اور طول دینے کا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگوں کو اسی اپنے پرانے چکر میں ڈالنا چاہتے ہیں جس کے بارے میں حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے لکھ کر دیا کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں ہم احناف یہ اعتقاد رکھتے ہیں جو منفرد یا امام کی صورت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز خداج ہے۔ غیر تمام ہے۔

اگر انہوں نے راہ فرار اختیار کی تو یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ ان سے سورۃ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کے بارے میں صحیح، متصل، مرفوع حدیث کا آپ مطالبہ کریں مجھے معلوم ہے کہ یہ علماء خاص طور پر ماسٹر محمد امین صاحب ہوسکتا ہے یہ راہ فرار اختیار کریں، انہوں نے یہ بات تسلیم نہیں کرنی۔ لیکن ہم ان کو منوانے کے لئے نہیں آئے ہم نے عوام کو ایک مسئلہ بتانا ہے عوام کو ایک بات سمجھانی ہے۔ ہم نے عوام کے سامنے حق پیش کرنا ہے لہذا آپ لوگوں کو میں بار بار عرض کرتا ہوں کہ آپ لوگ خود اس بات کو نوٹ کرلیں ذہن نشیں رکھیں کہ ماسٹر امین صاحب یہ لفظ دکھائیں کہ امام کے پیچھے اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو اس شخص کی نماز ہو جاتی ہے۔ فلانی بھی ہو جاتی ہے، فلانی بھی ہو جاتی ہے، فلانی بھی۔ تمام کے بارے میں یہ کہیں۔ ورنہ ہم یہ کہیں گے کہ آج حضرت شاہ صاحب نے اتنا بہترین قدم اٹھایا ہے ہم انکے انتہائی مشکور ہیں اور ہم ان کی پہلے بھی قدر کرتے تھے اور اب بھی قدر کرتے ہیں آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ان کی قدر کریں گے۔ ان کا احترام ہمارے دل میں جاگزیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ اما بعد

میرے دوستو اور بزرگو آپ نے شمشاد صاحب کی پہلی تقریر سن لی شمشاد صاحب مدعی تھے مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ آپ لوگوں کے کم از کم تین گھنٹے ضائع ہو گئے کیونکہ پہلی تحریر یہی تھی کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ پر مناظرہ ہوگا۔

یہ کتاب خیرالکلام ۵۷۳ صفحات کی کتاب لکھی گئی تو نام یہی رکھا گیا'' خیر الکلام فی وجوب القرأة خلف الامام'' یہ ۳۳۵ صفحات کی کتاب لکھی گئی تو نام رکھا گیا'' تحقیق الکلام فی وجوب القراة خلف الامام''۔ فاتحہ کا لفظ اس میں نہیں ہے۔

جب ملک میں ان کتابوں سے ہل چل مچ گئی اب بحث کا موقع آیا تو اس میں اپنی تحریر سے بھی انکار کر دیا گیا۔ ان رسالوں کے ناموں سے بھی انکار کر دیا اور تین گھنٹے وقت ضائع کر دیا گیا۔ اب جب بات چلی تو شمشاد صاحب کو خدا جانے کس کا جنازہ نظر آنے لگا کہ وہ بجائے فاتحہ خلف الامام کے جنازے کے پیچھے جا پڑے۔ بہر حال یہ ساری باتیں ادھر ادھر جانے کی ہیں۔

شمشاد صاحب اگر واقعی اپنے آپ کو اہل حدیث سمجھتے ہیں تو ان کا یہ فرض تھا کہ پہلے مناظرہ کا یہ اصول بتاتے کہ نبی اقدس ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یہ فرمایا تھا سب سے پہلے مسئلہ کہاں سے لو گے انہوں نے عرض کیا حضرت خدا کی کتاب سے لوں گا اور نبی اقدس ﷺ نے پوچھا اگر کتاب اللہ سے مسئلہ نہ ملے تو پھر کہاں سے لو گے حضرت معاذ ؓ نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کی سنت سے مسئلہ لوں گا۔ حدیث میں فان لم تجد فیه کے لفظ ہیں۔

آپ اس کو ایسے ہی سمجھیں جیسے قرآن پاک میں آتا ہے اگر آپکو پانی نہ ملے تو پھر آپ تیمم کریں گے۔ یا پانی کے ہوتے ہوئے بھی آپ تیمم کرنے کے لئے بیٹھ جائیں گے؟۔ تو شمشاد صاحب کا فرض ہے کہ اگر یہ اللہ کے نبی کی حدیث کو واقعی مانتے ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو یہ پہلے اٹھ کر یہ حدیث پڑھتے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں بات کرنے کا یہ ڈھنگ بتایا ہے پہلی بات جو قرآن پاک ہے وہ میرے او پر اس مسئلہ میں ہاتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس میں میرا مسلک نہیں ہے۔ تو اب میں نبی اقدس ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ اقرار کرتے ہوئے کہ

قرآن میں میرا مسلک نہیں ہے۔ صحیحین کی حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور پھر احادیث سے بھی وہ حدیث پیش کرتے جس میں خلف الامام کا لفظ ہوتا لیکن آپ یقین جانیں کہ جس طرح قرآن اس کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں طبقہ اولیٰ کی حدیث کی تینوں کتابیں اس مسئلہ میں اس کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ اور جو حدیث پڑھی اس کا بھی اس کے مسلک سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ تحریر جس کا بار بار شاہ صاحب تذکرہ فرما رہے ہیں۔ یہ فیصلہ ہو گیا اس پر یہ لفظ لکھا ہوا ہے کہ یہ امام اور اکیلے آدمی کے لئے ہیں۔

جب ڈیڑھ گھنٹا شور کر کے یہ مطالبہ لکھوایا تو اب ان کو یہ حق نہیں تھا اگر پھر شمشاد صاحب نے یہ روایت ہی پڑھنی تھی تو پھر یہ ڈیڑھ گھنٹہ کس لئے ضائع کیا گیا کہ شاہ صاحب مجھے یہ لفظ لکھ کر دیں۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کے بعد اب وہ روایات پیش نہیں کریں گے۔ اگر اب بھی وہ روایات پیش کرتے ہیں تو پھر انہوں نے یہ مطالبہ کس لئے کیا تھا؟۔ اور آپ لوگوں کا وقت کیوں ضائع کیا؟۔ جو حدیث اس نے پڑھی ہے اگر اس کا ترجمہ اسے نہیں آتا تو یہ خیر الکلام حافظ محمد صاحب گوندلوی کی کتاب میں موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۱۳۶ اور ۵۳۶ پر یہ لکھا ہوا ہے۔ عبادہ بن صامت ؓ کی حدیث ہے۔ اس حدیث میں صرف ایک بار فاتحہ کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی اگر آپ چار رکعتیں پڑھیں تو صرف ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھیں۔

اندازہ لگائیں حافظ محمد صاحب گوندلوی اب بھی حیات ہیں ان کی کتاب خیرالکلام میں یہ معانی موجود ہے۔ آپ اندازہ لگائیں حضرت تو پتا نہیں کسوف، خسوف کہاں سے گن رہے ہیں ان کے مولوی صاحب چار رکعتوں میں سے دو رکعتوں میں بھی نہیں مان رہے۔

میں مولانا کو جواب عرض کر دیتا ہوں کہ استدلال صاف اور واضح ہونا چاہئے۔ دیکھئے ایک شخص قرآن پاک کی آیت پڑھتا ہے۔

فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ

نکاح کر لو جس عورت سے جی چاہے تمہارا۔

اور جس کا ترجمہ اپنی طرف سے کرتا ہے کہ ماں سے نکاح کرلو، بہن سے نکاح کرلو، خالہ سے نکاح کرلو، پھوپھی سے نکاح کرلو، اور وہ آیت چھوڑ دیتا ہے جس میں ماں کی حرمت کا ذکر ہے۔ جس میں خالہ کی حرمت کا ذکر ہے۔ جس میں بہن کی حرمت کا ذکر ہے۔ جس میں بیٹی کی حرمت کا ذکر ہے۔ آپ یقین جانیں وہ آپ کی صحیح راہنمائی نہیں کر رہا کیا دنیا میں کوئی یہ مان سکتا ہے کہ ایسی آیت پڑھ کر ماں اور بہن سے نکاح ثابت کرنے لگے اور وہ آیت چھوڑ جائے جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت کو بیان کیا ہے۔

پھر تیسری بات آپ کو یہ بھی بتا تا چلوں کہ مولانا نے پوری روایت بھی آپ کے سامنے نہیں پڑھی پوری روایت ہے۔

لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب فصاعداً.

جو شخص قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں میں سے فاتحہ اور اس سے آگے کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اب انہوں نے یہ کیوں چھوڑا اور کیوں شور کرتے تھے کہ فاتحہ کا لفظ ہی آئے اس لئے کہ یہ جو روایت بھی پڑھیں گے ما زاد وغیرہ کا تعلق ہوگا۔ یہ میرے بزرگ اس کو چھوڑیں گے۔

ہم سنا کرتے تھے کہ کوئی بزرگ گزرے ہیں جو **لا تقربوا الصلوة**۔ پڑھا کرتے تھے اور **وانتم سکاری** چھوڑ جایا کرتے تھے۔

آج تو ہم نے شمشاد صاحب کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔[1] اس روایت کے ساتھ

(۱) اس عنوان کی احادیث عن عبادة رضی اللہ عنہ مسلم ج۱/ص ۱۶۹۔ ابوداؤد ج۱/ص ۱۱۹۔ نسائی ج۱/ص ۱۴۵۔ عبدالرزاق ج۱/ص ۹۲۔ ابوعوانہ ص ۱۲۴۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ج۱/ص ۱۱۸۔ مستدرک حاکم ج۱/ص ۲۳۹۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا الکامل ابن عدی ج۴/ص ۳۲۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ الکامل ج۵/ص ۲۹۔ عن جابر رضی اللہ عنہ ابن ابی شیبہ ج۱/ص ۳۶۔ عن ابن مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ رواہ ابو نعیم نصب الرایہ

ابوداؤد شریف میں یہ موجود ہے کہ اسکے راوی کہتے ہیں۔ قال سفیان بن عیینہ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اکیلے نمازی کے لئے ہے۔[1] امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اکیلے نمازی کے لئے ہے۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

اگر میں نے قرآن کی آیت نہیں پڑھی تو ماسٹر امین صاحب نے قرآن کی کون سی آیت سے سورۃ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ثابت کیا ہے۔ میری یہ بات آپ نوٹ کرلیں۔ ماسٹر امین صاحب نے کون سی آیت سے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ثابت کیا ہے۔

پھر انہوں نے یہ کہا کہ صحاح ستہ کی درجہ اول کی تین کتابوں میں یہ خلف الامام کا لفظ دکھائیں۔ اندازہ لگائیں کہ یہ ان تین کتابوں سے نکال کر دکھائیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ اور حوالہ جا کر سفیان کا ابوداؤد سے دیتے ہیں۔

ج۱/ص ۳۶۵۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ابو داؤد ص ۱۱۸ مسند احمد ج۳/ص ۳۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ابوداؤد ص ۱۱۸، مسند احمد ج۳ ص ۳۔ عن عمران ابی حصین رضی اللہ عنہ ابن عدی ص ۱۳۰۔ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ابن ابی شیبہ ص ۳۹۸ ج۱۔ ابن ماجہ ص ۶۰۔ ترمذی ج۱ ص ۵۵۔ مسند امام اعظم ص ۵۸۔

(۱) حدیث مبارکہ۔ **عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین. واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمده فقولوا ربنا لک الحمد.**
(نسائی شریف ص ۱۰۷ ج۱، ابن ماجہ ص ۶۱، طحاوی شریف ص ۱۲۸، مشکوٰة شریف ص ۸۱ ج۱) بخاری شریف میں اذا قال الامام ہے۔ (بخاری ص ۱۰۸)

ماسٹر امین صاحب اگر آپ میں اگر جرأت ہے تو آپ بخاری سے، کیونکہ میں نے بخاری کی حدیث پڑھی ہے، سے یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ یہ لکھا ہو کہ جو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ آپ لوگوں سے دھوکہ کیوں کرتے ہیں۔

آپ اندازہ لگائیں آپ یہ بتائیں کہ جس شخص نے مناظرہ نہ کرنا ہو کیا پولیس گرفتار کر لیتی ہے؟۔ جس شخص نے میدان میں نہ آنا ہو اس شخص کو پولیس کیسے گرفتار کرے گی۔ جو شخص مناظرہ گاہ میں نہ آئے اسے پولیس کیسے تین ماہ جیل میں رکھے گی۔ آپ اندازہ لگائیں ایک آدمی ایک جگہ جاتا ہی نہیں جہاں پولیس موجود ہو اس کو پولیس کہاں سے پکڑے گی۔ انہوں نے نارنگ منڈی میں جو مناظرہ ہوا تھا اس تھانے میں آج بھی تحریر موجود ہے۔

میں قاضی صاحب، شاہ صاحب سے کیونکہ یہ دونوں بزرگ ہیں درخواست کروں گا کہ اس بات پر ناراض نہ ہو جائیں۔ اگر حنفیوں کی طرف سے تحریر مل جائے کہ ہم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے آپ فیصلہ کر لیں۔ اگر میں تھانے کی تحریر آپ کے سامنے پیش کر دوں کہ انہوں نے تھانے والوں کو لکھ کر دیا ہے کہ ہم تو مناظرہ نہیں کرنا چاہتے آپ مولوی شمشاد صاحب کو منع کریں۔ میں نے پولیس کو کہا کہ آپ میرے مذہب میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ جو پولیس افسر مجھے مناظرہ سے پہلے پکڑے گا اس کی میں اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ اور ضلعی انتظامیہ کو جرأت نہ ہوئی اور وہ مجھے مناظرہ گاہ میں جانے سے پہلے گرفتار نہ کر سکی۔

کیونکہ ان کو پتا تھا اگر ہم انکے مذہب میں مداخلت کریں گے تو بات بڑھے گی اور چنانچہ میں وقت مقررہ پر مناظرہ گاہ میں گیا اور ماسٹر امین صاحب بلکہ کوئی دیوبندی مناظر مناظرہ گاہ نہ آیا۔ میں نے کہا کہ اب میں نے للکار دیا ہے۔ اب مجھے گرفتار کر لیں۔

یہاں دو آدمی نارنگ منڈی کے بیٹھے ہیں اگر آپ سچ چاہتے ہیں تو ان کے سر پر قرآن رکھ کر حلف لیں کہ کیا وہاں کے جو منتظم تھے انہوں نے قرآن اٹھا کر یہ کہا یہاں دیوبندیوں کی طرف سے کوئی مناظر موجود نہیں ہے۔

ابھی آپ لوگوں کو ان کے لفظ یاد ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تین مہینے جیل میں رہے۔ قاضی صاحب انہوں نے کہا یہ لفظ کہے ہیں اگر ان کا جھوٹ ثابت ہو جائے کہ میں تین مہینے جیل میں نہیں رہا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ماسٹر امین صاحب کی عادت ہے کہ یہ عوام کو بھی دھوکہ دیتا ہے اور خدا کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جو لوگ خدا کو اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ خود دھوکے میں آ جایا کرتے ہیں۔ میرے ساتھ پہلے ماسٹر امین صاحب یہ طے کریں کہ اگر آپ بھی مناظرہ گاہ میں آتے تو آپ بھی جیل جاتے۔ لیکن آپ نہ آئے اور آپ کے منتظمین نے لکھ کر دیا اور مجھے وہاں سے پولیس نے گرفتار کیا۔ باقی میں کتنے دن جیل میں رہا تو اس کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔ ہائی کورٹ کی نقلوں میں۔ آپ کو بتایا جائے گا کہ ماسٹر امین میرے سامنے کھڑا ہو کر کتنا جھوٹ بول گیا۔ حوالہ انہوں نے بخاری کے علاوہ کتابوں سے پیش کیا۔ کیا یہ امام بخاریؒ سے زیادہ سمجھدار ہیں؟۔ امام بخاریؒ سرتاج المحدثین ہیں امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ حضرت! توجہ فرمائیں۔

باب وجوب القرأة فی الامام والماموم فی الصلوة

کلها فی الحضر والسفر ما یجهر فیها وما یخافت.

وہ نمازیں جن میں جہری قرأت کی جاتی ہے اور وہ نمازیں جن میں سری یعنی پست آواز سے قرأت کی جاتی ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ امام بخاری سرتاج المحدثین اپنی صحیح بخاری میں یہ باب باندھیں کہ امام اور مقتدی کے لئے قرأت کرنا فرض ہے واجب ہے۔

ماسٹر امین میں اگر جرأت ہے۔ میں اس گستاخی کی حضرت شاہ صاحب سے معافی مانگوں گا۔ تو بخاری سے مجھے بات دکھائے جس میں یہ لکھا ہو۔

باب فی عدم وجوب القرأت.

ماموم اور مقتدی کے لئے۔ ماسٹر امین صاحب میں اگر جرأت ہے تو بخاری سے مجھے اس طرح کا باب دکھا دے کہ امام اور مقتدی کوئی بھی اگر سورۃ فاتحہ نماز میں نہ پڑھے یا قرأت نہ کرے

اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

امام بخاریؒ نے باب باندھ کر آپ کے سامنے ایک ایک مسئلہ کی وضاحت کی اور حدیث رسول پیش کی۔ اور حدیث وہی لائے۔

لا صلوة لمن لم يقرا بفاتحة الكتاب.

آپ اندازہ لگائیں کہ یہ کس قدر مغالطہ ہے۔ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے لکھا ہے کہ صحیح حدیث ویسے ہی منزل من اللہ جیسا کہ قرآن کریم۔ جب آپ یہ بات مانتے ہیں کہ صحیح حدیث ویسے ہی منزل من اللہ ہے جیسے قرآن۔ تو پھر آپ قرآن اور حدیث میں فرق کیوں کرتے ہیں۔ اگر حدیث کا درجہ بقول مولانا سرفراز خان صاحب وہی ہے جو اللہ کی کتاب کا ہے اور صحیح حدیث حقیقت میں اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و لانبوۃ بعدہ. اما بعد..

میرے بزرگو اور دوستو! میں نے عرض کیا تھا کہ پہلی تقریر میں بھی شمشاد صاحب نے حدیث کے خلاف کیا۔ حدیث معاذؓ کے بالکل خلاف چلے اور دوسری تقریر میں یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی شمشاد صاحب نے کہ مولوی امین نے بھی تو قرآن کی کوئی آیت نہیں پڑھی۔ آپ کے سامنے یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ مدعی یہ ہیں دعویٰ ان کا ہے۔ ہم تو جواب دعویٰ پیش کرنے والے ہیں اور اس صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے۔

البينة على المدعى.

اگر شمشاد صاحب میں یہ جرأت ہے تو مجھے کسی صحیح حدیث میں دکھادے کہ اللہ کے نبی نے بھی مدعا علیہ سے دلیل کا مطالبہ کیا ہو۔

اندازہ لگائیں میں حیران ہوں کہ قدم قدم پر حدیث کا انکار کر رہے ہیں باقی انہوں نے

یہ کہا ہے کہ میں میدان مناظرہ میں گیا مولوی امین نہیں گیا۔ جس دن مناظرہ تھا میں دس بجے میدان مناظرہ میں پہنچا ہفتے کے دن بارہ بجے میں وہاں سے آیا میں زیادہ بات نہیں کرتا یہ جو منتظمہ کمیٹی ہے ہمیں لے کر وہاں چلے اگر وہاں کے لوگ قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ دیں کہ مولوی امین دس بجے جمعہ کے دن یہاں آیا اور ہفتے کے دن بارہ بجے یہاں سے گیا۔ پھر تو ٹھیک ہے؟۔ پھر مولوی صاحب کا منہ کالا کیا جائے ورنہ میرا منہ کالا کر دیا جائے۔

اب جو انہوں نے بات کی حدیث معاذؓ کا جو جواب انہوں نے دیا ہے میں حیران ہوں کہ اہل حدیث کہلانے والا یہ کہتا ہے کہ قرآن و حدیث میں تفریق نہیں ہے۔ کیا حدیث معاذؓ میں پہلے قرآن کا درجہ نہیں ہے؟۔ پھر حدیث کا۔ کیا تفریق حدیث میں ہے یا میں نے کی ہے؟ (حدیث میں ہے) ایک اہل حدیث کہلانے والے کو یہ بھی نہیں پتا کہ قرآن اور حدیث دو چیزیں ہیں۔

کبھی آپ نے عیسائی کو یہ کہا کہ رسول پاک ﷺ پر ابن ماجہ نازل ہوئی تھی یا ابوداؤد شریف نازل ہوئی تھی۔ جب بھی آپ جائیں گے تو کہیں گے کہ قرآن پاک نازل ہوا ہے۔ شاید شمشاد صاحب بھی کہتے ہوں کہ بلوغ المرام نازل ہوئی۔ سفیان بن عیینہؒ کے بارے میں انہوں نے یہ کہا کہ بخاری کے مقابلے میں سفیان۔ اندازہ لگائیں یہ وہی روایت ہے اس کی سند میں امام بخاریؒ کے دادا استاد سفیان ہیں، امام بخاریؒ کے دادا استاد کی کوئی بات نہیں مانی جائے گی۔ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ کی بات نہیں مانی جائے گی۔ انہوں نے دھوکہ دیا شاید بخاری کے خلاف امین نے اپنی بات کہہ دی ہے۔ امام بخاری کے استاد اور دادا استاد ہیں یہ حضرات۔

پھر دیکھئے تین گھنٹے انہوں نے ضائع کئے تھے فاتحہ، فاتحہ کے لفظ پر۔ اور جو حوالہ پڑھا ہے اس میں **باب وجوب القرأت** کا لفظ پڑھا ہے فاتحہ کا لفظ نہیں ہے۔ اور نہ ان میں یہ جرأت ہے کہ بخاری کے **ترجمۃ الباب** میں یہ فاتحہ کا لفظ دکھادیں۔

اب دیکھیں مطالبہ حدیث کا تھا لیکن اب مولانا کہتے ہیں کہ صرف بخاری کا باب

دکھا دیں۔ کیا یہ طے ہوا تھا کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی بات کو چھوڑ کر بخاری کی بات پر فیصلہ کریں گے۔ حدیث نبوی سے یہ کس طرح دوڑ رہا ہے۔ اگر باب کی بات ہے تو دیکھیں بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۹۲۶ امام بخاری باب باندھتے ہیں

باب المصافحة باليدين صافح حماد ابن زيد ابن مبارک بيديه

دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ آپ نے کبھی کسی غیر مقلد کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے دیکھا ہے؟۔ یہ ہیں صحیح بخاری کے سب سے بڑے منکر اور یہ ابواب پر آتے ہیں۔ بخاری نے باب باندھا ہے۔

باب البول قائماً و قاعداً.

لیکن حدیث صرف کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی لائے ہیں بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث وہاں نہیں لائے۔ اگر آپ اس طرح ابواب پر چلیں گے تو میں تو کئی ابواب تمہیں سنا دوں گا۔ اب دیکھیں انہوں نے صفحہ ۱۰۴ سے یہ ترجمۃ الباب پڑھا لیکن میں اللہ کے نبی کا ارشاد یہیں صفحہ ۱۰۸ سے سنا رہا ہوں۔ یہ ساری بات جماعت کی نماز میں چل رہی ہے۔ یہ خلف الامام کا اللہ نہیں دکھا سکے اور نہ ہی انشاء اللہ دکھا سکیں گے۔

حضرت ابوبکرہؓ یہ وہ صحابی ہیں جو فتح مکہ اور فتح طائف کے بعد ۸ ھجری میں مسلمان ہوئے۔ المحلی میں ابن حزم نے یہ لکھا ہے وہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ جماعت کروا رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ رکوع میں چلے گئے ہیں تو وہ پیچھے سے ہی رکوع کرتے ہوئے چلتے چلتے سب کے ساتھ جا کر مل گئے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو یہ رکعت دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ کیونکہ جو پیچھے سے رکوع میں شامل ہوا، اس نے فاتحہ تو کجا تعوذ بھی نہیں پڑھا۔ دیکھئے بات بھی باجماعت نماز کی ہے۔

اس بخاری میں ہے [1] پتا نہیں مولانا شمشاد صاحب کو بخاری کے ۱۰۴ صفحہ سے آگے کچھ آتا بھی ہے یا نہیں آتا۔ ۱۰۸ صفحے پر یہ روایت موجود ہے اور اس کے مقابلے میں اگر یہ ایک روایت بخاری سے دکھا دیں کہ جو شخص رکوع میں ملے اس کو اللہ کے نبی ﷺ نے وہ رکعت دہرانے کا حکم دیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ لوگ قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے۔ ان شاء الله العزيز.

اس بخاری شریف میں اسی صفحہ ۱۰۸ پر روایت موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان رسول الله ﷺ بے اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ۔

قال اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين. [2]

---

(۱)۔ بخاری کے علاوہ سنن کبریٰ میں بھی یہ روایت ہے۔

عن ابی بكرة ص انه دخل المسجد والنبی ﷺ راكع فركع قبل ان يصلى الى الصف فقال النبی ﷺ ذادک الله حرصا ولاتعد. (سنن الكبرىٰ ص ۱۰ ج ۱) و فی رواية ان ابا بكرة حدث انه دخل المسجد ونبی الله ﷺ راكع قال فركعت دون الصف فقال النبی ﷺ زادک الله حرصاً ولا تعد. (ابوداؤد ص ۱۰۶)

(۲) حدیث مبارکہ۔ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام ليؤتم فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين. واذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لک الحمد.

(نسائی شریف ص ۱۰۷ ج ۱، ابن ماجہ ص ۶۱، طحاوی شریف ص ۱۲۸، مشکوۃ شریف ص ۸۱ ج ۱) بخاری شریف میں اذا قال الامام ہے۔ (بخاری ص ۱۰۸)

جماعت کا ذکر ہے کیونکہ امام کا ذکر آرہا ہے اللہ کے نبی فرماتے ہیں تمہارا امام کہے گا۔

غیر المغضوب علیهم ولا الضالین.

کیوں بھئی یہ کس سورۃ میں آتا ہے؟۔کیا یہ یٰسؔ میں آتا ہے یا فاتحہ میں؟۔فاتحہ میں ہی آتا ہے نہ کہ کسی اور سورۃ میں قال واحد کا صیغہ ہے۔ساری جماعت میں فاتحہ پڑھنے والا یہ واحد تمہارا امام ہوگا۔صرف صرف ایک تمہارا امام ہوگا اور تم صرف آمین کہہ دینا۔اسی بخاری شریف میں حضرت انس ﷺ سے یہ روایت موجود ہے۔میں ساری بخاری سے پیش کرتا ہوں۔ان شاء الله العزیز.

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

انما جعل الامام لیؤ تم به.

امام اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی تابعداری کی جائے۔

و اذا کبر فکبروا.

امام اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو۔

اذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین اذا رکع فارکعوا.

وہ رکوع چلا جائے تم رکوع کرو وہ سجدے میں چلا جائے تم سجدے میں چلے جاؤ وہ سمع الله لمن حمده کہے تم ربنا لک الحمد کہو۔

دیکھیں اللہ کے نبی نے واجبات تو کجا سنتیں بھی ساری بتا دیں مقتدی کو۔اگر مولوی شمشاد میں جرأت ہے تو مجھے اس حدیث میں لفظ دکھادے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو۔

اذا قرأ الامام الفاتحة.

جب امام فاتحہ پڑھے۔

فاقرؤا الفاتحة.

تم بھی فاتحہ پڑھو۔

واذا قرأ السورة فانصتوا.

جب امام اگلی سورۃ پڑھے تو تم چپ کر جانا۔کچھ نہ پڑھنا۔میں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ اللہ کے نبی ﷺ یہ نماز مقتدیوں کو سکھا رہے ہیں۔

اس میں تکبیروں کا ذکر، آمین کا ذکر، سمع اللہ لمن حمدہ کا ذکر، سجدے کا ذکر، رکوع کا ذکر ہے۔لیکن اگر نہیں ہے تو فاتحہ نہیں ہے۔جب فاتحہ کا ذکر آیا تو فرمایا۔اذا قال الامام اکیلا امام پڑھے گا۔تو تم پیچھے آمین کہہ دینا۔اتنی واضح روایت اسی بخاری شریف میں موجود ہے۔پھر اس کے صفحہ ۱۰۹ پر روایت موجود ہے۔

اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لک الحمد.

جب تمہارا امام سمع الله لمن حمده کہے تم کہو ربنا لک الحمد یہاں اللہ کے نبی ﷺ نے وظیفہ تقسیم کر دیا ہے امام سمع الله لمن حمده کہتا ہے مقتدی پیچھے سمع الله لمن حمده نہیں کہتے مقتدی ربنا لک الحمد کہتے ہیں اسی طرح اللہ کے نبی نے فرمایا اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم کہ یہ سورۃ پڑھنا تو امام کا ہی کام ہے۔تمہارا کام صرف آمین کہہ دینا ہے۔

اور اسی بخاری کے صفحہ ۹۴۷ پر ہے۔

اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامینه تامین الملئکة غفر له ما تقدم من ذنبه. (۱)

---

(۱). حدثنا عبدالله بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب وابی سلمة بن عبدالرحمن انهما اخبراه

یادرکھواگر لاکھ آدمیوں کی جماعت بھی کھڑی ہے تو اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں جب قاری آمین کہے تم آمین کہو۔ قاری صرف امام ہے اور کوئی قاری نہیں۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلی علىٰ رسوله الكريم. اما بعد.

دیکھیں جناب ہماری عادت نہ ہی تو تکلف کی ہے نہ ہی جھوٹ بولنے کی نہ ہی کسی پر الزام لگانے کی۔ میں منتظمین حضرات سے کہوں گا کہ انہوں نے میرے لئے منہ کالا کرنے کا لفظ استعمال کیا۔ آپ کے معاشرے میں کالا منہ کن لوگوں کا کیا جاتا ہے۔ دونوں منصفین مجھے یہ بتائیں کالے منہ کا لفظ توہین ہے یا نہیں؟۔ اس کے بعد بات چلے گی آپ پہلے ایمانداری سے کہیں کہ کس کا منہ کالا کیا جائے۔

(اس پر لوگوں نے کہا انہوں نے اپنے بارے میں بھی کہا اور آپ کے بارے میں بھی کہا بات تو برابر ہے آپ نے بار بار کہا مولوی امین نے جھوٹ بولا، مولوی امین نے جھوٹ بولا اور جھوٹے کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔

لَّعۡنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَٰذِبِينَ ﴿٦١﴾

اتنے سنگین الفاظ استعمال کئے اور ہم خاموش رہے تا کہ مناظرہ ہو جائے اور اگر اس کے جواب میں یہ بات انہوں نے کہہ دی تو کیا ہوا آپ بھی محتاط رہیں)

میں گذارش کرتا ہوں قاضی صاحب اگر آپ حق کو واضح کرنے آئے ہیں۔ میں نے

عن ابی هريرة ؓ ان الرسول الله ﷺ قال اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تأمينه تامين الملٰئكة غفر له ما تقدم من ذنبه قال ابن شهاب وكان رسول الله ﷺ يقول آمين . (بخاری ص١٠٨ ج١)

ماسٹر امین صاحب کو یہ کہا کہ آپ نے میرے بارے میں جیل میں تین مہینے رہنے کا جھوٹ بولا۔ بتائیے کہ میں اس کے بارے میں کیسے کہوں کہ آپ نے سچ بولا۔ ایک بات نہیں ہوئی تو میں یہ کہ دوں کہ ماسٹر امین صاحب نے سچ بولا ہے۔ کہ میں تین مہینے جیل میں رہا ہوں۔ خدا کے لئے قاضی صاحب مجھے بتائیں کہ میں کون سا لفظ استعمال کروں کہ انہوں نے سچ کہا۔ (میں اب بات کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ مناظرہ کا موضوع ہے قرأت خلف الامام) مولوی صاحب کسی اردو کی کتاب سے مطالعہ کر کے آئے ہیں بخاری ماسٹر امین کو بھی دے دیں اور مجھے بھی دے دیں (موضوع سے فرار ہونے کا دوسرا بہانہ۔ از مرتب) اور میں اپنی مرضی سے اور یہ اپنی مرضی سے جہاں سے چاہیں پڑھیں۔ یہ ان کی عادت ہے کہ یہ غیر متعلقہ باتیں کر کے لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دیکھئے میرا دعویٰ اپنی جگہ موجود ہے کہ یا تو ماسٹر امین یہ تسلیم کرے کہ بخاری میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے۔

ہم نے واضح کیا ہے۔ ماسٹر امین صاحب یہ اوکاڑہ نہیں ہے۔ کہ آپ گڑبڑ کر جائیں۔ یہ بات اپنی شان کے خلاف نہیں ہے۔ یہاں گجرات کے بیسیوں لوگ موجود ہیں وہ پڑھے لکھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اچھے خاصے سمجھدار لوگ ہیں۔ ہمارا دعویٰ اب بھی ہے کہ کیا امام بخاریؒ نے یہ باب نہیں باندھا؟۔ جماعت میں سورۃ فاتحہ نہیں آتی تھی؟ امام اور مقتدی میں سورۃ فاتحہ نہیں آتی؟۔ تمام نمازوں میں نہیں آتی؟۔ اگر تو اپنی بات کو لمبا کرتا ہے تو پہلے ان منتظمین سے اجازت لے لیجئے۔ میں بھی پھر اس طرح حدیثیں پڑھوں گا جس طرح آپ پڑھتے ہیں۔ جو سورۃ فاتحہ کے متعلق ہی نہیں ہیں۔

ماسٹر امین صاحب میری بات نوٹ کریں۔ میں قطعی طور پر آپ کو نہیں جانے دوں گا جب تک آپ گجرات کے لوگوں کے سامنے سورۃ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کی ایک حدیث بخاری سے دکھا دیں گے۔ آپ اس طرح سے دکھا دیں جس طرح امام بخاری نے وجوب قرأت کا باب باندھا ہے۔ آپ۔

عدم وجوب القرأت للامام والماموم.

مجھے نکال کر دکھائیں۔ اگر ان نا سمجھ لوگوں کو جو مسئلے کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں جن کے دلوں میں شکوک ہیں تو پھر ماسٹر امینؔ صاحب انصاف کا تقاضا یہ ہے ہم ان لوگوں کو کب تک الجھائے رکھیں گے۔ جس طرح میں نے ایک حدیث ترجمۃ الباب کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ آپ عدم وجوب للامام والماموم کی حدیث کوئی اس میں دکھادیں۔ کہ مقتدیوں کو یا امام کو یا جیسے بھی ہو سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ تو وہ نماز ہو جاتی ہے۔

بھائیو بزرگو و منتظمین حضرات! پھر بعد میں نہ کہنا کہ تم نے مسئلہ خلط ملط کر دیا۔ مسئلہ تو دو لفظوں میں ہے کہ اگر بخاری نے یہ لکھا ہے تو ماسٹر امین صاحب پیش کر دیں میں تسلیم کر لوں گا کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ کوئی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز بھی ہو جاتی ہے۔

آپ یاد رکھیں کہ میں آئندہ حدیثیں پڑھوں گا اور ماسٹر امین صاحب آپ لکھ لیں یہ میری بات آپ کو لکھنا پڑے گی کہ میں آپ سے جواب لوں گا۔ میری سند امام بخاری تک پہنچتی ہے۔ اگر ماسٹر امین نے کسی سے بخاری پڑھی ہے مجھے اپنی سند پیش کریں کہ میں نے فلاں استاد سے پڑھی ہے۔ اور اس کی سند فلاں استاد تک پہنچتی ہے۔ اگر آپ کو بخاری آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایک ماسٹر ہیں۔ آپ نے اردو کی کتابوں سے حدیثیں پڑھی ہیں۔ آپ اردو کی کتابوں سے حدیثیں پڑھ کر لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آپ نے بخاری پڑھی ہے تو آپ کا حق ہے کہ آپ۔

عدم وجوب القرأت للامام والماموم.

کا باب نکال کر دکھادیں۔ ورنہ کہہ دیں کہ میں نے کتابیں پڑھنی ہیں۔ میں نے حدیثیں پڑھنی ہیں تمہارا مسئلہ جہاں جاتا ہے جائے۔ آپ مجھے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا لفظ دکھا دیں۔ منتظمین حضرات! مجھے یہ بتائیں کہ میری بات صحیح ہے یا غلط؟۔ میں آپ لوگوں کی دل کی باتیں آپ لوگوں کی دل کی دھڑکنیں ان لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

جس مسئلہ کے لئے آپ بیتاب ہیں وہ مسئلہ ہے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا۔ اور میں نے پڑھنے کے بارے میں آپ کو بخاری شریف سے ایک حدیث پڑھ کر سنائی ہے۔ آپ ماسٹر امین صاحب سے ان کی باری میں مطالبہ کریں کہ ماسٹر صاحب اب بات کو ختم کر دو سورۃ فاتحہ کا لفظ قیامت تک ماسٹر امین اور میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا دنیا کا کوئی حنفی مجھے بخاری میں یہ لفظ نہیں دکھا سکتا کہ مقتدی پر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض یا واجب نہیں ہے۔ اور اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

آپ اپنی باری میں یہ نکال کر دکھائیں۔ اب اگر آپ لوگ بات کو لمبا کرنا چاہتے ہیں یہ آپ کی مرضی ہے میں نے آپ کی بہتری کے لئے آپ کے فائدے کے لئے ان کی دوسری باتوں کے جواب نہیں دیئے (سیدھا کہیں کہ آتے نہیں ہیں۔ از مرتب) ورنہ میں نے یہ باتیں نوٹ کی ہوئیں تھیں میں جواب دے سکتا تھا۔ میں دیانت داری سے ایک ایک چیز آپ کے سامنے واضح کر سکتا ہوں۔ اگر آپ میری باری میں مجھے اجازت دیں گے۔ میں ان کی باتوں کے جو انہوں نے ویسے ہی ادھر ادھر کی کی ہیں ان کے جواب دوں گا۔

اور اگر آپ مسئلہ کی وضاحت چاہتے ہیں تو پھر آپ کا حق ہے آپ ماسٹر امین صاحب کو کہیں کہ کہ آپ امام یا مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا باب مجھے بخاری سے نکال کر دکھا دیں اگر نہیں تو ماسٹر صاحب! آپ نے اللہ کے ہاں جانا ہے۔ ان لوگوں کے سامنے اگر آپ سچے ہو جائیں گے ادھر ادھر کی باتیں کر کے تو آپ بتائیں کہ قیامت کے دن خداوند قدوس کو کیا جواب دیں گے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ. اما بعد. .

میرے دوستو اور بزرگو! شمشاد صاحب کو مجھ سے شکایت ہے کہ میں حدیثیں زیادہ پڑھتا

ہوں۔ شمشاد کو مجھ سے یہ بھی شکوہ ہے کہ میں یہاں سچا ثابت ہو رہا ہوں۔ اور اللہ کا فضل ہے کہ میں الحمد للہ یہاں بھی سچا ہوں اور ان شاء اللہ خدا کے ہاں بھی سچا ہوں گا۔ اللہ کے فضل اور احسان سے کیونکہ میں آپکو اللہ کے نبی ﷺ کی حدیثیں پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ میں نے جو چار حدیثیں پڑھیں تھیں ان میں امام کا لفظ بھی تھا اور امام کے پیچھے جو لوگ ہوتے ہیں ان کو مقتدی کہا جاتا ہے۔ شمشاد صاحب یہ کہتے ہیں کہ امام اور مقتدی کا لفظ یہاں نہیں ہے۔ شمشاد صاحب نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ میں نے ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیا کہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ شمشاد صاحب کو اجازت دیں تو پھر یہ جواب دیں گے۔ پھر یہ مناظرہ کرنے کے لئے کس لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ابھی تک یہ آپ کی اجازت کا انتظار فرما رہے ہیں۔ کہ اگر آپ اجازت دیں گے تو یہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیثوں کا جواب دیں گے۔

اس وقت صرف خاموشی اختیار کر رہے ہیں بات صرف اتنی ہے کہ میں وہ الفاظ پیش کر رہا ہوں جو اللہ کے نبی ﷺ کی مبارک زبان سے نکلے اور صحیح بخاری شریف میں موجود ہیں۔ شمشاد صاحب کہتے ہیں کہ جو لفظ میں منہ سے نکالتا ہوں وہ تم اللہ کے نبی ﷺ کے منہ سے نکلواؤ۔ اب آپ اندازہ لگائیں شمشاد صاحب یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ اللہ کے نبی ﷺ میرے پیچھے لگیں۔

معاذ اللہ، انا للہ وانا الیہ راجعون.

شمشاد صاحب نے ایک شکوہ یہ بھی کیا ہے کہ یہ اردو دان ہے کہیں سے پڑھ کر آ گیا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ جب بھی پڑھتے ہیں خلف الامام (بضم الفا) پڑھتے ہیں یہ ٹیپ ہو چکا ہے۔ خدا جانے یہ کہاں سے پڑھ کر آ گئے ہیں۔ شمشاد نے کہا کہ یہ اردو دان ہے اب بھی دیکھ لیں میرے سامنے بخاری شریف عربی زبان والی پڑی ہے اور میں آپ کے سامنے پڑھ رہا ہوں انہوں نے کبھی بخاری کا حجم بھی دیکھا ہے یا نہیں۔ کہ یہ عربی ہے یا اردو۔

پھر شمشاد کی بات آپ یاد رکھیں میں نے کہا تھا کہ بخاری کے ترجمۃ الباب میں فاتحہ کا لفظ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا قرأت کا تو ہے قرأت فاتحہ ہے۔ اب یاد رکھیں جب میں روایت

پڑھوں گا تو یہ اس کا بھی انکار کر جائیں گے۔ خیر ان چار حدیثوں کے بارے میں تو یہ مان چکے ہیں کہ ان پر قرض ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت قرض رہے گا۔ سنئے اسی بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث شریف کے راوی ہیں وہ فرمایا کرتے تھے۔

لا تفتنی بآمین. [1]

میری آمین نہ رہ جائے۔

وہ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے انہیں آمین کا فکر تھا۔ میں اسی بخاری کی روایات پڑھ رہا تھا کہ وقت ختم ہو گیا تھا۔

اذا امن القاری فامنوا.

جب امام قاری آمین کہے تو تم آمین کہو۔

ان الملئکة تؤمن.

بے شک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے کیسا نقشہ بنا کر دکھایا کہ آگے امام کھڑا ہے۔ پیچھے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہوں اور پیچھے فرشتے بھی مقتدی ہیں لیکن قاری صرف ایک تمہارا امام ہے۔ کس چیز کا قاری؟ جو اس نے آمین سے پہلے سورۃ پڑھی ہے۔ اور آمین سے پہلے امام کون سی سورۃ پڑھتا ہے۔ وہ سورۃ فاتحہ ہے۔ اور قاری واحد کا صیغہ ہے اور اگر سارے پڑھنے والے ہوتے تو کبھی اللہ کے نبی ﷺ جماعت کے لئے واحد کا صیغہ استعمال نہ فرماتے۔ یہ فاتحہ کا ذکر ہے۔ یہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ نہیں مانتے یہ تو اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے بھی پیچھے کھڑے ہو کر

(۱). وکان ابو هريرة رضی اللہ عنہ ينادی الامام لا تفتنی بآمين (بخاری ص۱۰۷ ج ۱)

آمین ہی کہتے ہیں۔ فاتحہ وہ بھی نہیں پڑھتے۔ [1]

اور بخاری شریف کے صفحہ ۲۶۹ جلد ا پر یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی اس پ
عمل رہا۔ آپ نے اکثر یہ حدیث سنی ہوگی کہ رمضان کا مہینہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو
دیکھا کہ کچھ لوگ یہاں تراویح پڑھ رہے ہیں کچھ وہاں۔ تو فرمایا۔

لو جمعت ھؤ لاء علیٰ قاری ء واحد.

کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو ایک ہی قاری کے پیچھے اکٹھا کردوں۔ جتنا مجمع جماعت کا
ہوگا قرآن پڑھنے والا ایک ہی قاری ہوگا۔ باقی کوئی بھی قرآن نہیں پڑھے گا۔ اسی طرح انہوں
نے مسجد نبوی، مدینہ منورہ میں کیا۔ پھر جب اگلے دن تشریف لائے تو لفظ ہیں۔

والناس یصلون بصلوة قارئھم.

وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے بصلوة قارئھم. [2] ان کی طرف سے قرآن پڑھنے والا

---

(۱). حدثنا علی ابن عبداللہ قال حدثنا سفیان قال الزھری حدثناہ عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال اذا امن القاری فامنوا فان الملئکة تؤمن فمن وافق تأمینه تأمین الملئکة غفرله ما تقدم من ذنبه. (بخاری ص ۹۴۷ ج ۱)

(۲). حدثنا عبداللہ بن یوسف انا مالک عن ابن شھاب عن حمید بن عبدالرحمن عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه قال ابن شھاب فتوفی رسرل اللہ ﷺ والامر علی ذالک ثم کان الامر علی ذالک فی خلافة ابی بکر رضی اللہ عنہ وصدراً من خلافة عمر رضی اللہ عنہ و عن ابن شھاب عن عروة بن الزبیر عن عبدالرحمن بن القاری

ایک ہی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات فرمائی میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ شمشاد
صاحب پوری بخاری سے یہ نکال کر مجھے نہیں دکھا سکتے کہ انہوں نے کہا ہو کہ عمر! انہیں آپ ایسی
ایسا نہ کریں ہم فاتحہ سارے پڑھا کریں گے بقیہ ایک سو تیرہ سورتوں میں ایک قاری ہوگا۔
دیکھئے شمشاد صاحب ایک بات کہہ چکے ہیں یاد رکھنا بخاری کے خلاف میں ابوداؤد کو بھی
نہیں مانتا۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع اس بخاری سے ثابت، فرشتوں کا اجماع اس بخاری سے ثابت

انه قال خرجت مع عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب لیلة فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه ویصلی الرجل فیصلی بصلاته الرھط فقال عمر رضی اللہ عنہ انی اری لوجمعت ھؤلاء علی قارئ واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ثم خرجت معه لیلة الاخریٰ والناس یصلون بصلوة قارئھم قال عمر رضی اللہ عنہ نعم البدعة ھذه والتی تنامون عنھا افضل من التی تقومون یرید اٰخر اللیل وکان الناس یقومون اوله. (بخاری ص ۲۶۹ ج ۱)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن یوسف نے وہ فرماتے ہیں خبر
دی ہمیں مالک نے ابن شہاب زھری سے وہ روایت کرتے ہیں حمید بن عبدالرحمٰن
سے وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان
المبارک میں قیام کیا تراویح پڑھی ایمان کی حالت میں ثواب سمجھتے ہوئے اس کے
پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے ابن شہاب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت
ہوگئے اور معاملہ اسی پر رہا اور پھر اسی طرح رہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں، اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں اور ابن شہاب سے روایت ہے وہ عروہ
بن زبیر سے اور وہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات

ہوگیا۔ نہ اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے صحابہ ؓ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے نہ خلافت راشدہ میں۔

سات حدیثیں میں پڑھ چکا ہوں اس کے بعد اسی بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ابھی مکہ میں تھے اور چھپ کر جماعت کروایا کرتے تھے۔ اتنی اونچی قرآن پڑھتے تھے کہ باہر آواز جاتی تو کافر گالیاں دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔(1)

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١١٠﴾

حضرت عمر ؓ بن خطاب کے ساتھ رمضان میں مسجد کی طرف نکلا پس لوگ مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے اور ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھ رہا تھا اور بعض لوگوں کے پیچھے چھوٹی چھوٹی جماعتیں نماز پڑھ رہی تھیں۔ پس حضرت عمر ؓ نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ اگر میں ان کو ایک قاری پر جمع کردوں تو یہ زیادہ افضل ہوگا۔ پھر حضرت عمر ؓ نے پختہ ارادہ فرمالیا۔ اور ان کو ابی بن کعب ؓ پر جمع فرمادیا پھر میں حضرت عمر ؓ کے ساتھ دوسری رات نکلا اور لوگ ایک قاری کے پیچھے نماز ادا کررہے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا یہ اچھا نیا کام ہے۔ اور تم جس نماز سے سوجاتے ہو (تہجد کی نماز سے) وہ بہتر ہے اس سے جس (صلوٰۃ تراویح) کو تم قائم کرتے ہو۔ وہ مراد لے رہے تھے آخر رات کو اور لوگ قیام کرتے تھے اس کے اول میں۔

(۱). حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا ھشیم قال حدثنا ابو بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ تعالی ولا تجھر بصلاتک ای بقراتک فیسمع المشرکون فیسبون القرآن ولا تخافت بھا عن اصحابک وابتغ بین ذالک سبیلاً۔

(بخاری ص ۶۸۶، ج ۲، مسلم، نسائی، ترمذی)

بیان کیا ہمیں یعقوب بن ابراھیم نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں ھشیم نے وہ

اے محمد اتنی اونچی قرآن نہ پڑھو کہ ان کافروں کو سنے۔ ہاں اپنے ان صحابہ ؓ کو سناؤ۔ صحابہ حضور ﷺ کے پیچھے قرآن سنتے تھے۔

اسی صفحے پر نویں حدیث بخاری شریف میں موجود ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضور ﷺ نماز کرواتے تھے تو فرشتے بھی قرآن سننے کے لئے حاضر ہوجایا کرتے تھے۔ دیکھئے صحیح بخاری سے میں نے نو احادیث پیش کیں۔ ساری حدیثیں جماعت والی ہیں جن سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ کا حکم، رکوع والی رکعت، فرشتے، تمام صحابہ ؓ اور خلافت راشدہ ایک بھی غیر مقلد نہیں ملا کہ جو یہ کہتا ہو کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد.

ماسٹر امین صاحب نے ابھی ابھی کہا ہے کہ میں نے بخاری سے نو حدیثیں پڑھی ہیں۔ میں امین سے ایمانداری پوچھتا ہوں میں آگے تب چلوں گا جب مجھے جواب دے دیں گے۔ کیا ان نو حدیثوں میں فاتحہ خلف الامام کے نہ پڑھنے کا ذکر ہے؟۔

فاتحہ خلف الامام یہ جو مجھے کہتے ہیں کہ یہ خلف الامام (بضم الفا) پڑھتا ہے۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ آپ غلط بات نہ کریں۔ میں قاضی صاحب سے سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ مقتدی کا لفظ صحیح استعمال کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کا مقتدی کا لفظ صحیح ہے۔ قاضی صاحب کو میں اپنی طرف سے ثالث مقرر کرتا ہوں کہ اگر یہ تلفظ صحیح ہے۔ قاضی صاحب مجھے کہہ دیں کہ یہ صحیح ہے میں مان

فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں ابو بشر نے سعید بن جبیر سے وہ حضرت ابن عباس ؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ ولا تجھر بصلاتک ﴾ کے بارے میں کہ زیادہ اونچی آواز سے قرأت نہ کرو کیونکہ مشرکین سن کر قرآن کو گالیاں دیتے ہیں اور نہ زیادہ آہستہ پڑھ اپنے صحابؓ سے اور درمیانہ راستہ اختیار کر (یعنی درمیانی آواز سے پڑھ)

جاؤں گا۔

اگر انہوں نے بخاری سے نو حدیثیں پڑھی ہیں ان میں اگر فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کا ذکر ہے تو آپ نے پھر مناظرہ کیوں جاری کیا ہے۔ یہ وہ لفظ دکھائیں کہ جس میں یہ لکھا ہو کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھو۔

دیکھئے میں اگر آپ کی شان میں کوئی ایسی بات کہوں کہ جس سے آپ کو کوئی تکلیف ہوئی ہو تو میں پیشگی معافی چاہتا ہوں۔ اگر آپ نے یہ لفظ سن لئے ہیں تو آپ نے مجھے ہاری کیوں دی ہے کہ یہ بولے۔ اگر ماسٹر امین صاحب نے یہ لفظ دکھا دیئے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ تو آپ ٹائم کیوں ضائع کر رہے ہیں۔

میں آپ کے سامنے یہ عرض کروں گا ماسٹر امین صاحب ذرا اپنے سینے پر ہاتھ رکھو آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد موجود تھے۔ اللہ ان پر اپنی کروڑوں اور بے شمار رحمتیں نازل کرے۔ ماسٹر امین مجھے جواب دے اس وقت حضرت امامؒ کے مقلد وہاں موجود تھے؟۔ ماسٹر امین صاحب جیسے بلکہ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس وقت چاروں اماموں میں سے کسی کے بھی مقلد موجود نہیں تھے۔ سارے کے سارے کتاب وسنت پر چلنے والے تھے جس طرح ہم لوگ ہیں وجود آپ کا نہیں تھا، تمہارے امام کا نہیں تھا، آئمہ اربعہ میں سے کسی کا نہیں تھا۔ آپ غیر مقلد کا لفظ بول کر لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجئے کہ انہوں نے کتنا غلط لفظ استعمال کیا۔ جب آئمہ اربعہ میں سے کسی کا وجود نہیں تھا ان کے ماننے والے نہیں تھے تو وہ لوگ کون تھے آپ جواب دیں وہ ہماری طرح کے لوگ تھے اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والے لوگ تھے وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

اب رہا یہ کہ ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا ایمانداری سے بتایئے کہ ایک قاری تراویح بلند آواز سے پڑھتا ہے یا پست آواز سے (بلند آواز سے) بلند آواز سے پڑھنے والا ایک ہی ہوتا ہے نہ کہ ساری جماعت۔ چونکہ آپ نے حضرت عمرؓ کا نام لیا ہے۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا

ہوں کہ آپ مجھے دکھائیں اب میں ثابت کروں گا کہ حضرت امام طحاویؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو کہ حنفی ہیں انہوں نے حضرت عمرؓ کے بارے میں طحاوی میں لکھا ہے۔

اب چونکہ انہوں نے خود مقلد اور غیر مقلد کی بحث چھیڑ دی یہاں پر۔

سئلت عمر بن الخطاب عن القرأت خلف الامام.

حضرات ذرا توجہ فرمائیں ابراہیم تیمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا عن القراۃ خلف الامام امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں۔ آپ اندازہ کریں امام طحاویؒ جو کہ حنفی ہیں اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں یہ واقعہ لکھتے ہیں۔ آپ توجہ سے سنیں۔

سئلت عمر بن الخطاب عن القرأت خلف الامام.

امام کے پیچھے کون ہوتا ہے مقتدی ہوتے ہیں۔

فقال لی اقرأ.

حضرت عمرؓ نے فرمایا پڑھو۔

فقلت وان کنت خلفک.

میں نے کہا کہ اگر آپ کے پیچھے ہوں انہوں نے فرمایا اگرچہ میرے پیچھے ہوں۔

آپ ضرور پڑھا کریں خلف الامام کے لفظ ہیں حضرت عمرؓ چونکہ اس وقت خلیفہ تھے امیر المؤمنین تھے۔ ان سے ایک آدمی پوچھتا ہے کہ جناب میں امام کے پیچھے قرأت کیا کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں کیا کریں۔ پھر وضاحت طلب کرتا ہے، پھر پوچھتا ہے، کہ جناب چاہے میں آپ کے پیچھے ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں چاہے آپ میرے پیچھے بھی ہوں پھر بھی پڑھا کریں۔

ماسٹر امین! اگر آپ میں جرأت ہے۔ آپ علم کا ایک ذرہ بھی رکھتے ہیں آپ مجھے اس قسم کے لفظ ثابت کر کے دکھا دیں بخاری میں اس طرح کی کوئی حدیث نکال کر دکھائیں جس میں لکھا ہو کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس کی بغیر سورۃ فاتحہ بھی نماز

ہو جائے گی۔

جہاں تک ماسٹر امین صاحب کی باتوں کا تعلق ہے کہ یہ میری باتوں کا جواب نہیں دیا اندازہ فرمائیے کہ میں لایعنی باتوں کے جواب کیسے دوں؟۔ جس کا کوئی تعلق نہیں کبھی مقلد اور غیر مقلد کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ آپ ایسے کریں پہلے تقلید پر بحث کرلیں کتاب القراۃ للبیہقی میں خلف الامام کے لفظ موجود ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ. اما بعد. .

میرے دوستو بزرگو! ساری تقریر میں بخاری شریف کی حدیثوں کا جواب بغیر ڈکار کے ہضم کر گئے۔ پھر مقلد اور غیر مقلد کی بحث رہ گئی۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں پورے صوبہ یمن میں حضرت رسول پاک ﷺ کے حکم سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شخصی تقلید ہوتی رہی ہے۔ ایک بھی غیر مقلد وہاں نہیں تھا۔ میں تو حدیث معاذ رضی اللہ عنہ پڑھ کر بات شروع کرتا ہوں کیونکہ میں نے آگے حدیث پڑھنی ہے۔ یہ تو نہیں کہ میں چل کر جا نہیں سکوں گا اور یہ مجھے لے جائیں گے۔

اس کے بعد اب آپ دیکھیں کہ میں نے جو بات کہی تھی وہ الحمد للہ سچ نکلی۔ نہ قرآن لے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور بخاری مسلم اور صحاح ستہ کو بھی چھوڑ گئے ہیں۔ نہ بخاری سے حدیث پیش کرسکا ہے نہ مسلم سے، نہ ترمذی سے، نہ ابوداؤد سے، نہ ابن ماجہ سے، نہ نسائی سے، حالانکہ عبادہ کی یہ روایت وہاں بھی تھی لیکن اس میں خلف الامام کا لفظ نہیں تھا۔

اب کتاب القرأت للبیہقی جو چھوٹی سی کتاب ہے یہ ان کی آخری پناہ گاہ ہے۔ یہ ساری تقریر مقلد کے خلاف کرنے والا ایک شافعی مقلد کی چوکھٹ پر چلا گیا ہے (شمشاد نے کہا آپ میری طرف دیکھیں، اس پر فرمایا) میں آپ کا عاشق نہیں ہوں کہ آپ کی طرف دیکھتا رہوں۔

پہلے انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں صحیح بخاری کے مقابلے میں ابوداؤد کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اب انہوں نے ایک روایت طحاوی شریف سے پیش کی اور وہ بھی موقوف۔

نبی ﷺ کو چھوڑا صحاح ستہ کو چھوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے طحاوی سے اٹھائی پھر کتاب القرأت للبیہقی اٹھائی اس میں یہ صرف ایک سند سے ہے۔ جس میں جواد تیمی ضعیف ہے اس (کتاب القرأت للبیہقی) میں سات سندوں سے ہے۔ لیکن اس میں تو یہ لفظ بھی ہے۔

اقرأ فاتحة الكتاب وشيئاً.

فاتحہ سے اگلی سورۃ بھی پڑھے۔ یہ اگلی سورۃ نہیں پڑھتے ہیں (انہوں نے صفحہ مانگا اس پر فرمایا) صفحہ انہیں نہیں ملتا ہے۔ نہیں ملتا تو کتاب بھیجیں صفحہ میں نکال دوں گا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عقیدے کی بات نہیں بتائی تھی اجماع بتایا تھا۔ اب اس نے اس کے مقابلے میں بخاری کو چھوڑا صحاح ستہ ساری چھوڑی اور جو کتاب القرأت سے روایت پڑھی وہ بھی آدھی۔

میں شمشاد صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہی حدیث ڈبر شکر گنج کے مناظرے میں روپڑی صاحب نے میرے سامنے پڑھی۔ میں نے اس دن بھی پوچھا تھا کہ اس کے پہلے تینوں راویوں کا ثقہ ہونا ثابت کرو۔ روپڑی صاحب نے میر پور میں پڑھی وہاں بھی اس کو ثقہ ثابت نہ کر سکے۔ اب اس روایت کی جو سند شمشاد صاحب سے میرا مطالبہ ہے کہ اس کی سند کے یہ جو راوی ہیں۔

نمبر ۱۔

احمد بن خلد شافعی۔

نمبر ۲۔

احمد بن محمد بن سلیمان بن فارس ابوجعفر محمد بن صالح۔

نمبر ۳۔

ابوطیح محمد بن احمد محمد بن یحیی تحار۔

ان راویوں کا مجھے اسماء الرجال میں اتہ پتہ دیں کہ یہ کون تھے اور کہاں گئے۔ جس کی سند کا یہ حال ہو یہی تو وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے یہ روایت نہیں لی۔ امام مسلمؒ نے نہیں لی، امام ابوداؤدؒ نے نہیں لی صحاح ستہ والوں میں سے کسی نے یہ لفظ نہیں لئے۔ یہ تو تھی اس کی سند کی خرابی آگے آپ دیکھیں جب یہ روایت پڑھی گئی تو۔

قال ابو طیح قلت لمحمد بن سلیمان خلف الامام.

اب اس نے یہ لفظ نہیں پڑھے اس لئے کھڑا ہو رہا ہے۔ اب ایک محدث نے حدیث کے یہ الفاظ سنے تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ یہ کیا خدا کا غضب کر دیا اس میں خلف الامام ہے۔ اس لئے اس بات پر اسی وقت انکار ہوا۔ اس کے بعد امام بیہقیؒ فرماتے ہیں یہ سند صحیح ہے۔ لیکن یہ جو لفظ ہے خلف الامام والا اس پر امام بیہقیؒ نوٹ دیتے ہیں کہ اس کا حال وہی ہے جو مکحول والی روایت کا ہے۔ نہ مکحول والی صحیح نہ یہ صحیح۔

پھر اسی کتاب القرأت میں روایت ہے۔

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ کیا فرمایا۔

من صلیٰ صلوة.

جس نے کوئی بھی نماز پڑھی۔

لم يقرأ فيها بام الكتاب.

اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

فلم يصل.

اس کی نماز نہیں ہوئی۔

الا ان يكون خلف الامام.

ہاں امام کے پیچھے ہو تو فاتحہ نہ پڑھے۔

اسی کتاب میں آگے حضرت جابرؓ کی روایت ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ قال رسول الله ﷺ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں من صلیٰ الصلوة جس نے کوئی نماز پڑھی لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی لم يصل اس کی نماز نہیں ہوئی الا وراء الامام ہاں امام کے پیچھے ہو تو نہ پڑھے۔[1]

اللہ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں۔ اس میں تیسری روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے آ رہی ہے عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ پہلی ابو ہریرہؓ سے دوسری حضرت جابرؓ سے تیسری حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے قال قال رسول الله ﷺ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا

كل صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلا صلوة الا وراء الامام.

ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوگی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔[2]

---

(۱). اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد المالینی انا ابو احمد عبدالله بن عدی الحافظ نا جعفر بن احمد بن الحجاج وجماعة قالوا نا بحر بن نصر نا یحی بن سلام نا مالک بن انس نا وهب بن کیسان قال سمعت جابر بن عبداللهؓ يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول من صلی صلوة لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلم يصل الا وراء الامام

(کتا ب القرأت ص ۱۳۶ رقم ۳۲۴)

(۲). اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ اخبرنی بالویه بن محمد بن بالویه ابو العباس المرزبانی ثنا ابو العباس محمد بن شادل بن

جب اللہ کے نبی ﷺ کے تین صحابی اس طرح بیان کر رہے ہیں۔ تین کو حضور ﷺ نے جماعت فرمایا ہے۔ ایک طرف جماعت کی روایت ہے ایک طرف ان مجہول راویوں کی روایت ہے۔

تو بات یہ نکلی کہ ان مجہول راویوں نے اس سے لفظ الا گرادیا ہے اصل میں الا خلف الامام لفظ ہے۔ ان مجہول راویوں کا پتا یہ کبھی نہیں بتا سکتے کہ یہ چوری کرنے والے راوی کونسے ہیں اور یہ کہاں رہنے والے تھے۔ ان کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

اور اس کتاب میں خود امام بیہقیؒ کا مذہب ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے۔ اسی کتاب القرأت للبیہقیؒ میں بارہ روایات ایسی موجود ہیں صفحہ ۸۰ سے آگے لکھا ہوا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اسی کتاب القرأت للبیہقیؒ میں ہے وہ فرماتے ہیں ہم بالکل انکار نہیں کرتے یہ آیت فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں یہاں تک لکھا ہوا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت واذا قرئ القرآن امام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یہ بات نہ مانے۔

انه لاجفیٰ من الحمیر. (۱)

علی ثنا عمر بن زرارة ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن علی بن قیسان عن ابن ابی ملیکة عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ کل صلوة لا یقرأ فیها بفاتحة الکتاب فلا صلوة الا وراء الامام.

(کتاب القرأت ص ۱۷۳)

(۱). اخبرنا ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان انا احمد بن

وہ گدھے سے بھی زیادہ ظالم شخص ہے۔ اسی کتاب القرأت للبیہقیؒ میں جس کو یہ اپنا حاجت روا اور پشت پناہ سمجھتے ہیں اسی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اما ان لکم اے بے عقلو! تمہاری عقل کیوں ماری گئی ہے تمہیں اثر کیوں نہیں تم نے قرآن کی آیت نہیں سنی۔ (۲)

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

جب تمہارا امام قرآن پڑھے اے مقتدیو تم خاموش رہو۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

عبید الصفار نا عبید بن شریک نا ابن ابی مریم نا ابن لهیعة عن عبدالله بن هبیرة عن عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قرأ فی الصلوة فقرأ اصحابه ورائه فخلطوا علیه فنزل واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا فهذه فی المکتوبة ثم قال ابن عباس وان کنا لا نستمع لمن یقرأ انا اذا لا جفی من الحمیر. (کتاب القرأت ص ۸۹ رقم ۲۲۳)

(۱). اخبرنا ابو عبدالله الحافظ انا ابو علی الحسین بن علی الحافظ ثنا ابو یعلی الموصلی نا محمد بن ابی بکر نا عبدالاعلی عن داؤد عن ابی نضرة عن رجل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه صلی باصحابه فقرأ ناس خلفه فلما فرغ قال اما أن لکم ان تفقهوا اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا. (کتاب القرأت ص ۸۹ رقم ۲۲۶)

دیکھئے حضرات! احسان صاحب دیکھئے۔ اگر وہ کسی کتاب سے حدیث پڑھ کر جو بھی اسے آئے وہ کتاب وہاں رکھ دیں آپ لوگوں کو کیا پتا چلے گا کہ انہوں نے صحیح عبارت پڑھی ہے یا نہیں۔ انہوں نے جو روایت پڑھی ہے آپ وہ کتاب یہاں لا کر رکھ دیں۔ میں اسی صفحے سے وہ روایت پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔ اگر وہ روایات جو انہوں نے پڑھی ہے نہ لکھا ہو کہ۔

لا یحتج بروایته ان من غلب علیه هواه نعوذ باالله من متابعة هواه.

اگر یہ لفظ نہ ہوں تو میں جھوٹا اگر یہ لفظ ہوں ماسٹر امین صاحب جھوٹے ہوں گے۔ یہ اس کتاب سے یہ لفظ نکالیں میں دکھاتا ہوں۔ جو روایت ماسٹر امین صاحب نے پڑھی ہے (اس پر لوگوں نے کہا آپ اسماء الرجال کی کتابوں سے اپنی روایت کے راویوں کے حالات دکھا کر صحیح ثابت کریں۔ اور جو انہوں نے یعنی حضرت اوکاڑوی نے پیش کی ہے اسے یہ صحیح ثابت کریں گے)۔ میں بات آپ سے کر رہا ہوں۔

(اس پر کسی حنفی نے کہا کہ میں سارے لوگوں کو بات سمجھاتا ہوں کہ خلف الامام والی روایت پہلے بیہقیؒ سے کس نے پڑھی ہے مولانا نے پڑھی ہے۔ اور عبادہ بن صامتؓ والی روایت پڑھی ہے۔ اور عبادہ بن صامتؓ والی روایت بخاری میں ہے، مسلم میں ہے، ترمذی میں ہے، موطا امام مالک کے اندر اور تمام کتابوں کے اندر ہے خلف الامام کا لفظ وہاں نہیں ہے۔

اور کتاب القرأت للبیہقیؒ والے نے خلف الامام کا لفظ وہاں ذکر کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ امام بیہقیؒ سے پہلے جتنی کتابیں تصنیف ہو چکی تھیں ان تمام کتابوں کے اندر یہ لفظ نہیں تھا جو ۱۰۰ھ یا ۱۵۰ھ، میں یا ۲۰۰ھ میں فوت ہوا ان کی کتابوں میں یہ لفظ نہیں تھے۔ اور امام بیہقیؒ خلف الامام کا لفظ لے آئے۔ ظاہر بات ہے کہ اگر اس کی سند صحیح ثابت ہو بھی جاتی پھر بھی یہ لفظ شاذ ہونے کی وجہ سے غلط تھا۔ لیکن اس کے اندر راوی مجہول ہے اور اسماء الرجال کی جو کتابیں ہیں ان سے یہ توثیق ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر یہ توثیق ثابت کر دیں تو میں اپنے مناظر یعنی حضرت اوکاڑوی سے

مطالبہ کروں گا کہ انہوں نے جو روایت پیش کی ہے اس کی سند کی توثیق ثابت کریں)۔

(اس پر غیر مقلد مناظر نے کہا) مولانا امین صاحب نے جو حدیث کتاب القرأت سے پڑھی ہے اس کو امام بیہقیؒ ضعیف کہہ رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے دو تین روایتیں ایسی پیش کیں ہیں الا ان یکون وراء الامام لیکن یہ نہیں بتایا کہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں یہ جھوٹی روایات ہیں۔

(اس پر اہل سنت والجماعت کے صدر مناظر نے فرمایا کہ مناظرہ ہو رہا تھا۔ مولانا شمشاد صاحب اور مولانا امین صاحب کے درمیان بہتر یہ تھا کہ مناظرہ ان دونوں کے درمیان ہی رہے میں بھی یہی کہتا ہوں کہ مناظرہ انہی کا رہے۔ صدر نے جو گفتگو کرنی ہوتی ہے اس کا تعلق صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مناظر کو پابند کرے اگر وہ کوئی تجاوز کرے۔ اب بات چونکہ انہوں نے شروع کی ہے اس لئے میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ زہریؒ سے روایت کرنے والے دس شاگرد ہیں اور ان کی روایات صحاح ستہ کے اندر موجود ہیں اور ان میں سے کسی کے اندر بھی خلف الامام کے لفظ موجود نہیں ہیں اور یہ لفظ امام بیہقیؒ لے آئے)

اس پر غیر مقلد نے کہا کہ یہ وہ روایت نہیں ہے۔

(اہل سنت والجماعت حنفی صدر مناظر نے فرمایا اگر اوپر سے دونوں کی سند یہی یونس عن الزہری نہ ہو تو میں جھوٹا، زہری پھر زہری کا استاد محمود بن ربیع، محمود بن ربیع کا استاد عبادہ بن صامتؓ۔ یہ تین راویوں کی سند بخاری، مسلم، مسند احمد، موطا امام مالک، میں موجود ہے ابو داؤد، اور ترمذی میں بھی موجود ہے کسی میں خلف الامام کا لفظ نہیں آیا اور زہری کے دس شاگردوں میں سے کسی نے یہ لفظ ذکر نہیں کئے۔ لیکن جب یہ روایت یونس کے نیچے عثمان بن عمر پھر عثمان بن عمر کے نیچے محمد بن یحییٰ الصفار آیا تو اس نے یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ بات صاف ہے کہ جب یہ سند کتابوں کے اندر موجود ہے اور بخاری نے یہ لفظ ذکر نہیں کیا، ترمذی نے، مسلم نے یہ لفظ ذکر نہیں کیا اور سند یہی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ غلط ہے پھر اگر امام بیہقیؒ یہ لفظ لے آئے تو

مولانا مبارک پوری صاحب تحقیق الکلام کے اندر یہ فرماتے ہیں۔امام بیہقیؒ اگر چہ کتنے بڑے امام ہی کیوں نہیں لیکن پھر بھی ہم ایک یہ بات بغیر دلیل کے قبول نہیں کرتے)۔

روایت پیش کی کہ جس کے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔پھر آگے قلت ابوطیب کو کہا کہ کیا یہ لفظ ٹھیک ہیں خلف الامام کے۔انہوں نے فرمایا بالکل ٹھیک ہیں اور امام بیہقیؒ فرماتے ہیں وهذا اسناد صحیح یہ اسناد صحیح ہے آگے سن لیں فیصلہ ہی ہوجائے گا۔

والزيادة التى كزيادة التى فى حديث مكحول وغيره.

یہ زیادتی اس طرح کی ہے جس طرح کی زیادتی مکحول وغیرہ کی حدیث میں ہے۔جس طرح وہاں انکار نہیں کیا جاتا اسی طرح یہاں بھی۔

ترمذی میں ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فجر کی نماز پڑھا کر فرمایا کہ کس نے میرے پیچھے قرآن پڑھا تھا تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ میں نے پڑھا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی کہتا تھا کہ کون میرے پیچھے پڑھ رہا ہے کہ قرآن مجھ سے جھگڑا کر رہا ہے۔میرے پیچھے نہ پڑھو مگر فاتحہ۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده ولا نبوة بعده. اما بعد. .

ہمارے قاضی صاحب کا مطالبہ یہ تھا کہ حدیث پڑھ کر اس کی سند کے ایک ایک راوی کو صحیح ثابت کریں۔صحیح حدیث کا یہی طریقہ ہے۔میں نے کہا تھا کہ نہ یہ پہلے اس کی سند کی راویوں کی صحت ثابت کر سکے ہیں اور نہ آج کر سکیں گے۔رہا یہ کہ انہوں نے آگے جو روایت پڑھی ہے اور فرمایا ہے کہ مکحول کے طریقے سے ترمذی میں جو روایت ہے۔محمد بن اسحٰق والی جیسے وہ ہے اسی طرح کی یہ ہے جیسی زیادتی وہاں ہے ویسی ہی یہاں ہے۔میں بتاتا ہوں کہ شیخ الاسلام امام ابن

تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

هذا الحديث معلل عن آئمة اهل الحديث كاحمد وغيره من الائمة.

یہ جو حدیث ہے (جسے غیر مقلد نے پڑھا) آئمہ اہل حدیث نے اس کو معلل کہا ہے۔روپڑی اور شمشاد صاحب جانتے ہیں کہ معلل حدیث کی سند اگر صحیح بھی ہو تب بھی قابل حجت نہیں ہوتی۔اور فرمارہے تھے کہ اگر بیہقیؒ سے بڑا کہے تو مانیں گے امام احمدؒ ان سب سے بڑے ہیں بخاریؒ سے بھی بڑے ہیں، ان سب کے استاد ہیں، بلکہ وہ اکیلے نہیں بلکہ وغيره من الائمة من اهل الحديث. باقی بھی جتنے اہل حدیث امام گزرے ہیں انہوں نے بھی اس کو جھوٹی کہا ہے اور معلل کہا ہے کہ اگر چہ اس کی سند صحیح بھی ہو پھر بھی یہ قابل حجت نہیں ہے۔

آگے شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔

اما الحديث وغلط فيه بعض الشاميين.

کہ کچھ شامی راویوں نے اس میں غلطی کرلی ہے وہ غلطی کیا ہے۔

اصله انه عبادةؓ كان يوما فى بيت المقدس.

اصل میں یہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث ہی نہیں ہے بلکہ عبادہ ؓ کی بات تھی بعض جھوٹے شامیوں نے اس کو اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث بنادیا۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۷۸ ج ۲)

اور علامہ ابن حبانؒ فرماتے ہیں هذا حديث معلل مشہور امام فرمارہے ہیں کہ یہ حدیث معلل ہے۔تنوع العبارات میں امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں وضعفه ثابت اس کا ضعف ثابت ہے من اوجه كثيرة. یہ مغنی ابن قدامہؒ سعودی حکومت نے شائع کی ہے اصل میں قصہ یہ ہے کہ جب تک اس کے راویوں کی صحت ثابت نہ کرے وہ مقبول نہیں ہے۔اور خود بیہقیؒ یہ کہتا ہے کہ یہ مکحول کی روایت کی طرح ہے۔مکحول کی روایت کے متعلق انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ضعیف

ہے۔من اوجه كثيرة.

جب مکحول کی روایت ضعیف ہے تو یہ بھی ضعیف ہوئی۔ مغنی ابن قدامہ میں بھی یہ لکھا ہے

قال الامام احمد امام احمد فرماتے ہیں۔

غير المعروف من اهل الحديث.

کہ یہ اہل حدیث کے ہاں ویسے ہی غیر معروف چیز ہے۔اس کے بعد یہ محمد بن اسحٰق کی روایت پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتاب صدیقہ کائنات جامعہ اہل حدیث جہلم سے چھپی ہے۔ آج بخاری چھوڑ چکے ہیں کیوں چھوڑی ہے ان کا عقیدہ یہ ہے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں جو کچھ درج فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی الوہیت، انبیاء کرام کی عصمت، ازواج مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ کیا یہ اسی طرح کی جامد تقلید نہیں ہے جس طرح مقلدین آئمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں۔ میں امام بخاریؒ کو اس معاملہ میں مرفوع القلم سمجھتا ہوں۔ معاذ اللہ۔

پھر ترمذی سے ابن اسحٰق کی روایت پیش کی ہے لکھتے ہیں یہ ابن اسحٰق وہ ذات شریف ہوئے ہیں جن کے متعلق امام مالکؒ کہتے ہیں۔

دجال من الدجاجلة.

یہ جہلم کا غیر مقلد لکھ رہا ہے یہ دجال تھا، جھوٹوں کی روایات جھوٹے پیش کرتے ہیں۔ اور آگے لکھتا ہے اکثر آئمہ حدیث نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم. اما بعد.

ہم نے ایک حدیث پیش کی کتاب القرأۃ للبیہقی سے اس کی سند پڑھ کر سنائی اس میں یہ لکھا ہے۔هذا اسناد صحيح.

آپ بات سمجھیں اب اس میں جو خلف الامام کی زیادتی ہے اس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ جو خلف الامام کی زیادتی ہے اس کو مکحول والی روایت کے ساتھ تشبیہ دی کہ یہ زیادتی بھی اسی

طرح ہے جس طرح کی زیادتی مکحول کی روایت میں تھی اور وہ زیادتی۔

صحيحة مشهورة من اوجهة كثيرة.

کئی وجوہ کی بنا پر وہ روایت صحیح ہے۔ ماسٹر امین صاحب یہ چیزیں پیش کر کے مغالطہ یہ دینا چاہتے ہیں کہ پتا نہیں کون سی پڑھ رہے ہیں۔ ہمارا مسئلہ اصل میں احسان صاحب! بیہقیؒ کی روایت سے ہے۔

ہم نے بیہقیؒ کی روایت سے خلف الامام کا لفظ پیش کیا اور وہ اس لئے کہ آپ کو مسئلہ سمجھ آ جائے۔ اگر تو آپ ہماری چوٹیں دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر تو وہ دیکھیں۔ اگر آپ مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ ہم نے بیہقیؒ سے یہ حدیث پیش کی ہے بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ یہ سند صحیح ہے۔ ماسٹر امین اور اس کے تمام حواری بیہقیؒ سے اس کی سند غلط ثابت کر کے دکھائیں۔

انہوں نے طحاوی سے حدیث پیش کی ہم ذمہ داری سے کہتے ہیں ہم طحاوی سے دکھائیں گے کہ وہ حدیث جھوٹی ہے۔ مسئلہ تھا پہلے بخاری کا ماسٹر امین صاحب چلے گئے مدینہ طیبہ حضرت عمر فاروقؓ کی نمازیں دیکھنے کے لئے۔ پھر میں نے آپ کے سامنے خلف الامام والی روایت پیش کی۔ بات تو چل رہی تھی بخاری کی۔ ماسٹر امین صاحب! میں آپ کو جانے نہیں دوں گا۔ میں نے آپ کو پہلے کہا تھا کہ آپ مدینے جا کر مقلد ڈھونڈتے پھرتے ہیں وہاں تمہیں مقلد نہیں ملیں گے۔ آپ کو وہاں مقلد کوئی نہ ملا کیونکہ اس وقت آئمہ اربعہ میں سے کوئی شخص موجود نہ تھا تقلید کا کیا مسئلہ تھا۔ آپ نے بات صحابہؓ تک پہنچائی اور حضرت عمرؓ کا ذکر لے آئے بھاگنے کے لئے۔ ہماری بات وہی رہے گی کہ کسی حدیث میں لکھا ہو کہ امام کے پیچھے مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہو جائے گی۔

بحث طلب جو بات ہے اور جس مسئلہ کا آپ حل چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ بخاری سے لکھا ہوا ثابت کر کے دکھائیں کہ امام کے پیچھے اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز جائز ہے اور ہو سکتی ہے۔ آپ اگر دور جائیں گے تو ہم وہاں سے پیش کریں گے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے

فلاں جگہ سے پیش کی۔ آپ بھی بخاری پر رہیں ہم بھی رہیں گے۔ ہم نے بخاری سے حدیث پیش کی ہے۔ آپ بھی کوئی حدیث پیش کریں تا کہ یہ لوگ کوئی بات سمجھیں۔

آپ چونکہ میدان چھوڑ کر بھاگنا چاہتے ہیں آپ کی یہ پرانی عادت ہے کہ آپ میدان چھوڑ کر ضرور بھاگا کرتے ہیں۔ میں آپ کو کسی چوہے کی بل میں نہیں گھسنے دوں گا۔ میں اس بل میں سے آپ کو پانی ڈال کر بھی باہر نکالوں گا۔ میری بات پھر وہی ہے کہ آپ بخاری سے یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

رہا محمد بن اسحٰق اور دوسرے راویوں پر کیچڑ اچھالنا یہ تمہاری پرانی عادت ہے۔ ماسٹر صاحب یاد رکھیں اگر آپ محدثین پر کیچڑ اچھالیں گے میں شاہ صاحب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ادب واحترام سے کہ اگر آپ محدثین پر کیچڑ اچھالیں گے تو پھر مجھے اجازت ہوگی کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں بھی پیش کروں کہ ان کے بارے میں محدثین نے کیا کہا ہے۔ میں محمد بن حسن شیبانیؒ کے بارے میں بھی پیش کروں گا۔ میں قاضی ابو یوسفؒ کے بارے میں پیش کروں گا۔ یا تو ان کو روکو کہ محدثین کے بارے میں غلط لفظ استعمال نہ کریں۔ اگر یہ نہیں رکے گا تو میں پیش کروں گا کہ یہ جس امام کے نام پر اپنے آپ کو حنفی کہلواتے ہیں ان محدثین نے ان کے بارے میں کیا کہا ہے۔ محدثین نے امام ابو حنیفہؒ پر تنقید کی ان کو انہوں نے ضعیف ثابت کیا۔ میں محمد بن اسحٰق کی توثیق فتح القدیر سے جو حنفیوں کی سب سے بڑی کتاب ہے اگر میں ابن ہمام کی کتاب فتح القدیر سے محمد بن اسحٰق کی توثیق ثابت کر دوں جو حنفیوں کا بڑا امام ہے تو ماسٹر امین سچا ہوگا یا ابن ہمام سچا ہوگا۔

میں حنفیوں کے جد اعلیٰ کی کتاب سے محمد بن اسحٰق کی توثیق ثابت کرتا ہوں کہ وہ سچے ہیں۔ اگر محمد بن اسحٰق کی توثیق ہم حنفیوں سے ثابت نہ کریں آپ ہمیں جھوٹا کہیں اور اگر ابن ہمام سے میں محمد بن اسحٰق کی توثیق ثابت کر دوں آپ چونکہ مناظرہ کے منتظم ہیں آپ مانیں۔ اگر میں ثابت نہ کرسکوں تو آپ میرا گریبان پکڑیں۔

ماسٹر امین صاحب کے منہ میں لگام دو اگر انہوں نے محدثین کے بارے میں غلط لفظ استعمال کیے تو میں اینٹ کا جواب پتھر سے دوں گا۔ آپ چونکہ ہمارے محدثین کو گالیاں دیتے ہیں آپ ہم سے امام ابو حنیفہؒ کی شان میں جو گستاخی کروائیں گے اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ (1)

چونکہ میں حنفیوں سے محمد بن اسحٰق کا سچا ہونا ثابت کر رہا ہوں ذرا عبارت کے لفظ آپ سن لیں پھر باری جسے دیں

میں ماسٹر امین کی بات مانوں یا ابن ہمام کی، ابن ہمام تو سچا کہیں۔

میں ان کے جد اعلیٰ سے اس کی توثیق ثابت کر رہا ہوں آپ فیصلہ کریں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ. اما بعد. .

زبان جل جائے اگر میں نے کہا ہو کشت محشر
تمہارے ایک ایک چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا انہوں نے جو روایت پیش کی ہے اسے ضعیف کہا

(1)۔ معلوم ہوتا ہے شمشاد صاحب حضرت اوکاڑویؒ کی روات پر جرح وتعدیل کی تاب نہ لاتے ہوئے بجائے اس کے کہ ان جروحات کا جواب دیتے امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب پر کیچڑ اچھالنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ حالانکہ جرح تو اس پر ہوگی جس کی روایت پیش کی جائے گی۔ جبکہ پورے مناظرے میں ایک روایت بھی ایسی پیش نہیں کی گئی جس کے راوی امام صاحبؒ یا امام ابو یوسفؒ یا امام محمدؒ ہوں۔ پھر یہ کہ حضرت اوکاڑویؒ نے محمد بن اسحٰق پر جرح اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ آئمہ جرح و تعدیل سے نقل کی ہے۔ لیکن شمشاد صاحب اس طرح کی باتیں کرنے پر مجبور ہیں ورنہ ان کو غیر مقلد کون کہے گا۔

ہے۔امام احمدؒ نے ابن تیمیہؒ نے، ابن قدامہؒ نے، اور علامہ ابن حبانؒ نے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم [illegible]

اکھیڑیں گے امام ابوحنیفہؒ کی۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ ﴿١٥٦﴾

کرے کوئی اور بھرے کوئی۔

پھر کہتے ہو کہ محمد بن اسحٰق کو تم کچھ کہتے ہو۔ یہ تمہارا فیض عالم صدیقی لکھتا ہے۔ یہ ابن

اسحٰق وہ ذات شریف ہے کہ جن کے متعلق امام مالکؒ فرماتے ہیں۔

دجال من الدجاجلة.

بڑے دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ اب یہ کہتا ہے محدث تھا۔ آگے کہتا ہے سلیمان

تیمی، یحیٰی بن سعید قطان یحیٰی بن خالدان کے بارے میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے۔

كذاب اشهد انه كذاب.

گواہی دیتے ہیں کہ وہ کذاب تھا۔ اکثر آئمہ حدیث نے اسے نا قابل حجت قرار دیا

ہے۔ ابن اسحٰق مدنی تھا مگر مدینہ سے نکل کر کوفہ، جزیرہ رائے سے گھومتا ہوا اس سند میں راوی

ہے۔ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا صرف یہ بتا رہا ہوں کہ یہ اس کے بارے میں کیا کہتے

ہیں۔ کہتا ہے ابن شہاب زہری منافقین اور کذابین کا دانستہ نہ سہی وہ گمراہ کن خبیث اور مکذوب

روایتیں انہی کی طرف منسوب ہیں۔ اس نے یہ بھی جھوٹی روایت بنائی کہ حضور ﷺ کے بیٹے کا نام

عبدالعزیٰ تھا۔ اس نے یہ بھی جھوٹی روایت بنائی کہ رسول پاک ﷺ بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔

ان کی گمراہ کن روایتوں میں ان کے ساتھ محمد بن اسحٰق بھی شریک ہے۔ یہ ان کی غیر مقلد کی کتاب

ہے۔

اس کے بعد مجھے فرماتے ہیں کہ فتح القدیر کو مولوی امین نہیں مانتا۔ آ! میں تجھے اسی فتح

القدیر سے مسئلہ سمجھاتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

واجماع اكثر الصحابه.

اکثر صحابہ کا اجماع اس پر ہے۔ ثمانية نفرا اسی صحابہ بیان کرتے ہیں۔

منع المقتدى عن القرأت خلف الامام.

کہ اسی صحابہ بیان کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے مقتدی قرأت نہ کرے۔ وہی فتح القدیر

اٹھا کر مولوی شمشاد صاحب مجھ پر رعب ڈال رہے ہیں۔ کبھی انہوں نے فتح القدیر پڑھی ہوتو

معلوم ہو۔ امام صاحب اسی فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔ ادركت سبعين بدريا. میں نے ان

ستر صحابہ کو پایا جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اور حیات تھے۔ فرمایا۔

كلهم ينهون عن القرأت خلف الامام.

وہ سارے کے سارے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے۔

اسی فتح القدیر میں ہے۔

كان عشرة من اصحاب النبى ينهون عن القرأت خلف الامام.

دس صحابہ بڑی سختی سے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
غیر مقلد مناظر
شمشاد سلفی
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
موضوع
عبارات فقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اس ملک پاک وہند میں آج سے تقریباً تیرہ سو سال قبل داعیان اسلام اپنے سینے میں شمع ہدایت روشن کئے ہوئے تبلیغ اسلام کی خاطر صحراؤں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے ۹۲ھ میں محمد بن قاسم ثقفیؒ کی قیادت میں سندھ پر حملہ آور ہوئے اور پھر آن کی آن میں ۹۵ھ تک سندھ کے فاتح بن گئے پھر اسلام کی روشنی کی صاف وشفاف کرنیں آہستہ آہستہ ہندوستان کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے لگیں۔

چنانچہ جب ۳۹۲ھ میں سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے ہندوستان کو فتح کر کے وہاں اسلامی سلطنت قائم فرمائی تو پورا ہندوستان اسلام کے انوارات سے جگمگانے لگا۔ جب ہندوستان کے لوگوں نے دیکھا کہ یہ لوگ تہذیب واخلاق کی بلندیوں پر پہنچنے والے، اپنے سینوں میں سمندر جیسا ظرف رکھنے والے، اپنے قلوب میں نوع بنی آدم کے لئے شفقت ومحبت کی طلاطم خیز موجوں کو سمائے ہوئے، ایک ایسے دین حنیف کی طرف داعی بن کر آئے ہیں، جس نے حیران وپریشان بھٹکتے ہوئے انسانوں کو ظلم وجہالت کی تہہ بہ تہہ تاریکیوں، کبر وعجب کی اندوہناک بیماریوں، لالچ، خود غرضی کی اندھی گلیوں، دھوکہ وفریب جیسے موذی امراض سے نکال کر، ایک ایسے صراط مستقیم پر چلایا ہے کہ راستے پر چلنے والوں کے اجسام ہی نہیں بلکہ دل بھی ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

وہ خود تو بھوکا رہنا پسند کر لیتے ہیں لیکن ہمسائے کی بھوک وپیاس انہیں برداشت نہیں ہوتی، وہ آگ میں کود کر بھی دوسروں کی ہدایت کا سامان پیدا کرتے ہیں، وہ اپنے آپ کو کشت وخون کی وادیوں میں گرا کر بھی دوسروں کو راحت پہنچاتے ہیں۔

ان کے مشن کے سامنے نہ سمندر کی طوفانی موجیں آڑ بن سکتی ہیں، نہ دشت وبیابان، صحراؤں کی ہولناکیاں، نہ آسمانوں کو چھوتی ہوئی پہاڑوں کی چوٹیاں ان کے سفر عشق ووفا میں مخل ہوتی ہیں۔ نہ ہی سرد راتوں میں چلنے والی سنسنی خیز آندھیاں اور طوفان ان کے منزل تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں۔ اپنے دین ومذہب کی خاطر سولی کے سامنے کھڑے ہو کر مسکرانا ان کی فطرت ہے مشقتیں اور صعوبتیں ان کے قدم نہ ڈگمگا سکیں۔

وہ موت کو گلے لگانا تو پسند کر لیتے ہیں، لیکن اپنے اصولوں کا سودا کرنا نہیں جانتے۔ یہ سینے پر تیروں کے زخم کھانا تو جانتے ہیں لیکن میدان کارزار سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا نہیں جانتے۔ یہ اپنے خون سے کوہساروں کو سیراب کرنا تو جانتے ہیں، لیکن اپنے خون کو دین متین سے عزیز نہیں سمجھتے۔ وہ جب اعداء کی طرف بڑھتے ہیں تو زندگی کی تمنا تو کجا بلکہ موت کی لذت سے ان کے دل سرشار ہوتے ہیں۔ یہ ایک بازو کٹوا کر دوسرا بھی کٹوانا پسند کرتے ہیں یہ جان فدا کر کے بھی یہی کہتے ہیں۔

کہ جان دی ہوئی تو اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جب یہ منزل کی طرف چلتے ہیں، تو پھر گرتے پڑتے بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ اور دنیا کی رنگ رلیاں، عیش وعشرت ان کے پاؤں کی زنجیر نہیں بن سکتی۔ دنیا اپنے تمام تر حسن اور رعنائی سے مزین ہو کر ہاتھ جوڑ کر ان کے سامنے پیش ہوتی ہے، لیکن وہ ان کی نظر التفات سے محروم ہی رہتی ہے۔ جب وہ ان کے جوتوں میں گرتی ہے تو یہ اس کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر ذلیل کرنا تو جانتے ہیں، لیکن مدہوش ہو کر اس کے سائے کے پیچھے بھاگنا نہیں جانتے۔

بزدلی بے غیرتی، مصلحت پسندی، کم ہمتی، ظلم و جور، تکبر و نخوت، حرص و لالچ نام کی کوئی چیز ان کی لغت میں نہیں ہے۔ ان کی لغت میں اگر ہے تو شجاعت و سخاوت ہے، اطاعت و اخلاق ہے، علم و عمل ہے، صبر و تقویٰ ہے، رحم دلی اور حسن معاشرت ہے۔

چنانچہ وہ لوگ آنے والی ان عظیم ہستیوں کے ان جواہرات کو دیکھ کر اپنے دل و جان کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور صرف داخل ہی نہیں ہوئے بلکہ ان لوگوں نے خدمت اسلام کے لئے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دئے جن کو پڑھ کر سیر و تاریخ کا طالبعلم ششدر و حیران رہ جاتا ہے اور وہ واقعات قیامت تک اپنی آب و تاب کے ساتھ کتب تاریخ کے اوراق میں چمکتے دمکتے رہیں گے، اور فرزندان توحید ان کی عہد و وفا کی داستانوں کو پڑھ کر اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے راہیں تلاش کرتے رہیں گے۔ اور ان کے کردار کی روشنی میں صراط مستقیم تک چلتے ہوئے جنت الفردوس کے دروازے تک جا پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہ عظیم لوگ جو مٹی میں مل کر گل و گلزار ہوئے، اور بھٹکے ہوئے مسافروں کے لئے ہادی بنے یہ کون لوگ تھے؟۔ جب تاریخ کی وادیوں میں پہنچ کر حقائق کو تلاش کیا جائے، تو تاریخی حقائق پکار پکار کر یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ مردان خدا مست اہل سنت والجماعت حنفی تھے۔

چنانچہ انہی کے فیض سے دوسرے مسلمان بھی حنفی المذہب ہوئے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان۔

(مکتوب ۵۵ دفتر دوم)

اہل اسلام کی سب سے بڑی جماعت امام ابو حنیفہؒ کی تابع ہے۔

اسی طرح مورخ فرشتہ لکھتا ہے۔

رعایا آں ملک کلہم اجمعین حنفی مذہب اند۔

(تاریخ فرشتہ ص ۳۳۶)

اسی طرح کشمیر کے بارے میں لکھتا ہے۔

مرزا حیدر در تاریخ رشیدی نوشتہ کہ مردم کشمیر تمام حنفی مذہب بودا اند۔

(ایضاً)

مرزا حیدر نے تاریخ رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیر کے تمام لوگ حنفی المذہب تھے۔

اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

اهل الروم و ماوراء النهر و الهند كلهم حنفيون.

(تحصیل التعرف ص ۴۶)

روم اور ماوراء النہر اور ہندوستان کے لوگ تمام کے تمام حنفی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

جمهور الملوك وعامة البلدان متمذهبين بمذهب ابى حنيفه رحمه الله.

(تفہیمات الٰہیہ ص ۲۱۲ ج ۱)

اکثر بادشاہ اور شہری عوام حنفی ہیں۔

نیز فرماتے ہیں۔

در جمیع بلدان و جمیع اقالیم بادشاہان حنفی اند و قضاۃ اکثر مدرساں و اکثر عوام حنفی۔

(کلمات طیبات ص ۱۷۷)

تمام ملکوں اور شہروں میں حنفی بادشاہ ہیں، اور اکثر مدرسوں کے قاضی اور اکثر عوام حنفی ہیں۔

ان تاریخی حقائق کا اقرار کرنے پر غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان بھی مجبور ہو گئے کہ ہندوستان کے اکثر لوگ حنفی تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں

اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقے اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔

(ترجمان وھابیہ ص ۱۰)

چنانچہ یہ مردان خدامست ہندوستان کی فضاؤں کو بارہ سو سال تک نور ہدایت سے منور کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان میں انگریز کے منحوس قدم آ پہنچے، اور فسق و ارتداد کی آندھیاں چلنی شروع ہوگئیں، تو ان آندھیوں میں نئے نئے فرقوں نے جنم لینا شروع کیا، جن میں سے ایک فرقہ غیر مقلدیت کا بھی تھا۔

جب یہ فرقہ وجود میں آیا چنانچہ یہ فرقہ سلف صالحین کے مذہب کو چھوڑ کر بنایا گیا تھا، تو اس نے مسائل بھی عجیب وغریب لکھے۔ (جن میں سے چند مسائل آگے حاشیہ میں ذکر کردیے جائیں گے)۔ اب جب انہوں نے یہ مسائل لکھے تو ہندوستان میں ایک بھگدڑ مچ گئی کہ یہ کیسا فرقہ ہے جس کے مسائل ایسے گندے ہیں۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے فقہ حنفیہ پر اعتراضات شروع کردئے، اور اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ اس پراپیگنڈہ میں مصروف ہیں۔

چنانچہ مندرجہ ذیل مناظرہ بھی اس موضوع پر ہوا۔ حیرت تو یہ ہے کہ وہ فرقہ جس کی پیدائش کے دن بھی گنے جاسکتے ہیں وہ اس فقہ پر اعتراضات کرتا ہے جس کو تیرہ سو سال سے مسلمانوں کی دو تہائی تعداد عمل میں لا رہی ہے۔ اور ان کو یہ فقہ نہ قرآن کے خلاف نظر آئی نہ ہی حدیث کے خلاف، قیامت ہے کہ ایک ایسا فرقہ جو ایک ملک تو کجا، ایک شہر تو کجا، ایک انچ زمین بھی فتح کرکے اسلامی حکومت میں شامل نہ کرسکا، وہ اس فقہ کو برا کہتا ہے جس فقہ پر عمل کرنے والے اہل سنت احناف لاشوں کو روندتے ہوئے، خون کی ندیاں عبور کرکے، اپنے سینوں میں مشعل ہدایت روشن کئے، فقہ حنفی کی خوشبو بسائے ہندوستان جو کہ ظلمات بعضها فوق بعض

کا مصداق تھا اس میں ہدایت کے نور کو پھیلانے پہنچانے اس پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ۔

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ ایک کلچڑی گنجی

کرے ہے حضور بلبل بستان نوا سنجی

چنانچہ اب مناظرہ پیش کیا جاتا ہے، چنانچہ وقت مناظرہ قلیل ہونے کی وجہ سے بسا اوقات اجمالی حوالہ دے دیا جاتا ہے یا اشارہ کردیا جاتا ہے، اس لئے حاشیہ میں بعض حوالوں کی نشاندہی کی کوششیں کی ہیں۔ باقی جواب مفصل کیوں نہیں دے سکتے، اس لئے کہ غیر مقلد مناظر تو ۱۰ منٹوں میں ۱۲۰ اعتراضات کردے گا۔ جب کہ ہر اعتراض کا جواب دینے میں وقت لگتا ہے۔

اس لئے حضرت نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ مناظرہ کا طریقہ یوں ہونا چاہئے کہ ایک اعتراض کیا جائے، پھر اس کا جواب دیا جائے۔ یوں تمام اعتراضات کا جواب ہوسکتا ہے، لیکن جو اوقات کی تعیین کردی جاتی ہے اس میں مخالف مناظر اپنے وقت میں اعتراضات تو زیادہ کردیتا ہے جب کہ جواب کے لئے وقت درکار ہوتا ہے، تو اس لئے اجمالی حوالوں کی نشاندہی کی کوشش حاشیہ میں کردی گئی ہے۔

دعا ہے کہ رب ذوالجلال لامذہبوں کے وساوس سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

(محمد محمود عالم صفدر)

مناظرہ

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد.

حضرات! ہم جس مقصد کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں وہ پچھلی دس تاریخ کا واقعہ ہے کہ نیازی صاحب نے ایک بات طے کی وہ میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں، اس کے مطابق گفتگو ہوگی۔

جو موضوع ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، پہلے میں اپنے مسلک کے بارے میں آپ کے سامنے وضاحت کروں گا۔ وہ آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں گے کہ ہم لوگوں کی دعوت کیا ہے۔ ہم لوگ کیا چاہتے ہیں؟۔ ہم لوگوں کے سامنے کونسی دعوت پیش کرتے ہیں۔ میں یا میرے ساتھی قطعی طور پر غیر اللہ کی عبادت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی طرح ہم غیر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

آئمہ کرام کا ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہوئے ہم گفتگو کریں گے۔ لیکن یہ بات میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی کتاب اور حضور اکرم ﷺ کی حدیث پاک، یعنی وہ دین جو بذریعہ وحی نازل ہوا، وہ ہر قسم کی غلطی، ہر قسم کی لغزش سے پاک، مبرا ہے۔

لیکن اس زمین پر بیٹھ کر جن لوگوں نے دین بنایا، یا دین کی اپنی طرف سے تشریحات کیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ وہ غیر نبی ہیں اس لئے ان کی بات من وعن تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ ان میں ہر قسم کی غلطی کا امکان موجود ہے۔ بلکہ اس قسم کے مسائل موجود ہیں جو امت نے بالاتفاق کہا کہ غلط ہیں۔

پچھلے دنوں جو بات طے ہوئی وہ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں اس کے مطابق گفتگو ہوگی۔ کہ میں فقہ حنفیہ کے چند مسائل، پانچ مسائل میں سے ترتیب وار پہلے ایک مسئلہ پیش کروں

گا۔ میں مطالبہ کروں گا کہ آپ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت کریں کہ کیا اس طرح یہ مسئلہ جائز ہے۔ یہ مسئلہ اس طرح قرآن وسنت کے مطابق ہے یا ان کے مخالف۔ نہ آپ جذبات میں آئیں۔ فیصلہ لوگوں نے کرنا ہے۔ نہ آپ میری کسی بات پر تلخی کا مظاہرہ کریں، نہ میں آپ کی بات پر۔

میں پہلے کہہ رہا ہوں کہ ہر آدمی ذہن نشین کر لے کہ ہم غیر نبی کی وکالت نہیں کرتے، ہر اس بات کو قبول کریں گے جو کتاب اللہ کے مطابق ہوگی۔ یا حضرت محمد ﷺ سے ثابت ہوگی۔ اس کے علاوہ کسی شخص کی بات کوئی ہو کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بھی آئے گا اگر اس کی بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے موافق ہوگی سر آنکھوں پر ہوگی۔ وہ چیز ہمارے لئے ہدایت ہوگی۔ ہم اس کو تسلیم کریں گے، اور اگر وہ بات محمد ﷺ کے مخالف ہوگی تو میں عرض کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اسے کوئی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

موضوع یہ ہے، فقہ کے پانچ مسائل میں نے ان کو لکھ کر دے دئے، اور یہ کہا کہ فقہ حنفیہ کے مسائل اجتہادیہ خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مسائل اجتہادیہ، اکثر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے خلاف ہیں۔

میں نے مثال کے طور پر ان میں سے پانچ مسائل ذکر کئے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں ابھی آپ کو اکٹھے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ آپ تسلی سے سن لیں۔ اگر آپ کہیں تو میں باری باری ایک ایک مسئلہ پڑھ دیتا ہوں۔ یہ اس کا ثبوت اللہ کی کتاب یا سنت رسول ﷺ سے دے دیں۔

پہلا مسئلہ یہ ہے۔

ومن استاجر امراۃ لیزنیھا فزنی بھا لا یحد فی قول ابی حنیفۃ.

اگر کوئی شخص کرائے پر عورت لے اس لئے کہ اس سے زنا کرے پھر اس نے اس سے زنا

بھی کیا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق اس شخص پر زنا کی حد نہیں لگے گی۔

دوسرا مسئلہ۔

و کذالک لو تزوج لذات رحم محرم نحو البنت والاخت والام والعمة والخالة وزنی بھا لاحد فی قول ابی حنیفه.

اگر کسی شخص نے محرمات ابدیہ سے نکاح کرلیا جیسے بیٹی بہن ماں پھوپھی، خالہ اور اس سے نکاح کرنے کے بعد منہ کالا بھی کرلیا کہتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حد نہیں لگے گی (۱)۔

(۱)۔ جب علمائے احناف نے غیر مقلدین کے بے ہودہ مسائل مثلاً اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کا غیر فطری مقام استعمال کرلے تو اس پر (حد یا تعزیر تو کجا) انکار تک جائز نہیں۔

اور مثلاً زید نے ایک عورت سے زنا کیا اس زنا سے لڑکی پیدا ہوئی تو زید خود اپنی اس بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰۹)

پر ان سے قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرنے کا مطالبہ کیا تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے تحت، علمائے احناف سے تو منہ چھپانے لگے کہ وہ ان گندے مسائل پر دلیل کا مطالبہ کردیتے ہیں اور حنفی عوام میں شبہات پھیلانے شروع کردیئے کہ حنفی مذہب میں بھی بیٹی اور دیگر محرمات سے نکاح جائز ہے۔

اس پر احناف نے جواب دیا کہ یہ سفید نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ ہے۔ ہماری فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ محرمات ابدیہ سے نکاح جائز نہیں، بلکہ فتح القدیر میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف یہ کہے کہ ماں بہن سے نکاح جائز ہے وہ کافر اور مرتد اور واجب القتل ہے۔ جب وہ حنفیوں کے اس جواب سے عاجز آگئے تو یہ فرقہ ڈھیٹ تو

تیسرا مسئلہ۔

ولو نظر المصلی علی المصحف و تلا بطت صلوة ولا الی فرج امراة بشھوة. (۱)

ہے ہی پینترا بدل کر دوسرا شبہ ڈال دیا کہ نکاح تو جائز نہیں ہاں اگر نکاح کر کے صحبت کرلی تو اس پر حد نہیں۔ حالانکہ یہ بھی احناف پر افتراء ہے۔ حد نہ ہونے کا مطلب یہ تو نہیں کہ اس پر کوئی سزا ہی نہیں بلکہ اس پر تعزیر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

یو جع عقوبة (عالمگیری ص ۱۴۸ ج ۲)

اور تعزیر بھی قتل تک ہے۔

ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجل مع امرأة لا تحل له.

(ردمختار ص ۱۷۹ ج ۳)

اور تعزیر قتل کے ساتھ ہوگی اور مثل اس شخص کے جس کو ایسی عورت کے ساتھ پایا جو اس کے لئے حلال نہیں۔

(۱)۔ ارتداد و لامذہبیت کی آندھیوں میں جب یہ فرقہ پیدا ہوا تو شہوانی خواہشات کو بھی عروج مل گیا اور انہوں نے شہوانی قسم کے افراد کو اپنی فرقی (فرقے کی تصغیر) میں داخل کرنے کے لئے فتوی دیا۔

درنماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح باشد۔ (عرف الجادی ص ۲۲)

ترجمہ۔ پوری نماز میں جس کی شرمگاہ ننگی رہی اس کی نماز صحیح ہوتی ہے۔

اب چاہے کہ عورت تنہا ننگی نماز پڑھے یا دوسری عورتوں کے ساتھ، سب ننگی نماز پڑھیں یا اپنے باپ، بھائی، بیٹے، ماموں، چچا کے ساتھ مادرزاد ننگی نماز پڑھے تو بھی نماز صحیح ہے۔

یہ میں اپنی طرف سے نہیں لکھ رہا بلکہ بدور الاھلہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا۔

اگر کسی نمازی نے نماز کی حالت میں قرآن پاک دیکھا اور کچھ پڑھ بھی لیا تو اس کی نماز

اما آنکہ نماز زن اگر چہ تنہا باشد یا بازناں یا با شوہر یا با دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم ست۔

اور یہ تمام مسائل اس وقت ہیں جب کپڑا موجود ہو۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے۔

لو صلی عریاناً ومعہ ثوب صحت صلوتہ (نزل الابرار ص ۲۵)

جب یہ مسائل شہوانی قسم کے لوگوں کے سامنے آئے تو انہوں نے کہا کہ لذت تب آئے گی جب دیکھنا بھی جائز ہو، انہوں نے فوراً ان کی خواہش پوری کرتے ہوئے لکھ دیا۔

ہمچنیں دلیلے بر کراہت نظر در باطن فرج نیامدہ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵)

عورت کی شرمگاہ میں جھانکنا بالکل مکروہ نہیں۔

اب چونکہ غیر مقلد مردوں اور عورتوں نے ننگے نماز پڑھتی تھی تو دل بے تاب نے ایک اور مطالبہ کر دیا کہ ان رانوں اور چوتڑوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے، چنانچہ یہ خواہش بھی پوری کر دی گئی۔

در جواز استمتاع از فخذین وظاہر الیتین وغو آں خود ہیچ شک وشبہ نہ باشد وسنہ صحیح بداں وارد گشتہ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵)

رانوں سے فائدہ اٹھانا بے شک وشبہ جائز ہے بلکہ سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔

اب جب یہ مسائل لوگوں کے سامنے آئے تو انگلیاں اٹھنی شروع ہو گئیں کہ شیعہ تو کبھی کبھی متعہ کرتے ہیں، یہ اس بے حیائی کے کام کو ہر وقت کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پینترا بدلا اور کہا کہ تمہاری فقہ میں بھی تو لکھا ہے کہ قرآن دیکھ کر نماز میں پڑھنا جائز نہیں اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر نماز میں عورت کی شرمگاہ دیکھنا جائز ہے۔ تو تمہاری فقہ بھی قرآن کے خلاف ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں نماز میں قرآن

باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھ لیا تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی۔

پڑھنا فرض ہے۔ اگر مقدار فرض قرأت بھی نہ پڑھی تو نماز باطل ہو جائے گی۔ ہاں البتہ قرآن ہاتھ میں اٹھانا اس کے اوراق کو الٹ پلٹ کرنا مستقل اس پر نظر جمائے رکھنا ایسے افعال ہیں جن کا نماز سے تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کوئی فعل کیا اور یہ سب باتیں عمل کثیر ہیں۔ اور ایسا فعل جو عمل کثیر ہو اس کا تعلق نماز سے بھی نہ ہو تو اس کو کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (ہدایہ)

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک ایسا آدمی آیا جس کو قرآن یاد نہ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا نماز میں حمد وثنا پڑھ لیا کرو۔ اب آپ ﷺ نے اس کو قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہ دی۔ اگر اس کی گنجائش ہوتی تو آپ ﷺ اس کو ضرور اجازت مرحمت فرماتے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نھانا امیر المؤمنین ان نؤم الناس فی المصحف (کنز العمال ص ۲۴۶ ج ۴)

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر نماز میں پڑھیں۔

معلوم ہوا کہ احناف کا یہ مسئلہ حدیث رسول ﷺ اور خلیفہ راشد سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق ہے۔

باقی رہا عورت کو دیکھنا، یہ بات فقہ میں کہیں بھی نہیں لکھی کہ نماز پڑھتے ہوئے عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے۔ البتہ احادیث اس بارے میں مختلف آئی ہیں۔

حدثنا ابو بکرۃ بن ابی شیبہ قال نا اسماعیل بن علیۃ ح و حدثنی زھیر بن حرب قال نا اسماعیل ابن ابرھیم عن یونس عن حمید

چوتھا مسئلہ۔

اگر کسی شخص کو نکسیر پھوٹ پڑے اور وہ سورۃ فاتحہ اپنی پیشانی پر خون سے لکھ لے تو یہ

بن هلال عن عبدالله بن الصامت عن ابی ذر قال قال رسول الله ﷺ اذا قام احدکم یصلی فانه یستره اذا کان بین یدیه مثل اخرة الرحل فاذا لم یکن بین یدیه مثل آخرة الرحل فانه یقطع صلوته الحمار والمرأة والکلب الاسود قلت یا اباذر ما بال الکلب الاسود من الکلب الاحمر من الکلب الاصفر قال یا ابن اخی سالت رسول الله ﷺ کما سألتنی فقال الکلب الاسود شیطان. (مسلم ص۱۹۷ ج۱)

ترجمہ سند کے بعد۔ حضرت ابوذر ؓ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی نماز کی لئے کھڑا ہو تو اس کے لئے سترا بن جائے گا جب اس کے سامنے کجاوے کی پالان کی لکڑی کی مثل ہو، اور اگر اس کے سامنے کجاوے کے پالان کی مثل لکڑی نہ ہو تو اس کی نماز کو گدھا، عورت اور سیاہ کتا توڑ دے گا۔

حضرت عبداللہ بن الصامت ؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوذر ؓ کو عرض کیا کیا حال ہے سیاہ کتے کا سرخ اور زرد کتے سے (یعنی سیاہ کتے کی سرخ اور زرد کتے سے تخصیص کی کیا وجہ ہے) فرمایا اے میرے بھتیجے میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا جیسا کہ تو نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سیاہ کتا شیطان ہے۔

حدثنا ابو بکر بن خلاد الباهلی ثنا یحی بن سعید ثنا شعبة ثنا قتادة ثنا جابر عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال یقطع الصلوة الکلب الاسود، والمرأة الحائض. (ابن ماجه ص۶۷)

حاصل کرنے کے لئے جائز ہے، اگر پیشاب سے بھی لکھ لے اگر اس کو شفاء کا یقین ہو تو جائز ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی اقدس ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حائضہ عورت اور کالا کتا نماز کو توڑ دیتا ہے۔ (یعنی یہ اگر نمازی کے آگے سے گزریں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔)

حدثنا مسدد ثنا یحی عن شعبة ثنا قتادة قال سمعت جابر بن زید یحدث عن ابن عباس رفعه شعبة قال یقطع الصلوة المرأة الحائض والکلب. (ابو داؤد ص۱۰۲)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے شعبہ نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے، فرمایا حائضہ عورت اور کتا نماز کو توڑ دیتا ہے۔ (یعنی یہ اگر نمازی کے سامنے سے گزر جائیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے)

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة وعمرو الناقد وزهیر بن حرب قالوا ثنا سفیان بن عیینة عن الزهری عن عروة عن عائشة ان النبی ﷺ کان یصلی من اللیل انا معترضة بینه و بین القبلة کاعتراض الجنازة. (مسلم ص۱۹۷ ج۱)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے میں آپ ﷺ اور قبلہ کے درمیان ایسے لیٹی ہوئی ہوتی تھی جیسے جنازہ رکھا جاتا ہے۔ یعنی سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔

حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبیدالله عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة زوج النبی ﷺ انها قالت کنت انام بین یدی رسول الله ﷺ ورجلای فی

پانچواں مسئلہ۔

واذا اصبت النجاسة. کہ اگر کسی شخص کے جسم کے بعض حصے پر نجاست لگ جائے

قبلته فاذا سجد غمزني فقبضت رجلي واذا قام بسطتها قالت والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح . (بخاری ص ۵۲ ج ۱)

ترجمہ حضرت عائشہ جو کہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں آپ ﷺ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھی اور پس جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے اشارہ فرماتے تو میں اپنی ٹانگوں کو اکٹھا کر لیتی تھی اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوجاتے تو میں ان کو پھیلا لیتی اور ان دنوں گھر میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

اب یہ چاروں احادیث صحیح ہیں اور آپس میں متعارض ہیں ۔ اب علمائے احناف نے اس میں تطبیق دی اور فرمایا کہ نماز تو نہیں ٹوٹے گی لیکن نماز کا خشوع باطل ہوجائے گا۔ جب احناف کے نزدیک اگر عورت کپڑے پہن کر نمازی کے سامنے سے گزرے تو نمازی کا خشوع باطل ہوجاتا ہے تو احناف سے نماز میں عورت کی شرمگاہ دیکھنے کی اجازت کیسے متصور ہوسکتی ہے۔ احناف کے نزدیک تو نماز میں کسی مرد یا عورت کے چہرے کی توجہ رکھنا بھی مکروہ ہے۔ چنانچہ عالمگیری میں لکھا ہے۔

ولو صلى الى وجه الانسان يكره (عالمگیری ص ۱۰۸ ج ۱)

تو احناف کے نزدیک شرمگاہ کا دیکھنا کیسے جائز ہوگا۔ البتہ یہ ایک الگ بات ہے کہ کسی نمازی کے سامنے سے کوئی ننگا گزرے اور اس کی نظر پڑ جائے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟۔ تو احناف نے احادیث میں دیکھا تو ان کو عمرو بن سلمہ کی روایت نسائی شریف میں مل گئی وہ روایت یہ ہے۔

اگر وہ اس کو زبان سے چاٹ لے تو وہ پاک ہوجائے گا (۱)۔

عن عمرو بن سلمة قال لما رجع قومي من عند النبي ﷺ قال انه قال ليؤمكم اكثركم قرأة للقرآن قال فدعوني فعلموني الركوع والسجود فكنت اصلي بهم وكانت علي بردة مفتوقة فكانو يقولون لابي الا تغطي عنا است ابنك. (نسائی ص ۱۲۵ ج ۱)

ترجمہ۔ حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا جب میری قوم حضور ﷺ سے ہوکر واپس آئی تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے جو تم میں سے قرآن کا زیادہ قاری ہو وہ امامت کروائے ۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں پس انہوں نے مجھے بلایا اور مجھے رکوع سجدہ سکھایا۔ پس میں ان کو امامت کرواتا تھا اور مجھ پر ایک پھٹی ہوئی چادر تھی پس لوگوں نے میرے والد کو کہا کیا تو اپنے بیٹے کی شرمگاہ نہیں ڈھانپتا۔

اب کسی حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ ان لوگوں کو جنہوں نے عمر بن سلمہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی ان کو نماز لوٹانے کا حکم دیا گیا ہو۔ اور نہ ہی کسی محدث نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے کہ نماز میں شرمگاہ کے دیکھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز نہیں ٹوٹتی۔ اب نماز نہ ٹوٹنا اور بات ہے اور خود کسی کو سامنے کھڑا کرنا اور بات ہے۔ جیسے کتا اگر نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی ۔ اب کوئی اگر یہ کہے کہ کتا سامنے باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ یہی دھوکہ غیر مقلدین نے فقہ کے مذکورہ مسئلے کے ساتھ کیا ہے۔

(۱)۔ مشہور ہے کہ کوا جب بھی گرے گا تو پاخانے پر ہی گرے گا۔ پھلوں پر گرنا اس کی قسمت میں کہاں ۔ یہی حساب اس نوزائیدہ فرقے کا ہے۔ کہ جب بھی گرے تو نجاست پر گرے اور گرے بھی اس نجاست کو پاک اور حلال کہتے

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمدللہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین

ہوئے۔ سارے مسلمان کافر غیر کتابی کے ذبیحہ کو نجس اور مردار قرار دیتے تھے اور انہوں نے پیدا ہوتے ہی مردار خوری شروع کر دی اور فتوی دیا کہ یہ حلال ہے۔ چنانچہ عرف الجادی میں لکھا ہے۔

وذبائح اہل الکتاب ودیگر کفار نزد وجود ذبح بر بسملہ یا نزد اکل آں حلال است حرام ونجس نیست۔ (عرف الجادی ص ۱۰)

اہل کتاب اور دوسرے کفار کے ذبائح جبکہ ان کے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھ لی جائے یا کھاتے وقت، حلال ہے۔ حرام اور نجس نہیں ہے۔

نیز لکھتا ہے۔

ایں نص است بر حلت ذبیحہ کافر وعدم اشتراط اسلام در ذابح خواہ ذمی باشد یا غیر۔

(عرف الجادی ص ۲۳۹)

ترجمہ۔ اور یہ کافر کے ذبیحہ کی حلت پر نص ہے اور ذبح کرنے والے میں اسلام کی شرط نہ ہونے پر خواہ وہ ذمی ہو یا اسکا غیر۔

اسی طرح منی کو پاک کہا اور ایک قول میں کھانا بھی جائز قرار دیا۔

(فقہ محمدیہ ص ۴۶ ج ۱)

اب یہ انہی کو معلوم ہوگا کہ گرمیوں میں کیسے استعمال کرتے ہیں سردیوں میں کیسے۔ پھر گرمیوں میں کسٹرڈ بناتے ہیں یا قلفیاں جماتے ہیں۔ تمام مسلمان خمر کو ناجائز کہتے تھے اس فرقے نے اعلان کر دیا۔

الخمر طاہر۔

(کنز الحقائق)

بلکہ اس کو استعمال کرنے کا نسخہ بھی بتا دیا۔ کہ اگر خمر سے آٹا گوندھ کر روٹی پکا

اصطفٰی امابعد۔

میرے دوستو اور بزرگو۔ بنیادی اختلاف یہ ہے کہ مسلک حنفی جو خیر القرون میں مدون

لی جائے تو وہ روٹی کھانی جائز ہے۔

(نزل الابرار ص ۵۰ ج ۱)

اور وجہ یہ بتائی کہ شراب جل جاتی ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر پیشاب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکا لی تو کیا وہ بھی کھانی جائز ہے۔ یہ چند نمونے تو مشتے از خروارے کے طور پر پیش کیے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب اس فرقے نے نجاست خوری شروع کی تو اس نجاست نے اپنا اثر تو دکھانا ہی تھا چنانچہ فقہاء کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اور فقہ کے خلاف شور مچا دیا کہ ان کے ہاں نجاست چاٹنا جائز ہے۔ حالانکہ یہ فقہ پر ایسا افترا ہے کہ آج تک ایسا افترا کسی غیر مسلم نے بھی فقہ پر نہیں بولا۔ کیونکہ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ۔

نجاست چاٹنا منع ہے۔

(بہشتی زیور ص ۵ ج ۲)

اب جو مسئلہ انہوں نے بگاڑا وہ در اصل یہ ہے کہ جیسے جاہل عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ کپڑا سی رہی تھیں انگلی میں سوئی لگ گئی اور تھوڑا سا خون نکل آیا اب اس عورت نے بجائے پانی سے دھونے کے دو تین مرتبہ چاٹ کر تھوک دیا۔ اب یہ جو اس نے خون کو چاٹا تو گناہ ہے، لیکن کیا اس بار بار چاٹ کر تھوک دینے سے جبکہ خون کا نشان باقی نہ رہا تو انگلی اور منہ پاک سمجھے جائیں گے یا ناپاک؟۔

تو فقہ نے بتا دیا کہ اگرچہ چاٹنا گناہ ہے لیکن خون کا اثر باقی نہ رہنے کی وجہ سے انگلی اور منہ پاک ہو گئے۔

ہاں اگر ان کے پاس کوئی ایسی حدیث ہو کہ جس میں لکھا ہو کہ خون کا اثر باقی

ہوا ہے اس کی غلطیاں نکالنے کے لئے وہ فرقہ کھڑا ہوا ہے جو انگریز کے دور میں پیدا ہوا ہے۔

یہ میرے پاس نقوش ابوالوفاء مولوی ثناء اللہ امرتسری کی سوانح عمری موجود ہے، اس میں ہے۔ ہندوستان میں عمل بالحدیث کس طرح جاری ہوا ۱۸۶۰ء میں انگریز کے ملازم محمد یوسف نے اس کی ابتدا کی (۱)۔

نہ رہنے کے بعد انگلی اور منہ ناپاک ہے۔

چشم ما روشن دل ما شاد

ہم اس حدیث کو سر آنکھوں پر رکھ کر فقہ کا یہ مسئلہ چھوڑ دیں گے۔ لیکن۔

بسیار آرزو خاک شدہ

غیر مقلد قیامت تک ایسی حدیث پیش کرنے سے عاجز ہیں، البتہ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ ہمارے نزدیک تو خون ناپاک ہے انگلی اور منہ سے اس کا اثر ختم ہوا تو یہ پاک ہوئی، لیکن غیر مقلدین کے نزدیک تو حیض کے خون کے علاوہ باقی سارے خون پاک ہیں۔

(کنز الحقائق ص۱۶، تیسیر الباری ص۲۰۶ ج۱، بدور الاھلہ ص۱۸، عرف الجادی ص۱۰، نزل الابرار ص۴۹ ج۱)

چنانچہ اگر غیر مقلد مرد یا عورت انگلی خون میں لت پت کر کے منہ میں رکھے رہے، نہ منہ ناپاک نہ انگلی، کیونکہ پاک چیز ہی انگلی کو لگی اور پاک چیز ہی منہ میں رکھی۔

(۱)۔ چنانچہ نقوش ابوالوفاء میں ان کے مولوی ابو یحیٰی امام خان نوشہروی لکھتے ہیں، ہندوستان میں عمل بالحدیث کس طرح جاری ہوا (از محمد یوسف صاحب پشنر) ۱۸۶۰ء کا واقعہ ہے کہ میری عمر تخمیناً بیس برس تھی۔ میں امرتسر میں کتب فروشی کرتا تھا کہ میرے پاس مظاہر حق بھی آئی میں نے اس میں رفع یدین کی حدیث دیکھی، تو اپنے استاد ابو عبداللہ مولوی غلام علی صاحب مرحوم امرتسری کی خدمت میں پیش کی۔ مولوی صاحب چونکہ ان دنوں حنفی تھے۔ اس لئے انہوں نے جواب دیا

یہ میرے پاس فتاوٰی علمائے حدیث موجود ہے۔ اس میں مولانا عبدالواحد غزنوی

یہ حدیث شافعیوں کی ہے۔ امام شافعیؒ نے اس کو لیا ہے، ہمارے امام اعظمؒ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ (مگر بعد میں اہل حدیث ہو گئے) میں نے کہا حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہے یا نہیں؟۔ کیا رسول خدا ﷺ نے یہ تقسیم کی ہے؟۔ مولوی صاحب نے کہا حدیث تو رسول اللہ ﷺ کی ہے، مگر ہمارے امام کا اس پر عمل نہیں۔

یہی جواب میرے دوست شیخ محی الدین لاہوری نے دیا۔ مگر میری تسلی اس سے نہ ہوئی تھی، میں برابر مولوی غلام رسول صاحب کی مسجد میں رفع یدین کرتا رہا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب موصوف نے مجھ کو اپنی مسجد سے نکال دیا۔ انہی دنوں امرتسر میں مولوی عبداللہ مرحوم سوڑیاں والے اور مولوی عبداللہ نکونڈی اور سید حسین شاہ بٹالہ والے آئے تھے۔ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی میں نے آمین بالجہر کہی۔ انہوں نے بھی مجھے منع کیا تو میں نے حدیث ان کے سامنے پیش کی۔ تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو میرے استاد مولوی غلام علی صاحب نے دیا تھا، کہ اس حدیث پر امام شافعیؒ کا عمل ہے، ہمارے امام صاحب کا اس پر عمل نہیں۔ میں نے کہا یہ حکم بھی رسول اللہ ﷺ کا ہے کہ امام شافعیؒ عمل کریں اور اور امام اعظمؒ نہ کرے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کس کا شاگرد ہے۔ میں نے کہا میں مولوی غلام علی صاحب کا شاگرد ہوں۔ بولے افسوس وہ تو حنفی تھے وہ کیوں لامذہب ہو گئے۔ پھر تینوں صاحب غصے میں مولوی صاحب موصوف کی مسجد میں پہنچے پوچھا آپ نے اس لڑکے کو کیا سکھایا ہے؟۔ مولوی صاحب موصوف نے کہا میں نے تو اس لڑکے کو مسجد سے نکلوا دیا ہے، یہ میری نہیں سنتا۔ مگر تینوں صاحب اس پر مصر رہے کہ نہیں آپ ہی نے اس کو سکھایا ہے۔ تینوں کے اصرار کرنے پر مولوی صاحب ممدوح بھی میری طرف ہو گئے۔ کہ اچھا اس کی یہ دلیل ہے تو آپ لوگ اس کا جواب دیں۔ جواب میں انہوں نے وہی کہا جو مولوی صاحب خود فرمایا کرتے تھے۔ مولوی صاحب نے اس جواب کو توڑا

فرماتے ہیں۔

کہ ہمارے اس دور میں ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو

توان کو یقین ہو گیا کہ واقعی مولوی صاحب کی تعلیم ہے۔ ادھر خدا نے مولوی صاحب کے قلب مبارک پر یہ اثر کیا کہ انہوں نے بھی رفع یدین اور آمین بالجہر شروع کردی۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف گو میرے ساتھ سختی کرتے تھے لیکن ان مسائل کے متعلق کتابوں کی تحقیق کرتے رہتے تھے۔ آخر جو وقت خدا کے علم میں اس کام کے اجراء کا تھا وہ آ گیا تو مولوی صاحب نے اعلانیہ عمل بالحدیث شروع کردیا۔ بس پھر کیا تھا شہر امرتسر میں ایک عام شور مچ گیا مگر مولوی صاحب اس تمام شورش میں مستقل مزاج رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج امرتسر میں ہزاروں آدمی عمل بالحدیث کر رہے ہیں۔ امرتسر میں گل کھلا کر میں اپنے وطن مظفر گڑھ میں شادی کروانے چلا گیا، ریل نہ ہونے کی وجہ سے کئی دنوں کا سفر تھا۔ راستے میں یہی طریق رہا جہاں نماز پڑھی آمین بالجہر کی اور شورش ہوئی، خدا خدا کر کے اپنے وطن حسین پور ضلع مظفر گڑھ پہنچے وہاں بھی اپنے قصبہ حسین پور میں آمین بالجہر کہی تو عام شورش ہوئی، یہاں تک کہ میرے سسرال والوں نے نکاح دینے سے انکار کردیا۔ مگر اللہ مسبب الاسباب نے میرے لئے ایک عجیب سبب بنایا کہ مولوی مظفر حسین صاحب مرحوم کاندھلوی تک جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ کیوں اس لڑکے پر خفا ہوتے ہو، اس نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ یہ تو سنت ہے۔ ان کے مریدوں نے کہا آپ کیوں نہیں کرتے؟۔ مولوی صاحب نے کہا تم لوگوں کی شورش سے ڈر کر نہیں کرتا، تہجد میں کرتا ہوں۔ مولوی کے اتنا فرمانے سے میرا نکاح بھی ہو گیا۔ اور فتنہ بھی فروع ہوا، اس کے بعد میں دہلی گیا وہاں بھی آمین بالجہر کرنے پر شور برپا ہوا میں نے نواب قطب الدین مرحوم کی مسجد میں جا کر عمل بالحدیث کیا تو نواب صاحب خفا ہوئے۔ میں نے کہا آپ کی کتاب مظاہر حق سے تو ہی ہدایت ہوئی اور آپ ہی منع کرتے ہیں۔ مگر نواب

حدیث پر عمل کرنے کا دعویدار کہتا ہے، لیکن اتباع حدیث سے وہ لوگ بہت

صاحب یہی فرماتے رہے کہ یہاں مت آیا کرو لیکن ایک جوش جوانی دوسرا جوش عشق کون رکے۔ آخر میں نے اپنے ساتھ چند آدمی ملا لئے اور متفق ہو کر نواب صاحب کی مسجد میں گئے کسی مصلحت سے نواب صاحب بھی خاموش رہے، بلکہ فرمایا اچھا ہم نہیں منع کرتے۔ حضرت میاں صاحب مرحوم بھی ان دنوں عمل بالحدیث نہیں کرتے تھے، اس لئے مولوی عبدالرب صاحب نے بڑی سختی سے میری تردید کی اور بطور طعنے کے کہا اگر یہ سنت ہے تو مولوی نذیر حسین صاحب کیوں نہیں کرتے؟۔ یہ سن کر میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں گیا میں نے جا کر عرض کیا یا تو یہ فرمایئے یہ فعل سنت نہیں یا پھر خود کیجئے۔ علماء ہم کو طعنے دیتے ہیں یہ سن کر میاں صاحب نے فرمایا اچھا ہم بھی کرلیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بھی عمل بالحدیث شروع کردیا بس پھر تو کیا تھا، کہ حضرت میاں صاحب کا سلسلہ شاگردی تو بڑا وسیع تھا اس لئے دور دور تک اثر پہنچ گیا۔ دہلی میں یہ رنگ دیکھ کر میں امرتسر آیا ملازمت کے طبقے میں داخل ہوا، اس عرصے میں حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی امرتسر تشریف لائے ان کے اثر صحبت سے عمل بالحدیث کو بہت ترقی ہوئی۔''

آپ حضرات نے اس بات کا اندازہ لگا لیا ہوگا کہ رفع یدین اور آمین بالجہر جس پر غیر مقلدین حضرات اس قدر شور وغوغا کرتے ہیں وہ آج سے ڈیڑھ سو سال قبل پاک وہند کے مسلمانوں میں کس قدر اجنبی تھی، اگر یہ واقعی سنت ہوتی تو کیا برصغیر میں بسنے والے کروڑوں مسلمان اس سے ناآشنا ہوتے؟۔ مسلمانوں کے اس شور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک رفع یدین اور آمین بالجہر اس طرح اجنبی تھی جس طرح ایک آدمی نماز شروع کر کے ہاتھ سر پر باندھ لے، تو دیکھنے والے مسلمان یقیناً اس کو عجیب سمجھیں گے۔ اور یقیناً یہ حضرات مسلم شریف کی اس حدیث کا مصداق ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں،

دور ہیں، اورانہوں نے شریعت کی بنیادیں ہلا دی ہیں، اور اللہ کے دین کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

یہ میرے پاس الارشاد ہے، اس میں ان کا مورخ ۱۹۰۰ء میں لکھتا ہے۔

کہ کچھ عرصہ سے ہندوستان سے ایک غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں پچھلے زمانے میں شاذ و نادر ہی کہیں اس خیال کے لوگ پیدا ہوئے ہوں تو ہوں لیکن اب تھوڑے دنوں سے ان کا نام سنا ہے۔ وہ اپنے آپ کو محمدی، اہل حدیث یا موحد کہتے ہیں لیکن فریق مخالف ان کا نام غیر مقلدین، وہابی اور لا مذہب رکھتا ہے (۱)۔

قال رسول اللہ ﷺ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ (مشکوۃ ص ۲۸)

ترجمہ۔ حضرت ابوھریرہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں دجال اور کذاب آئیں گے اور وہ تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جن کو تم نے اور تمہارے آباء نے کسی نے بھی کبھی نہ سنا ہوگا، پس ان سے بچ کر رہنا اور دور رہنا تاکہ تمہیں وہ گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔

چنانچہ غیر مقلدین بھی حنفی عوام کے پاس ایسی احادیث لاتے ہیں جن کو احناف کے آبا واجداد نے نہیں سنا ہوا ہوتا ہے، اور ان پر نہ کبھی انہوں نے عمل کیا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ ان دجالوں اور فتانوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

(۱)۔ غیر مقلدین کے مشہور محدث و مؤرخ مولانا محمد شاہجہان پوری نے ۱۹۰۰ء/۱۳۱۹ھ میں "الارشاد الی سبیل الرشاد" کتاب لکھی۔ اس میں لکھتا ہے کچھ عرصے سے غیر معروف مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں، جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں، بلکہ ان کا نام بھی

مسلمان کی شہادت مقبول ہوتی ہے یا مردود؟۔ مقبول ہوتی ہے۔ اور یہ ایک شہادت ہے۔ اور یہ مسئلہ تاریخی ہے کہ انگریز نے اس فرقے کو اس لئے کھڑا کیا کہ خیر القرون سے جو مسلک چلا آرہا ہے اس کو غلط ثابت کیا جائے۔

مولوی شمشاد سلفی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم غیر نبی کوئی بھی ہو اس کو غلطی سے خالی نہیں سمجھتے۔ صرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو مانتے ہیں اس لئے اس دعوے کا اثبات تو یہی ہے کہ مولانا کسی حدیث کو پیش نہیں کر سکتے جو کسی امتی کی لکھی ہوئی ہو۔ کیونکہ وہ غلطی سے پاک نہیں ہے۔ ایک حدیث بھی ایسی پیش نہ کرے جس کے راوی امتی ہوں۔ کیونکہ وہ غلطی سے پاک نہیں ہیں۔ جب سارے انسان خطا کار ہیں تو تم نے محدثین کو خطا کار کہا۔ کیونکہ یہ لوگ نبی نہیں ہیں۔

فقہ حنفی نے بارہ لاکھ نوے ہزار مسائل لکھے، مولوی شمشاد سلفی نے پانچ مسئلے آپ کے سامنے پڑھے اور ایک مسئلہ بھی صحیح نہیں پڑھا۔

سنئے امام ابوحنیفہ ؒ کی طرف یہ نسبت کی کہ اگر کرائے پر عورت لے کر اس سے زنا کرے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا ۱۵۰ھ سے انگریز کے اس ملک میں آنے تک کسی نے اس مسئلے پر اعتراض نہیں کیا۔

جب یہ فرقہ پیدا ہوا انہوں نے فتویٰ دیا کہ متعہ جائز ہے، کرائے پر عورت لے کر اس سے یہ کام کرنا جائز ہے، اس پر تعزیر تو کجا اس پر انکار بھی جائز نہیں، بکہ زبان سے یہ کہہ دیا جائے کہ

تھوڑے ہی دنوں س سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں، لیکن مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد، وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں یعنی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں جیسا کہ تحریمہ باندھتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، بنگالہ کے عوام ان لوگوں کو رفع یدینی کہتے ہیں (الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۳ مع حاشیہ)

تو یہ کیا کر رہا ہے۔

جب اس فرقہ کی یہ بات دنیا کے سامنے آ گئی۔ یہ انکی کتاب ہدیۃ المھدی ہے، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مھدی آ کر اس قانون کو نافذ کریں گے۔ یہ کتاب نواب وحید الزمان کی لکھی ہوئی ہے، اور اس میں جب یہ بات آئی تو پورے ملک میں شور ہو گیا کہ یہ کون لوگ آ گئے ہیں کہ کرایہ پر عورت لے کر اس سے زنا کیا جائے، متعہ کیا جائے تو اس پر نہ حد ہے، نہ تعزیر۔ بلکہ اس پر انکار بھی جائز نہیں ہے۔ فقط زبان سے روکنا بھی جائز نہیں۔

اب ان کو اپنے لالے پڑ گئے۔ تو انہوں نے سوچا کہ فقہ پر کوئی ایسا جھوٹ بولو کہ لوگ ہماری جان چھوڑ کر حنفیوں کے پیچھے پڑ جائیں۔ جو مسئلہ مولوی شمشاد سلفی نے بیان کیا ہے سنئے وہ مسئلہ کیا ہے۔ جو کرائے پر عورت لے کر زنا کرتا ہے وہ زانی ہے۔

اب زنا جو گناہ کبیرہ ہوتا ہے اس کے بارے میں دو قسم کی سزائیں ہوتی ہیں، ایک سزا کا نام حد ہوتا ہے۔ جس میں امت کے کسی آدمی کو کمی بیشی کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہوتی۔ دوسری سزا کا نام تعزیر ہوتا ہے۔ یہاں یہ ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کی پوری بات بھی اس نے پوری نہیں پڑھی۔ بلکہ ادھوری پڑھی ہے۔ جھوٹ بولنا حق کو چھپانا یہودی کا کام تو ہو سکتا ہے مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے یہ میرے ہاتھ میں شامی شریف ہے۔ جس میں یہی مسئلہ ہے۔

والحق وجوب الحد کالمستاجرة للخدمة کقولهما.

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس پر حد ہے امام کے قول میں بھی۔ جیسے کسی کو ویسے مزدوری پر رکھا اور اس کے ساتھ زنا کیا، اس پر بھی حد ہے۔ اب اس حد کو مولوی شمشاد سلفی نے چھپایا۔ اور یہ چھپانا اس کو جائز نہیں تھا۔ پھر عالمگیری میں لکھا ہے کہ تعزیر یہ ہے کہ کہ ان دونوں کو قید کر دیا جائے اور سخت سزا دی جائے۔ اب آپ اندازہ لگائیں جو کرائے پر عورت لے کر اس سے زنا کرے اس کو قید کروانے والی فقہ حنفی ہے۔

مولوی شمشاد سلفی فقہ حنفی پر جھوٹ بولتا ہے۔ اس نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ پر بہتان باندھا ہے۔ مولوی شمشاد سلفی نے کہا ہے کہ فقہ حنفی قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ میں مولوی شمشاد سلفی کو کہتا ہوں کہ وہ اٹھ کر ایک حدیث پڑھے، جس میں یہ مسئلہ اسی طرح ہو اور اس کا یہ حکم بیان ہو کہ مستاجرہ عورت کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے کیا حکم دیا ہے۔ قیامت تک مولوی شمشاد سلفی اور اس کے حواری یہ حدیث پیش نہیں کر سکتے۔

میں اس کو یہی کہوں گا کہ تم نے جو ۱۸۸۸ء میں انگریز سے [1] جو اہل حدیث نام الاٹ

(۱)۔ غیر مقلدین نے انگریز کی خدمت میں حدیث کا نام الاٹ کروانے کے لئے ان الفاظ میں درخواست پیش کی۔

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ ۱۸۸۶ء میں میں نے اپنے ماہواری رسالہ اشاعت السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی اور نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، لہذا اس لفظ کا استعمال مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سے سرکار انگریزی کے نمک حلال اور خیر خواہ رہے ہیں۔ اور یہ بات بارہا ثابت ہو چکی ہے، اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے۔ ہم کمال ادب و انکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور ان کو اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے۔

اس درخواست پر فرقہ اہل حدیث تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں۔ (اشاعت السنہ ص ۳۲ ج ۱۱ شمارہ نمبر ۲)

اسی طرح سیرت ثنائی مولوی عبد المجید سوہدروی ص ۳۵۲ پر ہے کہ اہل حدیث لفظ انگریز سے رجسٹریشن کروایا۔

کروایا ہے۔ انگریز کو واپس بھیج دو تمہیں حدیث نہیں آتی۔ تم نماز کو چھوڑ چکے ہو میدان سے بھاگ چکے ہو۔ پورے ملک میں تم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں نماز نہیں آتی۔ پہلے مسئلے میں اس نے تین جھوٹ بولے ہیں۔

نمبر ا۔

امام ابوحنیفہؒ کا قول۔

والحق وجوب الحد کالمستاجرة اهل سنتخدمة.

اس نے پیش نہیں کیا۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہوتی ہے یا نہیں؟۔ ہوتی ہے۔ انگریز کے ایجنٹو! تم خیر القرون کے مذہب کو جھوٹا کرنے اٹھے ہو یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ مذہب ایسا ہوتا تو کیا سید علی ہجویریؒ حنفی ہوتے؟۔ مجدد الف ثانیؒ حنفی ہوتے؟۔ علامہ عینیؒ عمدۃ القاری والے حنفی ہوتے؟۔ شاہ ولی اللہؒ حنفی ہوتے؟۔ نہ ہوتے۔ حالانکہ یہ حنفی تھے۔ دنیا بھر کے مسلمان کیا کرائے پر عورتیں لے کر زنا کرنے کے لئے حنفی بنے ہیں؟۔ کیا یہ اولیا اللہ کیا یہ فقہاء محدثین اس لئے حنفی بنے ہیں کہ وہ پیشاب سے قرآن لکھا کریں؟۔

یہ پہلے یہ بتائے کہ یہ جو ہدیۃ المهدی میں انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ کرائے پر عورت لے کر اس سے متعہ کرلینا اس پر انکار بھی جائز نہیں۔ میں نے دکھایا کہ اس پر حد ہے۔ یہ بھی اپنی کتاب سے دکھائے کہ اس پر حد ہے۔ میں نے دکھایا ہے کہ اس پر قید کی تعزیر ہے۔ یہ اپنی کتاب سے دکھائے۔ لیکن یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

دیکھئے جناب میں نے جو مسئلہ فقہ حنفیہ سے پیش کیا تھا کہ کرائے پر عورت لے کر اس سے زنا کرنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔

شامی کی بات کرنا، دوسرے تیسرے کی بات کرنا، بات کو الجھانا، ہمیں انگریز کا ایجنٹ

کہنا، اس طرح بات صحیح نہ ہو سکے گی۔ طعن و تشنیع کرنے کا معنی یہ ہے کہ عوام کو صحیح بات نہ پہنچ سکے۔ گھپلہ ہو جائے۔ ہم جناب شروع سے جس طرح یہ کام کرتے آئے ہیں اسی طرح ہمارا یہ گھپلہ جاری رہے۔

میرے پاس فتاویٰ عالمگیری موجود ہے۔ اس کی تیسری جلد ہے، اس کے اوپر فتاویٰ قاضی خان ہے۔ عبارت دوبارہ آپ سن لیں کتاب میں درمیان میں رکھ دیتا ہوں۔ آپ دیکھ لیں کہ ماسٹر امین صاحب اور ان کے حواری جتنے بھی کوفہ کے مذہب کے پیروکار ہیں، میں سب کو چیلنج کرتا ہوں امام ابوحنیفہؒ سے ایسے زانی کی حد مجھے ثابت کریں۔ یا تو آپ اقرار کریں کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد نہیں ہیں۔ ہم شامی کے مقلد ہیں پھر تو آپ شامی پیش کریں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمدلله وکفیٰ والصلوٰة والسلام علی عباده الذین اصطفیٰ امابعد.

آپ کا ترجمہ انگریز سے پہلے کا نہیں ہے۔ تم کہتے ہو کہ حدیث ہماری۔ ہم مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ، انگریز کے دور سے پہلے کی پیش کرتے ہیں۔ مظاہر حق، اشعۃ اللمعات پیش کرتے ہیں۔ تم حدیث کی کسی کتاب کے ایک صفحے کا ترجمہ انگریز کے دور سے پہلے کا دکھا دو، تم نہیں دکھا سکے ہو۔

اب تمہارے مشکوۃ کے چار ترجمے ہیں۔ لیکن انگریز کے دور سے پہلے کا کیوں نہیں ملتا۔ [illegible] سال میں ہر صدی میں اپنی نماز کی کتاب دکھا سکتا ہوں۔ تم انگریز کے اس ملک میں آنے سے صرف پانچ منٹ پہلے کی لکھی ہوئی اپنی نماز کی کتاب دکھا دو۔

اور یہ باتیں کرنا کہ وہ جو قرآن لائے وہ باغی ہیں، جو حدیثیں لائے وہ باغی ہیں۔ اور اب ہوش اتنے اڑ گئے ہیں کہتے ہیں کہ قرآن پر اعتراض کرو۔ کیا کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو قرآن پر اعتراض کی دعوت دے سکتا ہے۔ حدیث پر اعتراض کرو۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم غیر مقلدین

قرآن ہیں۔

قرآن کا نام غلام احمد قادیانی بھی تم سے زیادہ لیتا تھا لیکن اس کا ترجمہ انگریز کے دور سے پہلے کا نہیں ہے۔۔ مرزائیوں کی نماز کی کتاب بھی انگریز کے دور سے پہلے کی نہیں ہے۔ تمہاری بھی نماز کی کتاب انگریز کے دور سے پہلے کی نہیں ہے۔

الحمدللہ پہلے مسئلے پر بات بالکل واضح ہو چکی ہے۔ آج کے مناظرے سے قبل سلفی ہر شہر میں کہتا پھرتا تھا کہ حد نہیں۔ اب اس نے مانا کہ مجھے ماسٹر امین نے دکھادیا ہے منوادیا ہے کہ حد لکھی ہوئی ہے۔ اس کو مناظرہ کہتے ہیں۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

ہم نے تو جان لیا کچھ بات نہیں۔ سنو میں بار بار تمہیں کہہ رہا ہوں کہ اگر قرآن کی آیت تمہیں آتی ہے تو تقریر میں پیش کرو۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد.

دیکھئے حضرات بات تو بالکل واضح ہے، گذارش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عوام سے میری اپیل ہے کہ میری تو صرف زبان ہے باقی سب کچھ تو ان کے اپنے گھر کا ہے۔ کتابیں ان کی، امام ان کے، مسئلے ان کے۔ میں تو صرف ان کی کتابوں سے ان کی تصویر کشی کر رہا ہوں۔ کہ یہ سب کچھ تمہاری کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔

جو لفظ میں نے پڑھے ہیں اگر وہ لفظ آپ کی کتابوں میں نہ ملیں، وہ غلط ہوں، الفاظ میں تبدیلی ہو، الفاظ میں ہیرا پھیری ہو۔ حق یہ ہے کہ میں نے ایک حوالہ پیش کیا ماسٹر امین صاحب علی الاعلان کہے کہ یہ حوالہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ نہیں ہیں میں کہوں کہ ہیں۔ اگر وہ لفظ میں پیش نہ کر سکوں تو میں ذمہ دار ہوں، ماسٹر امین صاحب چونکہ اپنی کتابیں خود نہیں پڑھ سکتا اسے اپنی کتابوں کا علم نہیں ہے۔ اب چاہتا ہے کہ میں کسی طریقے سے اس سے عبارت کا ترجمہ سن کر آئندہ کے لئے

تیاری کرلوں۔ میں ماسٹر امین صاحب سے کہتا ہوں کہ میں عدالت میں چیلنج کے لئے تیار ہوں۔ پہلیں آپ کہیں کہ یہ لفظ نہیں ہیں۔ میں آپ کو دکھاؤں گا۔

آپ مجھے کہتے ہیں کہ ہماری کتابیں پڑھ کر سناؤ۔ پہلے اقرار کریں کہ آپ کو اپنی کتابیں نہیں آتیں میں پڑھ کر سناؤں گا۔ اگر میں یہاں پڑھ کر نہ سناؤں، ترجمہ نہ سناؤں۔ میں آج ہی حنفی ہونے کے لئے تیار ہوں۔ ماسٹر امین صاحب مجھے کہیں کہ پڑھ کر سناؤ۔ میں اگر نہ سناؤں تو میرے مسلک کی شکست۔ اور اگر پڑھ دوں، اور میں پڑھ دوں گا، تو پھر آپ کو مذہب حنفی دیوبندی کی شکست لکھ کر دینی پڑے گی۔ آپ ابھی فیصلہ کریں۔ اتنی بات ہو گئی ہے۔ اب کیا وقت ضائع کرنا ہے۔ خدا کے لئے میں آپ سے اپیل کروں گا کہ اس مسئلہ پر مناظرہ ختم کروالیں۔

میں نے ان سے جو سوالات کیئے تھے انہوں نے اس کے جوابات نہیں دیئے۔ الٹا مجھ سے سوال کرتے ہیں۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

کیا حنفیہ کا یہی دستور ہے کہ سوال کے مقابلے میں سوال کردو جواب اس کو نہ دو۔ آپ کہیں کہ آپ کا سوال غلط ہے، آپ کہیں کہ آپ کے سوال کے عبارتیں غلط ہیں۔ میں بات آگے اس لئے نہیں لے جانا چاہتا کہ بات لوگوں کو سمجھ میں آجائے۔ آپ جتنی لمبی بات کروانا چاہتے ہیں کروالیں بات لمبی ہوتی جائے گی میں سوال کرتا جاؤں گا۔ ماسٹر امین ان کے جواب نہیں دے گا۔

یہ تو آپ کو یقین ہو گیا ہے کہ میرے سوالوں کا جواب نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام ؓ میں سے ایک صحابی کو پیغمبر ﷺ نے قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ اس دور میں قرآن پاک بین الصفتین ثابت کر دیں کہ لکھا ہوا موجود تھا، حضرت ابوبکر ؓ کے زمانے میں قرآن پاک دو گتوں کے درمیان لکھا گیا اور حضرت عثمان ؓ کے بارے میں مشہور ہے۔ اگر چہ اس میں وضاحت ہے لیکن جامع القرآن

عثمان ؓ کو کہا جاتا ہے۔ ماسٹر امین کہتا ہے کہ اس وقت تو ابھی پورا قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ جب یہ بات تھی آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں قرآن کب مکمل ہوا؟۔ قرآن کی کونسی آیت پہلی آیت ہے؟ کونسی آیت آخری آیت ہے؟ جب قرآن مکمل ہی نہیں ہوا تو اس کو دو گتوں کے درمیان لکھنے کی کوئی وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ قرآن تو تب لکھا جائے گا جب وحی مکمل ہو گئی۔ اللہ کا دین مکمل کر دیا گیا، اب چونکہ وحی نہیں آنی تھی لہذا جتنی وحی قرآن کی صورت میں آ چکی تھی اب وہ لکھی جائے گی۔ اور یہ جو واقعہ ثابت کر رہے ہیں یہ ثابت کریں کہ یہ اس وقت کا ہے کہ جب وحی قرآن کی صورت میں آنا بند ہو گئی تھی۔

ایک حدیث آپ پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس کا پس منظر آپ جانتے نہیں کیونکہ آپ کا مذہب نہیں ہے، نہ آپ نے حدیث کے ماحول میں نشو نما پائی وہاں پر تو دور دورہ یہی تھا کہ حدیث پر چھریاں چلائی جائیں ان کو کاٹا جائے۔ یہی آپ کے مذہب والوں نے کیا۔ آپ اپنی دلیل کے مطابق ثابت کریں کہ جب صحابی نے کہا کہ میں نماز پڑھنی نہیں جانتا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ آپ یہ یہ کلمے پڑھ لیا کریں۔ اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو یہ کیوں نہ کہا کہ قرآن دیکھ کر پڑھ لیا کرو۔ جب آپ یہ ثابت کریں گے کہ قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا جا چکا تھا تو بات آپ کی ثابت ہو جائے گی۔ ورنہ آپ کہہ دیں کہ میں فقہ حنفی کا دفاع نہیں کر سکتا نہ میں اپنی فقہ کو اللہ کی کتاب یا حدیث رسول سے پیش کر سکتا ہوں۔

آپ نے خیر القرون میں امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں کی؟۔ کیا حضرت ابو بکر ؓ آپ کو اچھے نہ لگے، حضرت عمر ؓ اچھے نہ لگے، حضرت عثمان ؓ اچھے نہ لگے، جناب علی ؓ آپ کو اچھے نہ لگے آپ ہمارے سامنے ہدیۃ المہدی سے حوالے پیش کرتے ہیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ ہمارے لئے حجت نہیں ہیں۔

ماسٹر امین صاحب میں اگر جرأت ہے، تو یہ اپنے حنفی ہونے کی سند حضرت امام ابو حنیفہؒ تک پہنچائے ورنہ میں اہل حدیث ہونے ناطے سے اپنا ثبوت حضرت محمد ﷺ سے دوں گا۔

فتاویٰ عالمگیری کی تیسری جلد میں ہے۔

ولو خرج الامام لیزنی بھا فزنی بھا لا یحد عند ابی حنیفہؒ.

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمدللہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد.

مولانا نے کہا ہے کہ امام کا قول پیش کرو، میں نے امام کا قول در مختار اور شامی سے پیش کر دیا ہے۔ والحق وجوب الحد. آپ بھی حدیث سے اس مسئلے کا حل بتائیں یا قرآن پاک کی آیت سے بتائیں، یہ نہ دکھا سکے، نہ قیامت تک دکھا سکیں گے۔

باقی میری یہ بات کہ اس فرقہ کی بنیاد انگریز کے دور میں رکھی گئی تو یہ میری اپنی بات نہیں ہے، یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے کہ اس فرقہ کی عمر کتنی ہے۔ ان کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔

مولوی شمشاد سلفی نے بار بار اعتراض کیا کہ تمہاری فقہ کوفہ کی ہے۔ کوفہ سکھوں کا بنایا ہوا شہر نہیں ہے رو پڑ اور امرتسر کی طرح، کوفہ حضرت عمر ؓ کا بسایا ہوا شہر ہے۔ کوفہ حضرت علی ؓ کا دار الخلافہ رہا۔ کوفہ میں چار ہزار محدثین موجود تھے۔ کوفہ وہ شہر ہے کہ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں باقی شہروں میں کبھی کبھار گیا ہوں، لیکن کوفہ میں حدیث کا درس لینے کے لئے اتنی بار کوفہ میں پہنچا ہوں کہ میں ان کو شمار نہیں کر سکتا۔

میاں نذیر حسین دہلوی جو کہ تمہارا جد امجد ہے اس کا سسر لکھتا ہے کہ ہمارے اس فرقہ کا بانی عبدالحق بناری ہے[1] میں نے تیرے سامنے جو کتاب در مختار پیش کی ہے، یہ مدینے میں لکھی

(۱)۔۔ میاں نذیر حسین دہلوی کا سسر، مولانا عبدالخالق لکھتے ہیں۔" سو بانی مبانی اس فرقہ نو احداث کا عبدالحق ہے، جو چند دنوں سے بنارس میں رہتا ہے اور امیر المؤمنین (سید احمد

گئی ہے۔تم کوئی ایک کتاب پیش کرو جو کسی غیر مذہب نے مدینے میں لکھی ہو، تمہارا مکے اور مدینے سے کیا تعلق؟۔

تاریخ اٹھا کر دیکھیں امام ابو حنیفہؒ نے مکے میں بیٹھ کر مسائل مرتب کیئے، ہماری شرح نقایہ ملا علی قاریؒ نے مکے میں بیٹھ کر لکھی، ہماری مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ ملا علی قاریؒ نے مکے میں لکھی، تمہاری مشکوٰۃ کی شرح انگریز کی گود میں بیٹھ کر مبارک پور میں لکھی جائے، تم مبارک پوری ہو کہ مکہ مدینہ والے بنتے ہو۔تم مدراس کے ہو، تم روپڑ کے ہو۔

تم مانتے ہو تم روپڑی ہو، تمہارا فتاویٰ نذیریہ دہلی میں لکھا گیا، تمہارا فتاویٰ ثنائیہ امرتسر میں لکھا گیا، ہماری درمختار مدینے میں لکھی گئی، اور لوگوں کو دھوکہ نہ دینا اور میں جرأت سے کہتا ہوں کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ میں اپنے سے لے کر پیغمبر ﷺ تک سند بیان کرسکتا ہوں، اس کا حق ہے کہ یہ اس حدیث کی سند کہ جو متاجر ہے اس پر یہ حد ہے اپنے سے لے کر پیغمبر ﷺ تک پڑھ کر سنادے۔اگر یہ نہ پڑھ سکے تو جھوٹا ہوگا۔یا نہیں؟۔(جھوٹا ہوگا) اور یہ قیامت تک نہیں سنا سکتا۔

بہر حال اس نے جو کوفے کے بارے میں کہا کوفے کی توہین کرنا حضرت علی ؓ کی توہین ہے، جو وہاں آباد ہوئے کوفہ کی توہین کرنا عبد اللہ بن مسعودؓ کی توہین ہے، خلیفہ ثانیؓ کی توہین ہے، ان ایک ہزار سے زیادہ صحابہؓ کی توہین ہے جو وہاں آباد ہوئے۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضرت علی ؓ جب کوفہ جا کر آباد ہوئے تو وہ مکے والی نماز مکے میں چھوڑ گئے تھے یا کوفہ ساتھ لے گئے تھے؟۔تمہارے روپڑ میں کتنے صحابہ ؓ آئے؟۔تمہارے امرتسر میں کتنے صحابہ آئے؟۔میں بتاتا ہوں کہ تم صحابہ کو کیا مانتے ہو۔

شہیدؒ) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علمائے حرمین معظمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا۔(تنبیہ الضالین ص ۱۳)

یہ تمہاری عرف الجادی میں لکھا ہے کہ صحابہ مشت زنی کیا کرتے تھے (نعوذ باللہ)۔

آؤ! مجھے ان صحابہ ؓ کے نام بتاؤ جن صحابہ پر تم نے تہمت لگائی ہے، تو کہتا ہے کہ میں ہدیۃ المہدی کو نہیں مانتا ہدیۃ المہدی وہ کتاب ہے کہ تمہارا وحید الزمان اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ مجھے خدا نے الہام کیا کہ یہ کتاب لکھو، اور میں نے وہ خدا کے الہام سے لکھی، اور اس کتاب کے لکھنے میں ابن تیمیہؒ کی روح میری مدد کرتی رہی، ابن قیمؒ کی روح میری مدد کرتی رہی، مجدد الف ثانیؒ کی روح میری مدد کرتی رہی، شاہ ولی اللہؒ کی روح میری مدد کرتی رہی۔

یہ ہدیۃ المہدی میرے ہاتھ میں ہے اس میں لکھتا ہے الھمنی ربی میرے رب نے مجھے الہام کیا ہے کہ یہ جو فرقہ اہل حدیث پیدا ہوا ہے یہ اتنے کہ انہیں اسلام اور کفر کی تمیز نہیں اس لئے تم ایک ایسی جامع کتاب لکھو جو ہمارے اہل حدیثوں کے لئے ضابطہ اخلاق بن جائے اس لئے میں نے اس کو لکھا اور اس کو امام مہدی کی طرف منسوب کیا۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

حق آپ کا ہے کہ آپ یہ ثابت کریں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہ مسئلہ قرآن وحدیث کی رو سے صحیح ہے۔آپ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔آپ میرے سے دلیل مانگتے ہیں، آپ یا یہ کہیں کہ مسئلہ فقہ حنفی کا غلط ہے۔تو پھر تو آپ کی جان چھوٹ سکتی ہے، یا اس مسئلہ کا ثبوت اللہ کی کتاب سے دیں اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی حدیث سے پیش کریں۔

آپ طعنے دیں گے تو بات بڑھے گی میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ کوفہ وہ شہر ہے یہاں نواسہ رسول ﷺ کو شہید کیا گیا، کوفہ وہ ہے جہاں سے خارجی فرقہ پیدا ہوا، کوفہ وہ ہے جہاں سے حنفی فرقہ پیدا ہوا، کوفہ وہ ہے جہاں سے شیعہ پیدا ہوئے، اگر آپ مکے کے مقابلے میں کوفہ کو لا کر کھڑا کریں گے تو میں کہوں گا کہ مدینے میں تو میرے رسول ﷺ کی قبر مبارک موجود ہے کوفہ میں کسی نبی کی قبر مجھے دکھاؤ۔

آپ نے ہمیشہ غیر نبی کی بات کو اہمیت دینے کی کوششیں کیں، دیکھیں موضوع یہ ہے کہ فقہ حنفیہ کا یہ مسئلہ اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی حدیث کے خلاف ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے لکھ کر دیا ہے کہ یہ مسائل کتاب وسنت کے مطابق ہیں ان کا حق ہے کہ ان کا ثبوت اللہ کی کتاب حضرت محمد ﷺ کی حدیث سے پیش کریں۔

لیکن کس قدر عیاری ہے کہ میرے سوالوں کو الٹا میرے اوپر چسپاں کیا جا رہا ہے۔ کہ تم ثابت کرو ہم تو اس قسم کی فقہ کو نہیں مانتے۔ ہم تو ایسی فقہ سے بیزار ہیں، آپ اگر مانتے ہیں تو اس مسئلہ کا ثبوت اللہ کی کتاب، حضرت محمد ﷺ کی حدیث سے پیش کیجئے۔

ماسٹر امین صفدر صاحب، آپ ساری عمر بھی لگے رہیں اس مسئلے کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ میں آج آپ کو اس طرح نہیں جانے دوں گا۔ کہ آپ الٹا میرے سے سوال کریں آپ میں اگر جرأت ہے، آپ میں اگر حضرت امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کی کوئی اہمیت ہے تو لائیں قرآن پاک کی وہ آیت لائیں، رسول اکرم ﷺ کی وہ حدیث، جس کے مطابق حضرت امام صاحب کا یہ مسئلہ ہے۔ میں پھر یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس قسم کے مسائل کا ثبوت نہ اللہ کی کتاب سے پیش کر سکتے ہیں، نہ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سے پیش کر سکتے ہیں۔

اس لئے کہ فقہ حنفیہ کے مسائل اجتہادیہ کا کتاب اللہ، سنت رسول اللہ سے قطعی طور پر کوئی ثبوت نہیں۔ اگر یہ مسئلہ حدیث سے دکھا دیتے کہ کرائے پر عورت لے کر اس سے زنا کیا جائے تو اس پر کوئی حد نہیں۔ بات ختم ہو جاتی ہے۔

میں سامعین سے عرض کروں گا آپ ماسٹر امین صاحب سے کہیں کہ اس مسئلے کا ثبوت اللہ کی کتاب اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی حدیث سے پیش کر دیں تو اس مسئلہ کی بات ختم دوسرے کی چلے گی۔ اگر آپ یوں کہیں کہ آپ یہ بتائیں آپ یہ مسئلہ کریں میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر آپ کو اتنا شوق ہے، اپنے حنفیوں دیوبندیوں کی باتیں سننے کا۔ تو میں سب کچھ آپ کے سامنے کھول کر دکھاؤں گا۔

آپ ٹھنڈے ہو کر بیٹھیں اور میں آپ کے لئے ہر وہ غذا فراہم کروں گا جس کے آپ عادی ہیں، اور آپ کی کتابوں سے پیش کروں گا۔ حضرت میرا موضوع آج بھی وہیں پر موجود ہے جو اس سے پہلے تھا اور ہمیشہ یہی رہے گا۔ ماسٹر امین صفدر صاحب اور اس کے حواری اور اس کے معاونین ایک حدیث یا ایک آیت پیش کریں کہ جس میں ہو کہ کرائے پر لے کر عورت سے زنا کرنے پر کوئی حد نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمدللہ و کفٰی والصلٰوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی امابعد۔

میرے دوستو اور بزرگو! مولوی شمشاد سلفی صاحب نے جو بات کی تھی کہ ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں، آج یہ جھوٹ واضح ہو گیا ہے۔ نہ کوئی قرآن کی آیت منہ پر آ رہی ہے، نہ کوئی حدیث منہ پر آ رہی ہے۔

شمشاد نے کہا کہ مدینے میں نبی ﷺ کی قبر مبارک ہے کوفہ میں کسی نبی کی قبر دکھاؤ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا روپڑ، امرتسر میں کسی نبی کی قبر ہے؟۔ نارنگ میں کسی نبی کی قبر ہے؟۔ پنڈی میں کسی نبی کی قبر ہے؟۔ اور سنو اللہ کے پیغمبر ﷺ کا روضہ آج مدینہ جو موجود ہے تو مقلدین کی حفاظت میں ہے۔

یہ تمہاری عرف الجادی میں لکھا ہے کہ، جس دن ہمارا بس چلا ہم اس کو گرا کے مٹی میں داخل کر دیں گے۔ (1)

---

(1)۔ تجویز رفع قبور انبیاء و ینمه وصلحاء اثارتی از علم ندارد و حدیث ابی الھیاج نزد مسلم واهل سنن نص ست در تسویه قبور مشرفه وطمس تمثال و از بنائے بر قبر نهی آمده پس هر چه مرفوع یا مشرف بدون قبر لغة راست آید از منکرات شریعت باشد

تم ایسے گستاخ پیغمبر کا نام لیتے ہو۔ پھر کہا کہ کوفہ میں حسین ؓ کو شہید کیا گیا، میں کہتا ہوں کہ یزید کون تھا۔ وہ نبی کا منکر نہیں تھا، قرآن کا منکر نہیں تھا، بلکہ اماموں کا منکر تھا۔ تمہاری طرح۔ خارجی بھی امام برحق کے منکر تھے۔ تمہاری طرح۔ تو اپنا مذہب تلاش کر، تو خود کوفی بن گیا ہے۔

سنئے فقہ حنفی اور باقی فقہوں کے دلائل چار ہیں۔

نمبر۔ ۱ کتاب اللہ۔

نمبر ۲۔ سنت رسول اللہ۔

نمبر ۳۔ اجماع امت۔

نمبر ۴۔ قیاس۔

قرآن کی مثال آئین اور قانون کی ہے، حدیث کی مثال قانون پر اسمبلی کی تشریحات کی ہے، اور اجتہاد کی مثال چیف جسٹس کے فیصلوں کی ہے، اور اجماع کی مثال فل بینچ سپریم کورٹ کے فیصلے کی ہے۔

جیسے کسی مجرم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ چیف جسٹس پر جرح کرے، ورنہ وہ توہین عدالت کا مرتکب ہوگا۔ یہ جو نہ مدینے تعلق رکھے نہ مکے سے تعلق رکھے، بنارس اور روپڑ سے اٹھ کر آئمہ دین اور مجتہدین پر جرح کرے، اور پھر ایک آیت سے بھی اس مسئلے کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر اسے قرآن آتا ہے تو پڑھتا کیوں نہیں ہے۔ صم بکم بنا بیٹھا ہے، اگر تجھے قرآن آتا ہے تو پڑھتا کیوں نہیں؟ اگر تجھے حدیث آتی ہے تو پڑھتا کیوں نہیں؟

تو نے بڑی جرأت سے کہا تھا کہ میں اپنی سند محمد ﷺ تک ثابت کروں گا اگر جرأت ہے

و انکار بر آن و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدون فرق در آنکه گور پیغمبر باشد یا غیر او. (عرف الجادی ص ۶۰)

تو کوئی ایک حدیث پڑھو۔ اسی حدیث کی سند سنا دے کہ متاجرہ کے بارے میں حضرت ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟۔ حدیث سنا ورنہ تو جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ ایک ماسٹر کے سامنے تیرا یہ حشر ہو رہا ہے۔ ہمارے آئمہ کے سامنے تیرا کیا حشر ہوگا۔

جس کی بہار یہ ہو اس کی خزاں نہ پوچھ

ان مناظرین کا یہ حال ہے کہ نہ ان کو قرآن آتا ہے، نہ ان کو حدیث آتی ہے، نہ ان کو سند آتی ہے، کہتا ہے میں سند سے بات کرتا ہوں۔ سند کے راوی نبی ہوں گے یا امتی؟۔ (امتی)۔ تو نے ان امتیوں پر اعتماد کر لیا لیکن وہ صحابہ جو کوفہ آباد ہوئے ان پر اعتماد کرنے کے لئے تو تیار نہیں ہے، آخری خلیفہ راشد حضرت علیؓ کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے، خلیفہ ثانیؓ کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے، جب تو صحابہ پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں تو تیری سندوں میں کہاں سے راوی آگئے ہیں۔ ان راویوں کو میرے سامنے بیان تو کر میں دیکھوں کہ کونسے راوی چھپے بیٹھے ہیں۔

کہتا ہے کہ مجھے حدیث آتی ہے، قرآن آتا ہے۔ اور آج نہ حدیث پڑھتا ہے نہ قرآن پڑھتا ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ آج تیری زبان گنگ ہو چکی ہے، نبی ﷺ کی حدیث تیری زبان پر نہیں آرہی، قرآن تیری زبان پر نہیں آتا اور نہ آسکتا ہے۔

میں پوری جرأت سے کہتا ہوں۔ دیکھئے میں نے بتایا تھا کہ جس متاجرہ کے بارے میں عالمگیری میں قید کی سزا لکھی ہے (۱) یہ اپنی کسی کتاب میں دکھا دیں کہ قید کی سزا ہے یا نہیں ہے۔

(۱)۔ نیز عالمگیری میں یہ بھی لکھا ہے کہ شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہوئی ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۹) لیکن حد ساقط ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو بدکاری کی چھٹی دی جائے اور اس پر کوئی سزا نہ دی جائے، بلکہ لکھا ہے۔

ویوجعان عقوبة ویحسبان حتی یتوبا. (عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۹)

ان کو ایسی دکھ کی ماردی جائیگی کہ دوسروں کو عبرت ہو اور اس بار کے بعد ان کو قید کر دیا

اس کو تو مسئلہ بھی نہیں آ سکتا۔ میں نے کہا تھا کہ اس سے سخت سزا دی جائے گی۔ میں نے اپنی

جائے گا، جب تک ان کی توبہ کا یقین نہ ہو۔

نیز یہ جو قول ہے یہ فقہ کا متفق علیہ قول نہیں، بلکہ خود امام صاحبؒ سے ایک قول حد واجب ہونے کا ہے۔

والحق وجوب الحد كالمستاجرة للخدمة (در مختار ج۳ ص۱۵۷)

اى كما هو قولهما (رد المحتار ج۳ ص۱۵۷)

امام صاحب کا ایک قول صاحبین کے قول کی طرح یہ ہے کہ حد واجب ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک اس کی کھلی چھٹی ہے۔ چنانچہ ان کے بڑے مصنف علامہ وحید الزمان جس نے قرآن اور صحاح ستہ کا ترجمہ کیا ہے نے صاف لکھ دیا۔ متعہ کی اباحت قرآن پاک کی قطعی آیت سے ثابت ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

" و نكاح المتعة والموقت وخالف بعض التابعين و كذالک بعض اصحابنا فى نكاح المتعة فجوزوها لانه كان ثابتاً جائزاً فى الشريعة كما ذكره الله فى كتابه فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن وقرات ابى بن كعب و ابن مسعود فما استمتعتم به منهن الى اجل مسمى يدل صراحة على اباحة المتعة فالا باحة قطعية لكونه وقد وقع الاجماع عليه والتحريم ظنى ولا يرفع القطعى بالظنى.

اور نکاح متعہ والمؤقت اور مخالفت کی ہے بعض تابعین نے اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ میں۔ پس اس کو جائز کہا ہے اس لئے کہ وہ ثابت اور جائز ہے شریعت میں جیسا کہ ذکر کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فما استمتعتم به ۔الخ۔ اور ابی بن کعب اور ابن مسعود کی قرأت فما استمتعتم به منهن الى اجل مسمى تو صراحتاً متعہ کی اباحت پر دلالت کرتی ہے، پس

کتاب سے دکھایا۔ یہ سارے مل کر اپنی کسی کتاب سے سزا نہیں دکھا سکتے۔

اباحت قطعی ہے اس لئے کہ اس پر اجماع واقع ہوا ہے اور تحریم ظنی ہے اور قطعی ظنی کی وجہ سے منسوخ نہیں ہوتا۔"

چنانچہ اس پر ان کے نزدیک گناہ نہیں رہا نہ کوئی سزا۔ حد یا تعزیر تو دوسری بات ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ولايجوز الانكار على امور مختلفة فيها بين العلماء كغسل الرجل و مسحه فى الوضوء والتوسل بالاموات فى الدعاء والدعاء من الله عند قبور الاولياء والانبياء وارسال اليدين فى الصلوة ووطى الازواج والاماء فى الدبر والمتعة والجمع بين الصلوتين. (هدية المهدى ج۱ ص۱۸)

ترجمہ۔ مختلف امور کا جن میں علماء کا اختلاف ہے جیسے وضوء میں پاؤں کا دھونا یا مسح کرنا اور دعا میں اموات کا توسل لینا اور اولیاء اور انبیاء کی قبروں کے پاس اللہ سے دعا کرنا اور نماز میں ہاتھوں کو لٹکانا اور بیویوں اور لونڈیوں سے دبر میں وطی کرنا اور متعہ اور دو نمازوں کو جمع کرنا۔

متعہ پر انکار تک جائز نہیں بلکہ ان کو دو نمازوں کے جمع کرنے جیسا مسئلہ قرار دیا۔ بلکہ اسکو اہل مکہ کا عمل قرار دے کر اس کی ترغیب دی۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

" وكذالک بتتبع الرخص اقوله فيها ونعمت واختيار قول اهل المدينة فى الغناء واختيار قول اهل الكوفة فى النبيذ واختيار قول اهل المكة فى المتعة اذا جتهد وعرف ان الحق معهم". (هدية المهدى ج۱ ص۱۱۲)

چنانچہ غیر مقلد عورتوں کو قرآن کے اس مسئلہ پر عمل کرنے کا جوش و جذبہ بیدار ہوا، اور انہوں نے زور و شور سے یہ دھندا شروع کر دیا کیونکہ ان کو اس پر حد یا

بہرحال اس نے تین جھوٹ بولے وہ ان جھوٹوں کو صحیح ثابت نہیں کر سکتا۔ میں مولوی شمشاد سلفی سے پھر کہتا ہوں کہ سوامی دیانند جھوٹا ضرور تھا، لیکن ایک حوالے میں اتنے جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ غلام احمد قادیانی نے پندرہ سو صفحات کی کتاب حقیقۃ الوحی میں پانچ جھوٹ بولے، تو لے ایک حوالے میں اتنے جھوٹ بول دیئے۔

مولوی شمشاد سلفی۔

الحمدللہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین

اصطفٰی امابعد۔

جناب شرائط میں ہمیں نیازی صاحب، گواہ ہیں علی محمد صاحب نے لکھ کر دیا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے تمام مسائل اجتہادیہ قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ لہذا یہ پانچ مسائل بھی قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ میرا دعوٰی وہیں کا وہیں ہے۔

مجھے اندازہ ہو چکا ہے کہ عوام اس قدر باشعور ہیں کہ وہ میری بھی بات سمجھ رہے ہیں آپ

تعزیر تو کیا انکار تک کا خطرہ نہ تھا۔ جب اس کام کو شرفاء نے دیکھا تو چیخ اٹھے کہ اس فرقے نے یہ کیسا کام شروع کر دیا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ عمل بالحدیث کا بھانڈا پھوٹ جائے گا چنانچہ انہوں نے چور بھی کہے چور چور، پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ اپنے کام میں مست رہو اور بدنام حنفیوں کو کرو، تا کہ وہ ہمیں روک نہ سکیں۔ چنانچہ انہوں نے شور مچا دیا کہ احناف کے نزدیک بھی تو اجرت دے کر زنا کرنے کی حد نہیں۔ حالانکہ حد نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جائز ہو گیا۔ پاخانہ کھانے پر ان کے ہاں بھی حد نہیں تو کیا ان کے نزدیک پاخانہ کھانا جائز ہوا؟۔ وگرنہ قرآن وحدیث سے اس پر حد ثابت کریں۔ نیز یہ ایک حدیث ایسی پیش کریں جس میں یہ ہو کہ اجرت پر لے کر زنا پر حد ہے۔ لیکن یہ قیامت تک پیش نہیں کر سکیں گے۔

کی بھی۔ ماسٹر صاحب میں اگر دم خم ہے تو جو دعوٰی لکھ کر ان کے حواریوں نے مجھے دیا کہ یہ مسائل قرآن وحدیث کے مطابق ہیں، آپ ثابت کر دیں۔

ماسٹر امین صاحب میرا مسئلہ وہی ہے۔ میں دوسرے مسئلے پر بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں نے ایک مسئلہ فقہ حنفیہ سے پیش کیا، یہ ثابت کر دیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہ مسئلہ قرآن کی فلاں آیت یا فلاں حدیث کے مطابق ہے۔ ورنہ یہ تسلیم کریں کہ فقہ حنفیہ کے مسائل، جس طرح کہ میرا دعوٰی ہے مسائل اجتہادیہ سے، اکثر مسائل قرآن وحدیث کے مخالف ہیں۔

اگر آپ میں دم خم ہے تو آپ میرے سے کس دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں؟۔ میں نے مسئلہ ان کا پیش کیا، حق آپ کا ہے کہ آپ وہ مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔ میں نے تو لوگوں کو نمونہ پیش کرنے کے لئے پانچ مسئلے پیش کئے۔ آپ لوگوں کا حق ہے کہ آپ بات کو الجھنے نہ دیں۔ میرا مطالبہ ہے کہ اس مسئلے کی دلیل اللہ کی کتاب، حضرت محمد ﷺ کی حدیث سے مانگیں۔ اگر یہ پیش نہ کر سکیں، تو آپ لوگوں کا حق ہے کہ آپ یہاں سے فقہ حنفیہ سے تائب ہو کر اٹھیں اور فقہ حنفیہ سے اپنی جان چھڑا لیں۔

میں نے ایک مسئلہ پیش کیا ہے۔ آپ اس کا ثبوت قرآن حدیث سے دیں۔ عوام کا حق ہے کہ ان سے ہر جگہ گلی کوچے میں ان سے ان کا ثبوت مانگیں اور ماسٹر امین صاحب! آپ کو یہ بات لکھ لینی چاہئے کہ آپ اس مسئلے کا ثبوت اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی حدیث سے نہیں پیش کر سکتے۔ میں آج بھی کہتا ہوں کل بھی کہوں گا، اس سے پہلے بھی کہتا رہا ہوں، کہ اگر آپ میں اس مسئلے کا اتنا شوق ہے تو ذرا اس مسئلے کا ثبوت حدیث سے دیں۔

آپ حدیث پڑھیں میں آپ لوگوں کو ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں ثابت کروں گا کہ زانی مرد اور زانیہ عورت پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا حد لگائی ہے۔ اور میں یہ بات لوگوں کو ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو اس میدان میں پانی پلا پلا کر ماروں گا۔ میں

آپ کو ایسے طریقے سے ناک میں دم کروں گا کہ آپ فقہ حنفیہ کا نام لینا چھوڑ دیں گے۔ یہ دوست جو اس بات کے مشتاق ہیں کہ کب حدیث پیش کی جاتی ہے میں اپنا وقت بھی آپ کو دیتا ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمدللہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی امابعد.

میرے دوستو اور بزرگو! مولانا نے امتیوں کو خطا کار قرار دے دیا ہے، لیکن اب ان کو مشکل کشا سمجھ رہے ہیں، اور ان کی شرائط پر آ رہے ہیں۔ مولانا نے بڑے فخر سے کہا کہ چادر ڈالی، یہ تو یہودی نے میرے آقا کے گلے میں بھی ڈالی تھی۔ دیکھئے مولانا نے اب بھی قرآنی آیت پیش نہیں کی نہ کوئی حدیث پیش کی ہے۔ حدیث متواتر ہے البینة علی المدعی. [1] کہ جو حد کا مدعی ہے دلیل اس کے ذمے ہے۔

یا تو یہ کہ دے کہ میں حد کا مدعی نہیں ہوں یا پھر اٹھ کر حدیث بیان کر، پھر اس بات کو واضح نہیں کیا۔ حد نہ ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ زنا نہیں ہے، جیسے شراب پینے پر حربی پر حد نہیں ہے۔ میں مولانا سے پوچھتا ہوں کہ پیشاب پینے پر کتنے کوڑے حد ہے؟۔ حدیث دکھائیں۔ یہ نہیں دکھا سکتے۔ لیکن کیا پیشاب پینا جائز ہے؟۔ یا یہ حدیث دکھائے کہ پیشاب پینے پر حد ہے۔ یا یہ اللہ کر کہے کہ آج پیشاب پینا جائز ہو گیا ہے۔ یہ مجھے حدیث پڑھ کر سنائے کہ خنزیر کھانے پر اتنی حد ہے۔ اور اگر نہ پڑھ کر سنائے تو اعلان کر دے کہ خنزیر کھانا جائز ہے۔ تم اعلان کرو کہ اس کی حد کی حدیث نہیں ملی۔ اس لئے اس کا جواز ہو گیا۔ نذر لغیر اللہ حرام ہے اس کے کھانے پر کتنے کوڑے حد ہے۔ ذرا قرآن کی آیت یا حدیث پڑھ کر بتائیں۔

لیکن اس کو قرآن کیسے آئے جو نبی ﷺ کے گستاخ، نبی کے صحابہ ؓ کے گستاخ ہوں

(۱)۔ نووی ص ۷۴ ج ۲

انہیں قرآن کیسے آ سکتا ہے۔ دیکھئے میں اپ کے مولوی کی نصیحت آپ کو سنا دیتا ہوں۔

مولوی عبدالجبار غزنوی فرماتے ہیں۔

اہل ایمان کو جاننا چاہئے کہ گمراہی کے دو اصول ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ بڑوں کی محبت سے گمراہ ہو ایک یہ کہ بڑوں کی گستاخی سے گمراہ ہو۔ جو محبت میں گمراہ ہے اس کو تو کبھی ہدایت مل سکتی ہے۔ کیونکہ محبت کا ایک درجہ جائز بھی ہے اور جو گستاخی کی وجہ سے گمراہ ہے اس کو ہدایت نہیں ملتی کیونکہ بڑوں کی گستاخی کا کوئی درجہ جائز نہیں ہے۔ اور اب اپنے مولوی کی بات نہیں کہتا ہے۔ ہمارا مولوی ثناء اللہ دوسری قسم کے گستاخوں میں شامل ہے۔ اور اسی لئے یہ شخص واجب القتل ہے۔

میں مولوی صاحب سے کہتا ہوں کہ گستاخی کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ علامہ شامیؒ نے فقہ حنفی نہیں چھوڑی، مجدد الف ثانیؒ نے نہیں چھوڑی، شاہ ولی اللہؒ نے اس سے توبہ نہیں کی۔ تو کہتا ہے اس سے توبہ کر جاؤ، میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے ایک قول پیش کیا۔

والحق وجوب الحد كالمستاجرة للخدمة.

اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے پیش کیا کہ ان دونوں کو قید کیا جائے، سخت سزا دی جائے گی۔ اس نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ عجیب بات ہے کہ نہ قرآن کی آیت آئے، نہ نبی ﷺ کی حدیث آئے، اور نہ امتی کی کسی بات کا جواب آئے۔

اس نے بڑے فخر سے کہا تھا کہ مدینے پاک میں مزار اقدس ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ الحمدللہ ہم مقلدین کی وجہ سے مزار شریف وہاں محفوظ ہے۔ تمہاری حکومت اگر آ جائے تو تم اسے گرا کر برابر کرو گے۔ اس کا بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

میں نے پوچھا تھا کہ صحابہ ؓ کے بارے میں جو تم نے کہا ہے کہ مشت زنی کیا کرتے تھے، ذرا ان صحابہ کے نام مجھے بتاؤ وہ مدینے والے تھے مکہ والے۔ لیکن یہ اس کا جواب بھی نہ دے

سکا۔

میں نے مولوی شمشاد سلفی سے کہا تھا کہ جو عبارتیں آپ نے پیش کیں ہیں ان کو پڑھ کر ترجمہ کر دیں کیونکہ یہ عبارتیں آدھی آدھی پیش کر رہے ہیں، مولوی شمشاد سلفی صاحب کا استاد بھی اسی طرح کیا کرتا تھا (مراد فعل میں استاد) کہتا تھا قرآن میں ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ یہ بات قرآن میں ہے، وہ کہتا میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ عبارت قرآن میں ہے۔ میں قرآن سے نکال کر دکھا دوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ جس طرح اس کا استاد یہ تو ثابت کر سکتا تھا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ قرآن میں ہے یا نہیں۔ جس طرح وہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پڑھتا تھا اور وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نہیں پڑھتا تھا اس طرح آپ بھی فقہ کی عبارتیں پوری نہیں پڑھتے۔

اگر آپ میں جرأت ہے یہ کوئی تحریری مناظرہ نہیں کہ آپ بھاگنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ کہ جب تک تحریر کر کے نہ دے اس وقت تک اپنا پیش کیا ہوا اعتراض پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ سامنے درمختار رکھی ہے اسے تو یہ بھی معلوم نہیں کہہ رہا ہے درمختار وہ کتاب ہے جسے شامی شریف کہتے ہیں (حالانکہ شامی درمختار کی شرح ہے) اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس نے حوالہ صحیح نقل کیا ہے۔ تو اس کا حق یہ ہے کہ پوری عبارت پڑھ کر اس کا ترجمہ کر دیں۔ الٹا آپ کہہ رہے ہیں کہ تم ترجمہ کرو۔ جب تک آپ پورا اعتراض پڑھ کر اس کا ترجمہ نہیں کرتے اس کا جواب میرے ذمے کیسے ہے۔

میں نے کہا تھا کہ تو نے اللہ کے نبی ﷺ کے مقابلے میں سفیان کی بات مان لی ہے۔ یا تو یہ کہہ دو کہ ہم اس صحابی کو اللہ کے نبی ﷺ کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں۔

آپ کا تو صحابہ ؓ کے بارے میں یہ عقیدہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ صحابہ مشت زنی کیا کرتے تھے۔

(عرف الجادی ص ۲۰۷ ج ۱۳)

کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث آج نہ ان کو قرآن آ رہا ہے نہ حدیث۔ اور کہہ رہا ہے کہ گتوں میں قرآن بعد میں لکھا گیا حدیث میں ہے کہ وہ لوگ پتوں پر اللہ کا قرآن لکھتے تھے، پتھروں پر لکھتے تھے۔

میں مولوی شمشاد سلفی صاحب سے بار بار کہہ رہا ہوں کہ خدا کے لئے ہمیں قرآن و حدیث سے نماز کی شرطیں نکال کر دکھا دے، ہمیں قرآن و حدیث سے نماز کے فرائض نکال دے جاتا ہمیں قرآن و حدیث سے نماز کے واجبات نکال کر دے جاتا۔ ہمیں قرآن و حدیث سے نماز کے مکروہات نکال کر دے جاتا۔ ہمیں قرآن و حدیث سے نماز کے مفسدات نکال کر دکھا جاتا۔

لیکن آج حنفیوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالی نے مولوی شمشاد سلفی کو یہ توفیق نہیں دی کہ اس کی کتاب اس کی زبان پر جاری ہو۔ اور یہ قرآن کی کسی آیت سے اپنی نماز کا مسئلہ ثابت کر دے۔ آج حنفیوں نے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالی نے مولوی شمشاد سلفی کو یہ توفیق نہیں دی کہ اللہ کے نبی ﷺ کی صحیح حدیث مولوی شمشاد سلفی کی زبان پر جاری ہو۔ اور آپ کے سامنے مان گیا کہ میرا نام اہل حدیث ہے جو نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔

کہتا ہے کہ صحابی سے ثابت کر دوں اور میں نے کہا تھا کہ اس کی سند بھی صحیح نہیں ہے۔ میں نے مولوی شمشاد سلفی صاحب سے کہا تھا کہ نماز میں درود کے بعد آپ دعا جو پڑھتے ہیں یہ آپ کے ہاں فرض ہے، واجب ہے یا سنت ہے۔ اور فرض کسے کہتے ہیں، واجب کسے کہتے ہیں، اور سنت کسے کہتے ہیں۔

سنئے! میرا چیلنج ہے مولوی شمشاد سلفی کو، یہ فرض کی تعریف اللہ کے نبی ﷺ کی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ واجب کی تعریف اللہ کے نبی ﷺ کی کسی صحیح حدیث سے نہیں دکھا سکتا۔ یہ سنت مؤکدہ کی تعریف اللہ کے نبی ﷺ کی کسی صحیح حدیث سے نہیں دکھا سکتا، کہ سنت مؤکدہ کسے کہتے ہیں۔ یہ نفل کی تعریف قرآن پاک یا اللہ کے نبی ﷺ کی کسی حدیث سے نہیں دکھا سکتا۔ یہ مکروہ کی تعریف کتاب و سنت سے نہیں دکھا سکتا، یہ حرام کی تعریف کتاب و سنت سے نہیں

دکھا سکتا۔

جس کو فرض کی تعریف نہ آتی ہو اس کو نماز کے فرائض کا کیا پتا ہوا۔ جسے واجب کی تعریف نہ آتی ہو اسے نماز کے واجبات کا کیا پتا۔ جسے سنت مؤکدہ کی تعریف نہ آتی ہو اسے نماز کی سنتوں کا کیا علم ہوگا، جسے حرام کی تعریف ہی نہیں آتی اسے کیا پتا کہ نماز میں کتنی باتیں مکروہ ہوتی ہیں، کتنی حرام۔

اگر کوئی شخص نماز میں درود نہ پڑھے اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ اگر کوئی شخص درود کے بعد دعا نہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟۔ اگر نماز ہو جائے گی، تو اللہ کے نبی ﷺ کی ایک صحیح حدیث مجھے دکھا دیں کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔ اگر آپ کا مذہب یہ ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوگی تو نبی ﷺ کی ایک حدیث دکھا دیں کہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

اور میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی بھول کر دعا درود سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟۔ اگر ہو جائے گی تو مجھے حدیث دکھا دیں کہ درود سے پہلے دعا پڑھنے سے آدمی کی نماز ہو جاتی ہے۔ اگر نہیں ہوتی تو مجھے اللہ کے نبی ﷺ کی ایک حدیث سنا دے کہ جو بھول کر درود سے پہلے دعا پڑھ لے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور اگر آپ کا یہ مذہب ہے کہ اگر بھول کر درود سے پہلے دعا پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ تو مجھے اللہ کے نبی ﷺ کی وہ حدیث دکھا دیں کہ جس میں ہو کہ اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ اگر نہیں ہوتا تو مجھے ایک حدیث سنا دیں۔

اور مجھے یہ بھی سمجھا دیں کہ اس دعا کو بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے یا آہستہ آواز سے۔ اگر بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے تو خدا کے لئے اللہ کے نبی ﷺ کی صرف ایک حدیث کہ ہر نمازی اس کو بلند آواز سے پڑھے۔ اور اگر آپ کے ہاں یہ دعا آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے تو خدا کے لئے صرف ایک حدیث دکھا دیں کہ یہ دعا ہر نمازی کے لئے آہستہ آواز سے پڑھنا ہے۔

ورنہ یہ لوگ جان چکے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ سے آپ لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس

لئے اللہ کے پیغمبر ﷺ کی حدیث آپ کی زبان پر نہیں آ رہی ہے۔ اور قیامت تک آپ ایسی حدیث نہیں لا سکیں گے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ نماز کا سلام آپ کے نزدیک فرض ہے، واجب ہے یا سنت ہے۔ میں دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ غیر مقلدین کے بڑے سے بڑے مناظر کو فرض کی تعریف بھی نہیں آتی، کہ وہ فرض کی تعریف رسول اللہ ﷺ کی حدیث ثابت کر دے۔ اس کو واجب کی تعریف بھی نہیں آتی، اس کو سنت کی تعریف بھی نہیں آتی۔ یہ حدیث سے قیامت تک مولوی شمشاد سلفی پیش نہیں کر سکتا اور نہ دنیا میں کوئی اور غیر مقلد پیش کر سکتا ہے۔

نماز میں **السلام علیکم ورحمة اللہ** بلند آواز سے کہنا سنت ہے یا آہستہ آواز سے۔ آپ کا امام بلند آواز سے کہتا ہے آپ کا مقتدی آہستہ آواز سے کہتا ہے۔ آپ کسی ایک حدیث میں دکھا دیں کہ امام کے لئے بلند آواز سے **السلام علیکم ورحمة اللہ** کہنا سنت ہے اور مقتدی کے لئے آہستہ آواز سے کہنا سنت ہے۔ میں پوری جرأت سے کہتا ہوں جیسے پورے پاکستان میں میں نے غیر مقلدین کو یہ چیلنج دے رکھا ہے کوئی غیر مقلد قیامت تک قطعاً کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتا۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد.

دیکھئے حضرات میں نے پہلے آپ سے کہا تھا کہ سوال میرے ہیں، جواب میرے ماسٹر امین صاحب نے دینے تھے۔ لیکن انہوں نے میرے سوالات کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے ان کی باتوں کو سنا جو اس موضوع سے متعلق نہیں تھیں۔ یا تو یہ تھا کہ میرے سوالات کے جوابات دیتے یا پھر میرے اوپر سوالات کرتے۔ لیکن اس کے باوجود آپ دوستوں نے ماسٹر امین صاحب کی لایعنی گفتگو کو برداشت کیا اس سے آپ کی وسعت ظرفی واضح ہے۔

آپ کو چاہئے تھا کہ آپ میرے سوالات کے جوابات لیتے۔ لیکن آپ نے نہ لیا نہ معلوم

اس کا کیا مطلب ہے؟۔ لیکن جب ماسٹر امین صاحب نے کہا کہ اس کو کہے کہ عبارتیں پڑھ کر سنائے بتائیں میں نے کونسی بری بات کی یا کون سی ایسی بات کی جس سے فراڈ کی بو آتی ہو۔ نعوذ بـاللہ استـغفر اللہ. مناظرہ یہیں پر ختم ہو جاتا ہے۔ میں حنفیوں کی ہر وہ کتاب جس کو ماسٹر امین صاحب کہیں میں پڑھ کر سنانے کے لئے تیار ہوں۔

آج الحمد للہ میں نے پوری حنفیت پر نظر تاڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ آج خوفزدہ ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ آج حنفیت دم دبائے ہوئے کوفے کا رخ کئے ہوئے ہے۔ اور وہ دن دور نہیں کہ جس دن حنفیت اس ملک سے بھاگے گی، اور کوفے والے ان کو جگہ نہیں دیں گے اور پھر یہ وہاں جائیں گے جنہوں نے ان کا خمیر اٹھایا تھا۔

میں بتاؤں گا کہ کن لوگوں نے حنفیت پیدا کی ۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کے تمام حنفی دنیا کے تمام دیوبندی میرے سوالات کے آج تک جواب نہیں دے سکے۔ اور قیامت تک اللہ کی مہربانی سے نہیں دے سکیں گے۔

میں نے آپ سے سوال کیا میرا سوال اپنی جگہ پر موجود ہے۔ آپ قرآن پاک کی ایک آیت پیش نہیں کر سکے۔ حدیث پیش کریں کہ عورت کی شرمگاہ شہوت سے دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ۔ یہ آپ کی کتاب میں تھا اس کا حوالہ اس کا ثبوت آپ کے ذمے تھا نہ کہ میرے ذمے۔ ذرا بتائیں کہ کون سی حدیث ہے۔ قرآن کے ساتھ تو ان کا تعلق نہیں۔ وجہ تعلق نہ ہونے کی یہ ہے کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ کو پیشاب کے ساتھ لکھنا جائز ہے۔ اگر نکسیر پھوٹ پڑے تو تو سورۃ فاتحہ اس سے لکھ کر اپنا علاج کر سکتا ہے۔ اس کے لئے جائز ہے۔

یہ آپ کی کتاب ہے ایضاح الادلہ اس میں ان کے ایک بزرگ نے ایک آیت صفحہ ۹۷ پر بڑھائی ہے۔ اس سے یہ آیت نکال کر ماسٹر امین صاحب مجھے دکھا دے ماسٹر امین صاحب کے حواری دکھا دیں، ان کے ساتھی دکھا دیں، وہ لوگ دکھا دیں جو کہتے ہیں کہ حنفیت آج لاہور میں دم توڑ رہی ہے۔ ماسٹر امین صاحب آئے اور حنفیت کی وکالت کیجئے۔ لیکن ماسٹر امین

اللہ کی مہربانی سے سلفی کے سامنے اسی طرح بے بس ہے جس طرح قصائی کے سامنے گائے بے بس ہوا کرتی ہے۔

اگر آپ میں جرأت ہے آپ میرے سوالات کا جواب دیں اور کہیں کہ یہ ان کا جواب ہے۔ یہ حدیث ہے کیونکہ قرآن سے تو آپ دے نہیں سکتے۔ قرآن کی یہ آیت بڑھائی گئی اور کتاب میں اس کا اردو ترجمہ اور تشریح باقاعدہ موجود ہے۔ اگر قرآن بڑھانے کا اتنا ہی شوق تھا تو پھر کچھ اور آیات حنفیت کی مدح میں بڑھا لیتے۔ حنفیت کی تائید میں۔ مثلاً جو مسائل میں نے پیش کئے ہیں ان کی تائید میں کچھ آیتیں گھڑ کر لکھ لیتے تا کہ لوگ یہ کہتے کہ جیسا کیسا بھی ہے انہوں نے قرآن سے دلیل تو پیش کی ہے۔

یہ ایضاح الادلہ کی وہ آیت قرآن پاک کے تیس پاروں سے ثابت کر دیں۔ یہ اب بھاگنا چاہتے ہیں میں نے چور دروازے بند کئے ہوئے ہیں۔ آپ کے ساتھ نارنگ میں بھی یہی ہوا تھا۔ ہم نے دروازے بند کر کے آپ کو اس وقت نہیں جانے دیا تھا جب تک آپ نے ہماری بات کو صحیح تسلیم نہیں کر لیا تھا۔ میں اس وقت تک تمہیں اٹھنے نہ دوں گا جب تک تم یہ فیصلہ نہ کر لو کہ جو کچھ تمہاری کتابوں میں لکھا ہوا ہے وہ غلط ہے۔ صحیح صرف اللہ کی کتاب ہے اور حضرت محمد ﷺ کی حدیث ہے۔ یا آپ قرآن وحدیث کو تسلیم کرو گے یا پھر فقہ کو چھوڑ جاؤ گے۔ جو اتہام جو اوہام آپ نے اپنی طرف سے ایجاد کئے ہیں ان کا ثبوت آپ ہم سے مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ فلاں چیز کا ثبوت دیں۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ نماز کے فرائض، نماز کے واجبات، نماز کی سنتیں، نماز کے مستحبات اور اسی طرح جو ایک لمبا کورس آپ نے بنا رکھا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ نماز کے جتنے فرائض لکھے گئے ہیں وہ یہ قرآن وحدیث سے دکھائیں۔
اگر قرآن میں نہ ملے تو وہ یہ کہیں گے کہ یہ قرآن میں نہیں، حدیث میں نہیں، تو اجماع امت سے ثابت کریں، قیاس سے ثابت کریں گے۔ کہ اس سے پہلے جو ادلہ ہیں ان کے بارے میں کہیں کہ ان میں نہیں ملتے۔ ان میں ملتے ہیں۔

اگر آپ امام ابوحنیفہؒ کے پکے مقلد ہیں، اگر آپ صحیح حنفی ہیں تو آپ کی فقہ کی کتابوں میں جو نماز کے فرائض لکھے ہوئے ہیں اور نماز کے جو واجبات لکھے ہوئے ہیں ان کو آپ قرآن و حدیث سے ثابت کر کے دکھائیں کہ فلاں جگہ یہ لکھا ہے کہ نماز کے اتنے فرائض ہیں۔ کسی آیت یا حدیث سے دکھا دیں۔

جو بات آپ ثابت نہیں کر سکتے وہ ہم پر اعتراض کیوں۔ ہم نے یہ بوجھ نہیں ڈالا یہ تمہاری خرافات ہیں، کیا ہم تمہاری خرافات کا جواب دیں۔ ہم تمہارا بوجھ اٹھائیں۔ آخر اس عیاری کا دنیا میں کسی کو کوئی علم نہیں۔ جو خرافات آپ نے ایجاد کیں، ہمیں کہتے ہو کہ اس کی دلیل دو۔

دلیل تمہارے پاس ہونی چاہئے تھی تم نے یہ خرافات ایجاد کیں۔ آج ان خرافات کا جواب آپ ہم سے مانگتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس ان باتوں کا جواب نہیں تھا تو قبول کیوں کیا۔ چاہئے تو مجھے تھا کہ میں کہوں ان باتوں کا ثبوت دیں۔ الٹا آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ ان باتوں کا ثبوت دیں۔ ہم بات کو الجھانے نہیں بلکہ حق بات کو واضح کرنے کے لئے آئے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمدللہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد.

شمشاد صاحب کہتے ہیں جہاں سے سن لو میں بڑا عربی دان ہوں، اردو تو تمہیں آتی نہیں ہے، علامہ وحدی کہتے ہو علامہ وحیدی کو جسے اردو نہ آتی ہو اور وہ لاہور میں رہے وہ روئے اپنی قسمت کو۔ میں تو کہتا ہوں کہ میرے پاس دوسری جماعت میں داخلہ لینے کے لئے آ جائے۔

دیکھئے میں نے کہا تھا شمشاد کو فرض کی تعریف نہیں آتی، واجب کی تعریف نہیں آتی، سنت کی تعریف نہیں آتی۔ اس کا جواب اس نے نہیں دیا؟۔ لائے تو اس کو اس لئے تھے کہ یہ آج نماز ثابت کرے گا۔

اس نے آپ کے سامنے مان لیا کہ نماز کی شرائط خرافات ہیں۔ نماز کے فرائض خرافات ہیں۔ نماز کے واجبات خرافات ہیں۔ نماز کے مستحبات خرافات ہیں۔ نماز کی سنتیں خرافات ہیں۔ نماز کے مکروہات بیان کرنا خرافات ہیں۔

بخاری سے ثابت کرو کہ اس نے کہا ہو کہ نماز کے واجبات خرافات ہیں۔ بخاری تو باب باندھتا ہے باب فی وجوب التکبیر تکبیر تحریمہ کے واجب ہونے کا باب۔ کہو کہ یہ بخاری کی خرافات ہیں، دیکھیں ایک بات تو یہ ثابت ہوگئی کہ نماز ان کو نہیں آتی اور نماز کے مسائل کو خرافات کہا جا رہا ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ میں تم سے فقہ حنفی چھڑا دوں گا تم نے تو بھری مجلس میں کہ دیا ہے کہ ہماری کوئی کتاب نہیں ہے۔ کہ میں صدیق حسن کو نہیں مانتا اپنے مذہب کی ساری کتابوں کا انکار کر دیا ہے۔ بخاری میں کہیں وجوب کا لفظ ہے، کہیں سنت کا لفظ ہے، کیا یہ سارے خرافات ہیں۔

تم یہ اعلان کرو کہ جن محدثین نے احکام کے ابواب باندھے ہیں وہ سارے خرافات ہیں۔ معاذ اللہ زبان اٹکی۔ اب یہ بھاگنے کی سوچ رہا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ پوچھنا کہ نماز میں تکبیر اونچی کہنی ہے یا آہستہ؟۔ کیا یہ پوچھنا خرافات؟۔ ہے اور میں یہ بھی آپ کو کہتا ہوں کہ جو بڑے دعوے سے کہتا تھا کہ فقہ حنفی یہاں سے بھاگے گی اور انہیں کوفے میں بھی پناہ نہیں ملے گی۔

تم فتاوی ثنائیہ اٹھاؤ۔ ثناء اللہ فقہ حنفی کے حوالے دینے کا محتاج ہے۔ نذیر حسین دہلوی فتاوی نذیریہ میں فقہ حنفی کے حوالے دینے کا محتاج ہے۔ فتاوی علمائے حدیث اٹھاؤ اس میں سے بھی میں فقہ حنفی کے حوالے دکھاتا ہوں۔ تم رات دن اس کے محتاج ہو امرتسر اور روپڑ والے اس کے محتاج ہوں۔ محمد جونا گڑھی اسے گالیاں بھی دے اور رات دن اس کے فتوے بھی دے۔ آپ کا کون سا دارالافتاء ایسا ہے جس میں شامی نہ رکھی ہوئی ہو، جہاں عالمگیری موجود نہ ہو۔

دیکھیں یہ نماز کا ایک مسئلہ بھی ثابت نہ کر سکا اور آخر میں یہ کہ کر جان چھڑائی کہ یہ فرائض، واجبات خرافات ہیں۔ غیر مقلدین سن لیں آج کے بعد صحاح ستہ کا نام نہ لیں، بلوغ المرام کا نام نہ لیں۔ وہاں وجوب اور سنیت کے ابواب موجود ہیں۔ بخاری میں ہے باب ایجاب التکبیر

کیا یہ خرافات ہیں۔

الحمدللہ لاہور کے اس مناظرے میں لامذہبیت آج اس طرح ننگی ہوگئی ہے کہ نہ قرآن ان کا، نہ حدیث ان کی، نہ فقہ ان کی، نہ ہی ان کی اپنی کتابیں ان کی، اتنے بڑے جہاں میں۔ تو بہر حال انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے فرائض کیا ہیں۔ ہمارے فرائض تو تعلیم الاسلام میں بھی درج ہیں۔

میں مولوی شمشاد سلفی سے پوچھتا ہوں کہ محدثین نے جو احکام کے ابواب باندھے ہیں انہیں یہ خرافات کہے گا یا قرآن وحدیث سے ثابت کرے گا۔ میرے ہاتھ میں ابن حجر عسقلانی کی کتاب موجود ہے، اس کی ایک ایک اصطلاح کو شمشاد قرآن یا حدیث سے ثابت کرے۔ لغت کی ساری اصطلاحیں، صرف ونحو کی ساری اصطلاحیں کیا مولوی شمشاد قرآن وحدیث سے ثابت کر سکتا ہے؟۔ آؤ یا کہو کہ ساری لغت خرافات ہے۔ تا کہ سب کو چھوڑا جائے، سارا اصول تفسیر بھی خرافات ہے، سارا اصول حدیث بھی خرافات ہے، صرف ونحو بھی سارے خرافات ہیں۔

الحمدللہ لاہور کا یہ مناظرہ کتنا فیصلہ کن ثابت ہو رہا ہے کہ قیامت تک کے لئے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ لامذہب فرض کی تعریف نہیں جانتا، واجب کی تعریف نہیں جانتا، سنت کی تعریف نہیں جانتا۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے فرائض کا حساب ہوگا اگر ان میں کمی رہ گئی تو تو نوافل سے پوری کر دی جائے گی۔ اب کہو کہ اللہ کے نبی ﷺ نے معاذ اللہ خرافات کا ذکر کیا ہے۔

جو مذہب تم کو محمد جونا گڑھی نے دیا ہے اس مذہب پر رہ کر تم نہ خدا کو مان سکتے ہو نہ کسی مجتہد کو مان سکتے ہو۔ تمہارے پاس تو کوئی چیز رہ ہی نہیں گئی۔ کوئی غیر مقلد بھی آج مولوی شمشاد سلفی سے نہیں کہہ رہا کہ مولوی شمشاد صاحب ماسٹر امین جب یہ کہے گا غیر مقلدین ایک فرض کی تعریف بھی نہیں دکھا سکے تو ہم منہ چھپا کر لاہور سے کیسے جائیں گے۔ یہ تو پنڈی چلا جائے گا ہمارے لئے خدا کے لئے لاہور میں کوئی تہ خانہ بنا دیں جہاں غیر مقلدیت کو چھپایا جا سکے۔

جو اپنی پانچ وقت کی نماز ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا نماز کا مسئلہ پوچھنا پراپیگنڈہ ہے۔ میرا چیلنج ہے کہ شمشاد کے پاس ایک بھی کتاب نہیں ہے جس میں اس کی نماز کا طریقہ موجود ہو، جس میں اس کی نماز کے مکمل احکام موجود ہوں۔ میں نے جتنے احکام پوچھے آپ کے سامنے ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے ایک قرآن کی آیت پڑھنے کی اسے توفیق نہیں ہوئی۔ ایک حدیث پڑھنے کی خدا تعالی نے اس کو توفیق نہیں دی اور نہ اس کی زبان پر آ سکتی ہے جو آئمہ کا بغض دل میں رکھتا ہو اور فقہ کی کتابوں کو ایسی فقہ جس کو اللہ کے نبی ﷺ

من یر د اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین.

فرماتے ہوں یہ اس کو خرافات کہتا ہو۔ کیا اللہ تعالی اس کو توفیق دیں گے کہ یہ قرآن کی آیت پڑھے یا نبی پاک ﷺ کی حدیث پڑھے۔ بہر حال آپ کے سامنے سورج کی طرح واضح ہو گیا کہ مسائل بتانے تو کجا شمشاد کو تو فرض کی تعریف بھی نہیں آتی، اور اس کو خرافات کہ کر جان چھڑاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اصول حدیث کو بھی خرافات کہ کر جان چھڑائے یا مجھے وہ ساری اصطلاحات قرآن وحدیث سے دکھائے۔ اصول تفسیر کی ساری اصطلاحات کو قرآن وحدیث سے دکھائے یا ان کو خرافات کہ کر جان چھڑائے۔

اپنے سارے مولویوں کو چھوڑ چکا، مگر پھر بھی قرآن کی ایک آیت پڑھنا بھی قسمت میں نہیں ہے۔ ایک آیت پڑھی تھی میں نے اس کی تشریح پوچھ لی پھر پورے مناظرے میں کسی آیت سے یا کسی حدیث سے چہرے کی حد ہی متعین کر کے بتا دے۔ مجھے فرض اور نفل کا فرق ہی بیان کر دے۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد.

حضرات آپ نے دیکھا کہ میں نے حنفیوں کی عبارتیں پیش کیں، قرآن میں اضافے کی بات پیش کی۔ اور میں نے یہ ثابت کیا تھا کہ حنفیوں کا تعلق چونکہ قرآن سے نہیں ہے، اور ماسٹر

امین صاحب نے خود یہ قبول کرلیا کہ ہماری فقہ میں جو مسائل لکھے ہیں ان کی دلیل قرآن پاک سے ہم نہیں دے سکتے۔ جب ہے ہی نہیں تو کہاں سے دیں۔

پھر یہ کہا کہ اسے اردو نہیں آتی۔ حافظ عبداللہ روپڑی نے ایک کتاب لکھی الکتاب المستفاد دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی انور شاہ کشمیری کی غلطیوں کی اس میں نشاندہی کی۔ آج تک اگر کسی حنفی کو یہ توفیق نصیب ہوئی ہو کہ حضرت حافظ عبداللہ روپڑی کی کتاب کا جواب دیا ہو۔ آج تک نہیں آیا قیامت تک نہیں آئے گا۔

مجھے آپ حضرات یہ بتائیں کہ کیا مجھے ماسٹر امین صاحب نے ان سوالات کے جواب دیے ہیں۔ میں دانستہ کچھ تلخ باتوں کو چھوڑ جاتا ہوں تاکہ تلخی نہ ہو۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ لوگوں کو حق مسئلہ سمجھ آجائے۔ میرا کوئی مقصد نہیں میرا کوئی منشاء نہیں ہم ہمیشہ حق کے لئے لوگوں کے سامنے آتے ہیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہم سے زیادتی بھی کردے ہم اس کو صبر وتحمل سے ٹال دیں۔ میری یہ کوشش ہوتی ہے جس سے ماسٹر امین یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ ہماری باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔

ماسٹر امین صاحب آپ یہ توقع ہم سے بالکل نہ رکھو۔ میں بالکل آپ کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو کرتا رہا ہوں۔ جو اچھے بامروت اور بااخلاق لوگ کرتے ہیں۔ میرے سے آپ کسی بداخلاقی کی توقع مت رکھیں۔ میں آپ کی بداخلاقی کا جواب اس طرح نہیں دوں گا۔ اس لئے کہ میرا مقصد ہے اللہ کے نبی ﷺ کے دین کی ترویج کرنا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دین کی تبلیغ کرنا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا دین لوگوں کے سامنے پیش کرنا۔ میرے سوالات کے جوابات آخر آپ کیوں نہیں دیتے۔

دیکھئے جناب بات اس جگہ پر پہنچی تھی کہ ختم ہوجاتی۔ آپ نے میری اس بات کو (کہ مناظرہ ختم کرو) جان بوجھ کر نظر انداز کردیا۔ میرے سوالات آپ کو یاد ہیں اس لئے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ماسٹر امین نے کہا کہ آپ پڑھ کر سنائیں میں نے کہا کہ آپ لکھ کر دے دو میں

پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ تو اس کے جواب کو بڑے اچھے طریقے سے گول کیا گیا۔

میں سمجھتا ہوں آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ حق کس طرف ہے۔ باقی رہا یہ کہ ماسٹر امین صاحب بار بار آپ لوگوں سے یہ سوال کر رہے ہیں آپ سے سوال کرنے والا تو میں ہوں۔ سائل میں ہوں پوچھ میں رہا ہوں۔ میں نے جو سوالات کئے آپ نے ان کے جوابات نہیں دیئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کی فقہ کی کتابوں میں جو نماز کے فرائض لکھے ہیں نماز کے جو واجبات لکھے ہیں، نماز کے جو مستحبات لکھے ہیں، نماز کی جو سنتیں لکھی ہیں وہ کون سی قرآن کی آیت سے ثابت ہیں۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میں نے خرافات کہا ہے۔ آپ قرآن سے ثابت کر کے کہیں، حدیث سے ثابت کر کے کہیں کہ انہوں نے ان چیزوں کو خرافات کہا ہے جو قرآن سے ثابت ہیں حدیث سے ثابت ہیں۔ پھر تو بات بنتی۔

(اس پر حضرت مسکرائے جو مولوی شمشاد سلفی صاحب کو ہضم نہ ہوسکا تو اس پر کہا)

آپ کو صرف ہنسنا آتا ہے۔ اگر صرف ہنسنا ہوتا تو آپ کسی تھیٹر یا میلے میں چلے جاتے۔ وہاں ہنسی کا مظاہرہ کیا کرتے تو بڑے پیسے ملتے۔ اللہ کے دین کو سامنے رکھ کر اللہ کے رسول ﷺ کی آڑ لے کر آپ ہنس ہنس کر لوگوں کو ٹالتے ہیں۔ آپ کس کے سامنے بیٹھے ہیں کس سے بات کر رہے ہیں۔ آپ کیسے بچ کر جاسکتے ہیں۔ آپ کن لوگوں کے سامنے گرج کر کہیں گے، ان لوگوں کے سامنے جن پر آپ کی بے بسی عیاں ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ نماز کے فرض اور نماز کے واجبات جو حنفیوں نے لکھے ہیں آپ قرآن کی کسی آیت سے ثابت کریں۔ کیا کہیں گے کہ یہ ہنسنا نمونہ پیش کیا تھا۔ بتاؤ کہاں ہے وہ آیت جو تمہارے ایک بہت بڑے مولوی نے لکھی ہے؟۔ اس کو کیسے دکھاؤ گے کون سے قرآن سے دکھاؤ گے۔ ایسے تو مرزے نے بھی نہیں کیا۔ حنفیوں کے نصیب میں یہ چیز تھی۔ حنفیوں کی قسمت میں اللہ نے یہ لکھا تھا کہ وہ اللہ کی کتاب میں اضافہ کریں گے۔ وہ اللہ کی کتاب کو پیشاب سے لکھنے کی

اجازت دیں گے۔ وہ اللہ کی کتاب سے مذاق کریں گے۔ (۱)

(۱)۔ یہ مذہب حنفی پر ایسا جھوٹ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کسی کافر نے بھی ایسا جھوٹ مذہب حنفی پر نہیں بولا۔ ہمارے نزدیک تو ناپاک آدمی اس کو چھو بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کو چھونا مکروہ تحریمی ہے، خواہ اس موقع کو چھوئے ہاں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے۔

(بحر الرائق ص ۲۰۱)

جبکہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا امرتسری کا فتوی یہ ہے کہ بے وضو آدمی قرآن کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۹)

اور ہمارے نزدیک قرآن و پاک کو گندی جگہ پر رکھ دینا ایسا کفر ہے جیسے بت کو سجدہ کرنا، یا معاذ اللہ کسی نبی کو شہید کر دینا۔ یہ ایسے کفر ہیں کہ ان کے ساتھ اقرار ایمان کا کوئی فائدہ نہیں۔

(شامی باب المرتد ص ۲۸۴ ج ۳)۔

باقی رہی یہ بات تو اس سے قبل یہ سمجھ لیں کہ ایک حالت اختیاری ہوتی ہے ایک حالت اضطراری ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات کسی چیز کی حالت اضطراری میں گنجائش ہو جاتی ہے۔ جیسے قرآن پاک میں مردار، خنزیر اور خون کو حرام فرمایا گیا، اور پھر آگے۔

﴿فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور الرحیم﴾. (۲.۱۷۳)

اب اس آیت مبارکہ میں حالت اضطرار میں ان کو کھانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اب اگر کوئی یہ شور مچائے کہ قرآن نے مردار خون اور خنزیر کو حلال کہا ہے، تو یہ قرآن پاک پر جھوٹ ہوگا۔

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہوا ہے اگر کوئی شخص قرآن پاک کو حقیر سمجھ کر اس پر قدم رکھے پھر

اسی طرح کا جھوٹ شمشاد سلفی فقہ پر بول رہا ہے۔ اب پیشاب یا خون سے قرآن پاک لکھنا ہمارے نزدیک حالت اختیار میں حرام ہے، کفر ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک خون بھی پاک ہے۔ ہر حلال جانور کا پیشاب یا پاخانہ بھی پاک ہے، منی بھی پاک ہے۔ اور پاک چیز سے قرآن لکھنا نہ تو قرآن کی کسی آیت میں منع ہے، نہ کسی حدیث میں۔

لہذا ان کے نزدیک تو حالت اضطرار تو کیا حالت اختیار میں بھی جائز ہوا، اور ہمارے ہاں منی، خون اور پیشاب نجس ہیں، اور نجس جگہ پر قرآن رکھنا ہمارے ہاں قطعی کفر ہیں۔ اس لئے موہوم کو مظنون اوہ متیقن پر قیاس کر کے ایسی حالت اضطرار میں بھی اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جس حالت اضطرار میں شریعت حرام یا کفر کے ارتکاب کی اجازت دیتی ہو اور ظاہر مذہب حنفی یہی ہے۔

البتہ بعض نے موہوم کو متیقن اور مظنون پر قیاس کر کے حالت اضطرار میں ارتکاب حرام یا ارتکاب کفر کی اجازت دی ہے۔ وہ ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کے ہاں حالت اختیار میں بھی خون اور حلال جانوروں کے پیشاب سے قرآن لکھنا ہرگز ہرگز منع نہیں۔ اس لئے غیر مقلدوں کا احناف کے خلاف شور مچانا اس سے بھی بدتر جھوٹ ہے، کہ کوئی سکھ جس کے ہاں حالت اختیار میں بھی خنزیر کھانا حلال ہے مسلمانوں پر اعتراض کرے کہ تمہارے قرآن میں خنزیر کھانا حلال لکھا ہے۔ کوئی غیر مقلد بھی ہمارے آئمہ ثلاثہ اما اعظم ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ سے تا قیامت حالت اضطرار میں بھی حرام یا کفر کے ارتکاب کا جواز ثابت نہیں کر سکتا۔

تو وہ واقعی کافر ہو جائے گا، اور اگر حقیر سمجھ کر نہ رکھے تو پھر کافر نہیں ہوگا [1]۔

قرآن پاک پر تم پیر رکھو، قرآن پاک کو تم پیشاب سے لکھو، قرآن پاک پر تم اضافہ کرو اور پھر بھی تم کہو کہ میں رات کو دندنا کے کہوں گا۔ رات کو تو مرزائی بھی تقریریں کرتے پھرتے ہیں منکرین حدیث بھی کرتے پھرتے ہیں، سکھ بھی کرتے پھرتے ہیں، یہودی دندنا رہے ہیں، عیسائی گرج رہے ہیں۔ تو پھر اگر اپنی کسی مسجد میں گرج لو گے تو اس سے کیا بنے گا۔

وہ آیت جو آپ نے بزرگ کے نام پر بڑھائی ہوئی ہے وہ تو ثابت نہیں ہوگی، قرآن پاک کو پیشاب کے ساتھ لکھنا تو ثابت نہیں ہوگا، اس پر قدم رکھنا تو ثابت نہیں ہوگا۔ ماسٹر امین صاحب آپ میں اگر جرأت ہے تو کہیں کہ دکھاؤ یہ مسئلہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ اگر نہ دکھا سکوں تو ان دوستوں کے سامنے میری بے بسی ظاہر ہو جائے گی۔ آپ مجھ سے کوئی حوالہ پوچھتے کیوں نہیں؟ پوچھیں جناب تا کہ آپ کو پتا لگے کہ بات کیا ہے۔ تمہاری کتابیں ہیں تمہاری کتابوں سے ساری چیزیں پیش کی ہیں۔ آپ اس کا جواب دیں میرے سوال کا جواب پہلے دے دیں۔ پھر مجھ سے آپ اسی مجلس میں سوال کریں۔ میں قرآن سے بتاؤں گا حدیث سے بتاؤں گا۔ اور یہی ہمارا

(1)۔۔ شمشاد صاحب نے یہاں بھی دجل وفریب سے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر ایسا کوئی مسئلہ پیش آجاتا کہ کوئی شخص قرآن پاک کو حقیر سمجھے بغیر قدم رکھتا ہے تو اس کا حکم کیا ہے، تو ہمارے نزدیک یہ گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں۔ البتہ ہم غیر مقلدین سے پوچھتے ہیں کہ آپ اس مسئلہ کو قرآن وحدیث سے غلط ثابت کردیں، اور اس مسئلہ کا حل قرآن پاک کی کسی ایک آیت یا کسی ایک حدیث سے دکھادیں ہم فقہ کے اس مسئلہ کو چھوڑ دیں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مذہب ہے۔

آپ یہ کہتے ہیں کہ اپنے فلانے مولوی کو چھوڑ دیں، فلانے کو چھوڑ دیں۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اس دنیا میں ہر شخص سے غلطی ہو سکتی ہے۔ بتایئے یہ عقیدہ درست ہے یا غلط ہے؟۔ اگر غلطی کسی سے نہیں ہو سکتی تو وہ محمد ﷺ کی ذات گرامی ہیں باقی ہر آدمی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مولوی چھوڑ گئے۔ کہاں مولوی چھوڑ گئے۔ چھوڑ تم گئے ہو جو آج اپنی فقہ کا ثبوت پیش نہیں کر رہے ہو۔

آپ حنفیت کے نام پر روٹیاں کھا رہے ہیں آپ حنفیت کے نام پر پیسے بٹور رہے ہیں۔ اگر آپ حنفیت کا ثبوت پیش کرتے پھر تو ہم کہتے کہ واقعی یہ بڑے پکے حنفی ہیں۔ سبحان اللہ کیا کہنا حنفیوں کا کہیں آپ کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ میں نے ایک سوال کیا ہے کہ کسی ایک آیت یا کسی ایک حدیث سے یا دوسری جو تمہاری دلیلیں ہیں، ان سے اگر قرآن حدیث میں نہیں تو آپ امام ابو حنیفہؒ سے ہی ثابت کردیں کہ انہوں نے ایک نماز پڑھی ہو اور عورت کی شرمگاہ کو وہ شہوت کے ساتھ دیکھ رہے ہوں۔ ان پر شہوت غالب ہو۔ نعوذ باللہ استغفر اللہ۔ آپ مجھ سے یہ باتیں اس لئے کہلوا رہے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمدللہ و کفٰی والصلوٰة والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی امابعد.

مولوی شمشاد سلفی صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے میری اردو کی غلطی نکالی ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے اردو نہیں آتا اسے یہ نہیں پتا کہ اردو مذکر ہے یا مؤنث۔ ایک طرف یہ کہ رہا ہے کہ حنفیوں کی بے بسی آج واضح ہے۔ دوسری طرف یہ کہتا ہے امین ہنستا ہے، مسکراتا ہے۔ جو بے بس ہو گیا وہ ہنستا اور مسکراتا ہے۔ الحمد للہ حنفیوں کو خدا نے دنیا میں ہنسنے کے لئے پیدا فرمایا ہے

ساری زندگی ہنسیں گے، غیر مقلدین کو رونے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ آپ کو نظر آرہا ہے کہ رو رہے ہیں۔

بہر حال میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ مولوی شمشاد سلفی صاحب اس طرف قطعاً نہیں آئیں گے کہ کوئی ان سے پوچھے اور وہ بتائیں۔ اور کہتے ہیں کہ حنفی قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ دیکھیں حنفیوں کی ہر کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ تمہارے فتاویٰ ثنائیہ میں لکھا ہے کہ جائز ہے[1] حنفیوں کی ہر کتاب میں لکھا ہے کہ حائضہ عورت قرآن نہ پڑھے۔ تمہارے فتاویٰ ثنائیہ میں لکھا ہے کہ حائضہ عورت قرآن پڑھے۔ اب حنفیوں نے قرآن کا ادب کیا یا غیر مقلدین نے؟۔

آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ امین مجھ سے کہے کہ تم عبارت پڑھ کر سناؤ، میں تو تین چار دفعہ کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ نے عبارت پڑھ کر ترجمہ کر دیا تو پورے مجمع کو پتا چل جائے گا کہ کتنا بڑا دھوکہ کیا ہے۔ میں نے بار بار کہا ہے کہ عبارت پڑھو ترجمہ کرو یہ مسئلہ بھی مکمل پڑھو اور امامت کی مکمل عبارت پڑھو۔ لیکن جب اس نے پڑھ دیا تو دنیا دیکھے گی کہ اس نے کیا کہا ہے اور لکھا کیا ہوا ہے۔

---

(۱)۔ لامذہبوں نے عظمت قرآن کو بالائے طاق رکھ کر یہاں تک لکھ دیا۔

حائضہ عورت قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگا سکتی زبان سے پڑھ سکتی ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ص ۵۳۵ ج ۱)

نیز مزید لکھا ہے۔

لم یر ابن عباس بالقراۃ للجنب باسا .

ترجمہ۔ کہ ابن عباس جنبی کے قرأت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (فتاوی ثنائیہ ص ۵۱۹ ج ۱)

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ عبداللہ روپڑی نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی غلطیاں نکالی ہیں۔ عبداللہ روپڑی تو اللہ اور رسول پر جھوٹ بولتا رہا ہے۔ اس کی کتاب اہل حدیث کے امتیازی مسائل اور اپنے رسالہ رفع یدین اور آمین میں اس نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب آمین کہتے اور ان کے پیچھے ان کے صحابہ ؓ آمین کہتے تو مسجد گونج جاتی۔ اس کا حوالہ شوکانی اور روپڑی نے چار کتابوں کا دیا ہے۔

نمبر ۱۔

سنن الکبریٰ للبیھقی۔ میں نے پورے ملک میں چیلنج دیا ہے کہ سنن الکبریٰ میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ اس نے دو جھوٹ بولے۔

(۱)۔ سنن کبریٰ میں حدیث ہے۔

(۲)۔ بیھقیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔

نمبر ۲۔

اس نے حوالہ دار قطنی کا دیا میں پوری جرأت سے کہتا ہوں کہ اس نے یہ جھوٹ کہا ہے اور پوری دار قطنی میں یہ حدیث نہیں ہے۔

اس نے دو جھوٹ بولے۔

(۱)۔ اس نے دار قطنی کا جھوٹا نام لیا۔

(۲)۔ کہ دار قطنی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

نمبر ۳۔

پھر اس نے یہ جھوٹ بولا کہ یہ حدیث مستدرک حاکم میں ہے۔

یہ بالکل جھوٹ ہے مستدرک حاکم میں یہ حدیث قطعاً موجود نہیں ہے۔ اس نے یہ بھی جھوٹ بولا۔

نمبر ۴۔

اور ساتھ یہ بھی جھوٹ بولا کہ حاکم نے لکھا ہے صحیح علی شرط الشیخین.
آپ اندازہ لگائیں کہ جو ایک حدیث کو نقل کرنے میں اتنے جھوٹ بول جاتا ہو۔ عبداللہ روپڑی، انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب سمجھ ہی نہ سکا۔

اس نے جو پہلا اعتراض اس پر کیا ہے وہ بخاری پر بھی ہوسکتا ہے۔ آپ اپنی نماز ثابت کرنے سے بھاگ رہے ہیں کہ جو آپ نے کہا ہے کہ آیتیں غلط لکھی ہیں آیتیں بخاری میں بھی غلط موجود ہیں۔ یہ دیکھیں وحید الزمان کا ترجمہ صفحہ ۴۷۲ آیت ہے۔

ثم قال فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب.[1]

یہ آیت کسی پارے سے دکھائیں۔ اسی طرح اس ترجمہ میں آیت لکھی ہے صفحہ ۵۹۱ پر

و اذکرو اللہ فی ایام معلومات.[2]

یہ آیت کسی پارے سے دکھائیں۔

---

(۱)۔ صحیح آیت اس طرح ہے۔
﴿فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها﴾.
پ ۱۶ سورۃ طٰہ آیت ۱۳۰.

(۲) . ﴿ واذکرو اللہ فی ایام معدودات﴾ . پ۲ آیت ۲۰۳۔
اس طرح بخاری شریف ص۱۳۲ ج ۱ میں بھی۔
واذکرو اللہ فی ایام معلومات
لکھا ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کو چاہئے کہ امام بخاری اور وحید الزمان پر بھی اعتراض کریں۔

تو اگر کاتب کی غلطیوں سے اس قسم کی غلطیاں ثابت ہوتی ہیں تو پہلے آپ بخاری پر اعتراض کریں کہ بخاری میں یہ آیتیں غلط چھپ گئی ہیں۔ اور چھپی ہوئی ہیں۔ یہ چونکہ آپ کا اپنا ہے اس لئے نظر نہیں آتیں۔ مرزا چونکہ آپ کا اپنا ہے اس لئے اس کو معاف کردیا ورنہ حقیقۃ الوحی. ساری غلط چھپی ہے۔ چونکہ مرزا آپ کا اپنا تھا، اس لئے کہ وہ بھی تقلید نہیں کرتا تھا آپ بھی نہیں کرتے۔ وہ بھی فقہ کا منکر تھا، آپ بھی فقہ کے منکر ہیں۔ اس لئے اس کو آپ نے معاف کردیا۔

بحر حال میں تو آپ کو ان باتوں کے جواب اس لئے نہیں دے رہا تھا کہ یہ موضوع کے متعلق نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ میں اس کو ادھر ادھر نہیں جانے دوں گا۔ اس نے نہ عبارت پڑھی نہ ترجمہ کیا۔

دیکھئے نماز کے مسائل کے بارے میں یہ مولوی شمشاد صاحب بالکل نہیں آرہے۔ نماز سے پہلے طہارت ہونی چاہئے، اور یہ وحید الزمان لکھتا ہے۔ الخمر طاھر. وحید الزمان لکھتا ہے شراب پاک ہے، تو دیکھئے ان کے مذہب میں تو شراب سے بھی وضو کرنا جائز ہے۔

ان کی عرف الجادی میں لکھا ہے کہ شراب نجس تو نہیں ہے حرام ہے۔ پی نہیں جاسکتی لیکن شراب جسم پر انڈیل لے تو مولوی شمشاد سلفی صاحب نماز پڑھ سکتے ہیں۔ شراب میں کپڑے لت پت کر کے یہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ آؤ! مجھے قرآن میں دکھاؤ کہ اس میں یہ ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ نے شراب میں لت پت ہوکر نماز پڑھی ہو۔ یہ مسئلہ تم نے کہاں سے لیا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے۔

سنئے آگے اسی عرف الجادی میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے مردار پاک ہے،[1] خواہ وہ کتا ہو یا خنزیر

---

(۱)۔ دعوی نجس عین بودن سگ وخنزیر وپلید بودن خمر ودم مسفوح وحیوان مردار ناتمام است (عرف الجادی)
ترجمہ۔ کتے اور خنزیر کے نجس عین ہونے کا دعوی اور شراب اور بہتے ہوئے خون اور مردار جانور کے پلید ہونے کا دعوی ناتمام ہے۔

ہو۔ وہ پاک ہے نیچے رکھ کراو پر مولوی شمشاد سلفی نماز پڑھ لے تو پاک چیز پر نماز پڑھی گئی۔ مردار کو سر پر اٹھا کر نماز پڑھ لے، تو غیر مقلدین کے نزیک پاک چیز اٹھا کر نماز پڑھی گئی۔ میں مولوی شمشاد سلفی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کون سی حدیث میں مردار پاک ہے۔ اس کو اٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کوئی حدیث اللہ کے نبی ﷺ کی آپ کے پاس ہے تو پیش فرمادیں۔

فتاویٰ ثنائیہ میں لکھتے ہیں کہ کنواں جو ہے اس میں اگر کتا گر کر مر جائے تو پھر بھی اس کا پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر آپ کو کتے سے اتنی محبت اور پیار ہے تو مجھے قرآن پاک کی کوئی آیت سنا دیں کہ آپ کو کتے سے اس قدر پیار کیوں ہے۔ کہ آپ پانی میں بھی اس کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

والغسل فی الشهوة عند الخروج. یعنی اگر منی خارج ہونے لگی اور آلہ تناسل کو زور سے پکڑے رکھے یہاں تک کہ اس کا انتشار ختم ہو جائے، انتشار ختم ہو جانے کے بعد پھر منی نکلے تو غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ غسل تو دور کی بات ہے ہاتھ دھونا بھی ضروری نہیں۔ کیونکہ منی تو پاک ہے۔[1]

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار صفحہ ۲۳)

میں پھر کہتا ہوں کہ وحید الزمان نے یہ نہیں کہا کہ یہ میری بات ہے، یہ کہتا ہے کہ یہ نبی کی فقہ ہے۔ معصوم پر وحید الزمان نے یہ تہمت لگائی۔ آگے لکھتے ہیں کہ اگر کسی نے چوپائے بھیڑ،

(۱). والمعتبر الشهوة عند الخروج فلو امسک الذکر حتی بطلت شهوته ثم خرج المنی لا یلزمه الغسل.

(نزل الابرار ص ۲۳)

ترجمہ۔ معتبر وہ شہوت ہے جو منی کے خروج کے وقت ہو پس اگر ذکر کو پکڑ لیا یہاں تک کہ شہوت ختم ہو گئی پھر منی نکلی تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

بکری، کتیا، خنزیرنی وغیرہ کی شرمگاہ میں دخول کیا تو غسل فرض نہیں[1] آیئے ذرا مجھے قرآن کی وہ آیت پڑھ کر سنائیں کہ نزل الابرار کی یہ عبارت قرآن کی کس آیت سے ملتی ہے۔ اور نزل الابرار کا یہ مسئلہ اللہ کے نبی ﷺ کی کس حدیث سے ملتا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہو کہ جانور سے اگر بدفعلی کر لی جائے تو تو اس پر غسل بھی فرض نہیں ہوتا۔ صحیح بخاری شریف میں تو یہاں تک ہے کہ اگر اگر بیوی سے صحبت کر لی اور اس سے انزال نہیں ہوا، اور پہلے جدا ہوا تو غسل فرض نہیں۔ والغسل احوط. غسل بہتر ہے اگر کرے تو بہتر اور نہ کرے تو کوئی حرج نہیں[2]

(۱). فلو ادخل الجنی حشفته فی فرج المرأة ولم تره ولم تنزل لا یلزم علیها الغسل وکذا اذا اولج فی فرج البهیمة او دبر الادمی او دبر البهیمة (نزل الابرار ص ۲۳)

ترجمہ۔ اگر جن نے اپنے حشفہ کو عورت کی شرمگاہ میں داخل کر دیا اور چھپ گیا، اور انزال نہیں ہوا تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر چوپائے کی شرمگا یا آدمی کی دبر یا چوپائے کی دبر میں داخل کیا تو غسل فرض نہیں۔

(۲). حدثنا ابو نعیم عن هشام عن قتادة عن الحسن عن ابی رافع عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال اذا جلس بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل تابعه عمرو عن شعبة و قال موسی حدثنا ابان قال ثنا قتادة قال انا الحسن مثله قال ابو عبدالله هذا اجود واو کدو انما بینا الحدیث الاخر لاختلافهم والغسل احوط. (بخاری ص ۴۳ ج ۱)

ترجمہ۔ امام بخاری فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں معاذ بن فضالہ نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں هشام نے اور بیان کیا ہم سے ابو نعیم نے وہ هشام سے وہ قتادہ سے وہ حسن سے وہ ابو رافع سے وہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے وہ نبی اقدس ﷺ سے آپ ﷺ نے

مولوی شمشاد سلفی۔

الحمد لله نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

میں نے آپ سے پہلے عرض کیا تھا کہ آپ میرے سوالوں کا جواب لے دیں، بعد میں ماسٹر امین صاحب کو حق ہے کہ وہ میرے سے سوال کرے۔ میں اس کا جواب دوں گا۔ آپ اس حقیقت کو ٹال رہے ہیں۔ جان بوجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں۔ پہلے میرے سوالوں کا جواب دے پھر میرے سے سوال کرے۔ یا ماسٹر امین شروع میں میرے سے سوال کرتا میں اسکو جواب دیتا۔ کیونکہ پہلے سوال میرا ہے میرے سوال انکے ذمے کافی ہو گئے ہیں۔ اس کا جواب لے دیں۔ یا ماسٹر امین صاحب عبارتیں پڑھنے کا کہہ رہے تھے۔ میں نے کہا قرآن کو پیشاب کے ساتھ لکھنا قرآن پر پاؤں رکھنا یہ جو مسائل بیان کیے۔ کتابوں میں دیکھ لیں۔ اگر یہ ہوں تو میں سچا اگر یہ نہ ہوں اگر نہ ہوں تو آپ میرے ساتھ جو چاہیں کریں۔ ہم نے یہ کہا کہ ہماری کتابوں میں صرف اللہ کی کتاب ہے، یا نبی ﷺ کی حدیث ہے۔

گذارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ماسٹر امین صاحب ان باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتے، حضرت حافظ عبداللہ روپڑی نے آپ اندازہ لگائیں جو آدمی انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب پر اعتراض کرتا ہے اسکو کہتا ہے کہ وہ نا سمجھ تھا۔ نعوذ باللہ استغفر اللہ۔ ماسٹر امین صاحب اس کا

فرمایا جب آدمی عورت کی چار جانبوں کے درمیان بیٹھ گیا اور کوشش کی تو غسل واجب ہو گیا۔ متابع لائے ہیں عمرو شعبہ سے۔ اور موسیٰ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابان نے فرمایا بیان کیا ہم سے قتادہ نے انہوں نے فرمایا بیان کیا ہم سے حسن نے اس کی مثل، ابو عبداللہ فرماتے ہیں یہ عمدہ اور بہتر ہے اور ہم نے دوسری حدیث بیان کر دی ان کے اختلاف کی وجہ سے اور غسل بہتر ہے۔

جواب لکھ دیں اسکی نا سمجھی ابھی تک کیوں ظاہر نہ کی گئی۔

آج بھی وہ کتاب موجود ہے اور آج تک اسکا جواب حنفیوں دیوبندیوں کی طرف سے نہیں آیا۔ اور آپ کے سامنے کس قدر غلط بات ہو رہی ہے کہ میں جن کتابوں کو اپنی کتابیں کہتا ہوں، ان سے تو وہ کوئی مسئلہ پیش نہ کرے اور جن کتابوں کو میں اپنی کتابیں ہی نہیں مانتا ان سے وہ ڈھٹائی کے ساتھ مسئلہ پیش کرے۔ جن کتابوں کے میں نے حوالے پیش کیے ماسٹر امین کہہ دے کہ وہ کتابیں ہماری نہیں۔ میں کسی ایسی کتاب کا حوالہ پیش نہیں کروں گا جو آپ کے مذہب کی نہیں ہوگی۔ کسی قدر ستم ہے کہ جو کتابیں ہماری نہیں جن کتابوں کو ہم نہیں مانتے ان کتابوں کے حوالے ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ کی کتاب، ہماری کتاب، اللہ کے رسول کی کتابیں ہماری کتابیں ہیں۔ اور غیر نبی سے غلطی ہو سکتی ہے، اور غیر نبی غلط کام بھول کر لغزش سے غلطی کر سکتا ہے۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ انکی لغزش معاف کرے۔ انکی غلطیاں معاف کرے۔

اور آپ وہ باتیں جو تمام فقہ حنفیہ کی باتیں ہیں آپ وہ ہمارے ذمے لگا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فرج کی رطوبت ان کے ہاں پاک ہے، ہم کہتے ہیں کہ آپ قرآن پاک سے دکھائیں یا حدیث پاک سے دکھائیں۔ اگر آپ قرآن پاک سے ثابت کر دیں اگر آپ حدیث پاک سے ثابت کر دیں ہم کہیں گے کہ جناب بالکل ٹھیک ہے۔

لیکن اس کے مقابلے میں میں آپ کو آپ کی ہی کتاب دکھاتا ہوں جس کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ یہ مکے یا مدینے میں بیٹھ کر لکھی گئی۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ فرج کی رطوبت پاک طاہر ہے۔

(اس پر لوگوں نے کہا کہ عبارت دکھائیں تو مولوی شمشاد سلفی صاحب نے کہا)

اگر یہ عبارت میں دکھا دوں تو میں سچا، اگر نہ دکھا سکوں تو میں جھوٹا۔ اگر یہ عبارت ان کی کتاب میں ہو، تو پھر میں سچا یہ جھوٹے۔

(مولوی شمشاد سلفی صاحب کو اتنا معلوم نہیں ہے کہ عبارت ثابت کرنا ان کے لئے ضروری ہے اس سے احناف کا جھوٹا ہونا لازم نہیں آتا بلکہ صرف اس کا جواب لازم آئے گا۔ مولوی شمشاد سلفی صاحب یہ بہت بڑا دھوکہ دینا چاہتے ہیں جبکہ حضرت یہ دھوکہ اپنی مناظرانہ صلاحیت کی بنا پر کھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ از مرتب)

آپ فیصلہ کرلیں۔ آپ دیکھ لیں ان رطوبة الفرج طاهرة عنده.

(ص ۱۲۳ ج ۱)

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک فرج کی رطوبت پاک ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کتاب دیں۔

مولوی شمشاد سلفی۔

میں کتاب دوں گا یہ دیکھیں۔

اما عنده فهي طاهرة كسائر رطوبات البدن.

اب فیض صاحب اگر یہ دونوں حوالے نہ نکلیں تو آپ کو حق ہے کہ آپ کہیں کہ یہ بات غلط ہے آپ فیصلہ کریں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وكفى والصلوٰة والسلام على عباده الذين اصطفى امابعد.

مولوی شمشاد سلفی صاحب نے عبارت آدھی پڑھی ہے آگے لکھا ہے۔ اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں یہ فتویٰ ہمارا متفقہ فتویٰ نہیں ہے۔

مولوی شمشاد سلفی۔

میں نے دو حوالے پیش کئے صفحے دو پیش کئے ایک صفحہ ۱۲۳ اور ایک صفحہ ۲۲۹ پیش کیا ہے۔ میں نے پہلے آپ کو کہا تھا کہ فقہ حنفی کھچڑی ہے۔ اب یہ دو حوالے اس لئے میں نے آپ کے سامنے پیش کئے تا کہ ان کی کھچڑی آپ پر ثابت کردوں۔ صفحہ ۲۲۹ پر لکھا ہے اما عنده فهي طاهرة كسائر رطوبات البدن، اب انہوں نے جہاں سے پڑھا ہے کہ لکھا ہے کہ یہ بات ایسے نہیں ہے۔

تو انہوں نے اس کی شرح لکھی وہ یہ کہتے ہیں کہ اما عنده کا جو مسئلہ ہے کہتے ہیں عند الامام و ظاهر لامه فی آخر الفصل الا فی انه معتمد کہتے ہیں کہ اصل یہی ہے جو لکھا گیا ہے اور جو پچھلا مسئلہ ہے وہ غلط ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

عبارت یہ ہے کہ جو باہر ظاہر سے پسینہ آتا ہے اس کو پاک لکھا ہے۔ یہ دیکھیں۔

واما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً. (۱)

(شامی ص ۳۱۳)

(۱)۔۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ ان حضرات کے نزدیک طاہر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔''

رطوبة الفرج طاهر". (کنز الحقائق ص ۱۶)

ترجمہ۔ فرج کی رطوبت پاک ہے۔

عورت کی فرج کی رطوبت بھی پاک ہے۔ (تیسیر الباری ص ۲۰۷ ج ۱)

باہر جو پسینہ آتا ہے وہ پاک ہے، یہ بات ہے اگر آپ اس کو حدیث سے ثابت کردیں۔
سنئے آگے ابن حجرؒ شافعی کا قول ہے اس کو عربی آتی نہیں پیچھے بھی یہی ہے۔ مبنی علی قولهما
کہ یہ ان کا قول نہیں، ان کے قول سے کسی نے یہ بات سمجھ لی ہے، یہاں بھی عندہ کا لفظ ہے۔
ایک ہوتی ہے امام سے روایت اور ایک یہ ہے کہ ان کی روایت کا کوئی اور مطلب بیان کرے۔
جب تک آپ اس کو مفتیٰ بہ ثابت نہ کریں گے اس کو آپ پیش نہیں کرسکتے۔

مولوی شمشاد سلفی۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد.

گذارش یہ ہے کہ اماعندہ کا لفظ جو میں نے پڑھا ہے۔

و ظاهر كلامه في فتوىٰ.

کہ امام ابوحنیفہؒ کی ظاہر کلام سے جو سمجھا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہی معتمد ہے۔ کیا معتمد ہے؟۔ کہ فرج کی رطوبت پاک ہے۔ یہ لفظ آپ کیوں نہیں پڑھتے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ رطوبت وہ ہوتی ہے جو اندر سے نکلے یا باہر سے۔

اسی طرح نزل الابرار میں لکھا ہے۔

" والمنی طاهر سواء كان رطبا او يابسا مغلظا او غير مغلظا وغسله ازكى واولى وكذالك الدم غير دم الحيض وكذالك رطوبة الفرج." (نزل الابرار ج ا ص ۴۹)

ترجمہ۔ اور منی پاک ہے تر ہو یا خشک، گاڑھی ہو یا گاڑھی نہ ہو، اور اس کا دھونا بہتر ہے اور اسی طرح حیض کے خون کے علاوہ باقی خون پاک ہیں۔ اور اسی طرح فرج کی رطوبت بھی پاک ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

خارج کے لفظ کا معنیٰ کرو۔

مولوی شمشاد سلفی۔

خارج کا مطلب یہ ہے کہ جو اندر سے باہر آئی ہو۔ گذارش یہ ہے کہ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کیا عورت کی شرمگاہ کے باہر سے بھی رطوبت نکلتے بھی کسی نے دیکھی ہے۔ اندر سے ہی نکلے گی اسی کی بات ہورہی ہے، باہر جو نکلتا ہے اسے تو لوگ پسینہ کہتے ہیں۔ لیکن رطوبت شرمگاہ کے اندر سے نکلی ہوتی ہے باہر ے اس کے نکلنے کا راستہ بھی بتادو کہ کہاں سے نکلتی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

الحمد لله وكفى والصلوٰة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد.

آگے انہوں نے رطوبت کی تعریف کی ہے، اور لفظ طاہر کی بھی۔ کہ اگر وہ اتنی کہ آیا وہ منی ہے یا مذی یا کیا چیز ہے، جب تک وہ پسینہ ہی سمجھا جائے گا۔ کہتے ہیں طاهرة کپڑوں کو دھونا فرض نہیں۔

و من وراء باطن الفرج فانه نجس قطعاً

کیا یہ اسے نظر نہیں آتا۔ دیکھئے اس طرح جھوٹ ثابت ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ رات دن اللہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ اگر یہ اعتراض کرتا ہے تو بخاری پر کرو، کیونکہ بخاری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو جب صحبت ہوگی تو اندر کی رطوبت آلہ تناسل پر لگے گی یا نہیں؟۔ (لگے گی) اور لگے گی بھی اندر کی، تو امام بخاری فرماتے ہیں کہ دھونا احوط ہے، بہتر ہے، ضروری نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ خدا کا خوف کرو لوگوں کو دھوکہ نہ دو میں کہتا ہوں کہ حدیث پیش کرو۔ یہ

چار حدیثیں اس موضوع کی امام بخاری لائے ہیں۔ بخاری نے چار حدیثیں درج کی ہیں اور ان چار حدیثوں سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے، اس کے بعد وہ حدیثوں کا مطلب بیان کر رہے ہیں کہ دھونا احوط ہے بہتر ہے۔ اب انزال سے پہلے جو شخص صحبت کرتا رہا ہے تو فرج کے اندر کی رطوبت اس کو لگے گی یا نہیں۔

یہ بخاری پر اعتراض نہیں ؟۔ کیونکہ شامی نے وضاحت کر دی کہ اگر یہ قصہ باہر کا ہے تو دھونا ضروری نہیں اور اگر باطنی لگی تو فانہ نجس قطعاً، کہ اندر والی نجاست قطعاً نجس ہے اگر وہ لگے گی تو دھونا فرض ہوگا۔ شامی کی آدھی عبارت لے کر اعتراض کر دیا۔ اور جہاں بخاری نے چار حدیثیں پیش کر کے مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ غسل واجب نہیں اب یہ بخاری پر تو اعتراض نہیں کر رہا ہے، جس نے چار روایتیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے۔

تمت

خلاصہ مناظرہ

کیسٹوں سے جو کچھ دستیاب ہوا اتنا مناظرہ آپ کے سامنے نقل کر دیا گیا ہے۔ آپ حضرات یہ دیکھ چکے ہیں کہ جو عبارات مولوی شمشاد سلفی صاحب نے پیش کیں حضرت نے فرمایا آپ اس کی عبارت پڑھیں، ترجمہ پڑھیں کہ میں جواب دوں۔ مولوی شمشاد سلفی صاحب اس کا ترجمہ کر کے لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت واضح نہ کرنا چاہتے تھے، اس لئے مختلف بہانوں سے اس سے جان چھڑاتے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر شامی کی عبارت پڑھی تو حضرت نے شامی سے اس کے سوال کا جواب دیکر دھوکے کو واضح کر دیا، تو مولوی شمشاد سلفی صاحب کو شور برپا کر کے مناظرے سے بھاگنے کی سوجھی۔

حضرت نے ان کی کتب سے جب حوالے پڑھے تو اپنی ساری کتب سے انکار کر گئے۔

نماز کے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات سب کو خرافات کہہ دیا۔ واقعی یہ مولوی شمشاد سلفی صاحب ہی کر سکتے ہیں ہم اس پر مولوی شمشاد سلفی صاحب کو یہی کہہ سکتے ہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اور یہی لکھ سکتے ہیں۔

مہ فشاند نور سگ عوعو کند ہر کسے بر طینت خود خو کند

یہ مناظرہ غیر مقلدین کی اتنی واضح شکست بتاتا ہے، جو ہر پڑھنے والے پر عیاں ہے چنانچہ منصفین نے بھی یہی کہا کہ آپ اپنی نماز کو ثابت کرنے میں ناکام رہے اور عبارات میں دھوکہ دینے کی کوشش کی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو ان لوگوں کے دھوکوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مناظر اہل بدعت
مولوی سعید اسد
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ
موضوع
نور و بشر

مولوی سعید اسدؔ۔

الحمد للہ و کفٰی و الصلوٰۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفٰی. امابعد.

ہم نے اپنے دعوئی میں یہ لکھا ہے کہ ہم حضور ﷺ کو حقیقت کے اعتبار سے نور ما[illegible] ہیں اور ظاہر کے اعتبار سے بشر۔ اور جو حضور ﷺ کی بشریت کا مطلقاً انکار کرتا ہے اسے کافر ما[illegible] ہیں۔ اور جو حضور ﷺ کی نورانیت کا مطلقاً انکار کرتا ہے اسے بھی کافر مانتے ہیں۔

میں نے جو آیت تلاوت کی، اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں زمین [illegible] اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ اب اللہ کو خلیفہ بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟۔ خلیفہ اور نائب [illegible] وجہ سے بنایا جاتا ہے۔

نمبر ا۔

اسکو اپنی موت کا خطرہ ہو۔

نمبر ۲۔

غائب ہونے کا خطرہ ہو، جیسے ملکی حکمران اپنا نائب بناتے ہیں۔ جب باہر جانا ہو۔

نمبر ۳۔

خود کام نہیں کر سکتا اپنی معاونت کے لئے نائب بناتا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ کو موت نہیں آنی، وہ حی القیوم ہے۔ لہذا پہلی وجہ نہیں ہو سکتی

اللہ غائب بھی نہیں ہو سکتا، لہذا دوسری وجہ بھی نہیں ہو سکتی۔ اللہ صمد ہے لہذا تیسری وجہ بھی نہیں ہو سکتی۔

تو مفسرین فرماتے ہیں کہ نائب اس لئے بنایا کہ اللہ ہے غایت تقدس میں، بندے ہیں غایت ظلمانیت میں۔ تو دونوں کے درمیان ایسی ذات کا ہونا ضروری تھا جس کا تعلق رب سے بھی ہوتا اور بندوں سے بھی ہوتا۔

ذوجہتین شخصیت آتی جو اللہ سے فیض لیتی اور بندوں کو فیض دیتی۔ اس لئے اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جو دو جہتیں رکھتا ہو۔ ایک جہت سے تعلق اللہ کی طرف ہو اور دوسری جہت سے تعلق بندوں کے ساتھ ہو۔ جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا فیض دینے کے لئے، **فتمثل لها بشراً سویا** تو جبرائیلؑ بشر کی صورت میں آئے۔

پھر چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا **انما انا بشر مثلکم** اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جو حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَـٰبٌ مُّبِينٌ

تفاسیر والے لکھتے ہیں کہ نور سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ قرطبی والے لکھتے ہیں کہ نور سے مراد مصطفٰے ﷺ کی ذات بھی لی جا سکتی ہے۔ تفسیر کبیر والے نے لکھا ہے کہ نور سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ روح المعانی میں لکھا ہے۔

نور عظیم وهو نور الانوار والنبی المختار ﷺ.

جلالین جو آپ کے مدرسوں میں بھی پڑھائی جاتی ہے اس میں صاف لکھا ہے **هو نور النبی ﷺ**. بیضاوی والے نے لکھا ہے **یرید بالنور محمداً.**

مولانا تفسیروں کے نمبر گنتے جائیے۔ اس کے بعد تفسیر عثمانی جو آپ حضرات کی تفسیر ہے اس میں لکھا ہے کہ نور سے مراد خود نبی کریم ﷺ کی ذات اور کتب سے مراد قرآن مبین ہے۔ اس

کے بعد تفسیر مدارک اٹھا کر دیکھیے، معالم التنزیل اٹھا کر دیکھیے۔ مولانا ان تفاسیر کو نہیں مانتے تو اپنوں کو تو مانیے۔ یہ حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب مواعظ میلاد النبی ﷺ میں نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کو نور لکھا ہے۔ آیت لکھی ہے

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ

مولانا لکھتے ہیں کہ یہ مختصری آیت ہے اس میں حق تعالیٰ نے اپنی دو نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ ان دو نعمتوں میں سے ایک تو حضور ﷺ کا وجود موجود ہے۔ اور یہی بات مولانا تھانویؒ کے رسالہ النور میں بھی چھپی ہے۔

مولانا! آپ نے اگر مناظرہ کرنا ہے تو مولانا تھانویؒ سے مناظرہ کرو۔ ابھی تو میں نے مفتی شفیع صاحبؒ کی تفسیر بھی پیش کرنی ہے۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ کی تفسیر بھی پیش کرنی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں ہے امداد السلوک۔ اس میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان میں فرمایا کہ تحقیق آئے ہیں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین اور نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات پاک ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد.

میرے دوستو آپ نے مولوی سعید صاحب کی تقریر سنی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اصول موضوعہ میں درج تھا جو یہ بھول گیا کہ سب سے پہلے یہ قرآن سے استدلال کرے۔ قرآن پاک کی آیت انہوں نے ضرور پڑھی لیکن اس آیت کا تعلق ان کے موضوع سے ذرا بھی نہیں تھا۔ انہوں نے آیت پڑھی۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً

اس میں آدمؑ کے خلیفہ ہونے کا ذکر ہے۔ اس کو چاہئے تھا کہ یہ آیت پڑھ دیتا۔

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ

اس کے ساتھ یہ پڑھتا۔

﴿انی خالق نوراً من طین﴾.

اب انہوں نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ جو رسول اقدس ﷺ کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یہ مولوی نعیم الدین صاحب اپنے احمد رضا کے ترجمے پر لکھتے ہیں اور انہوں نے یہ بات واضح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بشر کہنے والوں کو قرآن پاک میں جابجا کافر فرمایا گیا ہے۔

آج انہوں نے پہلے مناظرے میں اپنا عقیدہ تبدیل کرلیا، آج سے پہلے کہا کرتے تھے کہ جو حضور اقدس ﷺ کو بشر کہے وہ کافر ہے۔ اور آج مولوی نعیم الدین پر پہلا کفر کا فتویٰ جڑ دیا اپنوں نے، پھر دیکھئے یہ کھڑے اس بات پر ہوئے تھے، انہوں نے کہا تھا کہ میں مدعی ہوں اور نور کے مسئلہ پر مدعی ہوں، اور الحمد للہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے، آیتیں ساری بشریت والی پڑھتے گئے۔

تو الحمد للہ اگر ایسے ایک دو مناظر اگر بریلویوں کو اور مل گئے تو ہمیں مناظرے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ جو خود ہی باتیں مانتا جائے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پیش کی۔

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ

جو میں نے بات پہلے کہی تھی کہ مولوی سعید صاحب کو قرآن نہیں آتا، اگر یہ ساتھ آگے پڑھ دیتے۔

يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذْنِهِۦ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾

تو کتنی مرتبہ قرآن میں ہدایت کا لفظ ساتھ آگیا ہے۔ نور ہدایت کا انکار کس نے کیا

تھا؟۔اور یہ بھی سعید صاحب نے مانا کہ آیت میں مفسرین کا اختلاف ہے، بعض قرآن کو نور کہتے ہیں اور بعض اسلام کو نور کہتے ہیں، بعض حضور ﷺ کو نور کہتے ہیں۔قرآن نور ہدایت ہے یا نہیں؟اسلام نور ہدایت ہے یا نہیں؟تو حضرت محمد ﷺ نور ہدایت ہیں یا نہیں؟۔

تو یہ دیکھئے اس لئے تو یہ ڈرتے تھے کہ کہیں مجھے قرآن کی پوری آیت نہ پڑھنی پڑ جائے اور پھر قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو خود وضاحت فرمائی ہے اسے بھی انہیں مان لینا چاہئے تھا یا نہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُم بُرْهَٰنٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا

اللہ تعالیٰ نے جو چیز نازل فرمائی ہے اس کو اللہ تعالیٰ خود نور فرما رہے ہیں۔اور وہ ہے قرآن۔تو قرآن پاک کی تفسیر سب سے پہلے قرآن سے کرنی چاہئے نہ کہ غیر قرآن سے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَٰنٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا

اب دیکھئے اس میں شان نزول حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے، تو آپ اندازہ لگائیں کہ سورۃ المائدہ کی یہ آیت ہے، تو جب قرآن پاک نے خود تفسیر بیان فرما دی تو یہ مولوی احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی نصوص قطعیہ کے خلاف کسی اور کا قول پیش کرنا جائز نہیں۔

تو دیکھئے انہوں نے قرآن پاک کی نص قطعی کو چھپایا اور ایسے اقوال پڑھنا شروع کر دئے جو مجمل تھے کیونکہ وجود کا لفظ بھی مایوجد کے معنی میں آتا ہے، خدا کا وجود ہے لیکن جسم نہیں ہے۔تو اس سے ان کا عقیدہ صاف ثابت نہیں ہوتا۔خدا کی ذات ہے یا نہیں؟ ہے۔لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا جسم نہیں ہے۔

اس لئے انہوں نے پیش یہ کرنا تھا اور نام لیا حضرت تھانوی ؒ کا حضرت گنگوہی ؒ کا۔ہم نے بات واضح کی تھی کہ اتنے حوالے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ایک حوالہ پیش کر دیں کہ حضرت

تھانوی ؒ نے فرمایا ہو کہ حضرت ﷺ ان معنوں میں نور ہیں کہ بشریت کا میں انکار کرتا ہوں۔

صاحب روح المعانی نے ان معانی میں ان کو نور لکھا ہو کہ آپ ﷺ کو بشر نہیں مانا جائے گا، اور یہ ان کا عقیدہ ہو۔انہوں نے لکھا تھا کہ حضرت ﷺ کا ظاہر اور باطن ایک جیسا نہیں، یہ انہوں نے کہا ہے۔لیکن کیا کسی آیت کا ترجمہ انہوں نے پیش کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ میں نے اپنے نبی ﷺ کا ظاہر اور باطن ایک جیسا نہیں بنایا۔یا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہو کہ میرا ظاہر باطن ایک جیسا نہیں ہے۔

تو ان لوگوں نے اس مسئلہ میں قرآن پاک کی آیات کو آدھا پڑھا اور لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کیا۔تو کیا ان کے لئے اس چیز کی گنجائش تھی؟۔اسی لئے تو یہ قرآنی مسئلہ پر نہیں آتے۔یھدی بہ اللہ چھوڑا، قرآن میں جو ہے انزلنا الیکم نوراً مبینا کہ ہم نے اتارا آپ کے پاس نور، یہ قرآن پاک اوپر سے اترا ہے۔

رہی یہ بات فرمایا۔

فَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَٱتَّبَعُواْ ٱلنُّورَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ

یہاں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود قرآن پاک میں یہ بتا دیا کہ نور سے مراد یہ قرآن پاک ہے، لیکن میں اس بحث میں پھر دیکھتا ہوں کہ یہ قرآن نور ہدایت ہے یا کچھ اور۔نور ہدایت ہے۔لیکن نور ہدایت تو زیر بحث ہی نہیں۔

یہ تو ہم نے موضوع میں لکھ دیا ہے کہ ہم نبی اقدس ﷺ کو نور ہدایت مانتے ہیں، جو انکے نور ہدایت کا انکار کرتا ہے وہ حضرت ﷺ کا امتی کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔آپ نے ثابت تو یہ کرنا ہے کہ یہ جو عقیدہ نعیم الدین کا ہے یا تو آج اسے کھل کر کافر کہہ دو کہ اس نے جو کہا تھا کہ نبی اقدس ﷺ کو بشر کہنے والا کافر ہوتا ہے، آج آپ نعیم الدین کو کافر نام لے کر نہیں کہہ رہے ہیں، یہ انصاف ہے کہ نام لے کر کہنا چاہئے۔

جن میرے بزرگوں کا نام لیا ہے ان میں سے کسی نے اگر تفسیر میں یہ بات لکھی تو نور ہدایت ہی لکھا، آپ لفظ ذات اور وجود کی وضاحت کریں، اوراس کی وضاحت صرف یہ ہے۔ دیکھئے میں نے پہلے بھی مثال دی تھی، میں کہتا ہوں کہ فلاں مولانا انسان صورت ہیں اور فرشتہ سیرت ہیں۔ فرشتہ کہنے سے انسانیت کی نفی نہیں، لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں مولانا فرشتہ ہیں انسان نہیں۔ یہ بات درست نہیں ہوگی۔

مولوی صاحب کو اپنا دعویٰ بھول گیا ہے، مولوی صاحب نے یہ ثابت کرنا ہے یا تو ایک آیت اس پر پڑھ دے کہ اللہ کے نبی کا ظاہر اور باطن ایک نہیں، ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ یا یہ خدا نے بتایا ہو یا اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہو، یا ایسا ہو جیسا ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اعلان فرمایا ہو میں فرشتہ نہیں فرشتہ نوری مخلوق ہے تو اس طرح یہ اعلان کردیں کہ حضرت ﷺ نے خود فرمایا ہو کہ میں انسان نہیں ہوں، اور انسانیت کی نفی کے بعد یہ نور کا حوالہ پیش کریں اور حوالہ بھی قرآن سے پیش کریں۔ لیکن یہ قیامت تک یہ حوالہ پیش نہیں کرسکتے۔ یا اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث سے پیش کریں لیکن قیامت تک پیش نہیں کرسکتے۔ اور فقہ حنفی کی کسی کتاب سے پیش کریں۔ یہ قیامت تک پیش نہیں کرسکتے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ جو سرتاج اولیاء ہیں وہ بھی مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ **آں برادر محمد بعلو بشر بود.** دیکھئے دونوں باتیں انہوں نے کی، شان کا بلند ہونا بھی مانا اور آپ ﷺ کا بشر ہونا بھی۔

تو ایک ہے آپ ﷺ کا جنس بشر ہونا، یہ تو الحمد للہ یہ جو وعظوں میں کہا کرتے تھے نعیم الدین کے کہنے پر کہ دیوبندی کافر ہیں، کیوں کہ یہ حضور ﷺ کو بشر مانتے ہیں آج انہوں نے پہلے ہی مان لیا کہ جو حضرت ﷺ کو بشر نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اپنے کفر پر خود ہی مہر لگادی۔ ابھی تو انہوں نے مناظرہ شروع کیا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

تو ہم نے اپنا عقیدہ واضح کردیا ہے، دیکھئے لیلۃ القدر رات ہے یا دن؟۔ رات ہے۔ ہم جب اسے شمار کریں گے تو رات ہی کہیں گے، لیکن جب اس کی شان کا مسئلہ آئے

گا تو ہزار مہینوں کے دن بھی اس پر قربان کردیئے جائیں گے۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ جنس بشر میں سے ہیں اور آپ کا نور ہدایت ہونا اتنا واضح ہے کہ جبرئیلؑ بھی اس مقام کو جھانک کر نہیں دیکھ سکتا، اور میکائیلؑ بھی اس مقام کو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ اپنے دعوے کو سمجھیں آپ نے دلیل وہ پیش کرنی ہے کہ نور کا لفظ ہو اور بشریت کی نفی ہو۔ جس طرح آج تک آپ دنیا کو کہتے رہے ہیں اور جس طرح آپ کے نعیم الدین نے لکھا ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ کسی نے کہا تھا کہ آجکل ہم شہزادی سے شادی کرنے کی فکر میں ہیں، انہوں نے کہا کہ کچھ کام ہوا، کہا کہ آدھا ہوگیا آدھا رہتا ہے۔ کہا آدھا کیسے؟۔ کہتا ہے وہ لوگ راضی ہونے چاہئیں میں راضی ہوں اس کا پتا نہیں۔

تو اس طرح جب تک یہ دونوں باتیں اکٹھی نہ پیش کرے گا کہ نور ہے اور بشر نہیں، اس وقت تک یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ آدھا بھی ہوا۔ اب کوئی یہاں بیٹھا ہی کہے کہ میں شہزادی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور میں راضی ہوں تو آپ سمجھیں گے کہ آدھا کام ہوگیا ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ کبھی بھی نہیں ہوا۔ اس لئے صرف نور کی آیت پڑھنا اور آدھی چھوڑ جانا قرآن سے بددیانتی کرنا اور ان آیتوں کو چھوڑ جانا جن میں صاف قرآن کو نور کہا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود تشریح کی ہے یہ اس بات کی وضاحت کریں۔

مولوی مولوی سعید احمد اسد۔

نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه.

میں نے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک خلیفہ بنانے لگا ہوں، مولانا فرماتے ہیں کہ اس کا تعلق ہی نہیں مسئلہ نورانیت کے ساتھ۔

میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ خلیفہ بنایا کیوں جاتا ہے، اس لئے کہ ایک ایسی ذات کا ہونا ضروری ہے۔ جس کی دو جہتیں ہوں، میں نہیں کہ رہا بیضاوی اٹھا کر دیکھئے، روح المعانی اٹھا کر دیکھئے سب میں لکھا ہے۔ فلا بد من ذی جهتين. دو جہتوں والا ہونا ضروری ہے۔ ادھر سے

فیض لے، ادھر فیض دے۔ حقیقت میں نور اور ظاہر میں بشر ہو، جس طرح جبرئیلؑ حقیقت کے اعتبار سے نور تھے اور اور ظاہر کے اعتبار سے بشر بن کر آئے۔

مولانا نے کہا کہ آپ آدھی آیت پڑھتے ہیں لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرتے ہیں آگے وانتم سکری نہیں پڑھتے، آگے لکھا ہے یھدی بہ اللہ تو ہدایت کا ذکر ہے، تو اگر مولانا حضور اقدس ﷺ کی ذات نور ہو تو کیا پھر ہدایت نہیں مل سکتی؟۔

دوسرا آپ کا یہ کہنا کہ اس میں کئی اقوال ہیں تو کیا جتنی تفسیریں ہوتی ہیں وہ ساری تفسیریں حجت نہیں ہوتیں؟۔ یہ بتائیں قرآن کو بھی نور مانتے ہیں اور مصطفیٰ ﷺ کی ذات کو بھی نور مانتے ہیں۔ نور ہدایت بھی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کی ذات کو بھی نور مانتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ قرآن میں آتا ہے کہ۔

جَآءَكُم بُرۡهَـٰنٌ مِّن رَّبِّكُمۡ وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكُمۡ نُورًا مُّبِينًا

تو یہاں اوپر سے نازل قرآن ہوا ہے، تو قرآن کے بارے میں فرمایا گیا، قرآن نور ہے، نبی ﷺ کی ذات نور نہیں۔

مولانا تھوڑا سا مطالعہ کر کے آتے تھانویؒ کی کتابوں کا تو آپ یہ اعتراض نہ کر سکتے، رسالہ نور کا آخری صفحہ نمبر ۱۳۲ اٹھا کر دیکھئے میں پڑھ رہا ہوں کہ یہاں قد جاء کم نوراً میں ہو سکتا ہے یہی مناسب ہوگا، دوسرا اہم انزلنا سے بھی رسول مراد لے سکتے ہیں، دوسرا انزلنا الیکم ذکراً رسولاً " آگے فرمایا رسولاً بطور تفسیر ہے ذکراً سے یہاں بھی انزلنا کا معمول لفظ رسولاً واقع ہوا ہے، اب بتائیں جناب آپ نے کہا تھا کہ یھدی بہ اللہ یہاں ہدایت کا ذکر ہے۔

مولانا غالباً آپ نے تفاسیر کو پڑھا ہی نہیں اگر آپ نے تفاسیر پڑھی ہوتیں تو یہ نہ کہتے۔ تفسیر کبیر اٹھا کر دیکھئے تفسیر کبیر کے اندر صاف موجود ہے، کہ اس میں کئی اقوال ہیں جاء کم من اللہ نور میں کئی اقوال ہیں۔

ایک قول

یہ ہے کہ یہاں پر مراد نبی کریم ﷺ کی ذات ہے، اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

دوسرا قول

یہ ہے یہاں نور سے مراد اسلام ہے اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔

تیسرا قول

یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد بھی قرآن اور کتاب مبین سے مراد بھی قرآن۔

لیکن امام رازیؒ نے تفسیر کبیر کے اندر صاف لکھا کہ تیسرا قول ضعیف ہے، کیوں۔ لان العطف یوجب المغایات۔ یہاں نور و کتاب مبین، نور الگ ہے اور کتاب مبین الگ ہے۔ یہ میں نہیں کہتا امام رازیؒ کہتے ہیں۔

اگر نبی ﷺ کی ذات کو نور ماننا گناہ ہے، کفر ہے، لگائیے فتویٰ تھانویؒ پر لگائیے، فتویٰ عثمانیؒ صاحب پر لگائیے، فتویٰ ادریس کاندھلویؒ صاحب پر لگائیے، اور لگائیے فتویٰ مفتی محمد شفیع صاحبؒ پر، کہ انہوں نے نبی ﷺ کی ذات کو کیوں نور مانا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ

اللہ کی طرف سے یہ آیا ہے، تو معلوم ہوا یہاں آنے سے پہلے، سب چیزوں سے پہلے، کسی چیز کو پیدا کیا تھا۔

میرے آقا ﷺ نے فرمایا۔ یا جابر اے جابر، اللہ نے ساری چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا تھا۔

مجھ سے تو یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مولوی سعید صاحب یوں کہہ رہے ہیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ حضور ﷺ بشر نہیں ہیں یہ آیت پڑھتے، کہ حضور ﷺ صرف نور ہیں۔ تو مولانا آپ کو بھی

چاہئے کہ خدا کے لئے ایک ہی آیت ایسی پڑھ دیں جس میں یہ ہو کہ حضور ﷺ کی ذات نور نہیں
ہے، صرف بشر ہے۔

مولانا نعیم مراد آبادی نے جو لکھا تھا سچ لکھا تھا، نبی کو صرف بشر ماننا صرف کافروں کا
طریقہ ہے، صرف بشر ماننا نورانیت کا انکار کرنا ہم نے جو لکھا ہے وہ بھی سچ ہے۔ مولانا مراد آبادی
نے جو لکھا وہ بھی سچ ہے۔

ہم نے لکھا ہے مطلقاً حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کفر ہے۔ جہت اشتراک تو ان کے
سامنے موجود تھی، جہت امتیاز موجود نہیں تھی۔ ہم وہ ہیں جو نبی ﷺ کی جہت اشتراک کی بنیاد پر
آپکی بشریت مقدسہ بھی مانتے ہیں، جہت امتیاز کے اعتبار سے نبی ﷺ کی نورانیت بھی مانتے
ہیں۔

اور دیکھئے نبی اقدس ﷺ کو نور صرف آپ نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَـٰكَ شَـٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى
ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾

حضور ﷺ کو اللہ نے صرف نور ہی نہیں سراج بنایا، سراج چراغ کو کہتے ہیں، اور قرآن
میں سراج سورج کو کہا گیا ہے۔ منیر صرف نور نہیں، منیر نور دینے والا، مصطفیٰ ﷺ چمکتے دمکتے
آفتاب ہیں، نور بھی ہیں اور نور دینے والے بھی ہیں۔ اور اس سراج منیر کی تفسیر میں مولانا عثمانی
صاحبؒ نے تفسیر عثمانی میں لکھا ہے کہ آپکی ذات نور ہے، سراج منیر نور دینے والے کو کہتے ہیں،
اُن آیات کی تفسیر میں جو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ اگر یھدی بہ اللہ پر چل کر دیکھنا چاہیں تو
چل کر دیکھ لیں انشاء اللہ یھدی بہ اللہ سے ثابت ہوگا کہ اللہ نے آپ ﷺ کی ذات کو نور بنایا۔
آپ ﷺ نور ہیں، بشر بن کر تشریف لائے ہیں۔

میں آپ سے ایک ہی مطالبہ کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کی ذات کو نور ماننے والا وہ کون ہوتا
ہے، نبی ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِـُٔوا۟ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَيَأْبَى ٱللَّهُ إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُۥ وَلَوْ
كَرِهَ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٣٢﴾

کہ یہاں سیدنا ابن عباس ؓ، حضرت کعب احبار ؒ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے
اس آیت کی تفسیر تو بتاؤ، مثل نورہ اللہ تعالیٰ کس چیز کی مثال دیتا ہے؟۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ
یہاں اپنے حبیب ﷺ کے نور کی مثال دیتا ہے۔

ایک ایسی آیت بتاؤ کہ مصطفیٰ ﷺ کی ذات نور نہیں، ایک حدیث بتاؤ کہ مصطفیٰ ﷺ کی
ذات نور نہیں، ایک آیت بتاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مولانا یہ ثابت کرنا ہے کہ ساری کائنات
میں سب سے پہلے اگر اللہ نے بنایا ہے تو مصطفےٰ کی ذات کو بنایا ہے، ارے مصطفیٰ کی ذات کو بشر
کہنے والو! بشر تو آدم سے چلے، میرا نبی تو بہت پہلے سے تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ وما ارسلنک الا رحمة للعلمین ﴾. حبیب! میں نے
آپ کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب دیکھئے عالمین جمع مذکر سالم کا صیغہ ہے، الف
لام داخل ہے، استغراق کے لئے آیا ہے، معلوم ہوا کائنات کے ذرے ذرے کے لئے
مصطفیٰ ﷺ رحمت ہیں۔ جس طرح الحمد للہ رب العلمین کائنات کے ذرے ذرے کے
لئے اللہ تعالیٰ رب ہے، رب کے لئے ضروری ہے کہ عالمین سے پہلے ہو، مصطفیٰ عالمین کے لئے
رحمت ہیں، تو ضروری ہے کہ مصطفیٰ بھی عالمین سے پہلے ہو، اور صرف میں نہیں کہتا اٹھاؤ روح
المعانی جلد نو صفحہ ایک سو پانچ۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین
اصطفیٰ. امابعد.

آپ نے مولوی سعید احمد کی تقریر سنی، اس میں آپ نے پوری وضاحت سے یہ سنا کہ
آج تک وہ آیت کریمہ پیش نہیں کر سکے جس میں رسول اقدس ﷺ کے بارے میں یہ لکھا ہو کہ جو

انہوں نے تحریر دی ہے کہ حضرت ﷺ کا ظاہر اور باطن ایک جیسا نہیں تھا۔

البتہ معنی اس طرح کررہے ہیں کہ رحمت للعلمین سے تو کوئی انکار نہیں کرتا، یہ کہتے ہیں کہ رحمۃ للعلمین ہیں عالمین کا جو لفظ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا وجود اقدس تمام جہانوں سے پہلے تھا، تو کیا قرآن پاک کی انہوں نے دوسری آیت نہیں دیکھی۔ قرآن پاک نے خانہ کعبہ کو بھی ھدا للعلمین فرمایا ہے، تو کیا سعید احمد اس کا ترجمہ کریں گے کہ خانہ کعبہ بھی ساری کائنات سے پہلے تھا۔ اور اس پر کسی ایک سنی کتاب کا حوالہ پیش کرسکیں گے۔

اب میرے کہنے کے بعد انہوں نے یھدی بہ اللہ پڑھا اور نور ہدایت ثابت کیا، جتنی آیتیں قرآن پاک کی پڑھیں ان میں کسی جگہ بھی ذات کا لفظ آپ نے دیکھا؟۔ قرآن میں ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا۟ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَيَأْبَى ٱللَّهُ إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُۥ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٣٢﴾

کہ کافر پھونکوں سے اس نور کو بجھا نہیں سکتے، دیکھئے جو ذات ہے وہ پھونکوں سے اڑا نہیں کرتی، جو چراغ ہے اسے ہی پھونک ماری جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس سے مراد ذات نہیں۔ اور اگر حضور ﷺ مراد بھی ہوں تو نور ہدایت مراد ہیں۔ بات تو اصل یہ ہے کہ ذات کا نور ہونا کس طرح ثابت ہو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ذات نور ہے، سب مانتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا باپ ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ ان کی والدہ ہے؟۔ کوئی نہیں۔ ان کی اولاد ہے؟۔ کوئی نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام جب بھی دنیا میں تشریف لائے تو انہوں نے کبھی کسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا؟۔

تو دیکھئے جو اندر سے نور ہوتا ہے اور باہر سے بشر ہوتا ہے، اس میں بشری لوازمات نہیں ہوا کرتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی کتنی بیویاں ہیں؟۔ یقیناً نہیں ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ کا مزار پاک کہاں ہے، یقیناً نہیں ہے۔ تو دیکھئے ذات نور اگر ثابت کرنا ہے تو یہ ماننا پڑے گا۔ ایسی

آیتیں پڑھنا پڑیں گی کہ کوئی باپ، ماں، بیوی، اولاد نہیں اور جب تک یہ نہ ہوگا ذات کا نور ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔

بات ہمیشہ وہاں سے سمجھی جاتی ہے جہاں پر اتفاق ہو۔ جبرائیل علیہ السلام کی ذات کو یہ بھی نور مانتے ہیں ہم بھی نور مانتے ہیں، اور ذات نور مانتے ہیں یا نہیں؟۔ میں نے کہا تھا کہ جن کی ذات نور ہے وہ فرشتے ہیں، اور قرآن نے کہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پاک ﷺ سے اعلان کروایا ہے کہ میں فرشتہ نہیں۔ یہ ہے ذات نور کی نفی، اس طرح یہ آیت کوئی پیش تو کریں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں ذات نور یعنی فرشتہ ہوں۔

اس طرح مولوی صاحب نے جو حدیث پاک حضرت جابرؓ سے پڑھی ہے یہ ابھی سے مولوی احمد رضا کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

مولوی احمد رضا صاحب ماء مصطفی میں لکھتے ہیں۔

’نصوص میں ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے ایمان اٹھ جائے گا۔ نہ احادیث احاد اگرچہ کیسی اعلی درجہ کی صحیح کیوں نہ ہوں عموم قرآن کی تخصیص کرسکے گی، بلکہ اس کے حضور مضمحل ہوجائے گی، بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے، اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل کرتی ہے“۔

اس لئے انہوں نے بھی یہ مانا ان آیات میں بشر کا لفظ ہے، مفسرین نے تبھی اختلاف کیا کہ حضور ﷺ مراد ہیں یا قرآن؟۔

﴿انما انا بشر مثلکم﴾ میں کیا پانچ سات قول ہیں؟۔ تو یہ آیت قطعی ہوئی۔ کیونکہ اس کا کوئی دوسرا مفہوم ہے ہی نہیں۔ اور انہوں نے جو یہ پیش کی یہ خود بار بار کہتے ہیں اس میں کئی قول ہیں۔ اور ہم اس قول کو مانتے ہیں اور اس قول کو نہیں مانتے۔ اس کو راجح کہتے ہیں اور اس کو مرجوح۔ اور بڑا زور اس بات پر مارا کہ عطف جو ہوتا ہے مغایرت کے لئے ہوتا ہے، لہذا یہاں دو

چیزیں ہیں۔ میں مولانا سے اس عطف پر وہی باتیں پوچھتا ہوں کہ

فَـَٔامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا

یہ بھی واؤ عاطفہ ہے یا نہیں؟۔ اس سے یہ سمجھیں گے کہ نور اور ہے اور رسول اور ہے۔

پھر سعید صاحب نے کہا اللہ اور ہے، نور اور ہے، رسول اور ہے، اور واؤ عطف کے لئے آتی ہے تو کیا اس اردو عبارت میں بھی یہ مان جائیں گے۔

"رضا حسین حسنین تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو"

ایک بات ہوگئی۔

"اور میرا دین مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔

مولوی احمد رضا نے اپنی آخری وصیت میں یہ کہا کہ میرا دین مذہب، شریعت کے علاوہ ہے۔ کیونکہ عطف مغایرت کے لئے آتا ہے، اور میرا دین مذہب نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں ہے، نہ فقہ حنفی میں ہے۔ چونکہ مولوی سعید صاحب کہتے ہیں کہ میں اسی بنا پر اس قول کو ترجیح دے رہا ہوں کہ عطف مغایرت کے لیے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ باقی میں کسی قول کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

لیکن یہ تو مانتے ہیں کہ اس کی ایک تفسیر نہیں ہے کہ جس کو قطعی کہا جاسکے اور بشر والی آیت کے بارے میں وہ بھی جانتے ہیں دیکھئے کہ وہاں ایک ہی احتمال ہے۔ مزید یہ سمجھئے کہ ذات اور مرتبہ میں فرق ہوتا ہے، انہوں نے یہ یھدی به الله پڑھ کہ صرف اتنا چٹکلا بیان کیا کہ اگر حضرت ﷺ ہدایت ہیں، نور ہدایت ہیں تو حضرت ﷺ کی ذات نور ہدایت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس وقت بحث یہ نہیں کہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔ جس طرح یھدی به الله کا لفظ قرآن میں ہے، اسی طرح یہاں ذات کا لفظ قرآن میں دکھائیں اور یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

اور جو حدیث پیش کی گئی ہے، یہ اگر اس کو صحیح ثابت کریں، اسکی صحیح سند پڑھ کر اس کے ایک ایک راوی کی توثیق بیان کردیں اور یہ قیامت تک اس کی سند پڑھ کر اس کے راویوں کا ثقہ ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔ اس لئے جس کو یہ ثقہ ثابت نہیں کرسکا، مولوی احمد رضا صاحب نے تو بیچارے کو روکا تھا کہ اگر صحیح ثابت کر بھی سکو اور ہو وہ خبر واحد تو قرآن کے خلاف نہیں کرنا، اگر تم نے ایسی بات شروع کردی تو شریعت سے ایمان اٹھ جائے گا۔

لیکن مولوی سعید صاحب کہتے ہیں کہ شریعت سے ایمان اٹھتا ہے تو اٹھے، لیکن میں نے تو احمد رضا کی کتابوں کو قائم رکھنا ہے، اس کے ساتھ مولوی صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ نعیم الدین صاحب نے کہا تھا صرف انسان مانتے وہ کافر ہے یہ کہا ہے۔ حالانکہ وہاں صرف کا لفظ نہیں۔ یہ نہیں دکھا سکتا۔ لیکن جب خدا تعالی کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھئے اسی نعیم الدین کی کتاب العقائد میرے پاس ہے۔ میں صرف کا لفظ دکھاتا ہوں۔

سوال۔

کیا جن اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟۔

جواب۔

نہیں نبی صرف انسانوں میں ہوتے ہیں اور ان میں سے بھی فقط مرد۔ اس کا معنی بھی صرف مرد ہوتا ہے۔ ہوتا ہے یا نہیں؟۔ ہوتا ہے۔

تو اب سعید کے فتوے سے، پہلے عبارت سے تو نعیم صاحب اکہرے کافر بنتے تھے، اب ڈبل کافر ہوگئے۔ کیونکہ ایک صرف کا لفظ آگیا اور ایک فقط کا لفظ آگیا۔ یہ کتاب العقائد نعیم الدین صاحب کی ہے، لیکن آپ جتنا چاہیں ٹالتے رہیں لوگ اس انتظار میں بیٹھے ہیں آپ قرآن کی وہ آیت پڑھیں جس میں اللہ تعالی نے فرمایا ہو کہ میرے نبی پاک ﷺ کا ظاہر باطن ایک جیسا نہیں ہے۔ یہ آپ قیامت تک پڑھ نہیں سکتے۔

اور یہ جو فرمایا سب عالمین سے پہلے، اس سے یہ حضرت ﷺ کے حدوث کا انکار کرتا ہے

یا اقرار کرتا ہے؟۔ یہ واضح کرے، پھر میں بتاؤں گا۔ نور الصفا کے حوالے سے کہ یہ احمد رضا کو ابھی چھوڑ رہا ہے۔ ابھی ابھی یہ بھاگنے لگا ہے، احمد رضا کے اصول بھی چھوڑ دیئے، احمد رضا کی کتابوں کو بھی چھوڑ دیا اور نعیم مراد آبادی بے چارے کو ڈبل کافر کہہ دیا کہ صرف کا لفظ۔ حالانکہ اس نے اپنی تفسیر کے اندر یہ صرف کا لفظ نہیں لکھا تھا۔

تو بات اصل میں یہ ہے عوام سارے سمجھ رہے ہیں آجتک جو اپنی تقریروں میں کہا کرتے تھے کہ جو رسول اقدس ﷺ کو بشر کہے وہ کافر ہے، تو بہر حال آنحضرت ﷺ کے بارہ میں جس طرح قرآن پاک میں یھدی بہ اللہ کے الفاظ ہیں اسی طرح ذات کا لفظ قرآن میں موجود نہیں۔ قرآن پاک میں هل كنت الا بشرا رسولا. یہ بشر حضور ﷺ کی ذات ہے اور رسول ﷺ کا عہدہ اور صفت ہے۔

اب مولوی سعید اسد صاحب اسی طرح کی ایک آیت قرآن پاک سے پڑھ دیں هل كنت الا نورا رسولا. مولوی سعید اسد قرآن سے یہ نکال کر تو دکھائے۔

اور انہوں نے پہلی تقریر میں جو کہا تھا دوسری میں اس کے خلاف کہہ بیٹھے۔ پہلی میں انہوں نے کہا۔

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ

اس پر انہوں نے کہا تھا کہ یہ بشریت ہے اور یوحیٰ الی وجہ امتیاز ہے۔ دیکھئے آپ سب انسان ہیں، آپ میں امتیاز عہدہ سے ہوگا، کوئی ڈی سی صاحب ہوگا اور کوئی اور کچھ۔ تو اس آیت میں یوحیٰ الی میں عہدے کا ذکر ہے۔ اس لئے مولوی سعید صاحب نورا رسولا والی آیت پڑھے۔

مولوی سعید احمد اسد۔

نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه۔

میں نے آیت پڑھی تھی۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً

روح المعانی والے، بیضاوی والے لکھتے ہیں خلیفہ ہوتا ہی وہ ہے جو ذو جهتين ہو، اس کا تعلق ادھر بھی ہو اور ادھر بھی ہو۔ جس طرح جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام تھے نور، آئے تھے بشر بن کر۔ کیوں؟۔ اس لئے کہ وہ صرف نور ہیں، یہ صرف بشر۔ فیض دینا تھا دیتے کیسے؟۔

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

بشر بن کر آئے تھے۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی کتاب پڑھی اور دھوکا دینے کی کوشش کی نبی صرف انسانوں میں ہوتے ہیں۔ تو جناب یہ مقابل ہے کہ کیا جن اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟۔ فرمایا نہ جن ہوتے ہیں اور نہ فرشتے ہوتے ہیں۔ انسانوں کے پاس جو نبی آتے ہیں وہ بشر بن کر آتے ہیں۔

شیخ محدث شاہ عبدالحق محدث دہلوی انہوں نے مدارج النبوۃ میں لکھا۔

''در حدیث صحیح آوردی اول ما خلق اللہ نوری''۔

دوستو بزرگو میری بات شروع تھی۔ میں نے کہا تھا کہ نبی رحمة للعلمين ہیں، رحمة للعلمين ہونے کا تقاضا یہ ہے، کہ جس طرح عالمین سے رب کا ہونا پہلے ضروری ہے، اسی طرح رحمة للعلمين کا عالمین سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ اور یہ بات میں نہیں کہتا علامہ آلوسی کے حوالے سے کہتا ہوں، انہوں نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات رحمة للعلمين ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ رحمة للعلمين تھے، اس لئے كان نوره اول المخلوقات. کیونکہ حضور ﷺ کی ذات رحمت کائنات ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مصطفےٰ کے نور کو پیدا کیا۔

فی خبره اول ما خلق الله تعالیٰ نور نبیک یا جابر.

چونکہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمة للعلمين بنا کر بھیجا ہے، آپ یہ کہتے ہیں اول ما

خلق الله نوری. سنو! اس حدیث کو کس کس نے نقل کیا روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۸۱۔ اول ما خلق الله نوری معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر، ان کی تفسیر دیکھیں انہوں نے لکھا ہے اول ما خلق الله نوری مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانیؒ وہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ اول ما خلق الله نوری اور پھر قصیدہ بردہ اس کے اندر حدیث موجود ہے، صفحہ ۱۲۵، اٹھائیے بیضاوی اٹھائیے جلد ۴ صفحہ ۱۴۴ پر حدیث موجود ہے، مدارج النبوۃ اٹھائیے جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲ حدیث موجود ہے۔

میرے دوستو بزرگو! اللہ تعالی کے پیارے نبی ﷺ کا نور اللہ تعالی نے سب سے پہلے بنایا اور اس کو تو پوری امت قبول کر چکی ہے، اگر ذات نور مان لینے سے اول ما خلق الله نوری نوری عقیدہ مان لینے سے مولوی سعید احمد اسد مشرک ہے تو تھانوی کیسے بچتا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله و كفٰى و الصلوٰة و السلام على عباده الذين اصطفٰى. امابعد.

میرے دوستو بزرگو! میں نے آپ حضرات کے سامنے واضح بات سمجھانے کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نور ذات ہونے کی بات عرض کی تھی، جس کے جواب میں سعید صاحب نے صرف اتنی بات فرمائی ہے کہ وہ جب آئے تو فتمثل لها بشرا سویا. تو دیکھئے یہ دلیل ان کی نہیں ہماری ہے۔ جو شخص بھی نور ذات ہو اور تمثل بشر کا بن کر آ جائے اس کے لئے قرآن تمثل کا لفظ لاتا ہے۔ اسی طرح یہ حضور اقدس ﷺ کے لئے تمثل کا لفظ دکھا دیں۔ یہ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ اور میں نے بتایا تھا کہ جب فرشتے اس تمثل میں آتے ہیں تو وہ کھانا نہیں کھاتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے لباس بشری میں آئے ہیں تو انہوں نے کھانا کھایا ہے؟۔ یقیناً نہیں کھایا۔

میں نے کہا تھا کہ ذات کی پہچان کا یہاں سے پتا چلے گا کہ انکے باپ کون ہیں؟۔ ان کا

نکاح ہے یا نہیں؟۔ لیکن اس بات کو انہوں نے چھیڑا تک نہیں۔ البتہ ایک بات انہوں نے یہ کہی کہ میں نے پہلے آیت پڑھی تھی کہ حضرت آدم کو اللہ تعالی نے خلیفہ بنایا اور خلیفہ ذو جهتين ہوتا ہے، اس لئے یہ ذو جهتين کا لفظ جو ہے قرآن پاک میں تو یہ نہیں دکھا سکے۔ اگر ذو جهتين کا مطلب یہی ہے، کہ وہ خدا سے وحی لیتا ہے اور مخلوق کو دیتا ہے۔ تو اس کا کسی نے انکار کیا ہی نہیں، ہم نے تو خود اپنے دعوی میں لکھ بھیجا ہے کہ حضور ﷺ باوجود اس کے کہ آپ ﷺ بشر ہیں آپ ﷺ سراپا نور ہدایت ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت نور ہدایت بھی ہے اور ساری امت اس میں آپکی محتاج ہے۔

تو دیکھئے بات واضح ہوگئی میں نے لیلۃ القدر کی مثال سے یہ بات پہلے بتا دی تھی، شمار تو یہ رات ہی ہوگی لیکن فضیلت میں یہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

دوسری مثال سارے ہفتے کے دنوں میں جمعے کا دن بھی شامل ہے، لیکن جب گنتی ہوگی تو اس کو دن کہا جائے گا لیکن جب اس کی شان کا بیان آئے گا تو پھر یہ کہا جائے گا کہ باقی ہفتے کے چھ دن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

ہمارے ملک کے صدر جو ہیں وہ جب پاکستان کی مردم شماری ہوگی، تو وہ پاکستانی شمار ہونگے۔ لیکن جب انکے عہدے کی بات آئے گی تو ہم یہ کہیں گے کہ پورے ملک میں ایک عہدہ ہے جو صدر صاحب کے پاس ہے، اور کسی کے پاس یہ عہدہ نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ۔ جب آپکے بارے میں یہ بات آئی کہ آپ کی ذات کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرت ﷺ اولاد آدم سے ہیں۔ لیکن جب آپ ﷺ کے عہدہ کی بات آئے گی تو صدر صاحب کے بارے میں تو ہم یہ ہی کہیں گے کہ پورے ملک میں بڑا عہدہ ان کے پاس ہے۔ لیکن حضور اقدس ﷺ کے کے بارے میں ہم کہیں گے کہ تمام کائنات اور سارے جہانوں سے آپ کا عہدہ بڑا ہے۔ سارے نبی مل کر بھی اس مقام کو جھانک نہیں سکتے جو خدا نے آپ کو دیا ہے۔

لیکن جس طرح عہدہ ذکر کرنے سے لیلۃ القدر کے رات ہونے کا انکار لازم نہیں آتا، اسی طرح جمعہ کا دن ہونے کا انکار لازم نہیں آتا، صدر صاحب کا پاکستانی ہونے کا انکار لازم نہیں آتا، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے ان عہدوں کا ذکر کرنے سے آپکے بشر ہونے کا انکار لازم نہیں آتا۔

میں نے ان سے مطالبہ یہی کیا تھا کہ آپ اس حدیث کو بچ ثابت کریں۔ اب مناظرے میں پیش انہوں نے کی ہے نہ کہ تھانویؒ صاحب نے، اب کبھی کہتے ہیں کہ جب تھانویؒ پیش کریں گے۔ حضرت کا وصال ہو چکا ہے، کبھی کہتے ہیں کہ مفتی صاحب پیش کریں گے، میں نے کہا کہ جو بات تقریر میں کہی تھی، یہ تھی کہ انہیں سمجھ نہیں آتی، اگر مولانا تھانویؒ کی کتاب سندوں کے ساتھ ہے، باقی ساری حدیثیں انہوں نے سندوں کے ساتھ لکھی ہیں، تو پھر تو انہیں یہ بھی سند سے لکھنی چاہیے تھی۔ لیکن وہ تو سندوں والی کتاب نہیں۔

جب بھی حدیث کی صحت کی بات آئے گی تو روح المعانی نہیں دیکھی جائے گی، یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ مدارج النبوۃ میں ہے، یہ نشر الطیب میں ہے، یہ دیکھا جائے گا کہ کس سند کے ساتھ ہے۔ لیکن یہ سند بیان نہیں کر سکتے۔

مولوی سعید احمد اسد۔

نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ.

اصل میرے لئے مسئلہ یہ ہے کہ مولانا تو اپنی تقریر کرتے رہتے ہیں، میں تو پیش کرتا ہوں حوالے، دلائل پیش کرتا ہوں۔ سیدھی سی بات انہوں نے کہہ دیا کہ تھانوی صاحب ضعیف حدیثیں لکھا کرتے تھے۔ ان کو سند کا نہیں پتا تھا۔ امین اوکاڑوی صاحب کو آج زیادہ پتا ہے احادیث کی صحت کا۔

پھر انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کی کوئی اولاد تھی، کتنی شادیاں کی تھیں، نور تھا تو نور تو دوسرے کام نہیں کیا کرتے۔ اگر قرآن پڑھ لیتے تو قرآن میں کہیں لکھا

ہے کہ نور کھا نہیں سکتا۔ موسیٰ کا تھا ڈنڈا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ

ڈنڈا پھینکا بن گیا سانپ حقیقت میں ڈنڈا، ظاہر میں سانپ۔ جب تک ڈنڈا تھا کھاتا پیتا نہیں تھا، جب وہ دوسری صورت میں آیا تو وہ کھاتا پیتا تھا، یہ قرآن پڑھا ہے۔

مولانا پھر میرا مطالبہ یہ ہے میں نے عرض کیا سراجاً منیراً میں نے کہا نبی صرف نور ہی نہیں نور دینے والے بھی ہیں۔ کیا صحابہ حضور ﷺ سے نور نہیں لیتے تھے؟۔ حضور ﷺ نے ایک صحابی کو بھیجا جاؤ تبلیغ کے لئے، عرض کیا تبلیغ کے لئے تو جاؤں کوئی نشانی تو دیں۔ حضور ﷺ نے دونوں آنکھوں کے درمیان انگلی ماری میرے آقا کا یہ انگلی مارنا تھا کہ یہ چمکنے لگ گیا، حضور ﷺ کے پاس دو صحابہ تھے، جا رہے تھے حضور ﷺ نے ایک کو لاٹھی پکڑا دی لے جاؤ اندھیرا ہے روشنی ہو گی، لاٹھی مصطفےٰ ﷺ کے ہاتھ لگنے سے لاٹھی نور ہو گئی۔

قرآن کی آیت ہے حضور نور نہیں، بشریت والی آیتیں پڑھتے رہو، پڑھتے رہو۔ ہم بشریت کا انکار نہیں کرتے، اور دیکھو ہاروت اور ماروت فرشتے تھے یا نہیں تھے؟۔ بشر بن کر آئے تو بشروں والے کام بھی کرتے تھے۔

میری دلیل تھی الا رحمۃ للعلمین مولوی صاحب حسین احمدؒ مدنی انکی کتاب شہاب ثاقب اس کو بھی ذرا پڑھ لیجئے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے سارے بزرگ جو تھے یہ تمام حضرات حضور ﷺ ذات پر نور کو۔ اور یہی معانی۔

لولاک لما خلقت العالم و اول ما خلق اللہ.

آپ کے بزرگ بھی مانتے تھے کہ نبی ﷺ کا نور سب سے پہلے بنا اس لئے تھا کہ کائنات کے ذرے ذرے، قطرے قطرے کو مصطفےٰ کے واسطے سے رب کا فیض ملے۔ انہوں نے کہا یھدی بہ اللہ یہاں پر نور ہدایت مراد ہے، ذات مراد نہیں ہے۔ یہاں نور سے مراد قرآن ہے۔ اگر آپ نے کبھی پڑھا ہوتا تو آپ کو پتا چل جاتا جو اہل عرفان ہیں انہوں نے نور سے مراد

بھی، مصطفٰی کی ذات لی ہے اور قرآن سے مراد بھی مصطفٰی کی ذات مراد لی ہے، نور بھی مصطفٰی، قرآن بھی مصطفٰی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی. امابعد.

آپ نے سعید احمد کی عاجزی دیکھی، یہ کبھی تو کہتے ہیں کہ موسٰی کا ڈنڈا جیسے سانپ بن گیا تھا معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ کو بھی اس ڈنڈے سے تشبیہ دی جا رہی ہے، خدا کی کتاب قرآن میں انہوں نے ہمارا عقیدہ شہاب ثاقب سے بتایا کہ ہم نبی کے کمالات کے کتنے قائل ہیں اور ہم نے نور ہدایت لکھ کر موضوع میں دیا ہوا ہے ناں۔ اس بات کا تو ہم نے انکار ہی نہیں کیا۔ لیکن دراصل انکار ہم اس چیز کا کر رہے ہیں کہ یہ جس کو ڈنڈوں سے تشبیہ دے رہے ہیں، میں آج تم سے پوچھتا ہوں کیا اللہ تبارک وتعالیٰ سانپ کا ذکر کر سکتے ہیں، اس کی ذات بدلنے کا۔ اللہ کے نبی ﷺ کے بارے میں ایسی صریح آیت پیش کیوں نہیں کرتے کہ ان کا ظاہر، باطن اور تھا۔

بات تو یہ ہے کہ سارا قرآن اٹھایا ہوا ہے لیکن اس قرآن سے ایک آیت تو یہ نکال دیتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح میں نے ڈنڈے کو سانپ بنا دیا تھا میں نے اسی ذات نور کو بشر بنا دیا ہے۔ اور یہ ڈنڈے کی تشبیہ یہ دے کر نبی ﷺ کی جو تنقیص کی جا رہی ہے، جاء الحق میں شکاری کی تشبیہ دی ہے مفتی احمد یار خان نے کہ جس طرح شکاری بناوٹی آواز نکالتا ہے تو رسول اقدس ﷺ بھی اسی طرح اس دنیا میں شکار کرنے آئے تھے۔ (نعوذ باللہ)

اب آپ اندازہ لگائیں کہ اگر قرآن پاک میں ایک آیت بھی ہوتی کہ آنحضرت ﷺ ذات نور ہیں تو اس قسم کی باتیں نہ کرتے۔ دیکھو یہ قرآن جو ہے خدا کا کلام ہے یا نہیں؟۔ اور رسول ﷺ کا معجزہ ہے یا نہیں؟۔ اب کوئی آدمی اس کو خدا کا کلام نہ مانے وہ بھی کافر ہے، لیکن حضرت ﷺ کا اپنا فعل مانے یہ خود حضرت ﷺ کا لکھا ہوا ہے تو وہ بھی کافر ہے، یہ معجزہ تو ہے اللہ

کے نبی ﷺ کا اور کلام کس کا ہے اللہ تعالیٰ کا۔

اس طرح معجزات دوسرے جو عملی ہیں وہ معجزے نبی ﷺ کے ہوتے ہیں اور کام خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے، تو اندازہ لگائیں کہ انہوں نے یہ بتایا کہ جس طرح اس سانپ کی نسل نہیں چلی دنیا میں، اس اونٹنی کی نسل چلی جو پہاڑ سے نکلی تھی؟۔ نہیں چلی۔ تو یہ بھول گئے اگر یہ اس سانپ کی نسل ثابت کرتے تو چلو ہم مانتے کہ چلو ان کے پاس قرآن کی آیت نہیں ہے، نبی ﷺ کی حدیث نہیں قیاس ہے، جعلی قیاس، لیکن یہ اپنے جعلی قیاسوں کو بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

تو دیکھئے وہ اونٹنی معجزہ تھی یا نہیں تھی؟۔ تو انہوں نے رسول اقدس ﷺ کو حضرت موسٰی علیہ السلام کے ڈنڈے سے تشبیہ دی، تو یہ جو کھاوہ کھاتے تھے؟۔ قرآن پاک میں تو صاف کہا ہے کہ یہ خیال پیدا ہو رہا تھا۔ تو اب اس انداز میں انہوں نے یہ بیان کیا ہے، کبھی شکاری کی مثال مفتی احمد یار خان صاحب دیتے ہیں، کبھی ڈنڈے کی مثال یہ بیان کرتے ہیں، لیکن ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکتے۔

لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ایک آیت پیش کریں جس میں ذات کی نفی ہے۔ انہیں اللہ کے نبی ﷺ کی یہ حدیث بھی یاد نہیں۔

البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔

دعویٰ ودلیل مدعی کے ذمے ہوتی ہے، مدعی یہ بنے کہ نہیں بنے؟ دیکھو یہ کس قسم کا مغالطہ دے رہے ہیں۔ آپ لوگ یہ کہیں گے کہ مناظرہ ہو رہا تھا اور سعید صاحب ڈنڈے سے اللہ کے نبی ﷺ کو تشبیہ دے رہے تھے، باہر جو لوگ کھڑے ہیں تو وہ کہیں گے کہ مناظرہ ہم نے دیکھا ہی نہیں، تو انکی نفی کی بات حجت ہوگی یا آپ کی دیکھنے والوں کی؟۔ دیکھنے والوں کی۔ تو دلیل اس کے ذمے ہوتی ہے جو کسی چیز کا دعویٰ کرے۔ مدعی یہ ہے یہ آیت پیش کرے۔

مولوی سعید احمد اسد۔

نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ.

کمبوہ شریف میں لائل پور سے آیا مولانا پہلے لائل پور تھا تب آیا، اللہ فرماتا ہے۔

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ

حضور ﷺ اللہ کی طرف سے نور آئے، تو آنے سے پہلے وہاں نور تھے یا نہیں؟۔ اور پھر آپ نے کہا یھدی به الله من اتبع.

روح المعانی اٹھا کر دیکھو میں نے پچھلی تقریر میں کہا تھا نور سے مراد بھی مصطفٰے کی ذات مفسرین نے مراد لی ہے، قرآن پاک سے بھی۔ تو اس لئے تو کہا۔

واما اشارة الى النبى ولذالک کسرت الضمير

جو نبی ﷺ کی ذات کی طرف لوٹ رہی ہے، بڑا شور مچایا انہوں نے نور ہدایت ہے، قرآن کہتا ہے و بالنجم هم يهتدون تاروں سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ تارا نور ہے، ہدایت بھی ملتی ہے۔ بات بھی نور ہے۔

پھر میں نے عبارت پڑھی کوئی جواب نہیں آیا، سراجا منیرا پڑھا کوئی جواب نہیں آیا، رحمۃ للعلمین والی آیت پڑھی تھی اس کا جواب نہیں آیا۔

* ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشْكَوٰةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ

میں نے آٹھ تفسیروں کے نام لئے تھے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی ذات کو نور مراد لیا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا یہ نبی ﷺ کے نور کی مثال ہے۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ تھانویؒ صاحب لکھتے ہیں عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے کونسی چیز پیدا کی، آپ نے فرمایا۔

یا جابر ان الله خلق قبل الاشياء نور نبيک من نوره

آپ کے مولانا تھانویؒ نے جو حدیث نقل کی یہ حدیث قصیدہ بردہ کے اندر موجود ہے،

پھر بشر کی ابتدا ہوتی ہے، حضرت آدم سے مصطفٰے تو پہلے سے موجود تھے۔ حضرت مولانا تھانویؒ بھی حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباده بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں اللہ تعالی کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا، آدم ہنوز اپنے خمیر میں پڑے تھے۔

آدم ابھی خمیر میں تھے مصطفٰے خاتم النبیین ہو چکے تھے یہ حدیث بھی تھانویؒ صاحب نقل کرتے ہیں۔ اگر ہم نقل کرتے تو تم نہ مانتے اب تو تمہارا بابا نقل کر رہا ہے۔

اور سنو! میرے دوستو میں ایک بات اوکاڑوی صاحب پر واضح کر دوں کہ میں نے پچھلی تقریر میں کوشش کی تھی کہ دیکھو جی اعلی حضرت نے کہا میرا دین، تو دین تو انکا ہو گیا شریعت کے مغایر ہو گیا۔ تو میرے دوستو اور بزرگو قبر والا کیا پوچھے گا من دینک آگے تیرا دین ہو سکتا ہے، تو میرا دین نہیں ہو سکتا۔ دین تو وہی ہے۔

پھر میں یہ تذکرۃ الرشید سے بھی پڑھ کر دکھا سکتا ہوں، میں افاضات یومیہ سے بھی پڑھ کر دکھا سکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ آج آپ کمبوہ کے اندر شکر ہے اللہ کا آ گئے ہیں، یہ مصطفٰے کی نورانیت کا مسئلہ سب پر واضح کر دوں۔ پتا نہیں آپ لوگوں سے دوبارہ کہاں ملاقات ہو پہلے ہی دو سال بعد قابو آئے ہیں میرے۔

پچھلے سال بھی جمعرات تھی آج پیر ہے، میں کہتا ہوں جمعرات بھی ہماری ہے اور پیر بھی ہمارا ہے۔ دوستو بزرگو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت میں آدم ہنوز روح اور جسد کے درمیان تھے۔ یعنی ان کے دل میں جان نہیں آئی تھی، مصطفٰے اس وقت بھی نبی تھا، اور مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں اور روایت کیا اس کو ترمذی نے اور حدیث کو حسن کہا۔ اور حضور ﷺ تو پہلے نبی تھے اور اگر ذات موجود نہیں تھی تو نبوت کس کو ملی۔ اور در منثور میں اس مضمون کی کافی روایتیں موجود ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امابعد۔

اب دیکھئے سعید صاحب نے یھدی بہ اللہ والی آیت کو پھر یاد کیا اور کہا کہ میں نے وہ آیت پڑھی، وہ آیت پڑھی، جتنی آیتیں پڑھیں وہ تو ہمارا عقیدہ ہے کہ نور ہدایت ہے تو جب ان کو ہم مانتے ہیں۔ ذات والی اس نے اب بھی نہیں پڑھی اور مثال دی کہ میں لائل پور سے آیا ہوں کمبوہ شریف آیا ہوں پہلے میں لائل پور تھا۔ تو اس نے گویا اللہ کے نبی کو خود اللہ تعالیٰ کی ذات کا ٹکڑا مان لیا کہ حضور پاک ﷺ پہلے خدا میں تھے، اور اس کے بعد آئے۔ یہ معنی خود احمد رضا نے لکھا ہے کہ جو یہ کہے وہ کافر ہے۔

اور یہ صلوٰۃ الصفا میں لکھا ہے کہ یہ حدیث جو ہے یہ متشابہات میں سے ہے۔ دیکھئے اس حدیث کے بارہ میں میں نے بار بار یہ کہا کہ اس کی صحیح سند پیش کرو، لیکن ابھی تک یہ سند پیش نہیں کر سکے۔ نہ قیامت تک کر سکیں گے۔

اس کے بعد یہ کہا کہ میں نے جو یہ عبارتیں پیش کیں ہیں ان میں اشارہ ہے۔ عقائد کے مسئلے گونگوں کے اشاروں سے نہیں سمجھائے جاتے۔ یہ مان گیا ہے حضرت ﷺ کا بشر ہونا اشارہ نہیں صریح ہے، اور اس آیت میں اور کوئی تاویل بھی نہیں چلتی۔

اور اب دیکھئے جہاں سے چلے تھے اب خود یہاں اس کا انکار کر رہے ہیں۔ چلے یہاں سے تھے تحریر میں کہ جو حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور اب کہہ رہا ہے کہ بشریت آدم سے پہلے شروع ہوئی ہے، تو جو پہلے ہو وہ بشر کیسے ہوگا۔ لہذا آپ نے بشریت کا انکار کر دیا تو خود اپنی تحریر کے اعتبار سے بشریت کا انکار کر کے کافر ہو گئے۔

تو جو انہوں نے حدیث پڑھی کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب ابھی آدم علیہ السلام جو ہیں ان کا خمیر بھی نہیں بنا تھا، تو اس حدیث کی بھی پہلے سند پیش

کریں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ مطلب سمجھائیں کہ حضرت ﷺ اس وقت خاتم النبیین تھے۔ تو آدم کو لے کر جتنے نبی بعد میں آئے ان کا بعد میں آنا ختم نبوت کے خلاف ہے یا نہیں؟۔ کیونکہ جب اس وقت آنحضرت ﷺ کی ذات خاتم النبیین تھی ان کے نزدیک تو خاتم النبیین کے بعد آدم علیہ السلام دنیا میں آسکتے تھے، نوح علیہ السلام آسکتے تھے؟

اس لئے یہ ایسی احادیث کی طرف بھاگ رہے ہیں جن کے بارے میں احمد رضا نے ان کو روکا تھا کہ۔

''خبردار! آیات قرآنیہ کے مقابلے میں خبر واحد صحیح ہو وہ بھی پیش نہ کرنا''۔

اور یہ بھی کہا تھا کہ۔

''بعض جاہل ایسے بدمست ہوتے ہیں جو آیات قطعیات کے مقابلے میں متشابہات پیش کرتے ہیں''۔

اور احکام شریعت میں مولوی احمد رضا نے کہا تھا۔

''خبردار میری بات جو ہے اس کو ذہن میں رکھنا کبھی متشابہات پیش نہ کرنا''۔

اور پہلی تقریر میں چونکہ انہوں نے عطف کو مغایرت کے لئے کہا تھا، اس کے بعد اس عبارت کو نہیں چھیڑا، دین و شریعت والی وصیت کو، کیونکہ انہوں نے خود مانا تھا کہ عطف ہمیشہ مغایرت کے لئے آتا ہے۔ اس لئے میں اس قول کو مان کر اس کو ترجیح دے رہا ہوں۔ اب سوچا کہ عطف والی بات شاید لوگوں کو بھول گئی ہوگی تو اب یہی کہا کہ کیا قبر میں یہی پوچھا جائے گا کہ تم حتی الامکان اتباع شریعت کرتے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت کا دین مذہب کتابوں والا بھی مانتے تھے یا نہیں۔ یہ سوال ہوگا کوئی قبر میں؟۔ نہیں۔ تو یہاں تو عطف مغایرت کے لئے ہے، اور وہ میں نے بتایا تھا کہ اعلیٰ حضرت کا دین نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں ہے، نہ فقہ حنفی میں ہے، وہ تو ہے

اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں تو اس لئے یہ جو انہوں نے۔

مولوی سعید احمد اسد.

نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه.

انہوں نے یہ جو کہا ہے کہ اللہ کی طرف سے نور آیا تو انہوں نے حضور ﷺ کے نور کو اللہ کا ٹکڑا مانا۔ میں نے کہا میں لائل پور سے آیا میرے آنے سے میں لائل پور کا ٹکڑا بن گیا؟۔ پھر آپ نے کہا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں اس وقت خاتم النبیین ہو چکا تھا ابھی آدم کا خمیر تیار نہیں ہوا تھا۔ تو حضور ﷺ اگر اس وقت خاتم النبیین تھے تو بعد میں انبیاء کیوں آئے۔ اس سے تو ختم نبوت کا انکار ہوتا ہے۔

آپ نے یہ تقریر دلپذیر فرمائی کاش آپ تھانویؒ صاحب کی تحریر پڑھتے تھانویؒ صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت بلکہ خود ختم نبوت ہی کے ثبوت کا کیا مقتضی، کیونکہ نبوت آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں ملی۔ اور چونکہ آپ ﷺ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم دیا گیا۔ سو یہ وصف تو خود تأخر کو مقتضی ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے، مرتبہ ثبوت میں نہیں۔ جیسے کسی کو تحصیل داری کا عہدہ آج مل جاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے ملنے لگے۔ مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجے جانے کے بعد۔ مصطفےٰ ﷺ کو ختم نبوت کا عہدہ اس وقت مل چکا تھا جب آدم کا ابھی پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا، حضور ﷺ کا عہدہ بڑھ چکا تھا، حضور ﷺ سے فیض چل رہا تھا، ظہور ختم نبوت کا سیدہ آمنہ کے بطن سے آنے کے بعد ہوا۔ حضور ﷺ کی اسوقت ذات بھی تھی خاتم النبیین ہو چکا تھا، ذات بھی تھی، صفت بھی تھی۔

سنو **یهدی به الله** کس سے ہدایت ملتی ہے؟۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نور کہا، اور امداد السلوک پڑھو حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو نور فرمادیا اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سایہ نہیں رکھتے تھے، یہ واضح ہے کہ نور کے علاوہ تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ امداد

السلوک صفحہ ۱۵۶۔

حضور ﷺ کی ذات نور نہیں تھی تو سایہ کیوں نہ تھا؟ آیئے مولوی صاحب لکھتے ہیں ذرا سنو مولانا عبدالحقؒ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو نور فرمادیا اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سایہ نہیں رکھتے تھے۔"

شیخ محدث شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی جن کو آپ بھی مانتےؒ ہیں ہم بھی مانتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ۔

"آنحضرت را سایہ نہ در آفتاب نہ در قمر"۔

مصطفےٰ ﷺ کا سایہ نہ تھا، وہ جب چاند میں چلتے تو سایہ نہ ہوتا، سورج کی روشنی میں چلتے تو سایہ نہ ہوتا۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند دکھادوں، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں مفتی شفیعؒ سے کسی نے پوچھا کہ ذرا وہ حدیث تو دکھادیں کہ جس میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ مفتی شفیع صاحبؒ نے حدیث لکھی اور کہہ دیا حضور ﷺ کا سایہ مبارک نہ تھا۔

تفسیر مدارک اٹھاؤ، حضرت عثمان ؓ کہتے ہیں۔

ان الله ما القیٰ ظلک علی الارض لئلا یضع الانسان قدمه علیٰ ذالک الظل.

حضرت عثمان ؓ نے کہا آقا اللہ نے تو آپ کا سایہ بھی نہ بنایا تھا کہ آپ کے سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑ جائے۔

جب مصطفےٰ ﷺ کا سایہ نہ تھا معلوم ہوا مصطفےٰ ﷺ کی ذات نور تھی، حضور بشر بن کر آئے، حضور ﷺ کی ذات نور تھی۔

جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ میں، یہ فتاویٰ دارالعلوم کی عبارت ہے، انہوں نے حدیث سے ثابت کیا، مفتی شفیعؒ صاحب نے کہ نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اس حدیث کا میں نے

جواب دے دیا۔ آپ کا جواب نہیں آیا۔ معالم التنزیل میں حدیث ہے حضورﷺ نے فرمایا۔

انا اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث.

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین

اصطفیٰ. امابعد.

میرے دوستو اور بزرگو میں نے مولانا سے پوچھا تھا کہ خاتم النبیین کا اصل مفہوم کیا تھا۔ تو مولانا نے فرمایا کہ یہ تمہارے بابا حضرت تھانویؒ نے یہ لکھا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ علم کی اگر کوئی بات انہیں ملتی ہے تو ہمارے ہی در سے ملتی ہے۔

میں یہی بتانا چاہتا تھا کہ ہمارے در کے یہ کتنے محتاج ہیں، اور چونکہ انہوں نے احمد رضا کو چھوڑ رکھا ہے۔ انہوں نے بار بار انہیں کہا تھا کہ متشابہات قطعیات کے مقابلے میں پیش نہ کرنا۔ لیکن اب یہ تھانویؒ صاحب کو مان رہا ہے۔

اس نے ساری تقریر میں یہ زور لگایا کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں بھی یہ احمد رضا کو اکیلا چھوڑ گیا۔ وہ کہتا ہے کہ حلوانہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدسﷺ کے ساتھ ہم کسی سفر میں تھے، تو ایک اونٹ بیمار ہو گیا آپﷺ کو سواری کی ضرورت تھی تو آپﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اونٹ دے دو، انہوں نے نہیں دیا۔ تو حضورﷺ ناراض ہو گئے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں انتظار کرتی رہی، حضرتﷺ میرے گھر تشریف نہیں لایا کرتے تھے، ایک دن دوپہر کا وقت تھا۔

فاذا انا یوم نصف النہار اذا انا ظل رسول اللہ مقبل.

میں نے دیکھا کہ حضرتﷺ کا سایہ میرے گھر میں آیا، دیکھنے والی کون ہیں ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا وہ فرماتی ہیں کہ حضرتﷺ کا سایہ تھا۔

اسی طرح روح فراح میں یہ روایت موجود ہے، کہ آنحضرتﷺ جماعت کروا رہے

تھے، آپﷺ نماز پڑھاتے پڑھاتے آگے بڑھے پھر پیچھے کی طرف ہٹے تو عرض کیا گیا کہ حضرت آج کیا کوئی نماز کا نیا طریقہ تھا، آپ آگے بڑھے پھر پیچھے ہٹے۔ تو آپﷺ نے اپنے کشف کا ذکر فرمایا۔ فرمایا مجھے جنت کشف میں دکھائی گئی اور میں وہاں پھل توڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ تو دوزخ کشف میں دکھائی گئی، وہ اتنی قریب تھی۔

حتیٰ رأیت ظلی وظلکم فیه.

کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ اس آگ کی روشنی میں دیکھا۔

آنحضرتﷺ اپنا سایہ دیکھتے ہیں، ام المؤمنین آپﷺ کا سایہ دیکھتی ہیں۔ اس لئے محدثین دونوں اقوال ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جو حدیث موجود ہے اس کی تو کوئی سند موجود ہی نہیں تو فضائل و مناقب میں اگر کسی نے کوئی اختلافی بات نقل کر دی تو وہ بھی معجزہ۔ تو اس سے عقیدہ کا مسئلہ کیسے ثابت ہوگا؟ عقیدے کا مسئلہ ایسی حدیثوں سے اہل سنت والجماعت کے اصولوں کے مطابق ثابت نہیں ہو سکتا۔ مولانا احمد رضا بار بار آپ کو کہہ رہے ہیں کہ میرے مذہب کو لاج نہ لگاؤ۔

مولوی سعید احمد اسد.

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین

اصطفیٰ. امابعد.

آپ تقریریں سنیں میں بار بار چیلنج کرتا ہوں کہ خدا کے لئے ایک، ایک آیت پڑھو کہ جس میں لکھا ہو کہ نبیﷺ کی ذات نور نہیں، ایک حدیث پڑھ دو جس میں لکھا ہو کہ نبیﷺ کی ذات نور نہیں۔ کسی صحابی کا ہی قول پڑھ دو، میں نے آیات پڑھیں اس کا جواب کوئی نہیں ہے۔ احادیث پڑھیں اس کا جواب کوئی نہیں دیا، حضرت کعب بن زہیرؓ صحابی رسول حضورﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا میں قصیدہ پڑھنا چاہتا ہوں، مشہور قصیدہ کے نام سے۔ اور حضورﷺ کے سامنے یہ اشعار پڑھے۔

و ان رسولا لنور یستفاد به

میرا یہ آقا، میرا رسول ﷺ نور ہے ان سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

صحابہ ؓ روشنی مانگتے ہیں۔

وصارم من سیوف اللہ سلول

اور رسول ﷺ اللہ کی تلوار ہیں۔

اٹھاؤ! المستدرک علی الصحیحین

اس کے انوار موجود ہیں۔ کہ جب صحابی رسول ﷺ نے یہ کہا کہ میرے آقا نور ہیں ان سے روشنی مانگی جاتی ہے۔

ان رسولا لنور یستفاد به

اشار رسول اللہ اذا الخلق بکلہ یسمع میرے آقا نے اشارہ کیا سنو، سنو میرا صحابی کیا کہہ رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہے مستدرک اٹھا کر دیکھیئے، ذھبی اٹھا کر دیکھیئے، ایک دن حضرت عباس ؓ میرے آقا کی بارگاہ میں آئے اور فرمایا۔

"میرے آقا میں تیری نعت پڑھنا چاہتا ہوں"۔

حضور ﷺ نے فرمایا میری نعت پڑھنا چاہتے ہو، فرمایا **یستظل اللہ بفاک** اللہ تیرا منہ سلامت رکھے۔ حضرت عباس ؓ نے جب آپ کی موجودگی میں نعت پڑھی، میرا آقا سن رہا ہے، صحابہ ؓ کا مجمع ہے، حضور ﷺ دعائیں دے رہے ہیں۔ شعر ہے۔

و انت لما ولدت اسرقت الارض و ضائت بنورک الدفق

فنحن فی ذالک الدیار وفی النور سبل الرصاد نحترق

میرے آقا جب آپ ﷺ کی بناوٹ ہوئی تھی، آپ ﷺ جب پیدا ہوئے، زمین روشن ہوگئی آپ کے نور سے، آفاق روشن ہوگئے اور اس نور میں ہدایت کے راستوں کا پتا چل رہا ہے۔

میں ترجمہ تھانوی ؒ کا پڑھ رہا ہوں، اور روایت بھی تھانوی کی نقل کر رہا ہوں۔

تھانوی صاحب ؒ نے یہ حدیث لکھنے کے بعد قصیدہ بردہ کے دو شعر بھی نقل کئے ہیں۔ اور سنو تھانوی صاحب ؒ لکھتے ہیں یہ کونسا قصیدہ ہے جو الہام ربانی سے لکھا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب یہ قصیدہ پڑھا جا رہا تھا تو مصطفٰے ﷺ سن رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔

جس وقت انبیاء دنیا میں آئے آقا، وہ تمام کمالات ان کو آقا آپ ﷺ کے نور سے ملے۔ مصطفٰے مہر لگا رہے ہیں۔

اور مدارج النبوۃ اٹھاؤ، شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں مصطفٰے چوٹی سے لے کر قدم تک سارے نور تھے۔ اگر مصطفٰے بشری لباس پہن کر نہ آتے تو کوئی بھی میرے آقا کے جمال کو نہ دیکھ سکتا، پھر بانی دار العلوم دیوبند قاسم نانوتوی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) انہوں نے بھی یہ کہہ دیا۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

تیرا جمال بشریت کا پردہ ہے، یہ نہیں جانتے سوا خدا کے۔

بھلا کوئی تجھ کو کیا جانے تو شمس نور ہے

تو نور کا سورج ہے، اور یہ سب آنکھوں والے نبی ﷺ کا نور نہیں مانتے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب ؒ

الحمد للہ و کفٰی و الصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی. امابعد.

آپ سن رہے ہیں کہ قرآن پاک میں نور ہدایت تو صاف واضح تھا یہ قرآن کی کوئی آیت نہیں پیش کر سکے، قصیدہ سے پڑھا اور اس میں سے بھی بس یہی پڑھا کہ آپ ﷺ کے نور سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یہ تو نور نبوت اور نور ہدایت ہے، اس کا انکار کس نے کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے جو نعت پڑھی، اس میں بھی یہی تھا کہ ہم آپ ﷺ کے نور ہدایت میں ہدایت کے راستے تلاش کرتے ہیں۔

تو اس میں کس نے انکار کیا تھا اور جو بات صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمائی نور ہدایت ہونے کی حضرت نانوتویؒ بھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ماننے والے ہیں۔ انہوں نے بھی یہی بات بیان فرمائی، بات تو یہ تھی کہ یہ کس قسم کا نور مانتے ہیں، کبھی ڈنڈوں سے تشبیہ دیتے ہیں، کبھی سانپوں سے، کبھی شکاریوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کر سکے ہیں اور نہ کر سکیں گے۔ نور ہدایت کے بارہ میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں، ہمارے علماء کی عبارتیں بھی یہ خود پڑھتا جا رہا ہے۔ تو دیکھو تمہارا عقیدہ بھی نور ہدایت کا ہے، وہ تو میں نے لکھ کر دے دیا۔ تم میرا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہو یا اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے۔

نور ہدایت تو ہمارا عقیدہ ہے، اس کو آپ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت کریں، اہل بیت سے ثابت کریں، میرے اکابر علماء سے ثابت کریں۔ اگرچہ پاکیزہ زبان سے، یا گندی زبان سے تم ناخلف ہو، کسی طریقہ سے بھی ثابت کریں۔ لیکن یہ تو ہمارا عقیدہ ہے، یہ تو زیر بحث ہی نہیں، زیر بحث یہ ہے کہ آپکے اپنے فتوٰی سے نعیم الدین ڈبل کافر ہو چکا ہے۔ وہ ابھی تک رو رہا ہے کہ میرا ایمان ثابت کر دو اگر مناظرہ سے نکلتا ہے۔ اور دوسرا تم نے جو یہ کہا ہے کہ نبی ﷺ کا ظاہر و باطن ایک نہیں، جو تم نے مجھے تحریر میں لکھ کر دیا ہوا ہے اس پر ایک بھی آیت یا ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکے۔ ادھر ادھر بھاگنے سے اور کیا فائدہ ہوگا، بات یہ ہے کہ صرف ایک آیت پیش کرو۔

اب انہوں نے خود جن حدیثوں کے بارہ میں میں نے مطالبہ کیا تھا: یا جابر والی حدیث کی سند پیش کی؟ قیامت تک پیش نہیں کر سکتے۔ دیکھئے اس حدیث کو پیش کریں اس کی سند کو پیش کریں اور اس کا اور اس کی سند کا صحیح ہونا ثابت کریں۔

دیکھئے ان کے صدر شیخ الحدیث ہیں، شیخ الحدیث کو تو لاج رکھنی چاہئے حدیث کی یا نہیں؟ کہ بھائی میں ہی سند بتا دوں، میں اجازت دیتا ہوں کہ اگر سعید احمد کو سند نہیں آتی تو اپنے شیخ الحدیث صاحب سے پوچھ کر ہی بتا دیں، لیکن میں واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ جس طرح انہیں سند نہیں آتی شیخ الحدیث صاحب کو بھی نہیں آتی۔

وگرنہ وہ بار بار کہنے سے ایک مرتبہ سے کہہ دیتے کہ سند بتا دو یا لکھ کر رکھ دیتے۔ کہ بیٹا یہ سند ہے سنا دو وہ جو بار بار کہہ رہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ثابت کرو، تو ایک ہی دفعہ سنا دو تا کہ جان چھوٹے۔

باقی جو کچھ مولانا فرما رہے ہیں اس سارے مناظرے میں اہل سنت والجماعت کے اصول کو بھی چھوڑا ہوا ہے، کیونکہ عقیدے کے اثبات کے لئے قطعی دلیل چاہئے، اس سارے مناظرے میں احمد رضا بریلوی کی شریعت کو بھی چھوڑ دیا ہے جو ان کی کتابوں سے ثابت ہے، کیونکہ انہوں نے بار بار کہا اخبار احاد صحیح بھی ہوں تو ان سے استدلال، آیات قرآنیہ کے خلاف نہ لینا، اپنے بانی اکبر کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ دیکھئے یہ طبقات مفسرین کس لئے لکھتے ہیں، اسی لئے تا کہ کوئی آدمی ان سے باہر ہو کر امت کو گمراہ کرنا نہ شروع کر دے۔

یا الکلمۃ العلیٰ میں لکھتے ہیں کہ تفسیر کے تمام طریقوں میں۔

اول درجہ۔

تفسیر القرآن بالقرآن کا ہے، یعنی ایک آیت شریف کا معنی سمجھنے میں اور شرعی آیت سمجھنے میں دوسری آیت سے مدد لی جائے، کیونکہ۔

ان القرآن یفسر بعضہ بعضاً

دوسرا درجہ۔

بعد ازاں تفسیر بالسنۃ کا درجہ ہے۔ یعنی حدیث شریف سے قرآن شریف کے معنی بتلائے جائیں۔

تیسرا درجہ۔

صحابہ کی تفسیر کا ہے، اور خلفاء اربعہ، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ کا مرتبہ ہے۔

چوتھا درجہ۔

تابعین اور تبع تابعین کی تفسیر کا ہے۔

جو آیت ہم نے پیش کی بشریت کے بارے میں وہ اتنی واضح ہے کہ تفسیر کی ضرورت ہی نہیں، یہ اپنی تفسیر اس کے مطابق ثابت کریں۔

مولوی سعید احمد اسد۔

نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه.

شاید مولانا کو اتنا پتا نہیں چلا وہ تفسیر قابل قبول نہیں ہوتی جو قرآن کے مقابلے میں آئے، بھئی میں تو قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر کہہ رہا ہوں کہ مصطفےٰ ﷺ کی ذات نور ہے۔ دوسرا تھانوی صاحب نشر الطیب میں اس عنوان کی سات حدیثیں نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نور ہیں۔

اور دیکھیں پہلی فصل نور محمدی ہی کے بیان میں ہے۔ بھئی ان کو تو مانو۔ پھر آپ نے کہا کہ نور ہدایت مانتے ہیں۔ اشرقت الارض زمین روشن ہوگئی، وہ نور ہدایت سے روشن ہوگئی؟۔ آقا جب اس دنیا میں تشریف لائے اشرقت الارض آفاق منور ہوگئے، مولوی قاسم نانوتویؒ نے جو کہا۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

آقا تیرا جمال ہے، جمال پر پردہ ہے، محبوب کونسی چیز ہے، اور جمال بتائیں کیا ہے۔ بتائیں جمال کیا ہے؟۔

شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں چوٹی سے لے کر قدموں تک مصطفےٰ ﷺ سراسر نور تھے۔ اگر بشریت کا نقاب پہن کر نہ آتے تو کسی کے اندر یہ جرأت نہ ہوتی کہ مصطفےٰ ﷺ کے جمال کا دیدار کر سکتا۔

میں نے پھر کہا ایک آیت ایسی پڑھو جس میں مصطفےٰ ﷺ کی ذات نور نہیں۔ ایک صحابی کا قول ایسا پیش کرو کہ مصطفےٰ ﷺ کی ذات نور نہیں۔ میں تو کہتا ہوں صحابہ نبی ﷺ کی بارگاہ میں

آئے اور آ کر کہا آقا! آپ تو نور ہیں آپ اشارہ کر کے کہتے ہیں سنو سنو تا کہ گمراہ نہ ہو جانا۔ میں نے کہا تھا مصطفےٰ ﷺ کے سامنے قصیدہ بردہ شریف پڑھا گیا اور لکھا گیا، اسے کسی نے اپنی مرضی سے نہیں لکھا الہام ربانی سے لکھا اور کہا آدم علیہ السلام کو جو کمال ملا تیرے نور سے ملا، نوح علیہ السلام کو کمال ملا وہ تیرے نور سے ملا، اور موسیٰ علیہ السلام کو کمال تیرے نور سے ملا۔ اور حضور ﷺ سن کر خوش ہو رہے ہیں۔

....

آپ حضرات مناظرہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ مولوی سعید اسد نہ تو اپنے اپنے دعوی پر کوئی آیت نہ کوئی حدیث پیش کر سکا۔ آیات اور احادیث وہ پیش کیں جو نور ہدایت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ چنانچہ جب مناظرہ یہاں تک پہنچا تو مولوی سعید اسد نے اپنی شکست چھپانے کے لئے شور ڈلوا دیا جس پر مناظرہ ختم ہوگیا۔ لیکن حقائق کہاں چھپتے ہیں؟۔ آج تک یہ مناظرہ اہل بدعت کی رسوائی کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ چنانچہ اب ہم وہ فیصلہ قارئین کی نذر کرتے ہیں جو اہل علاقہ کی جانب سے شائع کیا گیا۔

مناظرہ کمبوہ شریف کا تاریخی فیصلہ

اور بریلویوں کی شان رسالت میں گستاخی کہ حضور ﷺ کا ظاہر اور باطن اور تھا۔

4\12\85 کو پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں تحریر لکھی گئی کہ 6/1/86 کو علمائے اہل سنت والجماعت دیوبند اور بریلوی علماء میں اسی علاقہ میں مناظرہ ہوگا۔ جس میں انتظامی حیثیت سے مقامی لوگوں میں سے تین نام تھے۔

(۱) محمد قاسم قریشی۔

(۲) محمد ظاہر شاہ قادری۔

(۳) الحاج رحمان اللہ۔

آج 6/1/86 کو کمبوہ شریف میں مناظرہ ہوا جس میں علمائے اہل سنت دیوبند کی طرف سے حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی مناظر تھے۔ اور مولانا محمد یوسف رحمانی صدر مناظر اور مولانا حبیب اللہ صاحب معین مناظر تھے۔

بریلوی جماعت کی طرف سے مولوی محمد شریف بھکروی، مولوی سعید احمد اسد، فیصل آبادی اور اشرف سیالوی حاضر تھے۔ مسئلہ بشریت پر مناظرہ ہوا۔ بریلوی علماء نے علمائے دیوبند کے عقیدے کو تسلیم کرتے ہوئے دستخط کر دیئے کہ حضور ﷺ بشر تھے۔ مولوی محمد سعید اسد کو مناظرہ میں مجبور ہو کر یہ تحریر لکھنا پڑی۔ ان کے صدر مناظر محمد شریف نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنی شکست پر کیسے دستخط کروں؟۔ مگر لوگوں کے مجبور کرنے پر انہوں نے بھی دستخط کر دیئے۔ دونوں کے دستخطوں سمیت ان کا اقرار نامہ ہمارے پاس موجود ہے۔ جس کے الفاظ بعینہ درج ذیل ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم حضور ﷺ کو حقیقت کے لحاظ سے نور اور ظاہر کے لحاظ سے بشر تسلیم کرتے ہیں۔ اور جو شخص آپ کی نورانیت کا مطلقاً انکار کرے ہم اسے کافر سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص آپ ﷺ کی بشریت مقدسہ کا مطلقاً انکار کرے اسے بھی کافر سمجھتے ہیں۔

محمد سعید احمد غفرلہ

محمد شریف غفرلہ

بریلوی حضرات نے یہ عقیدہ بھی بیان کیا کہ حضور ﷺ کا ظاہر اور تھا اور باطن اور۔ وہ بشر صرف ظاہر میں تھے حقیقت میں نہ تھے۔ تین گھنٹے تک مناظرے میں وہ اس بات پر قرآن پاک کی ایک آیت بھی پیش نہ کر سکے اور مجبور ہو کر ان کے صدر نے اپنے مناظر کو اشارہ کیا اور اس نے اپنے آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا "خدا کے واسطے اب تو اٹھو"۔ اس پر بریلویوں کے تین غنڈہ قسم کے لوگوں نے اٹھ کر شور مچانا شروع کر دیا۔ اور پھر پولیس آگئی۔

دیوبندی مناظر نے بریلوی علماء کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے یہ حرکت مناظرہ سے بھاگنے کے لئے کی ہے۔ لوگوں کو شور کر کے ابھارنا اور پولیس کو مدد کے لئے بلانا یہ تمہارا اقرار شکست ہے۔

فیصلہ

ہم مناظرہ کے تین منتظمین میں سے دو یہ تحریر لکھ کر دیتے ہیں کہ اس مناظرے میں بریلوی علماء کو شکست فاش ہوئی ہے اور انہوں نے بشریت نبی ﷺ کا اقرار کر کے بریلوی مذہب کی خود ہی مخالفت کی اور حضور ﷺ کے ظاہر و باطن کو ایک دوسرے کے مخالف قرار دے کر توہین نبوت بھی کر ڈالی۔ ہم بریلویوں کی شکست پر دستخط کرتے ہیں تا کہ سند رہے۔

دستخط

الحاج رحمان اللہ

قاری محمد قاسم قریشی

تنظیم اہلسنت والجماعت پہاڑ پور شالی۔

دو کے مقابلے میں ایک انتظامی کارکن کی بات کوئی وزن نہیں رکھتی۔

بریلوی علماء سے چند سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل سوالات کے بارے میں کہ۔

(۱) جنازہ کے بعد دعا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مباح؟۔ حکم شرعی تحریر فرمائیں۔

(۲) اس دعا کا جو حکم ہے اس کی حقیقت بھی بیان فرمادیں۔ مثلاً مستحب ہے تو مستحب کس کو کہتے ہیں مباح ہے تو مباح کی تعریف کریں۔

(۳) اس دعا کے ثبوت میں کسی محدث نے (جو انگریز کے دور سے پہلے کا ہو) اگر کوئی رسالہ لکھا ہو تو اس کا نام تحریر فرمائیں۔

(۴) حدیث کی کسی کتاب میں " باب الدعا بعد الجنازہ " کیوں نہیں ملتا جبکہ رفع یدین جیسے غیر معمول بھا عند اکثر الائمہ مسئلہ پر رسالے اور باب ہیں۔

(۵) فقہ کی کتابوں میں کوئی فصل وغیرہ اس دعا کے بیان میں ہے یا نہیں؟

(۶) جنازہ کے بعد دعا مانگنے والے مقلد ہیں یا غیر مقلد۔ اگر مقلد ہیں تو آئمہ اربعہ میں سے کس کے؟ اس امام کا مسئلہ نقل فرمادیں۔

(۷) حضور ﷺ نے اپنے تئیس سالہ دور نبوت میں اگر ایک مرتبہ بھی جنازہ کے بعد دفن کرنے سے پہلے دعا مانگی ہو تو اس بارہ میں کوئی صحیح صریح حدیث پیش کریں۔

(۸) حضور ﷺ سے ہر مقام (استنجا کو جاتے وقت، استنجا سے فراغت، عورت سے ہم بستری، نماز و اذان وغیرہ) کی دعاؤں کے الفاظ منقول ہیں اگر حضور ﷺ نے جنازہ کے بعد دعا مانگی تھی تو اس کے الفاظ کیا تھے؟۔

(۹) خلفائے راشدین میں سے اگر کسی نے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی یا مانگنے کا حکم دیا ہو تو کتاب اور باب کا حوالہ دیجئے؟۔

(۱۰) فجر کی سنتوں کے بارہ میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں گھوڑے بھی روند دیں تو

نہ چھوڑنا۔ کیا دعا بعد الجنازہ کی اتنی تاکید بھی کسی حدیث سے ثابت ہے؟۔

(۱۱) مسواک کے فضائل کثرت سے احادیث میں ملتے ہیں کہ مسواک سے پڑھی جانے والی نماز کا ثواب دوسری نماز سے ۷۰ گنا زیادہ ہے۔ کیا دعا بعد الجنازہ کی اتنی فضیلت بھی کسی حدیث میں آئی ہے؟۔

(۱۲) آئمہ اربعہ میں سے اگر کسی امام نے جنازہ کے بعد دعا کا حکم دیا، یا اپنی زندگی میں کبھی ایک مرتبہ بھی یہ دعا مانگی ہو تو اس کا ثبوت پیش کریں؟۔

(۱۳) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اگر اس دعا کا حکم دیا ہو یا خود مانگی ہو تو اس کا ثبوت دیں؟۔

(۱۴) ہندوستان میں اسلام پھیلانے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہیں۔ کیا ان کی تعلیمات میں اس دعا کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟۔

(۱۵) پنجاب میں اسلام کی کما حقہ تبلیغ کرنے والے، مثلاً حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ، حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت سلطان باہوؒ، اور حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ، اولیاء اللہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے تو تحریر فرمادیں۔

گستاخ رسول کون؟

(بریلویوں کا نعتیہ کلام)

آیات بینات ہے مکھڑا فرید کا
دیدار کردگار ہے چہرہ فرید کا
تفسیر والضحیٰ ہے تجلی فرید کا
تصویر مصطفےٰ ہے نظارا فرید کا
لاکھوں جلائے آپ نے ٹھوکر کے زور سے
اٹھتا نہیں مسیح سے مارا فرید کا
خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں
محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں
فرید الدین کی تنویر کو سب دیکھنے والے
محمد مصطفےٰ کے حسن کی تصویر کہتے ہیں
(دیوان محمدی)

فریدالدین یا راز نہانی دیکھتے جاؤ
محمد مصطفےٰ کی العیانی دیکھتے جاؤ
محمد میں فنا ہو کر محمد بن کے نکلا ہے
حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ
(دیوان محمدی)

حرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا

محمد مصطفٰے یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں
احد احمد تھا لیکن میم کے پردہ میں آیا
پہن کر یا کا پردہ فرد تھا مٹھن کی گلیوں میں
وہی جلوہ جو فاراں پہ ہوا احمد کی صورت میں
اسی جلوہ کو پھر عریاں کیا مٹھن کی گلیوں میں
(دیوان محمدی)

تیڈے میم دے برقعے پاون توں صدقے
احد ہو کے احمد سداون توں صدقے
عجب طور سیناں تے جلوے کتو نیں
عرب آکے چادر لہاون توں صدقے
نہر چاچڑیں وچ فرید آ سڈایو
تیڈے ے دے برقعے وناون توں صدقے
مرسل پاک نبی دے لطفوں ہن سینہ سینا ڈسدا
فرد فریدی اصلی کوں ہن کوٹ مدینہ ڈسدا
(دیوان محمدی)

عبارات کتب

(۱) رسول اللہ ﷺ کا علم اوروں سے زائید ہے، ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(ردع القہار مع خالص الاعتقاد ص ۶۰ ج ۶، دلائل السنہ من اللہ احمد رضا خاں ص ۶۲)

(۲) اصحاب میلاد تو زمین کی جگہ پاک وناپاک مجالس، مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونا

رسول اللہ ﷺ کا دعوای نہیں کرتے۔ ملک الموت و ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک، کفر و غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

(انوار ساطعہ ص ۵۰ ج ۵)

(۳) حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام نام پاک لیتے اور آنسو رواں نہ ہوتے۔ جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا تو مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔ ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

(ملفوظات اعلی حضرت احمد رضا خاں بریلوی حصہ دوم ص ۴۳)

نوٹ۔

غور کیجئے ان عبارات اور منظوم کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ۔

(۱) بریلویوں کے نزدیک اللہ تعالی شانہٗ نبی کریم ﷺ اور فرید الدینؒ مین کوئی فرق نہیں۔

(۲) کوٹ مٹھن اور مدینہ منورہ کا مقام برابر ہے۔

(۳) ابلیس کا علم علمِ نبی سے وسیع تر تو نہیں مگر وسیع ضرور ہے۔

(۴) ملائکہ اور جنات تو ہر جگہ حاضر ناظر ہو سکتے ہیں، مگر حضور ﷺ سے یہ ممکن نہیں۔

(نعوذ باللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مناظر اہل بدعت
مولوی سعید اسد
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ
موضوع
عبارات اکابر

تمہید

اتحاد واتفاق ہر زمانے میں ضروری رہا ہے لیکن اس دور میں اس کی مزید ضرورت ہے۔
لیکن دشمنان اسلام مسلمانوں کے اتحاد واتفاق اور باہمی بھائی چارے کو ایک آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتے۔اس کے لئے وہ مختلف قسم کے اختلافات کی آگ بھڑکاتے رہتے ہیں۔تاکہ مسلمانوں کے باہمی انتشار اور اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ان کو تر نوالہ بنا کر ان کو ہضم کیا جاسکے۔

یہ اختلافات کبھی شیعت اور سنیت کے نام پر ابھارے جاتے ہیں۔اور جلتی پر تیل کا کام دونوں طرف سے قتل وغارت گری ہے۔ اگرچہ سنیت اور شیعت کا اختلاف اسلام اور کفر کا اختلاف ہے۔شیعت اور اسلام کی حدود کے درمیان زمین وآسمان کے درمیانی خلا سے بھی زیادہ بعد ہے۔نہ ان کی سرحدیں کبھی آپس میں ملیں نہ عقائد، نہ اعمال۔

انہی اختلافات میں سے تقلید اور عدم تقلید کا اختلاف ہے۔ بریلوی دیوبندی اختلاف نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے۔ اختلاف یہ ہوتا ہے کہ ایک کا عقیدہ ایک ہو اور دوسرے کا اس سے مختلف ہو۔اور مخالفت کہتے ہیں کہ ایک دوسرے پر الزام لگائے کہ تیرا عقیدہ یہ ہے اور دوسرا اس کی نفی کرے۔ یہ کہے کہ تیرا عمل یہ ہے اور دوسرا اس کی نفی کرتا ہو۔

اسی طرح کی مخالفت بریلوی حضرات علماء دیوبند کی کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں پہلی بات یہ یاد رہے کہ کسی کا عقیدہ اس کے اپنے اقرار سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے کے

الزام سے۔ چنانچہ ایمان مجمل میں یہی بات ہے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کہ انسان جس چیز کی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے وہی اس کا عقیدہ ہوتا ہے۔اور اگر کوئی دوسرا اس پر الزام لگا دے اور وہ اس کا انکار کرے تو کوئی عقلمند شخص اس کو اس کا عقیدہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ حضرات علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب شرح عقائد نسفی ہے جو ان کے تمام مدارس میں داخل نصاب ہے۔ پھر جو نئی تفصیلات شروع ہوئیں ان میں علمائے دیوبند کے جو عقائد ہیں وہ المھند علی المفند کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔اور اس پر بڑے بڑے علمائے دیوبند کی تصدیقات درج ہیں۔

بریلوی حضرات زیادہ زور علمائے دیوبند پر الزامات لگانے میں صرف کرتے ہیں۔اور جن برگزیدہ ہستیوں پر الزامات واتہامات کی بارش کی جاتی ہے ان میں ایک برگزیدہ شخصیت حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ہے۔ جنہوں نے سکھوں کے خلاف میدان کارزار گرم کیا اور دہلی سے بالاکوٹ تک ایسا عظیم الشان تاریخی جہادی سفر کیا جو رہتی دنیا تک مشعل راہ کا کام دے گا۔اور آنے والے مسلمانوں کی نسلیں قیامت تک انہی کی زندگی کی مشعل سے اپنی عظمت رفتہ کی منازل تک پہنچنے کے لئے راہیں دریافت کریں گی۔

حضرت شاہ شہیدؒ انہی ہستیوں میں سے ہیں کہ جن کے اخلاق واطوار، عبادات وعقائد، مواخات ومعاملات پر بلاشک وشبہ صراط مستقیم کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔

آخر ساری زندگی جدوجہد میں گذار کر یہ مرد قلندر سکھوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں جام شہادت نوش فرما کر راہی دار البقا ہو گئے۔اور یہی وہ برگزیدہ ہستی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان میں سکھوں کے خلاف جہاد کی ابتدا کی اور جہاد کی بنیاد رکھی۔

اعتراضات واتہامات میں دوسری شخصیت جن کو تختہ مشق ستم بنایا جاتا ہے وہ قاسم العلوم والخیرات، حجۃ اللہ علی الارض، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند کی مقدس شخصیت

ہے جن کی پیدائش رمضان المبارک ۱۲۴۸ھ میں ہے اور وصال ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ میں ہے۔ انہوں نے بھی انگریز کے خلاف شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف جرأت و بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ ایک مرتبہ تو فرنگی ان کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے شکست سے دوچار ہوا۔ لیکن پھر مزید کمک منگوا کر وہ غالب آیا۔

اور تیسری شخصیت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی ہے جو شاملی کے میدان میں حضرت نانوتویؒ کے ساتھ شریک جہاد تھے چنانچہ فرنگی کو ان کے ہاتھوں جو زخم لگے تھے وہ اس کا بدلہ اتارنے کے درپے رہا۔ چنانچہ اسے یہ راستہ نظر آیا کہ ان حضرات کے خلاف پراپیگنڈہ اتنا کیا جائے کہ مسلم عوام ان حضرات سے متنفر ہو جائے۔ چنانچہ ان حضرات کو سامنے رکھ کر ان پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی گئی کہ یہ معاذ اللہ اللہ عزوجل اور رسول اقدس ﷺ کی توہین کے مرتکب ہیں۔

حالانکہ یہ وہ حضرات ہیں کہ جن کے متعلق تاریخ چیخ چیخ کر گواہی دے رہی ہے کہ ان حضرات نے تو اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام کے شجرہ طیبہ کی آبیاری کے لئے بہا چھوڑا اور اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ نبی اقدس ﷺ کی عظمت اور رسالت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ یہ حضرات محض زبانی جمع خرچ پر اکتفا کرنے والے نہیں تھے بلکہ اپنی زندگیوں کو داؤ پر لگا کر خود میدان کارزار میں کودے تھے اور اپنی زندگیوں کا ایک بڑا حصہ جیلوں میں گزارنا تو برداشت کر لیا، لیکن عالم اسلام کی عظمت رفتہ حاصل کرنے کی خاطر کوششیں نہ چھوڑیں۔

ہندوستان کی زمین تو باوجود اپنی وسعتوں کے ان پر تنگ تھی ہی۔ ہندوستان کے علاوہ بھی زمین ان پر تنگ ہی رہی۔ اور اس سلسلہ میں ایک دو سال نہیں بلکہ سو سال تک ان حضرات اور ان کے سرفروشوں سے یہی آنکھ مچولی کھیلی جاتی رہی۔ انگریز کو ان حضرات کی نماز سے دشمنی نہیں تھی کیونکہ کوئی ساری رات نماز پڑھے کسی کافر کے سر میں بھی درد نہیں ہوتا۔ کوئی سارا دن روزہ رکھے کسی کافر کی نکسیر بھی نہیں پھوٹے گی۔ کافر ان حضرات کے جس کام سے پریشان تھا وہ تھا جہاد۔

لارڈ گلسٹن کہتا ہے کہ جب تک دنیا میں قرآن پاک موجود ہے اور قرآن پاک میں مسئلہ جہاد ہے میں اس وقت تک ٹھنڈی نیند نہیں سو سکتا۔ کیونکہ جہاد ایسا فریضہ ہے کہ جب کوئی نوجوان اس کا نام سنتا ہے تو وہ اس چیز سے اس قدر سرشار ہو جاتا ہے کہ پھر اسے اس خاردار راستے پر چلنے سے نہ بیوی کی محبت روک سکتی ہے نہ بچوں سے پیار آڑے آتا ہے، نہ والدین بہن بھائیوں کی محبت پاؤں کی زنجیر بن سکتی ہے۔ کیونکہ اس کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جاتی ہے کہ اگر زندہ رہا تو غازی مر گیا تو شہید۔ نہ بھوک و افلاس اس کو سر دھڑ کی بازی لگانے سے منع کر سکتا ہے۔ نہ ہی وسائل سے خالی ہونا اس کے لئے اس مشن سے رکاوٹ بن سکتا ہے۔ وہ خالی ہاتھ ہو تب بھی کشت و خون کی وادی میں یہ شعر۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

گنگناتا ہوا کود پڑتا ہے۔ اور سب سے زیادہ ڈر کی چیز جو کہ موت ہے۔ وہ اس کی سب سے محبوب چیز بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فرمایا تھا ان معنا قوم یحبون الموت کما تحبون الخمر.

کیونکہ اس مرد میدان کو موت کے بعد حیات جاودانی مسکراتی نظر آتی ہے۔ جس کے بارے میں قرآن پاک میں رب الشہداء والمجاہدین فرماتے ہیں۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

اور جو انسان موت سے نہ ڈرے اسے دنیا کی کوئی چیز دہشت و خوف میں مبتلا نہیں کر سکتی۔ لہذا اس لئے کفر مختلف طریقوں سے مجاہدین کو بدنام کرنے اور ان کو ختم کرنے پر تلا رہتا ہے۔

چنانچہ انگریز جب شاملی کے جہاد میں کچھ غداروں کی غداری سے کامیاب ہو گیا تو اگرچہ وقتی طور پر مجاہدین کو شکست ہو گئی تھی لیکن وہ جہاد سے پھر بھی اس قدر لرزاں تھا کہ اس نے سوچا کہ ایسے

آدمی تلاش کیے جائیں جو اسلام کے ان سپوتوں کو طرح طرح کے الزامات و اتہامات لگا لگا کر بد نام کریں۔

اس سلسلے میں مولوی احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی جس کی پیدائش ۱۸۵۶ء میں ہوئی اور جہاد شاملی کے وقت اس کی عمر بصرف ایک سال تھی۔ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اس نے نہیں دیکھا۔ اور حضرت نانوتویؒ کے بھی زندگی کے آخری سال تھے جب یہ پیدا ہوا۔ اس شخص کو خریدا گیا کہ تم علمائے دیوبند کو بدنام کرو۔ اس نے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو بدنام کرنے کے لئے چار کتابیں لکھیں اور اسی طرح حضرت نانوتویؒ اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو بدنام کرنے کے لئے بھی کئی کتابوں کے صفحات سیاہ کئے۔

چنانچہ اس نے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی وفات کے ۶۳ سال بعد پہلا رسالہ لکھا جس میں حضرت کے بارے میں یہ پراپیگنڈہ تھا کہ یہ شخص گستاخ رسول ہے۔ حالانکہ حضرت شاہ شہیدؒ کی کتاب تقویۃ الایمان ان کی زندگی میں اتنی مشہور ہو چکی تھی اور چھپ کر ہر جگہ پہنچ چکی تھی۔ ان کی زندگی میں کسی ایک عالم نے بھی حضرت شاہ شہیدؒ کے خلاف ایک کتاب تو کیا ایک صفحہ بھی نہیں لکھا کہ یہ شخص گستاخ رسول ہے، کہ اس کی کتاب میں رسول خدا ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت کی زندگی میں حضرت شاہ شہیدؒ کے خلاف کتابیں کیوں نہ لکھی گئیں اس وقت ان کو گستاخ کیوں نہ کہا گیا تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ چونکہ اس زمانے میں جہاد اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جاری تھا اگر اس دور میں ان عظیم مجاہدین کے خلاف کوئی زبان درازی یا قلم درازی کرتا تو مسلمان اس پر ہندوستان کی زمین تنگ کر دیتے۔ انگریز کی سازش کے تانے بانے بکھر جاتے۔ اس لئے اس سازش کو پروان چڑھانے کے لئے اس مناسب وقت کا انتظار کیا گیا کہ جس میں یہ سازش بھرپور طریقے پر پھل پھول سکے۔ اور اس کی بدبو کے بھبکوں کو کچھ لوگوں کے دماغ بلاقیل و قال قبول کرتے چلے جائیں۔

چنانچہ اس وقت یہ سازشی دب کر بیٹھے رہے لیکن جب۔

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

کے مطابق شومئی قسمت سے 1857ء کا جہاد تاریخ کے سینے پر اپنے انمٹ نقوش چھوڑ کر بظاہر اپنے مقاصد حاصل کیے بغیر ختم ہو گیا تو فرنگی سامراج نے ان مجاہدین پر ہندوستان کی سر زمین تنگ کر دی۔ کبھی کسی کو پھانسی دی جا رہی ہے تو کسی کو گرفتار کر کے جیل بھیجا جا رہا ہے۔ اگر ایک مجاہد کے جسم پر کوڑے برسائے جا رہے ہیں تو دوسرے کو اس کے اعضائے جسمانی سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اب اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے یہ انگریز کے ایجنٹ اٹھے ان حضرات پر بریلی کے فتووں کی توپ سے الزامات کے گولے داغنے شروع کر دیئے اور ان کے پھینکے ہوئے گولے عوام الناس میں وہ کام کر گئے کہ انگریز بھی اپنے چیلوں کی کامیابی پر ششدر کھڑا رہ گیا۔ اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا، واہ! میرے شوخ بچو! جو کام مجھ سے نہ ہو سکا وہ تم نے کر دکھایا۔

چنانچہ اس سلسلے میں حضرت شاہ شہیدؒ پر چار کتابیں لکھی گئیں **الکوکبۃ الشھابیہ علی کفریات ابی الوھابیہ، سل السیوف الھندیہ علی کفریات بابا النجدیۃ، سبحان السبوح عن عیب کذب مفتوح** میں ان کو برا بھلا کہا گیا۔ **ازالۃ العار** میں بھی حضرت شاہ شہیدؒ کے کپڑے اتارنے کی کوشش کی گئی اور پھر ۱۳۲۶ھ میں حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ کے خلاف ایک فتویٰ مرتب کیا اور ان برگذیدہ شخصیات پر ایسے الزامات لگائے کہ جن کا تصور ان کے فرشتوں کو بھی نہیں آ سکتا تھا۔

اور جب اس نے دیکھا کہ میرے ان الزامات پر کوئی کان دھرنے کے لئے بھی تیار نہیں تو اپنی ناکامی کے زخم چاٹتا ہوا حرمین شریفین میں جا پہنچا۔ اور جہاں ساری دنیا گناہوں سے توبہ کرنے جاتی ہے وہاں بھی یہ جھوٹ بولنے سے باز نہ آیا اور غلط عقائد کو علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتا رہا۔ عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولے مگر قادیان میں بیٹھ کر، پنڈت سوامی دیانند نے جھوٹ بولے مگر دہلی میں بیٹھ کر، پنڈت شردانند نے جھوٹ بولے مگر ہوشیار پور میں بیٹھ کر۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں جھوٹ بولنے کے لئے کسی اعلیٰ حضرت کی ضرورت تھی کیونکہ ادنی

حضرت کے لئے یہ کام ناممکن تھا۔

چنانچہ جب یہ وہاں سے جھوٹ بول کر فتوئی لے آیا تو جو معقول طریقہ تھا اس پر عمل کرتے ہوئے علمائے حرمین شریفین نے علمائے دیوبند سے براہ راست ۲۶ سوالات کئے۔

چنانچہ علمائے دیوبند نے شوال ۱۳۲۵ھ میں المهند علی المفند نامی کتاب مرتب کر کے وہاں بھیج دی اور اس پر تمام اکابرین علمائے دیوبند نے دستخط فرمائے اور ان الزامات کو الزامات قرار دیا۔ اور فرمایا کہ ان عقائد والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ بلکہ سید الانبیاء ﷺ کے ایک بال مبارک کی بھی توہین کرنے والے کو بھی کافر سمجھتے ہیں وہ مرتد ہے اور واجب القتل ہے۔ جو نبی پاک ﷺ کے جوتے مبارک کی تحقیر سے جتری کہے وہ بھی ہمارے نزدیک کافر ہے۔ چنانچہ علمائے دیوبند نے ان سوالات کے جوابات دے کر علمائے حرمین شریفین کو حکم مان لیا کہ آپ جو فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہے۔

چنانچہ مکہ مدینہ، مصر، حلب، شام کے علمائے کرام نے اس کتاب پر تصدیقات لکھیں کہ یہ لوگ صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں۔ عاشق رسول ہیں اولیاء اللہ ہیں۔ ان پر یہ الزامات بالکل غلط ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان الزامات کی کوئی علمی حقیقت نہیں اس کو مثال سے سمجھیں۔

مثال

ایک مولوی صاحب بہت بڑے شیخ الحدیث تھے ان سے کوئی چوہدری صاحب ناراض ہو گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ مولوی صاحب کو مسجد سے نکال دیں۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا کہ یہ شخص گستاخ رسول ہے اس پر لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ساری عمر مولوی صاحب کو دیکھتے آئے ہیں کہ یہ تو ظاہر و باطن سے فنافی الرسول شخص ہے تو کیسے کہہ رہا ہے کہ یہ گستاخ رسول ہے۔ اس نے کہا کہ میں ابھی ثابت کرتا ہوں۔ حضرت کے پاس آئے تو اس چوہدری نے کہا کہ حضرت ہم حاضر خدمت ہوئے ہیں آپ کچھ احادیث سنائیں اور ان کا ترجمہ بھی تا کہ ہمارا ایمان تازہ ہو۔

اب حضرت نے جب حدیث پڑھی اور قال رسول اللہ پڑھا تو چوہدری کھڑا ہو گیا کہ یہ گستاخ رسول ہے۔ یہ ہمارے نبی کو کالا کہتا ہے اور ایک دفعہ بھی کالا نہیں بلکہ دو دفعہ کالا کہا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ سے زیادہ حسین دنیا میں اللہ نے کسی کو نہیں بنایا۔ اب شیخ الحدیث صاحب کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی لیکن ان پر الزام لگا دیا گیا اور شور کیا جا رہا ہے۔ کہ اس نے دو دفعہ ہمارے نبی کو کالا کہا ہے۔ یہ مثال ہے الزام کی۔

اسی طرح لکھنؤ میں ایک مرتبہ مشاعرہ تھا اور حضرت حسین ؓ پر نظمیں پڑھی جا رہی تھیں شاعر نے شعر پڑھا کہ۔

کان نبی کا گوہر یکتا حسین ہے

اس پر دو چار آدمی کھڑے ہو گئے کہ یہ گستاخ کہاں سے آ گیا ہے کہ ہمارے نبی کو کانا کہہ رہا ہے اب اس بیچارے کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ میرے شعر کا یہ مطلب لیا جائے گا۔

اس نے شعر کو بدلا چونکہ سمندر سے بھی موتی نکلتے ہیں اس لئے اس نے پڑھا۔

بحر نبی کا گوہر یکتا حسین ہے

اتنی دیر میں اعلیٰ حضرت بمع اپنے رفقاء کے جوتیاں لے کر سٹیج پر پہنچ چکے تھے کہ یہ آدمی ڈبل کافر ہے۔ پہلے ہمارے نبی کو کانا کہا اور اب بہرا بھی کہہ رہا ہے۔

مولانا محمد علی جالندھریؒ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ جامعہ خیر المدارس جب جالندھر سے ملتان آیا تو جب پہلا سالانہ جلسہ رکھا گیا تو اشتہار شائع کروائے گئے اور روزانہ تانگے پر بھی اعلان کروایا جاتا کہ آج فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا اور آج فلاں کا۔ تو آگے آگے ہمارا تانگہ اعلان کرتا جا رہا ہوتا اور ہمارے پیچھے پیچھے بریلویوں کا تانگہ بھی اعلان کرتا آ رہا ہوتا۔ ہمارا تانگہ اگلے چوک پر پہنچتا تو بریلویوں کا تانگہ پچھلے چوک پر پہنچ جاتا اور اعلان کیا ہوتا ان دیوبندیوں کو اور چندہ دیا کرو (چونکہ اشتہار پر لکھا ہوتا مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا اب وہ اس کو اس طرح پڑھتے) مستو، رات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا۔ اب اشتہار شائع کرنے

والے کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ ہمارے اشتہار کا یہ مطلب نکالا جائے گا کہ مستوں، بدمعاشوں کے لئے رات کے انتظام ہو رہے ہیں۔

جب انسان اس حالت پر پہنچ جائے تو اس کا کوئی حل نہیں اور یہی حال بریلوی حضرات علمائے دیوبند کی عبارات کے ساتھ کر رہے ہیں۔ آج سے نوے سال قبل علمائے دیوبند نے ان الزامات سے اپنی برات بھی ظاہر کر دی اور علمائے حرمین نے بھی یہ بات تسلیم کر لی کہ یہ الزامات واقعی الزامات ہیں اور حقیقت کے ساتھ ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں اور علمائے دیوبند صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں۔ لیکن بریلوی حضرات آج بھی یہ الزامات پھیلا رہے ہیں۔

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو کسی دوسرے کو کافر کہے اور وہ اگر کافر نہ ہو تو کفر واپس اسی پر لوٹ آتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کے مضمون کا مشاہدہ آج ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں کہ مولوی احمد رضا نے کفر کا جو فتوئی اکابرین علمائے دیوبند پر لگایا تھا وہ واپس اس پر لوٹ کر آ گیا ہے۔

مولوی احمد رضا نے حضرت نانوتویؒ پر بڑے زور شور سے یہ اعتراض کیا کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور ختم نبوت کا منکر کافر ہے۔ اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ چنانچہ حسام الحرمین میں اس نے اس پر زور دیا۔ اب یہ الزام اس نے حضرت پر کیسے لگایا کہ حضرت نانوتویؒ کی ایک کتاب تحذیر الناس ہے اب احمد رضا نے ایک عبارت صفحہ ۲۱ سے ایک صفحہ ۱۵ سے ایک صفحہ ۳ سے لی اور ان تینوں کو ملا کر ایک فقرہ بنا دیا گیا۔ حضرت نانوتویؒ تو انسان ہیں اگر یہ ظلم کوئی اللہ کی کتاب قرآن پاک سے بھی کرنا شروع کر دے تو اس کا مطلب بھی کچھ سے کچھ ہو جائے گا۔

مثال کے طور پر قرآن پاک میں ایک جگہ پر آتا ہے۔

﴿ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت﴾۔

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ اب آدھی آیت کو یہاں سے لے

لے آدھی آیت یہ لے لے۔

﴿سیدخلون جھنم داخرین﴾۔

عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل ہو کر۔ اب اس میں ایک نقطہ نہ زائد کیا گیا ہے نہ کم۔ لیکن کوئی مسلمان اس کو قرآن کی آیت نہیں کہے گا اور نہ اس کے مفہوم کو قرآن کا مفہوم۔ پس معلوم ہوا کہ اگر یہ ظلم خدا کی پاک کتاب سے کیا جائے تو وہاں بھی معنی بدلا جا سکتا ہے۔ اور یہی کام مولوی احمد رضا نے مکہ مدینہ میں جا کر کیا۔

برایں عقل و دانش بباید گریس

چنانچہ مولوی احمد رضا نے تین مختلف جگہوں سے عبارتیں کاٹ کر پیش کیں۔ حالانکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۰ پر یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ رسول پاک ﷺ کا خاتم النبیین ہونا قرآن پاک کی آیت خاتم النبیین سے بھی ثابت ہے پھر متواتر حدیث لا نبی بعدی سے بھی ثابت ہے۔ جس طرح نماز کی رکعات متواتر احادیث سے ثابت ہیں اگر کوئی نماز کی رکعات کا انکار کرے جیسے یہ شخص کافر ہے ویسے ہی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسے تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

(تحذیر الناس صفحہ ۱۰ تا ۱۳)

اب مولانا نانوتوی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کو کافر کہہ رہے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت وہاں جا کر جھوٹ بولنے پر تلے ہوئے ہیں کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں وہ کافر ہیں اور جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

چونکہ حضرت نانوتویؒ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔

من عاد لی ولیا فقد اذنته بالحرب. (۱)

---

(۱)۔۳۵۵ باب الریاء و السمعة

وعن عمر بن الخطاب انه خرج یوما الی مسجد رسول الله ﷺ فوجد معاذ ابن جبل قاعدا عند قبر النبی ﷺ یبکی فقال ما یبکیک قال یبکینی شیء سمعته من رسول الله ﷺ سمعت رسول الله ﷺ یقول ان یسیر الریاء شرک ومن عادلی ولیا فقد بارز الله بالمحاربة ان الله یحب الابرار الاتقیاء الاخفیاء الذین اذا غابوا لم یتفقدوا وان حضروا لم یدعوا ولم یقربوا قلوبهم مصابیح الهدی یخرجون من کل غبراه مظلمة.

ترجمہ۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی طرف نکلے تو انہوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو نبی اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھا ہوا پایا کہ وہ رو رہے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھے کس چیز نے رلایا ہے فرمایا مجھے اس چیز نے رلایا ہے جسے میں نے نبی اقدس ﷺ سے سنا ہے۔ میں نے رسول اقدس ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے جس نے اللہ کے ولی سے دشمنی کی تو اس نے اللہ کے ساتھ اعلان جنگ کیا بے شک اللہ تعالیٰ ایسے نیک متقی کمزور (معاشرے میں ہلکے قسم کے) لوگ جو جب غائب ہوں تو گم نہ پائے جائیں یعنی لوگوں کو ان کے نہ ہونے کی پروا نہ ہو اور جب حاضر ہوں تو نہ بلائے جائیں اور نہ قریب کئے جائیں ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں وہ ہر تنگ مصیبت سے نکل جائیں گے۔ ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔

جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔

قال محمد بن یوسف الصالی الدمشقی الشافعی المتوفی سنہ ۹۴۲ھ روی البخاری وابن حبان عن ابی هریرة والامام احمد فی الزهد وابن ابی الدنیا وابو نعیم فی الحلیة والبیهقی فی الزهد والطبرانی من طریق اخر عن عائشة والطبرانی والبیهقی عن ابی امامة واسماعیل فی مسند علی والطبرانی عن ابن عباس وابویعلیٰ والبزار والطبرانی عن انس و ابو یعلی عن میمونة بنته الحارث والطبرانی بسند جید عن حذیفة وابن ماجه وابو نعیم فی الحلیه عن معاذ بن جبل ان رسول الله ﷺ قال ان الله تعالیٰ قال من عالی ولیا (وفی آخر من آذی لی ولیا وفی آخر من اذل وفی آخر من اهان) ولی المؤمن فقد آذنته بالحرب (وفی آخر بحرب وفی آخر فقد استحل محاربتی وفی آخر فقد بارزنی بالحرب) (عقود الجمان ص ۲۸)

ترجمہ۔ محمد بن یوسف الصالی الدمشقی الشافعی متوفی ۹۴۲ھ فرماتے ہیں روایت کیا امام بخاری اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ سے امام احمد ابن ابی الدنیا ابو نعیم بیہقی اور طبرانی [illegible]ت عائشہؓ سے طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہؓ سے اسماعیل نے مسند علیؓ [illegible] حضرت علیؓ سے طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ابو یعلیٰ بزار اور طبرانی نے حضرت انسؓ سے ابو یعلیٰ نے حضرت میمونہ بنت حارث سے طبرانی نے حضرت حذیفہؓ سے ابن ماجہ اور نعیم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں دوسری روایت میں ہے کہ اس نے مجھ سے مقابلہ

اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ کفر اس پر واپس لوٹا دیا اور خود ایسی باتیں لکھ بیٹھا جو اس کے گلے

آرائی کی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہوں جو بوقت جنگ مقابل اپنے دشمن سے کرتا ہے۔

وفی بعض الاحادیث القدسیه انی لاغضب الاولیائی کمایغضب اللیث للجرد (ایضاً ص ۲۱)

ترجمہ۔ میں اپنے اولیاء کی حفاظت میں ایسا غضبناک ہوتا ہوں جیسے شیر اپنے بچہ کی حفاظت میں۔

وروی الامام احمد فی کتاب الزهد عن وهب بن منبه رحمه الله تعالیٰ ان الله عزوجل قال لموسیٰ بن عمران حین کلمه اعلم ان من اهان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربة وبارزنی عرض نفسه ودعانی الیها وانا اسرع شیء الی نصرة اولیائی افیظن الذی یحاربنی ان یقوم لی ؟ او یظن الذی یعادینی ان یعجزنی ؟ ام یظن الذی یبارزنی ان یسبقنی او یفوتنی؟ کیف وانا ناصر لهم فی الدنیا والاخرة افلا اکل نصرهم الی غیری. (ایضاً ص ۲۹)

ترجمہ۔ امام احمدؒ نے کتاب الزہد میں وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں تو یہ بھی فرمایا غور سے سن لو جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی اس نے مجھ سے جنگ کے لئے طلب کر کے اپنے آپ کو میرے مقابلہ میں کھڑا کیا اور مجھے مقابلہ کی دعوت دی میں اپنے اولیاء کی مدد میں بہت جلدی کرنے والا ہوں جو شخص مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے کیا اس کا یہ خیال ہے کہ وہ میرا مقابلہ کرے گا یا مجھے عاجز کر دے گا، یا مجھ سے آگے نکل جائے گا، مجھ سے بچ جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ میں اپنے اولیاء کا دنیا وآخرت میں مددگار ہوں ان کی نصرت غیروں کے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کی تفصیل کی غرض سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا

کے لئے کفر کا طوق ثابت ہوئیں۔ چنانچہ **الکوکبة الشهابیه** میں لکھتا ہے کہ۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنے پیر کو صراحتاً نبی بناتے تھے۔ اور لکھتا ہے کہ دنیا میں کسی کے لئے کلام حقیقی کا دعویٰ صراحتاً اس کی نبوت کا دعویٰ ہے۔

(الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۷۔۱۸)

لکھتا ہے۔

المکالمة شفاها منصب النبوة بل اعلیٰ مراتبها و فیه مخالفة لما هو من ضروریات الدین وهو انه ﷺ خاتم النبیین علیه وافضل الصلوة المصلین.

نام ہے **القول الجلی فی حدیث الولی**۔ اور **الحاوی للفتاویٰ** میں علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کو مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف راویوں سے نقل کیا ہے۔

۱. عن انس ابن مالکؓ عن النبی ﷺ عن جبرئیل عن الله یقول عز و جل من اهان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربة و انی لاغضب لاولیائی کما یغضب اللیث المرد و ما تقرب الی عبدی. الخ

۲. عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من اذیٰ لی ولیا فقد استحل محاربتی و ما تقرب الی عبدی بمثل الفرائض.

۳. عن میمونة ام المؤمنین ان رسول الله ﷺ قال قال الله عز و جل من اذیٰ لی ولیا فقد استحل محاربتی وما تقرب الی عبدی بمثل اداء الفرائض. الخ.

۴. عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ یقول تعالیٰ من عادلی ولیاً فقد ناصبنی بالمحاربة . الخ

۵. عن ابی امامة عن رسول الله ﷺ قال ان الله تعالی یقول من اهان لی ولیاً فقد بارزنی بالمحاربة . الخ

ترجمہ۔

اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں سے اعلیٰ مرتبہ ہے تو اس کا دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۸۔۱۹۔)

پھر لکھتا ہے۔

اس قول ناپاک میں اس قائل بے باک نے صاف صاف تصریحیں کی ہیں کہ وہ علم میں انبیا کے برابر وہمسر ہوتے ہیں فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی۔ وہ انبیاء کی مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بناتا ہے اور نبی بھی کیسا صاحب شریعت۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۲۔ مع حاشیہ)

ازان جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بے وساطت نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۲)

مزید لکھتا ہے۔

اپنے پیر رائے بریلی کے سید احمد کو کہ نواب امیر خان کے یہاں سواروں میں نوکر اور بیچارے نرے جاہل اور سادہ لوح تھے نبی بنایا۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۳)

پیر جی کی مہر کا کندہ اسمہ احمد قرار پایا تھا خطبوں میں پیر جی کے نام کے ساتھ ﷺ کہنا شروع ہو گیا تھا۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۶)

اس میں مولوی احمد رضا نے اقرار کیا ہے کہ اسماعیل شہیدؒ اپنے پیر کو نبی مانتا تھا اور نبی بھی کیسا صاحب شریعت نبی گویا مرزائی تو مرزا غلام احمد قادیانی کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں لیکن اسماعیل شہیدؒ اپنے پیر کو صاحب شریعت نبی مانتا تھا مرزائیوں سے بھی آگے بڑھ کر۔ اس کے باوجود لکھتا ہے کہ میں اسمعیل دہلوی کو کافر نہیں کہتا بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اس کو کافر نہ کہا جائے (تمہید الایمان کی یہ عبارت آگے آرہی ہے۔) اب حسام الحرمین کا جو فتویٰ تھا اس میں صاف موجود تھا کہ جو ختم نبوت کے منکر کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔

اب یہ فتویٰ جو حاصل کرنے کے لئے حرمین میں بھی جھوٹ بولنا پڑا وہ مولانا نانوتویؒ اور شاہ شہیدؒ پر تو نہ لگا لیکن خود اعلیٰ حضرت کے کام آ گیا۔

پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

خود اعلیٰ حضرت اپنے فتوے کے اندر ہی پھنس کر رہ گئے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

کیونکہ احمد رضا خود کہتا ہے کہ شاہ اسمعیل شہیدؒ اپنے پیر کو عام نبی نہیں بلکہ صاحب شریعت نبی مانتے تھے وہ ختم نبوت کے منکر تھے اس کے باوجود کہتا ہے کہ میں شاہ شہیدؒ کو کافر نہیں کہتا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اپنے اس لائے ہوئے فتوے کے مطابق وہ کافر ہے۔ اس لئے ہم حسام الحرمین کا وہ فتویٰ مولانا احمد رضا کی خدمت میں یہ کہ کر پیش کرتے ہیں۔

عطائے تو بلقائے تو

ساتھ یہ بھی تائیداً کہتے ہیں۔

کہ حق بحقدار رسید

کہ جس کا حق تھا اس کو پہنچ چکا ہے۔

دوسرا الزام۔

دوسرا الزام جو یہ حضرات ہم پہ لگاتے ہیں کہ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

بالفعل بھی جھوٹ بول سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات قطعاً فتاوی رشیدیہ میں موجود نہیں۔ فتاوی رشیدیہ
میں تو اس کے برعکس موجود ہے کہ جو یہ کہے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے وہ کافر ہے۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا

اللہ سے زیادہ اور کون سچا ہو سکتا ہے۔

اب اندازہ لگائیں حضرت گنگوہیؒ ایسے آدمی کو کافر کہ رہے ہیں اور احمد رضا مکے اور
مدینے میں بیٹھ کر جھوٹ بول رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ
یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسے کوئی کہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جو مریم کے بیٹے مسیح کو اللہ سمجھتے ہیں۔

اب کوئی پادری ﴿لقد كفر الذين قالوا﴾ چھوڑ دے اور کہے قرآن میں صاف طور
پر موجود ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

شک کی بات نہیں کہ مریم کا بیٹا مسیح اللہ ہے۔ اور کہے کہ دیکھو قرآن میں ہے کہ بغیر شک
وشبہ کے مریم کے بیٹے کو خدا ماننا چاہئے۔ حالانکہ قرآن نے اس عقیدے کو کفر کہا ہے اور اس کو
ماننے والے کو کافر۔ اب جیسا جھوٹ یہ پادری قرآن کے ذمے لگا رہا ہے ایسا ہی جھوٹ احمد رضا
بریلوی شاہ شہیدؒ کے ذمے لگا رہا ہے۔ چنانچہ اس فتوے کا حساب وکتاب بھی وہی ہوا جو پہلے کا ہوا
کہ یہ فتویٰ احمد رضا پر واپس لوٹ گیا چنانچہ خود احمد رضا لکھتا ہے۔

اسماعیل شہیدؒ کہتا ہے کہ یہاں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کی
بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو کوئی حرج نہیں حرج اس پر ہے کہ بندے
اس جھوٹ پر مطلع ہوں۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۳)

اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کر سکتا ہے وہ سب خدا کی پاک ذات
پر بھی روا ہے، جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل
ہے اس قول خبیث کی کفریات حد شمار سے خارج ہیں۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۴)

یہاں احمد رضا اقرار کر رہا ہے کہ مولوی اسماعیل شہیدؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کھاتا بھی ہے،
پیتا بھی ہے، سوتا بھی ہے، پاخانہ بھی پھرتا ہے، پیشاب بھی کرتا ہے، چلتا بھی ہے، ڈوبتا بھی ہے
مر بھی سکتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اللہ عزوجل ہر نقص اور عیب سے آلودہ ہے یہ اس کا عقیدہ ہے۔ اور
اس کے بعد یہ لکھتا ہے کہ۔

جن چیزوں کی نفی سے اللہ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عز
وجل سے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی۔ سونا، اونگھنا، بہکنا سب باتیں اس
میں پائی جاتی ہیں۔

اور فتاویٰ رضویہ ص ۹۱ ے ج ۱ پر لکھتا ہے۔

وہابی ایسے خدا کو مانتا ہے جو مکان سے پاک ہے، جس کا کھانا ممکن،
پینا ممکن، پیشاب کرنا یا پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کھیلنا، عورتوں
سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا، حتی کہ مخنث کی
طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں وہ
کھانے کا منہ، بھرنے کا پیٹ، مردی اور زنی کی علامتیں بالفعل رکھتا ہے۔ یعنی
اس کے ساتھ مردوں والا آلہ تناسل بھی ہے اور عورتوں والی اندام نہانی بھی
ہے۔ صمد نہیں جوف دار کھکل (کھوکھلا) ہے۔ خنثیٰ مشکل ہے یعنی کھسرا ہے یہ
پتا نہیں چلتا کہ مرد سے کھسرا بنا ہے یا عورت سے۔ یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا

بنا سکتا ہے یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے، ڈبو بھی سکتا ہے، زہر کھا کر
یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے، اس کے ماں، باپ، جورو،
یعنی بیوی، بیٹا، سب ممکن ہیں۔ بلکہ ماں، باپ، سے ہی پیدا ہوا ہے ربڑ کی
طرح پھیلتا اور سکڑتا ہے برھما کی طرح چومکھا ہے۔ یعنی اس کے چار چہرے
ہیں جس کا کلام فنا ہو سکتا ہے۔ جو بندوں کے خوف سے جھوٹ سے بچتا ہے کہ
کہیں وہ مجھے جھوٹا نہ سمجھ لیں بندوں سے چھپا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا
ہے۔ ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ۔ خبر سچی ہے تو علم جھوٹا علم سچا ہے تو خبر
جھوٹی۔ سزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت کہلائے۔

تو اس قسم کی پچپن باتیں لکھی ہیں جو ایک مسلمان پڑھ بھی نہیں سکتا۔

واقعہ۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ نے جب ایک عدالت میں جج صاحب کو یہ عبارت سنانی
شروع کی تو جج نے کہا میں یہ عبارت دیکھ کر لکھ لیتا ہوں کیونکہ دروازے پر جو چپڑاسی کھڑا ہے وہ
عیسائی ہے وہ کیا کہے گا کہ مسلمانوں کی کتابوں میں ایسی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

یہاں یہ صاف اقرار کر رہا ہے کہ یہ عقیدے شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ہیں لیکن اس کے
باوجود یہ کہتا ہے کہ اسماعیل شہیدؒ کو کافر کہنا جائز نہیں کیونکہ ہم اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع
کئے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اگر ایک عبارت میں سو احتمال بھی ہوں اور ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور
ایک ایمان کا ہو پھر بھی اس کو مسلمان کہنا چاہئے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں
یہی صواب ہے۔

وھو الجواب وبہ یفتی و علیہ الفتوی وھو المذھب
وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔

یعنی یہی جواب ہے اور اس پر فتوٰی ہوا اور اس پر فتوٰی ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اس پر

اعتماد اور اس میں سلامت اور اس میں استقامت نیز **سبحان السبوح** کے حوالے سے لکھتا ہے
حاش للہ حاش للہ ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان
جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں۔ اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام
الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ
الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم
اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔

فان الاسلام یعلوا ولا یعلی۔

(تمہید الایمان ص ۴۳)

مولانا محمد امین صفدر صاحب نے ایک عدالت میں بریلوی حضرات سے یہی سوال کیا کہ
کہ یہ جو عبارت ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ مفعول بھی ہے، لونڈے بازی کرواتا بھی ہے۔

اس میں سو واں نہیں بلکہ کروڑواں احتمال ہی مجھے اسلام کا نکال کر دکھا دو اور یہ کہنا کہ۔

اس کے ساتھ مردوں والی نشانی بھی ہے عورتوں والی بھی خنثیٰ مشکل
ہے۔

اس میں کروڑواں احتمال ایسا نکالو جس سے اسلام کا پہلو نکل سکتا ہو۔ یہ علمائے دیوبند
کثر اللہ سوادھم کی کھلی کرامت ہے کہ وہ فتوٰی جو احمد رضا ان حضرات کے لئے حرمین سے
لے کر آیا حق تعالیٰ شانہ نے اس پر واپس لوٹا دیا۔ حسام الحرمین میں یہی لکھا ہے کہ جو خدا کے
بارے میں ایسا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

چنانچہ احمد رضا اپنے اس فتوے کی رو سے کافر ہو گیا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ شاہ شہیدؒ کا یہ عقیدہ
ہے لیکن اس کے باوجود اسے کافر نہیں کہنا چاہئے کیونکہ ان عقائد میں اسلام کا پہلو بھی چھپا ہوا ہے
جو احمد رضا کو ہی نظر آیا ہے وہ اور کسی مسلمان کو آج تک نظر نہیں آیا نہ کوئی مسلمان نکال سکتا ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کسی بات کا علم نہیں ہوتا (تفسیر بلغۃ الحیران ص ۱۷۹)

حالانکہ تفسیر بلغۃ الحیران میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ رسول پاک ﷺ سے زیادہ ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ بات بریلویوں کی اپنی کتاب انوار ساطعہ میں لکھی ہے کہ ہم تو ہر جگہ حضور ﷺ کا حاضر ناظر ہونا محفل پاک ناپاک میں نہیں مانتے لیکن شیطان کا ہر پاک ناپاک محفل میں موجود ہونا یہ سب کے ہاں مانا ہوا ہے۔ اب یہ عقیدہ بریلوی مولوی عبد السمیع کا ہے مولانا نے تو صرف اس کا رد کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ایسے قیاسات سے مسائل ثابت نہیں ہوتے اور اگر یہ شیطان کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتا ہے اور اس پر قیاس کر کے کہتا ہے کہ حضور ﷺ شیطان سے افضل ہیں اس لئے وہ بھی حاضر ناظر ہونے چاہئیں مولانا نے اس پر لکھا ہے کہ مولوی عبد السمیع مسلمان ہے اور مسلمان شیطان سے افضل ہے تو مولوی عبد السمیع کو ہر جگہ حاضر ناظر ہونا چاہئے۔

اب مولانا گنگوہیؒ تو ان عقائد کا رد کر رہے ہیں اور یہ وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے عقائد ثابت کرنے کے لئے کبھی آپ ﷺ کی مثال شیطان کے ساتھ دے رہے ہیں کبھی گدھے کے ساتھ۔ پھر بھی توہین رسالت کا الزام ہمارے اوپر۔ دن رات احمد رضا کی ذریت یہ پراپیگنڈہ کر رہی ہے کہ دیوبندی گستاخ رسول ہیں احمد رضا کا اپنا نظریہ عظمت رسول کے بارے میں کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

وہابیو! تمہارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۶)

کسی چوڑے چمار کا تو کیا ذکر مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرات انبیاء کی اولیاء علیہم السلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۸)

مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں پر غور کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کے خیال کرنے سے بھی برا ہے۔ اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ مسلمانو! للہ انصاف کرو ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان وقلم سے نکلنے کا ہے حاشا اللہ پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں۔ شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی ﷺ تمہارے سچے رسول ﷺ کی کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب ودشنام کے الفاظ لکھ دئے ہیں اور روز آخرت اللہ عزیز غالب وقہار کے غضب عظیم وعذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا۔

(الکوکبہ ص ۳۱)

ان عبارتوں میں احمد رضا صاف طور پر اقرار کر رہا ہے کہ اسماعیل دہلویؒ نے رسول پاک ﷺ کو ایسی ایسی گالیاں دی ہیں جو کسی بڑے سے بڑے کافر نے بھی نہیں دیں اور چوڑھا چمار کہا ہے۔

ہم خان صاحب کی اس منطق پر حیران ہیں کہ اگر خان صاحب کو کوئی شخص چوڑھا چمار کہہ دے تو یہ اس سے سوواں پہلو بھی نہیں نکال سکتا کہ یہ میری عزت کا پہلو موجود ہے۔ اب جو شخص صاف کہہ رہا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت چوڑھے چمار ہیں بلکہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں اور یہ کہے کہ مرکر مٹی میں مل چکے ہیں اور ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہا اور حیات النبی ﷺ کا انکار کرتا

ہے اور کوئی شخص معاذ اللہ آپ ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے بھی بدتر قرار دے مولوی احمد رضا کہتا ہے ایسا شخص اہل لا الہ الا اللہ سے ہے اور چونکہ اس کی ان باتوں میں اسلام کا پہلو موجود ہے اس لئے میں انہیں کافر کہنے کے لئے تیار نہیں۔

اب واضح بات ہے کہ جو فتویٰ حسام الحرمین میں احمد رضا حرمین سے لایا تھا جب اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی تو یہی فتویٰ مولوی احمد رضا پر چسپاں ہوگیا۔ کیونکہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کو صاف گالیاں لکھنے والے کو بھی کافر کہنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور اس فتویٰ میں ہے کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور جو اس کو کافر کہنے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جیسا علم حضور ﷺ کو ہے ایسا علم زید، بکر سب موجود جانوروں کو بھی ہے۔

(حفظ الایمان)

حفظ الایمان میں یہ الفاظ بالکل موجود نہیں۔ جیسے پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔ جب انہوں نے یہ عقیدہ گھڑا کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی طرح ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور یہ ثابت کرنے کے لئے معاذ اللہ حضور ﷺ کو شیطان کے ساتھ تشبیہ دینے کی کوشش کی گئی۔ جب انہوں نے حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا شروع کیا تو ان سے پوچھا گیا کہ قرآن مجید میں تو عالم الغیب والشہادۃ اللہ تعالیٰ کو کہا گیا ہے۔ آپ حضور ﷺ کو عالم الغیب کس دلیل سے کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ کہا کہ بعض غیب کی باتوں کا تو جانوروں کو بھی علم ہوتا ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ۔

ایک بادشاہ ایک بزرگ کو ملنے گئے تو اس بزرگ کے سامنے بہت سے سیب رکھے ہوئے تھے ان میں ایک خوبصورت سیب تھا تو بادشاہ نے دل میں کہا اگر یہ بزرگ اپنے ہاتھ سے یہ سیب اٹھا کر مجھے دے گا تو پھر میں سمجھوں

گا کہ یہ ولی اللہ ہے تو اس بزرگ نے اپنے ہاتھ میں سیب اٹھایا اور اٹھا کر کہنے لگے کہ ہم مصر میں گئے تھے وہاں ہم نے ایک گدھا دیکھا جو غائب کی باتیں بتاتا تھا اس کا مالک گدھے کی آنکھیں باندھ کر کسی کی جھولی میں کوئی چیز ڈال دیتا گدھا اس کے سامنے جا کر سر جھکا دیتا اور یہ کہتے ہوئے اس بزرگ نے سیب بادشاہ کو پکڑا دیا کہ اگر ہم بھی دل کی بات جان لیں تو ہم گدھے جیسے تو ہو ہی جائیں گے۔

(ملفوظات جلد ۴)

دیکھیں احمد رضا خود یہ بات ثابت کر رہا ہے کہ اللہ والے گدھوں کو بھی عالم الغیب مانتے ہیں۔ اب رسول اقدس ﷺ کا علم غیب ثابت کرنے کے لئے اس نے معاذ اللہ گدھے کی مثال پیش کردی۔ اس پر ہمارے علماء نے اس کو الزامی طور پر جواب دیا کہ جب بعض علم غیب تو گدھوں کے لئے بھی مانتا ہے اور بعض علم غیب بچوں اور دیوانوں کے لئے بھی مانا جاتا ہے پھر تو نے رسول پاک ﷺ کی کیا تعریف کی۔

اب اس کی بجائے کہ احمد رضا اس کا جواب دیتا اس نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق مکہ میں جا کر الٹا علمائے دیوبند پر الزام لگا دیا کہ یہ مولانا تھانویؒ کا اپنا عقیدہ ہے حالانکہ حکیم الامتؒ نے چند سطروں کے بعد اس کتاب میں اپنا عقیدہ تحریر فرمایا ہے کہ وہ علوم جو لازم نبوت تھے حضرت پاک ﷺ کو بتمامہا عطا فرمادئے گئے تھے۔ یعنی جو علوم نبوت کے لئے لازم تھے وہ تمام کے تمام آپ ﷺ کو عطا فرمادئے گئے تھے اور یہ علوم شرعیہ ہیں۔

مثال۔

مثال کے طور پر یہ شرعی مسئلہ ہے کہ بکرا حلال ہے اور خنزیر حرام ہے۔ یہ مسئلہ نبی بتاتا ہے لیکن اس شرعی مسئلہ کو جاننے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ نبی کو یہ بھی پتا ہو کہ کل خنزیر دنیا میں کتنے ہیں اور کتنے ہوں گے، اور کل بکرے دنیا میں کتنے ہیں اور کتنے ہوں گے، اور وہ کہاں کہاں مریں

گے۔ مرنے کے بعد ان کے بال و اجزاء کہاں کہاں بکھریں گے۔ ان باتوں کا تعلق علم شریعت اور علم نبوت کے ساتھ نہیں ہوتا ہاں البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ علوم نبوت آنحضرت ﷺ کی ذات مقدسہ مطہرہ پر مکمل کردیئے گئے اور ارشاد فرمادیا گیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

بعد میں حضرت تھانویؒ نے اس عبارت کو تبدیل بھی کر دیا تھا لیکن ابھی تک احمد رضا کے چیلے اس کو پھیلا رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت شاہ شہیدؒ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ مر کر مٹی ہو گئے۔ یہ بھی شاہ شہیدؒ پر الزام ہے حالانکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں مر کر قبر میں دفن ہو جاؤں گا اور یہ آپ کے قبر میں دفن ہونے کا کوئی کافر بھی نہیں انکار کر سکتا مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا روضہ اطہر موجود ہے اور مسلمان و کافر یہ مانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ روضہ اطہر میں مدفون ہیں۔ تقویۃ الایمان میں یہی لکھا ہے کہ میں بھی ایک دن آغوش لحد میں سو جاؤں گا۔

یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں۔ مولانا کی پوری عبارت پیش نہیں کی جاتی حالانکہ آگے ہی مولانا لکھتے ہیں کہ اللہ کے نیک بندے ہی اس دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمت کا سبب بنتے ہیں۔ اور بریلویوں کو تو اس عبارت پر کوئی اعتراض کرنے کا کوئی حق ہی نہیں کیونکہ یہ حضرات صاف طور پر لکھتے ہیں کہ مولوی غلام فرید صاحب چاچڑان شریف والے رحمۃ للعلمین ہیں۔

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان بشکل صدر دین خود رحمۃ للعلمین آمد۔

(دیوان محمدی)

اسی طرح یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ ان کے ہاں امتی انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں چنانچہ یہ عبارت پیش کرتے ہیں کہ۔

انبیاء اگر اپنی امت میں ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔ اب اس عبارت کو بھی نقل کرنے میں بددیانتی کی جاتی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کہ عمل میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

اب یہاں بظاہر کا لفظ بڑھا کر بتایا جا رہا ہے کہ نبی کے عمل سے امتی کا عمل کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ ہمارا علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ غیر صحابی اگر احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے اور صحابی رسول ایک کھجور بھی صدقہ کر دے تو اس کا ثواب صحابی کے ثواب کے برابر نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ایک تسبیح کے برابر پوری امت کا ثواب بھی نہیں ہو سکتا۔ البتہ بظاہر امتی کا عمل بعض اوقات نبی سے بڑھ جاتا ہے جیسے معراج کی رات حضور ﷺ پر نمازیں فرض ہوئیں اور آپ ﷺ نے کل پندرہ یا سولہ سال نمازیں پڑھیں لیکن آج بہت سے مسلمان ایسے ملیں گے کہ جنہوں نے ساٹھ ستر سال پانچوں نمازیں پڑھیں تعداد کے اعتبار سے یہ زیادہ ہیں۔ نبی اقدس ﷺ نے ایک حج فرمایا لیکن آج بہت سے لوگ ایسے ملیں گے کہ جنہوں نے بیس بیس حج کئے ہوئے ہیں۔ بظاہر ان کے حج زیادہ ہیں۔ آپ پر قرآن حجۃ الوداع کے موقع پر ختم ہوا آپ ﷺ نے اس کے بعد کچھ قرآن ختم کئے لیکن آج کتنے لوگ ایسے ہیں جو روزانہ قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور گنتی میں یہ بہت زیادہ ہیں۔ تو ان کے کہنے کا مطلب یہی تھا کہ نبی علوم میں ممتاز ہوتے ہیں اعمال میں تو بسا اوقات امتی بظاہر بڑھ بھی جاتے ہیں۔

اسی طرح کبھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ انبیاء اولیاء سب ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔

ہمارا عقیدہ المھند میں یہی مذکور ہے کہ جو شخص نبی اقدس ﷺ کو نسبی بھائی کے برابر کہے وہ شخص کافر ہے۔ ہم تو ایسے آدمی کو کافر کہتے ہیں۔

باقی تقویۃ الایمان میں جو یہ بات لکھی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کیا میں آپ کو سجدہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا میری عزت کیا کرو عبادت صرف اللہ کی کیا کرو اکرموا اخاکم اپنے بھائی کا اکرام کیا کرو۔ اور یہی حدیث خود احمد رضا خان نے زبدۃ الزکیہ میں لکھی ہے اور وہاں حضور ﷺ کو بھائی لکھا ہے۔ البتہ حضرت شاہ شہیدؒ نے تقویۃ الایمان میں جو بات لکھی ہے وہ احمد رضا بھی نہیں لکھ سکا اور وہ یہ ہیں کہ برادریاں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ کوئی نسبی بھائی ہوتا ہے کوئی برادری کے اعتبار سے یہ ارائیں بھائی ہے۔ کوئی ملک کے حساب سے کہ یہ پاکستانی بھائی ہے۔ تو سب سے بڑی برادری انسانی برادری ہے تو مولانا لکھتے ہیں کہ انسان سب آپس میں بھائی ہیں اور نبیوں کو اللہ تعالیٰ ان میں بڑا مرتبہ دیتا ہے گویا سارے انسانوں میں بڑا مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہوا اور سارے انبیاء میں سے بڑا مرتبہ حضرت رسول اقدس ﷺ کا ہوا۔

اب مولانا تو یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے سوا حضور اقدس ﷺ کے مقام تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اب اس پر الزام لگا دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ ہم تو اس کو کفر کہتے ہیں لیکن یہ اسماعیل شہیدؒ کو کافر بھی نہیں مانتے۔ اب بقول احمد رضا اس فقرے میں اسلام کا پہلو موجود ہے لہٰذا بریلویوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس میں سے اسلام کا پہلو ہمیں ڈھونڈ کر دیں۔

ایک یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت نانوتویؒ نے لکھا ہے کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا تو خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

یہ بھی دھوکہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ نے تو یہ کتاب ہی ختم نبوت کے اثبات میں لکھی ہے لیکن انہوں نے ختم نبوت کی دو قسمیں کی ہیں۔

نمبر ۱۔

زمانے کے لحاظ سے سب سے آخر میں پیدا ہونا۔

نمبر ۲۔

آپ ﷺ اس معنی کے اعتبار سے خاتم النبیین ہیں کہ سب انبیاء سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں آپ ﷺ سب کے احکامات کو منسوخ کر سکتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے حکم کو کوئی بھی منسوخ نہیں کر سکتا بلکہ پہلے جتنے انبیاء گزرے ہیں وہ حضور اقدس ﷺ کے امتی ہیں۔ اس سیاق وسباق میں لکھا ہے کہ اگر بالفرض کوئی اور بھی نبی آئے گا تو حضور اقدس ﷺ کا امتی ہی بنے گا اور وہ آپ ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا اس لئے یہاں رتبے کے اعتبار سے ختم نبوت کا ذکر ہے نہ کہ زمانے کے اعتبار سے۔ چنانچہ تحذیر الناس کی اصل عبارت یہ ہے۔

سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل **انت منی بمنزلت هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی. او کما قال.** جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے۔ اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔

یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہندؤں کی دیوالی کی پڑیاں کھانا جائز ہے ہندؤں کے سوت سے پانی پینا جائز ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل کا پانی پینا جائز نہیں ہے۔

یہ بھی ایک دھوکہ ہے گویا یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم سیدنا حسینؓ کی سبیل کے پانی کو اس سے بھی برا سمجھتے ہیں۔

مثال۔

اس بات کو مثال سے سمجھیں بکری حلال ہے خنزیر حرام ہے۔لیکن اگر کوئی بکری چوری کی ہو تو وہ حرام ہے اگر اس بکری کو کوئی حضرت حسینؓ کا نام لے کر بجائے بسم اللہ پڑھے بسم حسین کہہ کر ذبح کرے تو بریلوی بھی مانتے ہیں کہ بکری حرام ہوگئی۔

اب ایک آدمی نے بکری ہندو سے خریدی اور مسلمان نے ذبح کی تو سب کہیں گے کہ یہ حلال ہے کیونکہ مسلمان کا ذبیحہ ہے لیکن ہندو کا ذبیحہ حرام ہے۔اب جو یہ کہے کہ مسلمان کی جو بکری ہے وہ نہیں کھا رہا لیکن ہندو کی بکری کھا رہا ہے۔حالانکہ وہ اس لئے نہیں کھا رہا کہ مسلمان کی بکری چوری کی ہے یا اس لئے نہیں کھا رہا کہ مسلمان نے بسم اللہ اکبر نہیں پڑھا بسم حسین پڑھا ہے۔چونکہ اس سبیل میں یہ نذر لغیر اللہ کی نیت کرتے ہیں اور نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے اس لئے اس سے منع کیا جاتا ہے اور کافروں کا ذبیحہ حرام ہے لیکن حلوہ پوڑی وغیرہ ذبیحہ نہیں اس لئے یہ حرام نہیں۔

یہ تو چند سوالات کے جوابات ضمناً آگئے ان کے اعتراضات کے جوابات کے لئے محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب عبارات اکابر کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

تو عرض کرتے کا مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ اس تمہید سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان الزامات کا جواب آج سے ۹۸ سال قبل دے دیا گیا تھا چاہئے تو یہ تھا کہ اب گڑے مردے نہ اکھیڑے جاتے لیکن بریلویوں کی باسی ہانڈی میں ابال اٹھتا ہی رہتا ہے اور یہ اس طرح کی شورش برپا کرتے ہی رہتے ہیں۔چنانچہ انہوں نے اپنی اسی عادت سے مجبور ہو کر گجرات کے علاقے میں بھی یہی شورش شروع کی تو اس علاقے کی اہل سنت والجماعت عوام نے اس کا مؤثر جواب

دینے کی ٹھان لی۔

چنانچہ اہل سنت والجماعت دیوبندی حضرات اور بریلوی حضرات کے درمیان ۱۲ جون ۱۹۸۴ء کو مناظرہ طے پا گیا علمائے دیوبند کی طرف سے رئیس المناظرین حضرت اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ کو مقرر کیا گیا جبکہ دیوبندی حضرات کی طرف سے صدر مناظر حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر زید مجدھم (ابن محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتھم العالیہ) تھے۔بریلویوں کی طرف سے مناظر مولوی سعید تھے۔ادھر دیوبندی حضرات کی جانب سے داعی مناظرہ کا نام محمد یوسف تھا۔چنانچہ حضرت اوکاڑویؒ وقت مقررہ پر وہاں تشریف لے گئے اور مناظرہ شروع ہو گیا۔

عام طور پر بریلوی حضرات کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ مناظرہ عبارات پر ہو اس سے انہیں یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اپنے ٹائم میں زیادہ سے زیادہ اعتراضات کریں گے۔جبکہ جواب دینے کے لئے دیوبندی مناظر کو وقت چاہئے۔اس پہلو کو سامنے رکھ کر بریلوی حضرات کی ساری کوشش اس پر ہوتی ہے۔دیوبندی حضرات کے ذہن میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ عبارات پر مناظرہ کرنا مشکل کام ہے اس لئے وہ اس سے احتراز کرتے ہیں۔

حضرت اوکاڑویؒ نے بریلویوں سے عبارات پر بات کرنے کے لئے نیا انداز اختیار کیا جس سے بریلوی مناظرین میں کھلبلی مچ گئی۔وہ طریقہ کیا ہے بندہ حضرت کے دروس کی ترتیب دے رہا ہے اس میں ذکر کر دیا گیا ہے جو ان شاء اللہ عنقریب شائع ہو کر منظر عام پر آجائیں گے۔

چنانچہ سعید صاحب یہاں بھی بڑے زور شور سے آئے اور مناظرہ شروع ہو گیا۔جب مناظرہ شروع ہو گیا اور بریلوی مناظر سعید نے حضرت اوکاڑویؒ کے ہاتھوں اپنے دھوکوں کا تیا پانچا ہوتا دیکھا تو اس کی ساری ہوا نکل گئی اور اسے اپنی شکست صاف طور پر نظر آنے لگی تو اس نے راہ فرار کی سوچی لیکن ہار ماننا بھی تو جگر گردے والوں کا کام ہے اور یہ کام یہ لوگ کیا کر سکیں چنانچہ یوسف جو کہ بریلوی حضرات کی طرف سے صدر مناظر تھا اس نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے

اعلان کیا کہ میں محمد یوسف دیو بندی تھا اب بریلوی ہوتا ہوں (حالانکہ محمد یوسف صاحب جو اہل سنت والجماعت علمائے دیو بند سے تعلق رکھتے تھے وہ اور تھے نام میں اشتراک کی بنیاد پر یہ دھوکہ چل گیا) جب اس نے اعلان کیا تو شور مچ گیا تو چک کا نمبردار حضرت اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضرت یہاں سے چلیں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مناظرہ ختم ہو گیا۔

لطیفہ۔

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا کسی نے مفکر اسلام علامہ خالد محمود دامت برکاتہم العالیہ سے پوچھا کہ حضرت سب سے کامیاب مناظرہ کون سا ہوتا ہے فرمایا جو لڑائی پر ختم ہو جائے۔

چنانچہ بات چل رہی تھی کہ مناظرہ بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت کی خدمت میں بیس کے قریب آدمی حاضر ہوئے ان میں سے ایک وہی نمبردار صاحب بھی تھے انہوں نے بتایا کہ آپ کے واپس آنے کے بعد میں نے شام کو پڑھے لکھے لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ مناظرہ میں شور کی وجہ سے ہمیں کچھ سمجھ نہ آیا لیکن کیسٹ موجود ہے اب سنتے ہیں چنانچہ ہم نے کیسٹ سن کر یہی فیصلہ کیا کہ علمائے دیو بند کے ذمے جو عقائد بریلوی لگاتے ہیں ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں چنانچہ ہم اہل سنت والجماعت کے حقیقی مصداق علمائے دیو بند کے مسلک کے پیروکار بن گئے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد اب مناظرہ آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

مولوی سعید اسد۔

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین.

حضور اقدس ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے مخالفین کے دو گروہ پیدا ہو گئے۔ ایک گروہ تو کھلم کھلا مخالف تھا اور دوسرے گروہ نے یہ سمجھا کہ ہم کھلم کھلا تو مخالفت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے حضور ﷺ پر الزامات و اتہامات اور آپ ﷺ کے خلاف پراپیگنڈہ شروع کر دیا۔ وہ لوگ رسول اقدس ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتے تھے اور اس پر قسمیں اٹھاتے تھے جیسا کہ سورۃ منافقین کی پہلی آیت مبارکہ بتلا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں

إِذَا جَآءَكَ ٱلۡمُنَٰفِقُونَ قَالُواْ نَشۡهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُۥ وَٱللَّهُ يَشۡهَدُ إِنَّ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ لَكَٰذِبُونَ ﴿١﴾

ترجمہ۔

بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنی بات میں جھوٹے ہیں ان کا یہ قول کہ ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں یہ غلط ہے۔

اور ان منافقین کا طریقہ کار یہ تھا کہ عبداللہ بن ابی جو کہ رئیس المنافقین تھا وہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں گیا۔ وہاں اس نے کوئی بات کی اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا۔

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعۡنَآ إِلَى ٱلۡمَدِينَةِ لَيُخۡرِجَنَّ ٱلۡأَعَزُّ مِنۡهَا ٱلۡأَذَلَّۚ

ترجمہ۔

کہ عزت والے ذلت والوں کو مدینے سے نکال دیں گے۔

انہوں نے حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے غلاموں کو ذلیل کہا۔ آپ حضرات ایمان سے بتلائیں کہ کیا حضور ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً آیت نازل کی۔

وَلِلَّهِ ٱلۡعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ

ترجمہ۔

کہ عزت تو اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے۔

وَلَٰكِنَّ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ لَا يَعۡلَمُونَ

ترجمہ۔

لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔

وہ حضور ﷺ کو اور مومنوں کو ذلیل کہتے ہیں حالانکہ وہ خود بہت بڑے ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو اور مومنوں کو عزت والا کہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ذلیل کن لوگوں کو کہا۔

سورۃ مجادلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحَآدُّونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ أُوْلَٰٓئِكَ فِي ٱلۡأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے بڑے ذلیل ہیں۔

عزت والا ہے مصطفےٰ، عزت والے ہیں مومنین، عزت والا ہے خدا۔ جو خدا اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے وہ عزت والا نہیں ہوتا وہ ذلیل ہوتا ہے۔

لیکن میرے بھائیو میں آپ سے کیا عرض کروں میرے ہاتھ میں دیوبندی حضرات کی معتبر کتاب تقویۃ الایمان ہے۔ یہ ان کی مایہ ناز کتاب ہے۔ دل خون کے آنسو روتا ہے جب ان لوگوں کی طرف سے حضور ﷺ کے بارے میں اس طرح کی باتیں کی جاتی ہیں۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۱۵ پر یہ کیسی گستاخی والی عبارت درج ہے کہ

یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ چمار سے زیادہ ذلیل اللہ کے نبی اور ولی ہیں یا اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے۔ اگر اللہ کے نبی ﷺ چمار سے زیادہ ذلیل نہیں ہیں تو پھر میرے دوستو یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ بات کرنے والا کون ہے جو بھی یہ بات کہتا ہے اسے رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کی فہرست میں داخل ضرور کرنا چاہئے۔ قیامت کے دن یہ نہیں ہوگا کہ فلاں مولوی صاحب کی موافقت کرتا تھا رسول اللہ کی مخالفت میں۔ بلکہ وہاں سفارش تو مصطفےٰ نے کرنی ہے۔ رسول کے مقابلے میں ان لوگوں نے شفاعت نہیں کرنی۔ خداوند قدوس نے اپنے پیاروں کو عزتیں عطا فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلِ ٱللَّهُمَّ مَـٰلِكَ ٱلْمُلْكِ تُؤْتِى ٱلْمُلْكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ ٱلْمُلْكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ ٱلْخَيْرُ ۖ

جسے اللہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے اللہ چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔

قرآن کی یہ آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ساری مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل نہیں ہے۔ ذلیل صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔

میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ لغت میں ذلیل کا معنی کیا ہے۔ اردو لغات کی کتاب ہے قائد اللغات اس میں ذلیل کا معنی لکھا ہے۔ خوار، بے عزت، حقیر، رسوا، کمینہ، خفی۔

ہم سب نے اللہ کے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے تقویۃ الایمان والے کا کلمہ نہیں پڑھا۔ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے ہم نے بات ان لوگوں کی اونچی کرنی ہے ان لوگوں کی اونچی نہیں کرنی۔ اب دیکھئے قرآن بھرا پڑا ہے قرآن فرماتا ہے کہ اے میرے پیارے یہ میری بارگاہ میں عزت والے ہیں۔

میں اپنے فاضل مخاطب سے یہی گذارش کروں گا کہ یہ اپنی اس عبارت کی مطابقت قرآن وحدیث مصطفےٰ وفقہ حنفی کے مطابق دکھائے۔ آپ قرآن سے دکھا دیجئے کہ قرآن کہتا ہے کہ ہر مخلوق خدا کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ حدیث سے مطابقت دکھا دیجئے۔ فقہ حنفی سے مطابقت دکھا دیجئے۔ نقل کفر کفر نہ باشد ہم قرآن کی بات مانتے ہوئے آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ وگرنہ آپ قرآن کی بات مانتے ہوئے مصطفےٰ کی ذات کو عزت والا کہئے ان کو ذلیل نہ کہئے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

إِنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ٱسْمُهُ ٱلْمَسِيحُ

عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں عزت والے ہیں وجاہت والے ہیں مرتبے والے ہیں۔

وَجِيهًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ

کہ دنیا اور آخرت میں عزت والے ہیں اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہیں۔

آپ نماز پڑھتے ہیں آپ کو نماز پڑھتے ہوئے کسی نے بلایا آپ جاسکتے ہیں۔ اور اگر آپ چلے گئے تو آپ کی نماز رہ گئی یا ٹوٹ گئی (ٹوٹ گئی) بخاری شریف اٹھاؤ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے بلایا حضرت سعید رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے حضور ﷺ کی طرف نہ گئے۔ نماز کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے بلایا تو نہیں آیا؟۔ انہوں نے عرض کیا حضرت میں نماز پڑھ رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کی بات نہیں سنی۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَجِيبُوا۟ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

جب تم کو اللہ اور اس کا رسول بلائے تو تم سارے اس کی بارگاہ میں حاضری دو۔ فوراً ان کی بات سنو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. وما ارسلنک الا رحمة للعلمین.

میرے دوستو اور بزرگو آپ کے سامنے مولانا نے سب سے پہلے وہ آیات پڑھیں جو منافقین کے بارے میں ہیں اور یہ بات ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ منافق وہ لوگ تھے جو نبی اکرم ﷺ کا کلمہ پڑھتے تھے لیکن نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ قرآن پاک یہ کہتا ہے کہ منافقین وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول

کے دین کے مخالف تھے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کی تبلیغ کرنے والوں کو بیوقوف جاہل اور گستاخ کہا کرتے تھے۔

مولانا نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ ہم لوگ (بریلوی) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن شاہ اسماعیل شہیدؒ اور اہل سنت والجماعت جن کے صحیح وارث علمائے دیوبند ہیں یہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کی عزت اور تکریم نہیں کرتے۔

اس بارے میں میں اپنا مسلک واضح کردیتا ہوں کہ ہمارے علمائے دیوبند کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے ایک بال مبارک کی توہین کرنے والا بھی کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اس ناپاک انسان کو قتل کرکے خدا کی زمین کو اس سے پاک کردینا چاہئے۔ لیکن اس کے برعکس وہ لوگ جو آج یہ دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے ہیں کہ ہم رسول اقدس ﷺ کی شان بیان کرنے والے ہیں میں ان پر اپنا عقیدہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک نبی اقدس ﷺ کی مبارک جوتی کو جتری کہنے والا کافر ہے۔ ہمارے اہل سنت والجماعت دیوبند کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے ایک بال مبارک کی توہین کرنے والا کافر اور مرتد ہے۔

میں عرض یہ کررہا ہوں کہ آقا نامدار ﷺ کا گستاخ کون ہے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ آدمی جب خانہ کعبہ جاتا ہے تو وہ وہاں جھوٹ بولنے سے توبہ کرلیتا ہے۔ لیکن احمد رضا بریلوی نے مدینہ جاکر بھی جھوٹ بولا۔ ان کا امام بیت اللہ میں جاکر بھی جھوٹ بولتا ہے۔ اس نے حسام الحرمین میں تحذیرالناس کی جو عبارت دی ہے یہ ایسے ہے جیسے ایک پادری کا ایک مسلمان سے مناظرہ ہوا وہ کہنے لگا کہ سب مسلمان دوزخی ہیں کہ قرآن میں ہے۔

﴿الذين آمنوا وعملوا الصلحت سيد خلون جهنم داخرين﴾

کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

اب مسئلہ قرآن کا نہیں ہے لیکن اس نے کیا کیا کہ آدمی آیت مبارکہ ایک جگہ سے لی اور

آدمی دوسری جگہ سے لی اور ان دونوں کو جوڑ کر ایک بات بنالی۔ اگر خدا کی کتاب کے ساتھ کوئی یہ زیادتی کرے تو یہ جھوٹ ہے یا نہیں؟۔ یقیناً جھوٹ ہے۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ احمد سعید اور ان کے دوسرے حضرات وہ عبارت جو احمد رضا نے مکہ مکرمہ جاکر لکھی ہے وہ عبارت تحذیرالناس سے دکھادیں تو میں جھوٹا وگرنہ یہ ماننا پڑے گا کہ احمد رضا نے مکہ میں جاکر بھی جھوٹ بولا مدینے جاکر بھی جھوٹ بولا۔ ساری دنیا وہاں توبہ کرنے کے لئے جاتی ہے لیکن یہ وہاں بھی جھوٹ بولنے کے لئے گیا۔ جو لوگ حرم میں بھی جاکر جھوٹ بولتے ہیں۔

تو میں ایک آسان بات بتارہا ہوں جس سے مجھے جھوٹا کیا جاسکتا ہے کہ تحذیرالناس رکھیں حسام الحرمین کا اردو ترجمہ میں رکھتا ہوں اگر یہ عبارت تحذیرالناس سے دکھادیں تو میں جھوٹا۔ اور اگر یہ نہ دکھاسکے اور قیامت تک نہ دکھاسکیں گے تو جھوٹا کون ہوگا؟ یہ یا ہم؟۔ جھوٹا وہ ہوگا جس نے حرم میں بھی جاکر بھی جھوٹ بولا۔

اب میں اس بات پر آتا ہوں جو مولوی صاحب نے پیش کی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے نبی اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ میں یہ بتاتا ہوں کہ گستاخی کرنے والا کون ہے۔ میں علی الاعلان یہ کہتا ہوں کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جو نبی اقدس ﷺ کا نام لے کر چوڑھا چمار کہے وہ کافر اور مرتد ہے۔

تقویۃ الایمان سامنے پڑی ہے اگر وہاں نبی اقدس ﷺ کا نام مبارک دکھادیں تو مناظرہ ختم اور میں جھوٹا ہوں گا۔ انہوں نے یہی کہا ہے کہ رسول اقدس ﷺ کو نعوذ باللہ چوڑھا چمار کہا گیا ہے۔ اگر یہ وہاں نبی اقدس ﷺ کا نام مبارک دکھادیں تو یہ سچے میں جھوٹا اور میں ابھی لکھ کر دوں گا کہ اسماعیل شہید کافر ہے مرتد ہے معاذ اللہ۔ لیکن یہ جھوٹ بولنے والے قیامت تک نام نہیں دکھاسکتے۔

یہ میرے ہاتھ میں الکوکبۃ الشہابیہ ہے اس کے صفحہ ۲۹ پر یہی عبارت نقل کی گئی ہے اور یہی

کچھ کہا ہے جو مولوی صاحب نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو شاہ اسماعیل شہیدؒ نے نعوذ باللہ چمار کہا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں اگہ یہ لفظ کہ نبی اکرم ﷺ چمار سے زیادہ ذلیل ہیں یہ تقویۃ الایمان سے دکھا دیں تو میں لکھ کر دے دوں گا کہ اسماعیل شہیدؒ بھی کافر اور اس کو مسلمان کہنے والا بھی کافر۔ اسماعیل شہیدؒ کی میں جو عزت کرتا ہوں وہ اس لئے کرتا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ عالم دین اور ولی اللہ ہے۔ اگر مجھے پتا چل جائے کہ وہ گستاخ رسول ہے خواہ میرا باپ ہو کتنا بڑا آدمی ہو میرے دل میں اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔

اور اگر جیسا احمد رضا نے لکھا ہے اور سعید نے کہا ہے کہ تقویۃ الایمان میں رسول اقدس ﷺ کا نام گرامی ہے اگر یہ دکھا دیں تو میں جھوٹا یہ سچے اگر نہ دکھا سکیں تو یہ جھوٹے۔

اب اگر احمد رضا یہ عبارت لکھ کر کہ اسماعیل شہیدؒ نے رسول اقدس ﷺ کو نعوذ باللہ چمار کہا ہے یہ اس کو کافر نہیں کہتا تو پھر کافر کون بنے گا۔

جبکہ احمد رضا خود تمہید الایمان (ص ۴۲) میں لکھتا ہے کہ۔

رسول اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اب احمد رضا یہ کہتا ہے کہ اسماعیل دہلوی کے کفر کو میں تسلیم نہیں کرتا علمائے محتاطین اسے کافر نہ کہیں۔ گستاخ رسول کو کافر کہنا چاہئے یا نہیں؟۔ اور جو گستاخ رسول کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے یا نہیں؟۔

وہ مولوی احمد رضا ہے جو یہ کہتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اللہ کے نبی ﷺ کا نام لے کر چمار سے زیادہ ذلیل کہا اور دوسری طرف کہتا ہے کہ علمائے محتاطین کافر نہ کہیں۔ اب اگر یہ علمائے محتاطین نہ ہوتے تو یہ کبھی کافر نہ کہتے۔ حاشا اللہ۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تقویۃ الایمان سے یہ دکھا دیں میں اسماعیل دہلوی کو کافر کہوں گا اور جو ان کو کافر نہ کہے ان کو بھی کافر کہوں گا۔ لیکن احمد رضا نے مکے میں جا کر بھی جھوٹ بولا یہاں بھی جھوٹ بولا اور وہی جھوٹ مولوی سعید صاحب

نے دہرایا، یہ شاہ اسماعیل شہیدؒ جو کہ ولی کامل ہے اس کی زندہ کرامت ہے۔

اب اگر احمد رضا کو مسلمان کہنا چاہتا ہے تو اسے یہ کہنا پڑے گا کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے گستاخی نہیں کی۔ اور اگر یہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کو گستاخ کہتا ہے تو تو اس کو احمد رضا کو کافر کہنا پڑے گا۔ مولوی صاحب نے آپ کو یہی بتایا تھا کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے رسول اکرم ﷺ کو چمار سے زیادہ ذلیل کہا۔ میں کہتا ہوں ایک منٹ میں فیصلہ ہو جائے گا کہ یہ یہاں تقویۃ الایمان رکھ دیں اور اس جگہ رسول اقدس ﷺ کا نام گرامی دکھا دے تو میری شکست ہوگی۔ اور اگر یہ رسول اکرم ﷺ کا نام نہ دکھا سکے تو پھر اسے احمد رضا کو کافر کہنا پڑے گا۔

مولوی سعید اسد۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین. اما بعد.

میں سب سے پہلے آپ حضرات کے سامنے وہ شرائط پیش کرنا چاہتا ہوں جن پر میرے محترم صدر نے دستخط کئے ہیں۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ جب تک ایک عبارت کا جواب نہیں دے دیا جاتا اس وقت تک دیوبندی مناظر بریلوی مناظر پر اعتراض نہیں کر سکے گا۔

اب مولانا کو چاہئے تھا کہ جو عبارت میں نے پیش کی ہے اس کی تائید قرآن مجید سے دکھاتے، اس کی تائید حضور ﷺ کی حدیث سے دکھاتے، اس کی تائید فقہ حنفی سے دکھاتے۔ لیکن مولانا نے ایک نیا کام شروع کر دیا مولانا نے احمد رضا صاحب پر الزامات لگانا شروع کر دئے۔ آپ ایمان سے بتایئے کیا ابھی اس کا موقع تھا میں نے اس مرتبہ تو چھوٹ دے دی لیکن اگر مولانا نے آئندہ ایسا کیا۔

دیکھئے یہ تو مولانا کا حق ہے جو عبارت میں نے ان کی پیش کی ویسی عبارت یہ ہماری پیش کر دیں یہ ان کا حق ہے یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ سعید نے یہ کہا ہے کہ اسماعیل شہیدؒ نے حضور ﷺ کا نام لے کر چمار کہا ہے اگر یہ دکھا دے تو میں اسماعیل کو کافر مرتد کہہ دوں گا۔ کیا آپ

نے میری یہ عبارت سنی تھی۔ میں نے عبارت یہ پڑھی تھی کہ تقویۃ الایمان والے یہ لکھتے ہیں کہ۔

ہر مخلوق خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔

کیا رسول پاک ﷺ ہر مخلوق میں داخل ہیں یا نہیں؟۔ یا تو یہ رسول پاک ﷺ کو مخلوق نہیں مانتے خالق مانتے ہیں اور اگر یہ مخلوق مانتے ہیں تو پھر ہر مخلوق خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس میں رسول پاک ﷺ داخل ہیں۔

دوسری بات کہ انہوں نے اپنی عبارت سے عدول کرتے ہوئے الالکوکبۃ الشہابیہ کی عبارت پیش کی ہے۔ اب مولانا احمد رضا اس کے کفر کے باوجود اس کو کافر نہیں کہتے تو وہ کافر ہوئے۔ لیکن آپ ایمان سے بتلائیے کہ ایک آدمی اگر کوئی گستاخی کرے گستاخی کرنے کے بعد کوئی آدمی یہ آکر کہے اس نے توبہ کرلی ہے تو کیا ہم اسے کافر کہیں گے؟۔ ہم کہیں گے کہ توبہ کی ہے یا نہیں۔ یہ الگ مسئلہ ہے لیکن یہ بات جو انہوں نے کہی ہے یہ کفر ہے، ہم کافر کہنے سے رک جائیں گے۔ لیکن ان کی بات کفر ضرور ہوگی۔ تو آج جو ان کی بات کی تاویل کرے گا وہ بہر حال ضرور کافر ہوگا۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے تقویۃ الایمان کے رد میں ایک کتاب لکھی جس میں لکھتے ہیں۔ لیکن ان کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے ان اقوال سے توبہ کرلی تھی اس لئے علمائے محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاط برتی۔ انہوں نے یہ توبہ کی یا نہیں یہ تو اللہ کو معلوم ہے لیکن جو ان کی عبارت کی تاویل کرتے ہیں وہ تو ان کی توبہ کے منکر ہیں۔ توبہ کی یا نہیں یہ الگ بات ہے لیکن ہم پر یہ لازم ہے کہ یہ کہیں کہ یہ بات کہنا کفر ہے۔ لیکن چونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ توبہ کرلی ہو اس نے اللہ کے سامنے جواب دینا ہے اس لئے احتیاطاً کافر نہیں کہتے۔ ہمارے جید عالم دین الباب الشدید علی مقامہ الحدید میں لکھتے ہیں مولوی اسماعیل دہلوی۔ کہ یہ اقوال یقیناً کفر ہیں اس میں کوئی شک نہیں مگر کافر ومرتد جب اپنے کفر سے توبہ کرلیتا ہے تو بعد توبہ اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ لیکن اس کا قول جو بات توبہ سے پہلے اس نے کہی تھی وہ بات تو کفر رہے گی۔

مولوی اسماعیل صاحب کی توبہ چونکہ مشہور ہوچکی تھی اگرچہ اس کا ثبوت اس درجہ نہیں کہ وہ موجب یقین ہو اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی یہ کمال احتیاط ہے کہ کہ اس صورت میں بھی اسماعیل کو کافر کہنے۔ مولانا گنگوہیؒ سے کسی نے کہا یہ بات مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل نے اپنی موت کے وقت بہت سے لوگوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی۔ کیا آپ نے یہ بات سنی یا محض افترا ہے؟۔ اس پر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے کہا کہ توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے افترا ہے اہل بدعت سے چونکہ ان کی توبہ مشہور ہوچکی تھی اس لئے ہم لوگ انہیں کافر نہیں کہتے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۸)

یہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب بھی ہمیں ان لوگوں سے بات کرنے کا موقع ملتا ہے تو یہ ادھر ادھر کی بات تو ضرور کریں گے لیکن جو اصل مذہب ہے اس کو پیش نہیں کریں گے۔ مولانا پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس قول کی تائید اللہ کے قرآن سے پیش کریں، اپنے اس قول کی تائید حدیث مصطفےٰ سے پیش کریں، اپنے اس قول کی تائید فقہ حنفی سے پیش کریں۔ مولانا نے کہا تھا اگر رسول اکرم ﷺ کا نام نکل آئے تو میں اسماعیل کو کافر کہوں گا۔ میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ ہر مخلوق خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی اس سے رسول پاک ﷺ کو نکالیں۔ اب جو اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم. وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین.

میرے دوستو اور بزرگو۔ مولانا نے آپ کے سامنے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتاب سے یہ

بیان کیا تھا کہ وہ گستاخ رسول ہے۔ میں نے آپ کے سامنے یہ عرض کیا کہ وہاں رسول اقدس ﷺ کا نام مبارک نہیں ہے۔ چنانچہ الحمدللہ آپ کے سامنے مولوی صاحب نے اقرار کرلیا کہ وہاں رسول پاک ﷺ کا اسم مبارک نہیں ہے۔ میں نے لفظ ہر مخلوق سے سمجھا ہے۔

مناظرہ میں اس طرح کا استدلال کیا جارہا ہے قرآن پاک میں آتا ہے کہ جب ایک آدمی کی ایک جگہ تعریف موجود ہو تو دوسرے عام عنوان میں وہ شامل نہیں ہوتا قرآن پاک میں یہ آیت

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿۹۸﴾

نازل ہوئی کہ بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو سارے جہنمی ہیں۔

تو ابوجہل نے اٹھ کر شور کیا کہ دیکھو عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں جیسے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نکالو اب رسول پاک ﷺ کو۔ ابوجہل کہتا تھا کہ نکالو اب عیسیٰ علیہ السلام کو معبودوں سے۔ نکالو عزیر علیہ السلام کو معبودوں سے۔

تو دیکھئے دعویٰ ان کا تھا کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ گستاخ رسول ہے۔ اس نے مان لیا کہ وہاں رسول پاک کا نام نہیں ہے۔ تو یہ ان کا بہت بڑا جھوٹ تھا جیسے میں نے بتایا کہ احمد رضا نے حرمین میں جا کر جھوٹ بولا۔ میں نے کہا تھا کہ اگر مولوی صاحب حسام الحرمین سے وہ عبارت دکھادیں تو میں جھوٹا ہوں گا ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ ساری دنیا وہاں توبہ کرنے جاتی ہے اور یہ فرقہ وہاں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا۔ جو فرقہ وہاں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہ آئے وہ یہاں سچ بول سکتا ہے؟۔

دوسرا انہوں نے یہ کہا کہ اسماعیل شہیدؒ نے توبہ کرلی تھی اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں

التائب من الذنب كمن لا ذنب له

جنہوں نے توبہ کرلی اب ان کے گناہوں کا ذکر بھی نہ کرنا چاہئے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ ان

کے نزدیک توبہ کر کے فوت ہوئے لیکن ان کے وصال کے بعد احمد رضا نے الکوکبۃ الشہابیہ لکھی اس میں لکھتا ہے کہ اس کے ۷۵ کفریات ہیں۔ اگر وہ توبہ کر کے فوت ہوئے تھے تو اس کے بعد رسالے کیوں لکھے گئے؟۔ حل شکوک الهند یہ لکھی اس میں لکھا کہ اس کے کفریات ہیں۔ اگر مولانا شاہ شہیدؒ کی کسی کتاب سے توبہ دکھادیں تو پھر احمد رضا کفر سے بچ سکتا ہے اور اگر یہ نہ دکھا سکیں تو اب یہ اس گستاخ رسول جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کا نام لے کر اسماعیل نے چمار کہا اور پھر اس کو کہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور کہتا ہے حاشاللہ۔ ہمارے نزدیک نبی کریم ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے۔

فان الاسلام يعلو ولا يعلىٰ

(تمہید ایمان ص ۴۲)

جب ہمارے علماء نے یہ اعتراض کیا کہ اگر شاہ شہیدؒ گستاخ تھے تو مولوی احمد رضا نے انہیں کافر کیوں نہیں کہا تو مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے اپنی طرف سے وجہ تراش لی کہ اسماعیل شہیدؒ نے توبہ کی تھی۔ انہوں نے حوالے اپنے مولویوں کے دیئے اور نام لیا حضرت گنگوہیؒ کا۔ حضرت گنگوہیؒ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ افترا ہے ان پر۔ تو جب تک مولوی سعید صاحب اسماعیل شہیدؒ کی کتاب سے آپ کو توبہ نامہ نہ پڑھ کر سنائیں اس وقت تک احمد رضا کفر سے نہیں بچ سکتا۔

شاہ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اقدس ﷺ کا فرمان پہنچا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے نزدیک سب لوگ مینگنیوں جیسے نہ ہوجائیں۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ پاک نے قرآن پاک حضور ﷺ پر نازل فرمایا ہے یا نہیں۔ حضور ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ اب مولوی صاحب الناس سے حضور ﷺ کو کیسے خارج کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں انسان کے متعلق آتا ہے

﴿اِنَّهُ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلاً﴾

کہ بے شک انسان ظالم اور جاہل ہے اسی طرح آتا ہے کہ انسان ظالم اور کافر ہے۔

اب میں دیکھوں گا کہ مولوی صاحب اللہ کے نبی ﷺ کو کس طرح خارج کریں گے۔ اب آیت۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

میں کیا عیسیٰ ؑ شامل تھے؟ نہیں شامل تھے۔ یہ ان کی غلط سوچ تھی ایک بیمار آدمی کی سوچ تھی۔ اسی طرح اس شخص کی سوچ بیمار ہے جو اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔

الحمدللہ آپ کے سامنے مولوی صاحب نے مان لیا کہ تقویۃ الایمان میں اللہ کے نبی ﷺ کا نام نہیں ہے۔ اور میں اپنی اسی بات پر قائم ہوں اگر یہ وہاں اللہ کے نبی ﷺ کا نام دکھادے میں اسی وقت اسماعیل دہلوی کو گستاخ رسول لکھ دوں گا اور اگر نہ دکھا سکے تو یہ احمد رضا کو کافر لکھ کر دیں گے۔ کیونکہ انہوں نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ اس نے گستاخ رسول کو کافر نہیں کہا اسی طرح احمد رضا نے حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی جو غلط عبارت پیش کی وہ بھی مولانا دکھائیں گے۔ تاکہ پتا چلے کہ یہ فرقہ حرمین شریفین میں جا کر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا یہاں ان کا کیا اعتبار ہے۔ ابھی آپ کے سامنے انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔

مولوی سعید اسد۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین. اما بعد.

آپ نے شرائط مناظرہ سنی تھیں کہ جو عبارت میں پیش کروں گا اس کی تائید مولانا قرآن سے دکھائیں گے، اسکی تائید حدیث مصطفےٰ سے دکھائیں گے، اس کی تائید فقہ حنفی سے دکھائیں گے۔ لیکن کیا انہوں نے کوئی آیت پڑھی کہ ہر مخلوق خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اللہ کی شان کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہے، حدیث پڑھی، فقہ کی عبارت پڑھی؟ جب مولوی اسماعیل نے یہ لکھا

کہ ہر مخلوق خواہ بڑی ہو یا چھوٹی تو حضور ﷺ کو کس کلمہ سے نکالا گیا۔

ہر مخلوق، لفظ ہر حصر کے لئے آتا ہے استغراق کے لئے آتا ہے۔ دیکھئے مولانا نے آیت پڑھی۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

کہ وہ بے شک بت جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنمی ہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ جو لوگ بتوں کی آیات انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں وہ برے لوگ ہیں۔

مولانا نے پھر وہی بات کہی کہ مولانا احمد رضا نے ان کے کفریات کے باوجود ان کو کافر نہیں کہا اس کی کیا وجہ ہے۔

جو عبارت میں نے آپ کے سامنے کہی تھی کہ اگر دس آدمی آپ کے پاس آکر کہیں کہ مولانا امین صاحب اپنی گستاخانہ عبارتوں سے توبہ کر گئے اور ان کی گستاخیاں ہمارے پاس موجود ہوں تو بتائیے ہم پر فرض کیا ہے۔ اگر توبہ کی تصدیق نہ ہو تو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ کے سپرد کر دیں گے۔ ہمیں علم نہیں ہے کہ توبہ کی ہے یا نہیں اس لئے ہم کافر کہنے سے رک جائیں گے۔ لیکن مولانا نے یہ کہا تھا۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب له

تو کیا اس ذنب کا ذکر بھی نہیں ہوگا۔ گناہ گار نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی، کافر نے اپنے کفر سے توبہ کر لی تو کیا اس کا کفر بیان کیا جائے گا یا نہیں کیا جائے گا؟ حضرت سیدنا عمر ؓ بعد میں ایمان لائے ان کا مقام بہت بلند ہے آپ ﷺ نے فرمایا عمر ؓ کی اتنی نیکیاں ہیں جتنی آسمان کے ستاروں کی تعداد ہے۔ لیکن یہ بتائیے کہ یہ پہلے کافر نہیں تھے؟ حضور ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نہیں آئے تھے؟۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کافر توبہ کرنا چاہے تو اگر تو اس کی توبہ یقینی ہو تو اس کو ایماندار کہا جاتا ہے۔ اگر اس کی توبہ کا ثبوت نہ ہو تو کفر کہا جاتا ہے اور اگر اس کی توبہ کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے تو اس کو کافر کہا جاتا ہے۔

میرے دوستو بزرگو! یہی معاملہ مولوی اسماعیل کا تھا اس کے کفریات جو ہیں وہ کفر ہیں ان کی بات کفر ہے وہی بات اگر مولوی امین صاحب کہیں گے تو وہ بھی کفر ہوگی لیکن اگر وہ توبہ کر گیا ہو اس کے متعلق مشہور ہو کہ وہ توبہ کر گیا تھا تو اس کے متعلق احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو کافر نہ کہا جائے۔

دوسرا آپ دل کھول کر باتیں کیجئے لیکن یہ اصول مناظرہ کے خلاف ہے جو باتیں آپ کا صدر طے کر چکا ہے آپ اس کے خلاف کیوں جاتے ہیں۔ آج تک دنیا میں کوئی دیوبندی مناظر ایسا نہیں پیدا ہوا جو عبارات پر صحیح طریقے سے بات کر سکتا ہو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم. وما ارسلنک الا رحمة اللعلمین.

مولانا نے آخر میں یہ فرمایا کہ آج تک دیوبندیوں میں کوئی ایسا مناظر پیدا نہیں ہوا جو عبارات پر ہم سے مناظرہ کر سکے۔ الحمدللہ مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے بریلی کے مدرسہ میں جا کر عبارات پر مناظرہ کیا ہے جو فتح بریلی کا دلکش نظارہ کے نام سے موجود ہے۔ علمائے دیوبند نے الحمدللہ بریلی میں جا کر فتح حاصل کی ہے۔ اور مولانا احمد رضا خان بریلوی نے مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ کا چیلنج ساری عمر قبول نہیں کیا۔ نہ مولوی احمد رضا کبھی اپنی عبارات پر مناظرہ کر سکا اور نہ اس کے ماننے والے کر سکتے ہیں۔

اب بات آپ کے سامنے واضح ہوگئی کہ جو بات مولانا نے تقویۃ الایمان کے بارے میں کہی تھی کہ اس میں اللہ کے نبی ﷺ کی گستاخی کی گئی ہے۔ لیکن اللہ کے نبی پاک ﷺ کا نام مبارک نہیں دکھا سکے۔ پھر میں نے کہا تھا کہ اگر اسماعیل دہلوی کی کتاب سے اس کا توبہ نامہ دکھا دیں۔ دیکھئے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ مولوی سعید صاحب اگر یہاں اللہ کے نبی کی شان میں گستاخیاں کریں تو ان کی توبہ کا طریقہ یہ ہوگا کہ یہیں توبہ کریں آپ کے سامنے پھر تو ان کی توبہ مانیں گے۔ یا ان کے جانے کے بعد کوئی ان کا مرید کہے کہ وہ میرے سامنے توبہ کر کے گئے ہیں تو یہ توبہ ہو جائے گی؟ نہیں ہوگی۔

دیکھئے مولوی احمد رضا یہ رسالے لکھنے کے بعد اب کفر سے نہیں بچ سکتا یہ شاہ اسماعیلؒ کی زندہ کرامت ہے اس لئے بے چارے ادھر ادھر ہاتھ مار رہے ہیں۔ توبہ کا بہانہ غلط تراش رہے ہیں۔ احمد رضا خان نے اپنی کتاب الکوکبۃ الشہابیہ لکھی، انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ پہلے

مسلمان تھے بعد میں ایمان لائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کے کتنے کفریہ الفاظ گنوائے تھے۔

مولانا عجیب بات کر رہے ہیں الکوکبۃ الشہابیہ میں مولانا احمد رضا نے ۷۵ گستاخیاں نقل کی ہیں جو ایک گستاخی بھی کرے وہ کافر ہے اور جو اسے کافر مرتد نہ کہے وہ بھی کافر مرتد ہوتا ہے یا نہیں؟۔ (ہوتا ہے) احمد رضا صاحب اس کو کافر نہ کہہ کر ایسے کافر اور مرتد ہیں کہ ازالۃ العار میں فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کا نکاح کسی انسان یا حیوان سے بھی جائز نہیں۔

مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ نے الکوکبۃ الزمانیہ لے کر مولانا احمد رضا صاحب کو بھیجی کہ مولانا دنیا میں کافر بھی رہتے ہیں وہ کفر پر رہ کر اپنی زندگی گذار لیتے ہیں۔ دنیا میں منافق بھی رہتے ہیں وہ نفاق پر اپنی زندگی گذار لیتے ہیں۔ لیکن دنیا کا کوئی انسان جس کا نکاح ہی ثابت نہ ہو اور زندگی گذارتا رہے۔ اپنی اولاد کا نسب ثابت نہ ہو اور زندگی گذارتا رہے۔ نہ کوئی کافر برداشت کر سکتا ہے نہ کوئی منافق برداشت کر سکتا ہے۔

سید مرتضی حسن چاند پوریؒ کی کتاب الکوکبۃ الزمانیہ میرے پاس ہے انہوں نے میرے پاس احمد رضا کے پاس بھیجی کہ تم اپنے فتویٰ کے مطابق اپنا نکاح صحیح ثابت کرو۔ مولوی احمد رضا ثابت نہیں کر سکا۔ دیکھئے قرآن پاک میں ایک آیت آتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿لقد نصر کم اللہ ببدر و انتم اذلة﴾

اللہ کے نبی اور ان کے صحابہ بدر میں تشریف لے گئے تھے یا نہیں؟۔ اللہ کے نبی ﷺ خود تشریف لے گئے تھے اور صحابہؓ بھی تشریف لے گئے تھے۔

﴿لقد نصر کم اللہ ببدر﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہاری مدد کی بدر میں اور تم اس وقت عاجز تھے یہ ترجمہ مولوی احمد رضا نے خود کیا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ذلیل کا لفظ عربی زبان میں عاجز اور بے سروسامان کے لئے آتا ہے خدا کی طرف سے جو کچھ مخلوق کو ملا ہے یا اس میں مخلوق کا کچھ اپنا بھی ہے؟۔ (سب کچھ خدا کی طرف سے ہے) خالق کے مقابلے میں ساری مخلوق بے سروسامان ہے یا نہیں؟ (ہے) یہ بات بطور نظیر کے میں عرض کر رہا ہوں ورنہ وہاں نبی کریم ﷺ کا نام ہرگز نہیں اور خواہ مخواہ ان لوگوں نے ثابت کیا ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ قرآن میں ہے کہ انسان ظالم اور کافر ہے۔ اب مولانا انسانوں

سے کس طرح نکالیں گے۔ ہمارے علماء نے یہ لکھا ہے اور ان کے مولوی بھی یہ مانتے ہیں کہ ایک عنوان اجمالی ہوتا ہے اور ایک تفصیلی ہوتا ہے۔ خدا ہر چیز کا خالق ہے یا نہیں؟۔ (ہے) اس میں کسی قسم کا کوئی شک تو نہیں ہے؟ (نہیں ہے) بندروں کا خالق ہے یا نہیں؟۔ ہمارے علماء نے یہ لکھا ہے کہ اگر بندروں اور خنزیروں کا خالق صاف طور پر کہا جائے تو یہ کفر ہے اللہ کی توہین ہے۔ حالانکہ بندر مخلوق میں شامل ہیں یا نہیں؟۔

مولانا وعظ کرتے ہیں میری بہنو، میری بیٹیو، میری ماؤ۔ اب اس تقریر میں مولانا کی بیوی بھی بیٹھ سکتی ہے یا نہیں؟۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ مولانا نے یہ تو کہا تھا میری ماؤ، میری بہنو، میری بیٹیو لیکن میری بیویو نہیں کہا تھا اس لئے جو بیوی سامنے بیٹھی ہے یا تو ماں میں شامل ہوگئی یا بیٹی میں شامل ہوگئی یا بہن میں شامل ہوگئی ہے۔ مولانا صاحب کا نکاح باقی نہیں رہا۔ ہر زبان میں ایسے عنوانات ہوتے ہیں جو اجمالی ہوتے ہیں۔ ان عنوانات میں یقینی طور پر کسی شخص کو شامل کرنا غلط طریقہ ہے۔

مولانا ابھی تک اس بات کا جواب نہیں دے سکے۔ یا تو مولانا اسماعیل شہیدؒ کی کتاب سے اس کا توبہ نامہ دکھا دیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ ان کی توبہ کے بعد احمد رضا نے ان کے کفریات پر جو یہ کتابیں لکھیں ہیں یہ قرآن وحدیث کی کس آیت پر عمل تھا۔ توبہ کرنے کے بعد ان کے کفریات پر کتابیں لکھنا۔ اور اگر یہ نہ دکھا سکیں تو یہ تقریر کریں کہ مولوی احمد رضا نے یہ کہہ کر کہ اسماعیل دہلوی نے اللہ کے نبی ﷺ کو ناکارہ کہا اللہ کے نبی ﷺ کو چمار کہا اللہ کے نبی ﷺ کو معاذ اللہ چوڑھا کہا۔ یہ لکھنے کے باوجود اس کو کافر نہیں کہتا اور خود مولوی احمد رضا کا فتویٰ ہے کہ جو ایسے شخص کو کافر نہ کہے وہ خود کافر اور مرتد ہے۔ کسی انسان اور حیوان کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہیں جو اسے مسلمان سمجھے وہ بھی اسی طرح ہے۔

اگر مولوی احمد سعید صاحب احمد رضا کو مسلمان کہتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ اسماعیل دہلوی کی کفریات پر اس کو کافر نہیں کہتا تو مولوی احمد رضا کا فتویٰ یہ ہے کہ جو ایسے کو مسلمان سمجھے وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔ اس کا نکاح جائز نہیں اس کی اولاد جائز نہیں۔ اب یہ پتا چلے گا کہ مولوی احمد رضا خان کا نکاح اور اس کا اسلام کس طرح ثابت ہوتا ہے۔ اس نے خدا کے ایک ولی کو اپنی طرف سے نبی اور رسول کا لفظ شامل کر کے گستاخ کہا۔ اللہ کے ولی کی یہ کرامت ہے کہ مولوی احمد رضا اپنی زندگی میں اپنے فتوؤں کی وجہ سے اپنا ایمان نہیں ثابت کر سکا۔

مولوی سعید اسد۔

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین.

میں سوچ رہا تھا کہ مولانا آگے بھی کوئی بات کریں گے یا وہی بات بار بار کریں گے۔ مولانا نے کہا تھا کہ وہاں رسول خدا ﷺ کا نام نہیں ہے۔ دیکھئے وہاں عبارت ہے کہ ہر مخلوق خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی اب دیکھیں یہ اردو کی عبارت ہے، عربی کی نہیں ہے، سنسکرت کی نہیں ہے، انگریزی کی نہیں ہے۔ کونسے کلمے کے ساتھ آپ نے حضور ﷺ کو خارج کیا۔ دیکھئے بڑی مخلوق کون ہے؟ مولانا کہہ رہے ہیں کہ نام نہیں آیا میں کہہ رہا ہوں کہ ہر مخلوق خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ پھر مولانا نے بیوی، بیٹی والی مثال دی کیا مولانا وہاں یہ کہیں گے کہ ہر عورت جو یہاں بیٹھی ہے وہ میری بہن ہے۔ کیا خدا کے بندے اور خدا کے ولی یہ بڑی مخلوق ہیں یا نہیں۔ اب اللہ کہتے ہیں۔

﴿ و للہ العزة ولرسوله وللمؤمنین ﴾

اور مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں بڑی مخلوق چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ بڑی مخلوق کون ہے۔ ہوسکتا ہے پہاڑ بڑی مخلوق ہوں اور مولانا چھوٹی یا ہاتھی بڑی مخلوق ہوں اور اور مولانا چھوٹی مخلوق ہوں۔ میں کہتا ہوں ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ اب میں وہ بات پیش کرتا ہوں جو تمام علمائے دیوبند کی مصدقہ ہے دوسرا معیار یہ ہوسکتا ہے کہ اردو میں جب یہ فقرے استعمال کئے جائیں تو اہل زبان اس کا کیا مفہوم سمجھتے ہیں۔

یہ کتاب ہے اس کے لکھنے والے ہیں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمدؒ مدنی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب، مولانا محمد یوسفؒ بنوری، مولانا رشید احمد صاحب، مولانا حکیم اختر صاحب، مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدیر بینات کراچی، انہوں نے مودودی صاحب کے خلاف یہ کتاب لکھی ہے کہ مودودی صاحب نے اپنی عبارتوں میں اللہ والوں کی شان میں توہین کی ہے۔ تو مودودی صاحب کہتے ہیں کہ ان کی عبارتوں میں توہین نہیں ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ توہین ہوگی یا نہیں ہوگی یہ اور معیار ہے اور دوسرا یہ ہوسکتا ہے کہ اردو میں جب یہ فقرے استعمال ہوتے ہیں تو اہل زبان ان کا کیا مطلب لیتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے یہ کہا کہ ہر مخلوق خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اللہ کی شان سے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اس بڑی مخلوق میں اللہ کے نبی ﷺ داخل نہیں ہیں۔ میرے دوستو اور بزرگو! مولانا نے کہا تھا کہ اگر حضور علیہ السلام کا نام نکل آئے تو میں کہوں گا کہ وہ کافر اور مرتد

ہے۔ میرے دوستو یہ گستاخی کوئی ایک جگہ تو نہیں ہے نام بھی موجود ہے۔

تقویۃ الایمان میں ہے کل انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ دیکھئے تو ان کی عبارت ہے۔ یہ ایسے کلمات انبیاء علیہم السلام کی شان میں کہتے رہتے ہیں دیکھئے میں دوسری عبارت پیش نہیں کر رہا بلکہ میں اپنی اس عبارت کی تائید میں پیش کر رہا ہوں۔ سب اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

یہ اپنی خود ساختہ توحید کے نشے میں انبیاء اور اولیا کی شان میں گستاخیاں کرتے رہتے ہیں ٹھیک ہے یہ بھی توحید ہے۔ لیکن ہماری توحید جبرائیلی توحید ہے، ہم اس توحید کو نہیں مانتے جس میں اللہ کے نبیوں اور ولیوں کی عزت نہ کی جائے۔

میرے دوستو اور بزرگو! میری توحید اور ہے اور ان کی توحید اور ہے، ہم خدا کو بھی مانتے ہیں اور جس جس کو خدا منواتا ہے اس کو بھی مانتے ہیں۔ میرے دوستو میں اس بات کو بند کروانا چاہتا ہوں اور آپ سے فیصلہ کروانا چاہتا ہوں کہ مولانا نے جو یہ کہا ہے کہ ہر مخلوق خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ مولانا نے خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے رسول پاک ﷺ کا نام لیا ہے کہ تقویۃ الایمان میں رسول پاک ﷺ کا نام ہے جناب یہ ٹیپ ہو رہا ہے میں نے یہی کہا ہے کہ ہر مخلوق خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی اور پھر بتایا تھا کہ بڑی مخلوق رسول پاک ﷺ ہیں۔ مولانا نے ایک آیت بھی پڑھی تھی

﴿ولقد نصر کم اللہ ببدر و انتم اذلۃ﴾

کہ خدا نے یہاں اذلہ کہا ہے اور جب ترجمہ کرنے لگے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب۔

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین. .

مولانا نے ابھی یہ فرمایا ہے کہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب اور باقی علمائے دیوبند نے لکھا ہے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ اردو عبارت جو ہے اس کا معنی اہل زبان نے کیا سمجھا ہے۔ حضرت شاہ شہیدؒ کی زندگی میں اہل زبان موجود تھے یا نہیں کسی اہل زبان نے ان الفاظ پر اعتراض کیا ہو۔ جس پر آج مولوی سعید صاحب اعتراض کر رہے ہیں۔ شاہ شہیدؒ کے زمانے کے علماء اہل زبان تھے۔ شاہ اسماعیل کی شہادت کے بعد مولوی احمد رضا نے یہ اعتراضات شروع کئے ہیں۔ اب یہ بتائیں کہ ان علماء نے جو خاموشی اختیار کی ہے اور ان گستاخیوں کو کفر نہیں کہا وہ سارے کے سارے علماء جنہوں نے شاہ شہید کو کافر نہیں کہا کیا وہ بھی کافر تھے؟

فتوحاتِ صفدر

جلد اول

مناظرِ اسلام وکیلِ احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

کے مباحثوں اور مناظروں کا جامع ترین مجموعہ

ترتیب، مراجعت، تخریج احادیث وحوالہ جات وحواشی

مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

مکتبہ امدادیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان Ph: 061-544965